

مجلد اول



مظہر لکھنؤ

سيرة سيدنا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



بَذْلُ الْقُوَّةِ فِي حَوَادِثِ سِنَى النَّبُوَّةِ

مؤلف

شیخ کبیر علی شہر حضرت مخدوم مولانا محمد شمس محمد صوفی رحمہ اللہ

المتولد ۱۱۰۳ھ المتوفی ۱۱۷۴ھ



مفتی محمد علی الدین نقشبندی



ناشر مظهر علم - کالائخطانی رَوڈ - شاہدہ لائو

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	بذل القوة فی حوادث سنی النبوة (عربی)
مؤلف	علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی (۱۱۰۳ھ تا ۱۱۷۴ھ)
طبع اول	۱۳۸۶ھ - ۱۹۶۶ء
ناشر (عربی)	سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد - پاکستان
ترجمہ اردو	سیرۃ سید الانبیاء ﷺ
مترجم	علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی
طبع اول	ربیع الاول ۱۴۲۱ھ - جون ۲۰۰۰ء
قیمت	۳۷۵/- روپے

مظہر علم کالا خطائی روڈ، شاہد رہ - لاہور

فہرست

۴۴

مقدمہ

الف - ۶۴

ترجمہ بذل القوۃ

۶۵

خطبہ

۶۶

حصہ اول

۶۷

باب

۶۷

فصل اول

۶۷

۱/ بعثت نبوی (۳۱ میلاد نبوی)

۶۷

(۱) بعثت نبوی

۶۹

(۲) سچے خواب

۶۹

(۳) درختوں اور پتھروں کا پیارے آقا ﷺ پر سلام عرض کرنا

۷۰

(۴) اُم المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اسلام لانا

۷۰

(۵) بنات النبی ﷺ کا ایمان لانا

۷۲

(۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

۷۲

(۷) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

۷۳

(۸) حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

۷۳

(۹) سابقین اولین صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد کا مشرف بہ ایمان ہونا

۷۳

(۱۰) مؤذن رسول حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول فرمانا

۷۳

(۱۱) حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

۷۳

(۱۲) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

۷۴

(۱۳) حضرت انیس بن جنادہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

۷۴

(۱۴) حضرت ابو قہیکہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

۷۴

(۱۵) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کا ایمان لانا

۷۴

(۱۶) حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول فرمانا

۷۴

(۱۷) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

۷۵

(۱۸) حضرت معب، حضرت عیاش، حضرت ارقم، حضرت عثمان، حضرت قدامہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کا

ایمان لانا

- ۷۵ (۱۹) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۷۵ (۲۰) حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۷۵ (۲۱) حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا
- ۷۵ (۲۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا
- ۷۵ (۲۳) حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت سعید اور حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۷۶ (۲۴) حضرت معقیب دوسی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۷۶ (۲۵) حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا
- ۷۶ (۲۶) حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۷۷ (۲۷) حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا
- ۷۷ (۲۸) حضرت عتبہ مازنی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۷۷ (۲۹) حضرت مقداد کندی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۷۸ (۳۰) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایمان قبول کرنا
- ۷۸ (۳۱) حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا
- ۷۸ (۳۲) حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا
- ۷۸ (۳۳) حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا
- ۷۹ (۳۴) حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا
- ۷۹ (۳۵) حضرت ام عبد رضی اللہ عنہا کا حلقہ بگوش اسلام ہونا
- ۷۹ (۳۶) شیاطین پر شہاب ثاقب اور ستاروں کی بارش
- ۷۹ (۳۷) سورہ اقرآ کی پہلی پانچ آیتوں کا نزول
- ۸۰ (۳۸) حضرت جبریل علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچنا۔
- ۸۱ (۳۹) وضو اور نماز کے طریقہ کی تلقین اور دو نمازوں کا فرض ہونا
- ۸۱ (۴۰) حضرت جبریل امین علیہ السلام کا اپنی اصلی شکل میں نازل ہونا
- ۸۲ (۴۱) سورہ مدثر کی پہلی پانچ آیات کا نزول
- ۸۲ (۴۲) حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ کو تسلی دینا
- ۸۲ (۴۳) حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لانا
- ۸۳ (۴۴) ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالیٰ کا سلام
- ۸۴ (۴۵) کچھ مدت تک وحی الہیہ کا منقطع رہنا

فصل دوم

۲/ بعثت نبوی (۴۲/ ولادت نبوی)

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ولادت

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

(۳) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار

(۴) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح

(۵) کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ولادت

فصل سوم

۳/ بعثت نبوی (۴۳/ ولادت نبوی)

۱- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی پیدائش

۲- حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کی ولادت

۳- اعلان نبوت کرنے کا حکم ربانی

۴- قرابت داروں اور خاندان کے افراد کو ڈرانے کا حکم

۵- سورہ لب کا نزول۔

فصل چہارم

۴/ بعثت نبوی (۴۴/ ولادت نبوی)

(۱) حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کی وفات

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت

(۳) ابو طالب کی نصرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فصل پنجم

۵/ بعثت نبوی (۴۵/ ولادت نبوی)

۱- حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

۲- حبشہ کی جانب پہلی ہجرت

۳- سورۃ النجم کی تلاوت پر اہل ایمان اور کفار سب کی سجدہ ریزی

۴- حبشہ کی جانب دوسری ہجرت

۵- حضرت خالد بن حزام رضی اللہ عنہ کا وصال اور ایک آیہ مبارکہ کا شان نزول

۶- بحالت سجدہ پشت نبوی پر اونٹ کی اوجھڑی

۷۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت

فصل ششم

۶/ بعثت نبوی (۳۶/ ولادت نبوی)

(۱) نبی کریم ﷺ کا دار ارقم میں سکونت پذیر ہونا

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

(۳) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

(۴) آیہ کریمہ یٰٰنٰیہَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ الخ کا نزول

(۵) پچھڑے کا نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

(۶) بکری کا جناب سرور عالم ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا

(۷) ”ضارث نامی بت کا حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

(۸) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنی ہمیشہ کے پاس آکر آیات قرآنیہ کی سماعت کرنا

(۹) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے لئے دعائے نبوی

(۱۰) ایمان قبول کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اشعار

(۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکہ معظمہ میں اظہار اسلام فرمانا

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا

(۱۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا ایمان لانا

(۱۴) حضرت یاس بن بکیر رضی اللہ عنہ کا مشرف بہ اسلام ہونا

فصل ہفتم

۷/ بعثت نبوی (۳۷/ ولادت نبوی)

۱۔ شعب ابی طالب میں محصور ہونا

فصل ہشتم

۸/ بعثت نبوی (۳۸/ میلاد نبوی)

(۱) غلبہ روم کی پیشین گوئی

(۲) غلبہ روم پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ابی بن خلف کے درمیان شرط

(۳) جنگ بعاث

(۴) معجزہ شق القمر

فصل نہم

۹/ بعثت نبوی (۴۹/ میلاد نبوی)

(۱) حضرت عبداللہ بن ثعلبہ کی ولادت

فصل دہم

۱۰/ بعثت نبوی (۵۰/ ولادت نبوی)

(۱) بنی ہاشم کا شعب سے نکلنا اور ظالمانہ معاہدہ کا خاتمہ

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ولادت

(۳) ابوطالب کی وفات

(۴) ابو طالب کے لئے مغفرت کی طلب سے نبی پاک ﷺ کو ممانعت:

(۵) ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک

(۶) ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

(۷) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

(۸) سفر طائف

(۹) اَھْمُ یَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّکَ۔ الایہ کا نزول

(۱۰) پہاڑوں پر مقرر فرشتہ کا دربار نبوی میں حاضر ہونا

(۱۱) جنات کا قبول اسلام

(۱۲) دعائے طائف

فصل یازدہم

۱۱/ بعثت نبوی (۵۱/ میلاد نبوی) کے واقعات

(۱) پہلی بیعت عقبہ

فصل دوازدہم

۱۲/ بعثت نبوی (۵۲/ میلاد نبوی) کے واقعات

(۱) معراج نبوی

(۲) شق صدر اقدس

(۳) براق پر سواری

(۴) بیت المقدس میں داخلہ

(۵) امامت انبیائے کرام علیہم السلام

(۶) عالم بالا کی سیر

- ۱۲۸ (۷) آسمانوں پر انبیائے کرام علیہم السلام کا استقبال
- ۱۲۹ (۸) سدرۃ المنتہیٰ کا معائنہ فرمانا
- ۱۲۹ (۹) انہار اربعہ کا ملاحظہ فرمانا:
- ۱۲۹ (۱۰) سدرہ پر سونے کے رنگ برنگے پروانوں کا مشاہدہ فرمانا
- ۱۲۹ (۱۱) بیت المعمور کا مشاہدہ فرمانا
- ۱۲۹ (۱۲) جنت اور دوزخ کا ملاحظہ فرمانا
- ۱۲۹ (۱۳) دودھ نوش فرمانا
- ۱۲۹ (۱۴) فرضیت نماز
- ۱۳۰ (۱۵) دیدار الہی اور رب تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی
- ۱۳۰ (۱۶) نماز کا تشہد
- ۱۳۱ (۱۷) بیت المقدس کو اٹھا کر آپ ﷺ کی نظروں کے سامنے لایا جانا
- ۱۳۱ (۱۸) تجارتی قافلہ کے احوال بیان فرمانا
- ۱۳۲ (۱۹) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۱۳۲ (۲۰) بیعت عقبہ ثانیہ
- ۱۳۳ (۲۱) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ روانگی
- ۱۳۳ (۲۲) حضرت محمد بن مسلمہ بن خالد رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا
- ۱۳۳ (۲۳) حضرت عباد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۱۳۵ (۲۴) حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کی ہجرت مدینہ
- ۱۳۶ فصل سیزدھم

۱۳ / بعثت نبوی (۵۳ / میلاد نبوی) کے واقعات

- ۱۳۶ (۱) بیعت عقبہ ثالثہ
- ۱۳۹ (۲) اہل مدینہ پر بارہ نقیبوں (سرداروں) کا تقرر
- ۱۳۹ (۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۱۳۹ (۴) حضرت ابو بردہ ہانی بن نيار رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۱۴۰ (۵) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۱۴۰ (۶) حضرت سعید بن عاص بن سعید رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۱۴۲

حصہ دوم

باب اول

فصل اول

۲/۵ کے غزوات

(۱) غزوہ ابواء یا غزوہ وڈان

(۲) غزوہ بواط

(۳) غزوہ بدرِ اُولیٰ

(۴) غزوہ العشیرہ

(۵) غزوہ بدر

(۶) ابو جہل کا قتل ہونا

(۷) غزوہ بنی سلیم یا غزوہ قرقرۃ الکدر

(۸) غزوہ السویق

فصل دوم

۳/۳ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ غطفان

(۲) غزوہ فرع

(۳) غزوہ بنی قینقاع

(۴) غزوہ اُحد

(۵) غزوہ حمراء الاسد

فصل سوم

۴/۳ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ بنی نضیر

(۲) غزوہ بدر الموعد

فصل چہارم

۵/۵ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ دومتہ الجندل

(۲) غزوہ بنی معطلق

(۳) غزوہ خندق

۱۴۳

۱۴۶

۱۴۶

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۰

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۳

۱۵۳

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۸

۱۵۸

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۰

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۶

۱۶۶

۱۶۶

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۹

۱۶۹

۱۶۹

۱۶۹

۱۶۹

۱۷۱

۱۷۱

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۲

۱۷۴

۱۷۴

۱۷۴

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۷

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۱

(۳) غزوہ بنی قریظہ

فصل پنجم

۶ / ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ بنی لحيان

(۲) غزوہ حدیبیہ

(۳) غزوہ ذی قرد

فصل ششم

۷ / ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ خیبر

(۲) غزوہ وادی القری

(۳) غزوہ ذات الرقاع

فصل ہفتم

۸ / ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ فتح مکہ

(۲) غزوہ حنین

(۳) غزوہ طائف

فصل ہشتم

۹ / ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ تبوک

دو سرا باب

فصل اول

۲ / ہجری کے سرایا

(۱) سریہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

(۲) سریہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ

(۳) سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

(۴) سریہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

(۵) سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۱۸۲	(۶) سریہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ
۱۸۳	(۷) بعث حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ
۱۸۳	(۸) بعث حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ
۱۸۵	فصل دوم
۱۸۵	۳/ ہجری کے سرایا
۱۸۵	(۱) سریہ حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ
۱۸۵	(۲) بعث حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ
۱۸۶	(۳) سریہ رجب
۱۸۸	فصل سوم
۱۸۸	۴/ ہجری کے سرایا
۱۸۸	(۱) سریہ حضرت منذر بن عمرو صاعدی رضی اللہ عنہ
۱۹۰	فصل چہارم
۱۹۰	۵/ ہجری کے سرایا
۱۹۰	(۱) سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۱۹۰	(۲) سریہ حضرت بلال بن مالک مزی رضی اللہ عنہ
۱۹۱	فصل پنجم
۱۹۱	۶/ ہجری کے سرایا
۱۹۱	(۱) سریہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
۱۹۲	(۲) سریہ حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ
۱۹۲	(۳) سریہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
۱۹۳	(۴) سریہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ
۱۹۴	(۵) سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۱۹۴	(۶) سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۱۹۵	(۷) سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۱۹۵	(۸) سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۱۹۵	(۹) سریہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۱۹۶	(۱۰) سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۱۹۶

(۱۱) سریہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

۱۹۶

(۱۲) سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

۱۹۷

(۱۳) سریہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

۱۹۷

(۱۴) سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۱۹۷

(۱۵) سریہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ

۱۹۸

(۱۶) سریہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

۱۹۸

(۱۷) سریہ حضرت کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ

۱۹۹

(۱۸) بعثت حضرت عمرو بن أمیہ ضمری رضی اللہ عنہ

۲۰۱

فصل ششم

۲۰۱

۷ / ہجری کے سرایا

۲۰۱

(۱) سریہ حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ

۲۰۲

(۲) سریہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

۲۰۲

(۳) سریہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

۲۰۲

(۴) سریہ حضرت بشیر بن سعید رضی اللہ عنہ

۲۰۳

(۵) سریہ حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۲۰۳

(۶) سریہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ

۲۰۴

(۷) سریہ حضرت اخرم بن ابی العوجاء رضی اللہ عنہ

۲۰۵

فصل ہفتم

۲۰۵

۸ / ہجری کے سرایا

۲۰۵

(۱) سریہ غالب بن عبداللہ لیشی رضی اللہ عنہ

۲۰۵

(۲) سریہ حضرت غالب بن عبداللہ لیشی رضی اللہ عنہ

۲۰۶

(۳) سریہ حضرت شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ

۲۰۶

(۴) سریہ کعب بن عمیر غفاری رضی اللہ عنہ

۲۰۶

(۵) سریہ موتہ

۲۰۸

(۶) سریہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

۲۰۹

(۷) سریہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

۲۱۰

(۸) سریہ حضرت عمرو بن مرہ حبشی رضی اللہ عنہ

- ۲۱۰ (۹) سریہ ابو قتادہ بن حارث رضی اللہ عنہ
- ۲۱۱ (۱۰) سریہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ
- ۲۱۱ (۱۱) سریہ حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
- ۲۱۱ (۱۲) سریہ سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ
- ۲۱۲ (۱۳) سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
- ۲۱۲ (۱۴) سریہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
- ۲۱۲ (۱۵) سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
- ۲۱۳ (۱۶) سریہ حضرت ابو عامر عبید بن سلیم رضی اللہ عنہ
- ۲۱۳ (۱۷) سریہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ
- ۲۱۴ (۱۸) سریہ حضرت قیس بن اسد رضی اللہ عنہ
- ۲۱۴ (۱۹) سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

فصل ہشتم

۹/ ہجری کے سرایا

- ۲۱۶ (۱) سریہ حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ
- ۲۱۶ (۲) سریہ حضرت عبداللہ بن عوفہ رضی اللہ عنہ
- ۲۱۶ (۳) سریہ قطبہ بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ
- ۲۱۷ (۴) سریہ حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ
- ۲۱۷ (۵) سریہ حضرت علقمہ بن مجز مدنی رضی اللہ عنہ
- ۲۱۸ (۶) سریہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم
- ۲۱۹ (۷) سریہ حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ
- ۲۱۹ (۸) سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
- ۲۲۰ (۹) سریہ حضرت ابو سفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما
- ۲۲۰ (۱۰) بعثت حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما

فصل نہم

۱۰/ ہجری کے سرایا

- ۲۲۲ (۱) بعثت حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما
- ۲۲۲ (۲) سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

۲۲۲

(۳) سریہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

۲۲۳

(۴) سریہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

۲۲۴

(۵) سریہ بجانب حضرت رعیہ رضی اللہ عنہ

۲۲۴

(۶) سریہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ

۲۲۵

فصل دہم

۲۲۵

۱۱ / ہجری کے سرایا

۲۲۵

(۱) سریہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلي رضی اللہ عنہ

۲۲۶

(۲) سریہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ

۲۲۶

(۳) سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

۲۲۶

(۴) سریہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

۲۲۹

باب سوم

۲۲۹

فصل اول

۲۲۹

۱ / ہجری کے واقعات

۲۲۹

(۱) مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ اسلام

۲۳۰

(۲) ہجرت نبوی

۲۳۰

(۳) آغاز ہجرت پر دعائے نبوی

۲۳۱

(۴) مکہ معظمہ سے روانگی، غار میں قیام اور مدینہ طیبہ میں داخلہ

۲۳۳

(۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں زاد راہ کی تیاری

۲۳۳

(۶) غار ثور میں اقامت

۲۳۳

(۷) غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا

۲۳۳

(۸) کبوتروں کا غار کے دہانے میں انڈے دینا

۲۳۴

(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر سانپ کا ڈسنا

۲۳۵

(۱۰) حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند کا ایمان لانا

۲۳۵

(۱۱) حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کی لاغر بکری کا کثرت سے دودھ دینا

۲۳۵

(۱۲) حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے پاؤں کا زمین میں دھنس جانا

۲۳۶

(۱۳) حضرت بریدہ بن حبیب اسلمی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

۲۳۷

(۱۴) قباء میں قیام اور مسجد کی تعمیر

- (۱۵) نماز جمعہ کی ادائیگی
۲۳۸ خطبہ جمعہ
۲۳۸
(۱۶) قبائے روانگی اور مدینہ منورہ میں داخلہ
۲۴۱
(۱۷) مدینہ منورہ میں عدیم المثال استقبال نبوی
۲۴۲
(۱۸) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اعزاز
۲۴۳
(۱۹) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام مبارک
۲۴۳
(۲۰) حجرات مبارکہ کی تعمیر
۲۴۴
(۲۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت
۲۴۴
(۲۲) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی تکلیف کا ٹھیک ہونا
۲۴۴
(۲۳) ہجری تقویم کا آغاز
۲۴۵
(۲۴) اہل بیت کرام کی ہجرت
۲۴۵
(۲۵) مسجد نبوی کی تعمیر
۲۴۶
(۲۶) صفہ کی تعمیر
۲۴۶
(۲۷) اذان و اقامت کی ابتداء
۲۴۶
(۲۸) بھیڑیے کا گلہ بان سے کلام کرنا
۲۴۷
(۲۹) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات
۲۴۸
(۳۰) حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا وصال
۲۴۸
(۳۱) تین مشرکین کی موت
۲۴۸
(۳۲) حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کی ولادت
۲۴۸
(۳۳) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت
۲۴۹
(۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں باریابی
۲۵۰
(۳۵) فرضیت زکوٰۃ
۲۵۰
(۳۶) کاشانہ نبوی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی
۲۵۰
(۳۷) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اہل خانہ اور پھوپھی سمیت ایمان لانا
۲۵۱
(۳۸) حضرت عمرو بن عبسہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
۲۵۱
(۳۹) حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
۲۵۱
(۴۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
۲۵۲

۲۵۳	(۴۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
۲۵۳	(۴۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے نبوی
۲۵۴	(۴۳) دعائے نبوی سے مدینہ طیبہ سے وباء اور بخار کا خاتمہ
۲۵۴	(۴۴) حضرت عبدالرحمن بن حارث رضی اللہ عنہ کی ولادت
۲۵۵	(۴۵) نماز کا چار رکعتی ہونا
۲۵۵	(۴۶) زیاد بن ابوسفیان کی پیدائش
۲۵۶	(۴۷) مختار ثقفی کی پیدائش
۲۵۷	فصل ثانی
۲۵۷	۲/ ہجری کے واقعات
۲۵۷	(۱) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال
۲۵۸	(۲) اسلام میں اولین تیر اندازی
۲۵۸	(۳) تحویل قبلہ
۲۵۹	(۴) عاشورے کے دن کا روزہ
۲۵۹	(۵) یوم عاشورہ کے روزے کا اہتمام
۲۶۰	(۶) رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت
۲۶۰	(۷) بارگاہ نبوی میں درود و سلام پیش کرنے کا حکم
۲۶۰	(۸) دوران نماز سلام و کلام کی ممانعت
۲۶۱	(۹) صدقہ فطر کا حکم
۲۶۱	(۱۰) نماز عیدین کا حکم
۲۶۱	(۱۱) عید الفطر سے ایک یا دو دن قبل خطبہ نبوی
۲۶۱	(۱۲) اسلام کی اولین عید الفطر کی ادائیگی
۲۶۲	(۱۳) اولین عید الاضحیٰ
۲۶۲	(۱۴) قربانی کا حکم
۲۶۲	(۱۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی
۲۶۲	(۱۶) مطعم بن عدی کی موت
۲۶۲	(۱۷) حضرت ابو رافع کا ایمان قبول فرمانا
۲۶۳	(۱۸) امیہ بن ابی صلت کی موت

- ۲۶۳ (۱۹) حبشہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری
- ۲۶۳ (۲۰) مشرکین سے قتال کی اجازت
- ۲۶۵ (۲۱) اسلام میں اولین مال غنیمت
- ۲۶۶ (۲۲) سریہ عبداللہ بن حبش رضی اللہ عنہ پر کفار کی طعنہ زنی کا جواب
- ۲۶۶ (۲۳) مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کا اولین مقتول
- ۲۶۶ (۲۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں کفار کے اولین قیدی
- ۲۶۷ (۲۵) اسلام کے اولین پہ سالار
- ۲۶۷ (۲۶) سریہ حضرت عبداللہ بن حبش رضی اللہ عنہ کے شرکاء کا اعزاز
- ۲۶۷ (۲۷) غزوہ بدر
- ۲۶۸ (۲۸) بارگاہ نبوی میں زرہ کا ہدیہ
- ۲۶۸ (۲۹) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جانثارانہ جذبات
- ۲۷۰ (۳۰) حضرت عائکہ رضی اللہ عنہا کا خواب
- ۲۷۰ (۳۱) فتح و نصرت کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں
- ۲۷۱ (۳۲) کفار کی جانب کنکریوں کی ایک مٹھی پھینکنا
- ۲۷۲ (۳۳) کفار کی مدد کے لئے شیطان کا اپنے لشکر سمیت آنا اور بھاگ جانا
- ۲۷۲ (۳۴) نزول ملائکہ
- ۲۷۳ (۳۵) حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا تلوار بن جانا
- ۲۷۳ (۳۶) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا تلوار میں تبدیل ہو جانا
- ۲۷۴ (۳۷) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ کا ٹھیک ہو جانا
- ۲۷۴ (۳۸) حضرت معوذ بن عفرہ رضی اللہ عنہ کے کئے ہوئے بازو کا ٹھیک ہونا
- ۲۷۵ (۳۹) رومیوں کے غلبہ سے مسلمانوں کا خوشی منانا
- ۲۷۵ (۴۰) حضرت عبداللہ بن سہیل رضی اللہ عنہ کا لشکر کفار سے نکل کر مسلمانوں کے لشکر میں آنا
- ۲۷۵ (۴۱) خوش بخت پوتہ باپ اور دادا جنہوں نے بدر میں شرکت فرمائی
- ۲۷۶ (۴۲) عاص بن سعید کا قتل ہونا
- ۲۷۶ (۴۳) ابوسائب کا قتل ہونا
- ۲۷۶ (۴۴) مالک بن عبید اللہ کا جہنم رسید ہونا
- ۲۷۶ (۴۵) عمرو بن عبداللہ اور حذیفہ بن ابی حذیفہ کا مقتول ہونا

- ۲۷۶ (۳۶) حضرت حبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ٹھیک ہونا
- ۲۷۷ (۳۷) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگنا اور اس کا ٹھیک ہونا
- ۲۷۷ (۳۸) مال غنیمت کی حلت
- ۲۷۷ (۳۹) ذوالفقار
- ۲۷۷ (۵۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت سائب رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۲۷۸ (۵۱) حضرت حبیب بن اساف رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا۔
- ۲۷۹ (۵۲) غزوہ بدر میں شریک ہونے والے سات بھائی
- ۲۸۱ (۵۳) حضرت ابو عمارہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بدر میں شرکت
- ۲۸۱ (۵۴) حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۲۸۱ (۵۵) حضرت حارثہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۲۸۲ (۵۶) مشرکوں کے مقتولین کے مقامات قتل کی نشاندہی
- ۲۸۲ (۵۷) حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۲۸۳ (۵۸) شہدائے بدر
- ۲۸۵ (۵۹) آیہ کریمہ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ كَانَزُول
- ۲۸۵ (۶۰) طالب بن ابی طالب کی گمشدگی
- ۲۸۶ (۶۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۲۸۷ (۶۲) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۲۸۷ (۶۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے ”ابو تراب“ کنیت
- ۲۸۸ (۶۴) حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول فرمانا
- ۲۸۸ (۶۵) حضرت خنیس بن حذافہ بن قیس رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۲۸۹ (۶۶) غزوہ بدر کے بعد نماز شکرانہ
- ۲۸۹ (۶۷) قیدیوں کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آراء
- ۲۸۹ (۶۸) فدیہ کی وصولی کے بارے میں آیہ کریمہ کا نزول
- ۲۸۹ (۶۹) حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۲۹۰ (۷۰) غزوہ بدر میں مبارزت
- ۲۹۰ (۷۱) مبارزین کے بارے میں آیات کریمہ کا نزول
- ۲۹۰ (۷۲) ابو جہل کا قتل ہونا

- ۲۹۱ (۷۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ابو جہل کے سر کو قلم کرنا
- ۲۹۱ (۷۴) مشرکوں میں سے چند مقتولین کے نام
- ۲۹۱ (۷۵) چند مشرک قیدیوں کے نام
- ۲۹۲ (۷۶) نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کا قتل ہونا
- ۲۹۳ (۷۷) ابولہب کی موت
- ۲۹۳ (۷۸) حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۲۹۴ (۷۹) میدان بدر میں مقتول کفار سے خطاب نبوی
- ۲۹۴ (۸۰) معجزہ نبوی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۲۹۵ (۸۱) معجزہ نبوی اور حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا
- ۲۹۶ (۸۲) حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح
- ۲۹۶ (۸۳) حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی رخصتی
- ۲۹۷ (۸۴) حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۲۹۷ (۸۵) مروان بن حکم کی پیدائش
- ۲۹۷ (۸۶) حضرت شقران رضی اللہ عنہ کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آنا
- ۲۹۷ (۸۷) حضرت سائب بن یزید کندی رضی اللہ عنہ کی ولادت

فصل سوم

۳/ ہجری کے واقعات

- ۲۹۸ (۱) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ام المومنین بننا:
- ۲۹۹ (۲) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح
- ۳۰۰ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۳۰۰ (۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح
- ۳۰۱ (۵) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۳۰۱ (۶) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا شکم مادر میں تشریف فرما ہونا
- ۳۰۱ (۷) حرمت شراب
- ۳۰۲ (۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے کتاب سیکھنے کا حکم
- ۳۰۳ (۹) نماز خوف
- ۳۰۴ (۱۰) غزوہ احد

- ۳۰۴ (۱۱) ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۰۴ (۱۲) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۰۵ (۱۳) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے ”اسد اللہ و رسولہ“ کا خطاب
- ۳۰۵ (۱۴) حضرت معصب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن حنشل رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۰۵ (۱۵) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حنشل رضی اللہ عنہ کو ایک قبر میں دفن کرنا
- ۳۰۶ (۱۶) حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۰۶ (۱۷) غزوہ احد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا
- ۳۰۷ (۱۸) میت پر رونے، پیٹنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت
- ۳۰۸ (۱۹) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر کا مثلہ
- ۳۰۹ (۲۰) مشرک عورتوں کے ڈھول کی تھاپ پر گانے
- ۳۰۹ (۲۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا
- ۳۱۰ (۲۲) مشرک شاعر ابو عزمہ عمرو بن عبداللہ کا خاتمہ
- ۳۱۱ (۲۳) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دو زر ہیں زیب تن فرمانا
- ۳۱۲ (۲۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا اعزاز
- ۳۱۲ (۲۵) معجزہ نبوی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ کا ٹھیک ہو جانا
- ۳۱۳ (۲۶) معجزہ نبوی حضرت عبداللہ بن حنشل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں لکڑی کا تلوار بن جانا
- ۳۱۳ (۲۷) معجزہ نبوی ----- کمان کی تانت کا لہبا ہو جانا
- ۳۱۳ (۲۸) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک کا ٹوٹنا
- ۳۱۳ (۲۹) چہرہ اقدس پر زخم
- ۳۱۵ (۳۰) معجزہ نبوی ----- دعا کی قبولیت
- ۳۱۵ (۳۱) معجزہ نبوی ----- قبولیت دعا
- ۳۱۶ (۳۲) معجزہ نبوی ----- مدد کے لئے فرشتوں کا نزول
- ۳۱۶ (۳۳) حضرت ثابت، حضرت عمرو، حضرت اوس اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۱۷ (۳۴) حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۱۸ (۳۵) کفار کا جہنم رسید ہونا
- ۳۱۸ (۳۶) ابی بن خلف کا جہنم رسید ہونا
- ۳۱۹ (۳۷) ابو عامر راہب اور طلحہ بن ابی طلحہ کا واصل جہنم ہونا

- ۳۲۰ (۳۸) چار مشرک بھائیوں کا قتل ہونا
- ۳۲۰ (۳۹) شریح بن قارظہ کا مارا جانا
- ۳۲۰ (۴۰) سباع بن عبدالعزیٰ کا جہنم رسید ہونا
- ۳۲۱ (۴۱) ارطاة بن شرمیل کا واصل جہنم ہونا
- ۳۲۱ (۴۲) حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۲۲ (۴۳) حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۲۲ (۴۴) امام زہری رضی اللہ عنہ کے دادا کی غزوہ احد میں شرکت
- ۳۲۲ (۴۵) حضرت مخیرق رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۲۳ (۴۶) حضرت ابو حبیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۲۳ (۴۷) حضرت عبید بن تیمان رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۲۴ (۴۸) حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۲۴ (۴۹) حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۲۵ (۵۰) شہادت حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ
- ۳۲۵ (۵۱) غزوہ احد کے متعلق آیات قرآنیہ کا نزول
- ۳۲۶ (۵۲) حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۳۲۶ (۵۳) حضرت ام سلیطہ رضی اللہ عنہا کا مشرف بہ ایمان ہونا
- ۳۲۶ (۵۴) بنی قینقاع کی بد عہدی
- ۳۲۷ (۵۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نزول آیات
- ۳۲۸ (۵۶) یہود بنی قینقاع کے بارے میں آیات مبارکہ کا نزول
- ۳۲۸ (۵۷) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۳۲۸ (۵۸) حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۲۹ (۵۹) معتب بن قشیر منافق کے متعلق آیت مبارکہ کا نزول
- ۳۲۹ (۶۰) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا زخمی ہونا
- ۳۳۰ (۶۱) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۳۰ (۶۲) حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۳۳۰ (۶۳) دارالندوہ میں کفار کا جنگ احد کے لئے صلاح و مشورہ
- ۳۳۱ (۶۴) حضرت یمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

- ۳۳۱ (۶۵) شہدائے احد کی نماز جنازہ
- ۳۳۲ (۶۶) حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور تدفین
- ۳۳۳ (۶۷) ابوسفیان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھنا
- ۳۳۴ (۶۸) شہدائے احد کی شان میں نزول آیات کریمہ
- ۳۳۴ (۶۹) شہدائے احد کی شان ارفع میں کلام الہی کا مزید نزول
- ۳۳۴ (۷۰) مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے آیات قرانیہ کا نزول
- ۳۳۵ (۷۱) غزوہ حمراء الاسد
- ۳۳۶ (۷۲) حمراء الاسد کی مہم کے لئے مسلمانوں کو کفار کے خوفزدہ کرنے کے لئے حیلے اور مسلمانوں کا جواب
- ۳۳۶ (۷۳) حمراء الاسد کی مہم کے دو کافر قیدی اور ان کا انجام
- ۳۳۸ فصل چہارم
- ۳۳۸ ۴ / ہجری کے واقعات
- ۳۳۸ (۱) سورہ الحشر کا نزول
- ۳۴۰ (۲) بنی نضیر کے درختوں کو جلا دینا
- ۳۴۰ (۳) بنی نضیر کی جلا وطنی
- ۳۴۱ (۴) غزوہ بنی نضیر کا مال فے
- ۳۴۱ (۵) منافقین کی یہودیوں کے ساتھ دوستی
- ۳۴۲ (۶) شراب کی حرمت
- ۳۴۲ (۷) حرمت شراب کی آیات مبارکہ
- ۳۴۳ (۸) شراب کی تحریم پر ایک وہم کا دفعیہ
- ۳۴۳ (۹) صلوٰۃ خوف کا حکم
- ۳۴۴ (۱۰) یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کرنا
- ۳۴۴ (۱۱) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت
- ۳۴۴ (۱۲) ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک
- ۳۴۴ (۱۳) حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۳۴۵ (۱۴) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح
- ۳۴۵ (۱۵) حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۳۴۶ (۱۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا وصال

(۱۷) وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ الْخُ كَاشَانِ نزول

۳۴۶

(۱۸) بیر معونہ کا سر یہ

۳۴۶

(۱۹) بعض شہدائے بیر معونہ

۳۴۷

(۲۰) قنوت نازلہ

۳۴۷

(۲۱) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت

۳۴۸

(۲۲) شہادت سے قبل حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی نماز

۳۴۸

(۲۳) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھانا

۳۴۸

(۲۴) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کی مدینہ منورہ آمد

۳۴۹

(۲۵) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی شان میں آیہ مبارکہ کا نزول

۳۴۹

(۲۶) حضرت عبدالرحمن بن زید رضی اللہ عنہ کی ولادت

۳۵۰

(۲۷) نماز قصر کا حکم

۳۵۰

(۲۸) نماز قصر کے بارے میں آیہ مبارکہ کا نزول

۳۵۰

(۲۹) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کی کتاب پڑھنے کے متعلق ارشاد نبوی

۳۵۰

(۳۰) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح

۳۵۰

(۳۱) پردے کا حکم

۳۵۱

فصل پنجم

۳۵۲

۵/ ہجری کے واقعات

۳۵۲

(۱) حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کا حرم نبوی میں داخل ہونا

۳۵۲

(۲) حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح

۳۵۳

(۳) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا خواب

۳۵۳

(۴) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا ایمان لانا

۳۵۳

(۵) مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کی کھدائی

۳۵۳

(۶) خندق کی کھدائی کے دوران معجزہ نبوی

۳۵۳

(۷) دوران خندق نبی کریم ﷺ کا شعر پڑھنا

۳۵۳

(۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے دعائے نبوی اور ان کی جانثاری کا عہد

۳۵۳

(۹) نبی کریم ﷺ کا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار دہرانا

۳۵۵

(۱۰) معجزہ نبوی ---- طعام میں برکت

۳۵۵

- ۳۵۶ (۱۱) معجزہ نبوی ---- کھانے میں برکت
- ۳۵۶ (۱۲) معجزہ نبوی ---- طعام میں برکت
- ۳۵۷ (۱۳) حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی شجاعت
- ۳۵۸ (۱۴) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا اعزاز
- ۳۵۸ (۱۵) غزوہ خندق کے دوران منافقین کی شرارتیں
- ۳۵۹ (۱۶) حضرت ثعلبہ بن عثمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۵۹ (۱۷) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۵۹ (۱۸) غزوہ احزاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا
- ۳۶۰ (۱۹) حضرت سعد بن جبہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے نبوی
- ۳۶۰ (۲۰) جنگ میں مصروفیت کے باعث نماز کی قضا
- ۳۶۱ (۲۱) کفار کی ہزیمت
- ۳۶۱ (۲۲) کفار پر شدید سرد ہوا کا مسلط ہونا
- ۳۶۱ (۲۳) حضرت خالد بن سید رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۳۶۲ (۲۴) حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ
- ۳۶۳ (۲۵) بنی قریظہ کے بارے میں آیہ مبارکہ کا نزول
- ۳۶۳ (۲۶) قبیلہ بنی مزنیہ کی آمد
- ۳۶۳ (۲۷) حضرت ضام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری
- ۳۶۵ (۲۸) وفد عبدالقیس کی حاضری
- ۳۶۶ (۲۹) وفد مزنیہ کی آمد
- ۳۶۶ (۳۰) گھوڑے سے گرنے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم اور داہنی جانب پر خراشیں
- ۳۶۷ (۳۱) معجزہ نبوی ---- وفد عبدالقیس کی آمد کی پیشگی خبر
- ۳۶۷ (۳۲) گھڑ دوڑ
- ۳۶۷ (۳۳) مدینہ منورہ میں زلزلہ
- ۳۶۷ (۳۴) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات
- ۳۶۸ (۳۵) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال
- ۳۶۸ (۳۶) حضرت ام سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہا کا انتقال
- ۳۶۹ (۳۷) چاند گرہن

- ۳۶۹ (۳۸) قریش کا گرفتار مصیبت ہونا
- ۳۶۹ (۳۹) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۷۰ (۴۰) غزوہ بنی معطلق
- ۳۷۰ (۴۱) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی گمشدگی
- ۳۷۰ (۴۲) واقعہ اٹک
- ۳۷۰ (۴۳) واقعہ اٹک سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت
- ۳۷۲ (۴۴) تیمم کا حکم
- ۳۷۲ (۴۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہ
- ۳۷۳ (۴۶) بہتان تراشوں پر حد قذف
- ۳۷۳ (۴۷) عزل کے بارے میں ارشاد نبوی
- ۳۷۴ (۴۸) عبد اللہ بن ابی منافق کی ریشہ دوانیاں
- ۳۷۶ فصل ششم
- ۳۷۶ ۶/ ہجری کے واقعات
- ۳۷۶ (۱) نماز استسقاء
- ۳۷۶ (۲) نزول باران میں ستاروں کو حقیقی مؤثر جاننے والا کافر ہے
- ۳۷۷ (۳) میس کی جانب فوج کشی
- ۳۷۸ (۴) حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۷۸ (۵) ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کا قتل اور معجزہ نبویہ
- ۳۷۹ (۶) معجزہ نبوی
- ۳۷۹ (۷) صلح حدیبیہ
- ۳۸۰ (۸) احرام نبوی اور کفار کی جانب سے رکاوٹ
- ۳۸۰ (۹) حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کا بارگاہ نبوی میں حاضر ہونا
- ۳۸۱ (۱۰) حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کا بارگاہ نبوی میں آنا
- ۳۸۲ (۱۱) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۳۸۲ (۱۲) حضرت خراش بن امیہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۸۲ (۱۳) آٹھ بھائیوں کا ایمان لانا
- ۳۸۳ (۱۴) حضرت خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

- ۳۸۳ (۱۵) حضرت ایماء بن رافع رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۸۳ (۱۶) حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا
- ۳۸۳ (۱۷) حضرت رفاعہ بن زید رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا
- ۳۸۳ (۱۸) غزوہ ذی قرد میں نماز خوف
- ۳۸۳ (۱۹) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا رجز
- ۳۸۳ (۲۰) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے ارشاد نبوی
- ۳۸۳ (۲۱) گھوڑے سے گر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خراشیں آنا
- ۳۸۵ (۲۲) انگشتی مبارک بنوانا
- ۳۸۵ (۲۳) بادشاہوں کے نام دعوتی مکتوب
- ۳۸۶ (۲۴) حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا
- ۳۸۶ (۲۵) نجاشی کا جوابی مکتوب
- ۳۸۶ (۲۶) نجاشی کے چچا زاد بھائی حضرت ذو مخبر حبشی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۸۷ (۲۷) ابو سفیان ہرقل کے دربار میں
- ۳۸۷ (۲۸) بحرین کے بادشاہ حضرت منذر بن ساوی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۸۷ (۲۹) عمان کے دو حکمرانوں کا قبول اسلام
- ۳۸۸ (۳۰) سورہ فتح کا نزول
- ۳۸۸ (۳۱) فرضیت حج
- ۳۸۸ (۳۲) اَتِمُّوَالْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ الخ کا نزول
- ۳۸۸ (۳۳) سورج گرہن
- ۳۸۸ (۳۴) حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کا ظہار
- ۳۸۹ (۳۵) آیت ظہار کا نزول
- ۳۸۹ (۳۶) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حضرت جیلہ بنت عامر رضی اللہ عنہا سے نکاح
- ۳۸۹ (۳۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وقف
- ۳۹۰ (۳۸) ہجرت کرنے والی عورتوں کے حق میں آیات کریمہ کا نزول
- ۳۹۱ (۳۹) سورۃ الفتح کے نزول پر مسرت
- ۳۹۱ (۴۰) سورہ الفتح کی عظمت
- ۳۹۲ (۴۱) گھوڑوں کی دوڑ

- ۳۹۲ (۴۲) اونٹوں کی دوڑ
- ۳۹۲ (۴۳) گھوڑ دوڑ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی جیت
- ۳۹۲ (۴۴) ام المومنین حضرت صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کا انتقال
- ۳۹۳ (۴۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو
- ۳۹۳ (۴۶) سورہ الفلق اور سورہ الناس کا نزول
- ۳۹۴ (۴۷) حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۳۹۴ (۴۸) حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا عمرہ
- ۳۹۴ (۴۹) حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے قریش کی رسد پر پابندی
- ۳۹۵ (۵۰) اہل مکہ کے قحط کے بارے میں نزول آیات
- ۳۹۵ (۵۱) بھیڑیے کی گفتگو
- ۳۹۵ (۵۲) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا
- ۳۹۵ (۵۳) فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى اِلْحَ كَانِ زَوَّلِ
- ۳۹۶ (۵۴) والدہ ماجدہ، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کی زیارت
- ۳۹۶ (۵۵) صلوٰۃ خوف
- ۳۹۷ (۵۶) گور خر کا شکار
- ۳۹۷ (۵۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گور خر کا گوشت تناول فرماتا
- ۳۹۷ (۵۸) زندہ گور خر کا ہدیہ واپس فرما دینا
- ۳۹۸ (۵۹) بیعت رضوان
- ۳۹۸ (۶۰) معجزہ نبوی-----پانی کا کثیر ہو جانا
- ۳۹۹ (۶۱) معجزہ نبوی-----کثرت آب
- ۳۹۹ (۶۲) دس سال تک صلح کا معاہدہ
- ۳۹۹ (۶۳) سورہ فتح کا نزول اور اس کے مشمولات
- ۴۰۰ (۶۴) عربین کی جانب مہم
- ۴۰۰ (۶۵) حضرت یسار رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مثلہ
- ۴۰۰ (۶۶) عربین کے متعلق قرآنی احکام
- ۴۰۱ (۶۷) عربین کا انجام
- ۴۰۱ (۶۸) دومتہ الجندل کی جانب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی مہم

فصل ہفتم

۷ / ہجری کے واقعات

- ۴۰۲ (۱) غزوہ خیبر
- ۴۰۲ (۲) غزوہ ذات الرقاع
- ۴۰۲ (۳) بکری کا زہر آلود گوشت تناول فرماتا
- ۴۰۳ (۴) حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۴۰۳ (۵) سفر خیبر میں حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدی خوانی
- ۴۰۴ (۶) حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا
- ۴۰۵ (۷) حضرت جہم بن صلت رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۰۵ (۸) معجزہ نبوی ----- زخم کافی الفور ٹھیک ہونا
- ۴۰۵ (۹) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے واپسی
- ۴۰۵ (۱۰) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نبوی
- ۴۰۶ (۱۱) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح
- ۴۰۶ (۱۲) نکاح کی برکت سے قیدیوں کی آزادی
- ۴۰۶ (۱۳) قبیلہ دوس کی آمد
- ۴۰۷ (۱۴) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نبوی
- ۴۰۸ (۱۵) عمرہ قضا
- ۴۰۹ (۱۶) ہدی کے جانوروں کے نگہبان
- ۴۰۹ (۱۷) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی رجز خوانی
- ۴۱۰ (۱۸) طواف میں رمل کا حکم
- ۴۱۰ (۱۹) اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ
- ۴۱۰ (۲۰) خانہ کعبہ میں داخل نہ ہونے کی وجہ
- ۴۱۰ (۲۱) امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرماتا
- ۴۱۱ (۲۲) غسان کے بادشاہ کی جانب مکتوب نبوی
- ۴۱۲ (۲۳) مصر کے حکمران مقوقس کی طرف سے بارگاہ نبوی میں تحائف
- ۴۱۲ (۲۴) مدغم رضی اللہ عنہ کا جان بحق ہونا
- ۴۱۲ (۲۵) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

- ۴۱۳ (۲۶) ارشاد نبوی أَصْبَحَ النَّاسُ بَيْنَ مُؤْمِنٍ بِاللهِ كَافِرٍ بِالْكَوَاكِبِ الخ
- ۴۱۳ (۲۷) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے سپرد فرماتا
- ۴۱۳ (۲۸) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا تحائف سمیت مقوقس کے ہاں سے بارگاہ نبوی میں پہنچنا
- ۴۱۳ (۲۹) متعہ کی حرمت
- ۴۱۴ (۳۰) غزوہ خیبر میں طرفین کا جانی نقصان
- ۴۱۴ (۳۱) خانگی گدھوں کے گوشت کی حرمت
- ۴۱۵ (۳۲) کچا پیاز اور لسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت
- ۴۱۵ (۳۳) کینچلی والے درندے اور پنچے سے شکار کرنے والے پرندے کی حرمت
- ۴۱۵ (۳۴) استبراء کے بغیر لونڈیوں سے وطی کی ممانعت
- ۴۱۵ (۳۵) تقسیم سے قبل مال غنیمت فروخت کرنے کی ممانعت
- ۴۱۵ (۳۶) مال غنیمت میں چوری کی سزا
- ۴۱۶ (۳۷) معجزہ نبوی ----- نفاق کا اظہار
- ۴۱۶ (۳۸) ارشاد نبوی ----- ”اللہ تعالیٰ فاجر آدمی سے اس دین کی تائید کمرہا دیتا ہے“
- ۴۱۶ (۳۹) معجزہ نبوی ----- گوشت میں برکت
- ۴۱۷ (۴۰) تقسیم غنیمت
- ۴۱۷ (۴۱) کھیتوں اور باغات کی بٹائی سے یہود خیبر کا حصہ
- ۴۱۷ (۴۲) معجزہ نبوی ----- ادائے امانت کا غیبی سامان
- ۴۱۸ (۴۳) معجزہ نبوی ----- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا تندرست ہونا
- ۴۱۸ (۴۴) خیبر میں داخلہ کے وقت دعائے نبوی
- ۴۱۸ (۴۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اعزاز
- ۴۱۹ (۴۶) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خاندانی اعزاز
- ۴۱۹ (۴۷) کنانہ بن ربیع کا قتل
- ۴۲۰ (۴۸) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب
- ۴۲۰ (۴۹) خیبر کے یہودی سرداروں کا مارا جانا
- ۴۲۰ (۵۰) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور مرحب کا مقابلہ
- ۴۲۱ (۵۱) جامع کلمہ ----- ارشاد نبوی
- ۴۲۱ (۵۲) سریہ حضرت غالب بن عبد اللہ لیشی رضی اللہ عنہ

(۵۳) معجزہ نبوی ---- ردِ تمس

(۵۴) لیلۃ التعریس

(۵۵) احد سے محبت اور مدنی حرم

(۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

(۵۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

(۵۸) معجزہ نبوی ---- پاگل کا ٹھیک ہو جانا

(۵۹) معجزہ نبوی ---- تین انڈوں سے پورا لشکر سیر ہو گیا

(۶۰) معجزہ نبوی ---- درختوں کا حکم بجالانا

(۶۱) معجزہ نبوی ---- ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ وا

(۶۲) معجزہ نبوی ---- لشکر کی خوراک کا غیبی سامان

(۶۳) رحمت باری تعالیٰ کے متعلق ارشادِ نبوی

(۶۴) حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کا تلاوت قرآن مجید سے شغف

(۶۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملے کرنے والے کا ایمان قبول کرنا

(۶۶) اُدْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هُمْ اِلٰحْ كَاشَانِ نزول

(۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

(۶۸) معجزہ نبوی ---- مرل اونٹ کا قوی ہو جانا

(۶۹) سخاوت نبوی

(۷۰) اصرار کے مقام پر گائے کو ذبح کرنا

(۷۱) خواب نبوی کا سچ ہو جانا

(۷۲) بادشاہوں کی جانب اپیل

(۷۳) مکتوب نبوی کی توہین پر شاہ ایران کو سزا

فصل ہشتم

۸ / ہجری کے واقعات

(۱) منبر نبوی

(۲) ستون کا فراق نبوی میں چلا کر رونا

(۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت

(۴) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا عقیقہ

- (۵) ولادت کی خوشخبری دینے والی کو انعام
- ۴۳۱
- (۶) سرکارِ دو عالم ﷺ کی کنیت ”ابو ابراہیم“
- ۴۳۱
- (۷) لخت جگر رسول ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال
- ۴۳۲
- (۸) غسل دینے والی کو نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک
- ۴۳۲
- (۹) جنگ موتہ کے علم برداروں کی شہادت
- ۴۳۳
- (۱۰) معجزہ نبوی --- مدینہ منورہ میں موتہ کے شہداء کے ناموں کا اعلان
- ۴۳۳
- (۱۱) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی جنت میں پرواز کی خبر
- ۴۳۳
- (۱۲) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے وصال پر ماتم سے ممانعت
- ۴۳۳
- (۱۳) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کا خطاب
- ۴۳۴
- (۱۴) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ”طیار“ کا خطاب
- ۴۳۴
- (۱۵) حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۳۴
- (۱۶) ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ کی وصولی
- ۴۳۴
- (۱۷) ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا اپنی باری سے دست بردار ہونا
- ۴۳۵
- (۱۸) حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۳۵
- (۱۹) فاطمہ بنت ضحاک سے نکاح اور علیحدگی
- ۴۳۵
- (۲۰) ملیکہ بنت کعب سے نکاح اور علیحدگی
- ۴۳۶
- (۲۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اِلْحَ كَاشَانِ نَزُولِ
- ۴۳۶
- (۲۲) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا مشرف
- ۴۳۷
- با ایمان ہونا
- (۲۳) مکہ مکرمہ سے ہجرت کی فرضیت کا نسخ
- ۴۳۸
- (۲۴) قبیلہ صداء کی آمد
- ۴۳۸
- (۲۵) حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۳۸
- (۲۶) بازار کے بھاؤ مقرر کرنے سے نبی کریم ﷺ کا اجتناب فرمانا
- ۴۳۹
- (۲۷) حضرت سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۴۴۰
- (۲۸) ایران کے بادشاہ کا قتل اور عورت کا حکمران بننا
- ۴۴۰
- (۲۹) غسان کے حکمران کی وفات
- ۴۴۰
- (۳۰) رئیس یمامہ کا انتقال
- ۴۴۱

- ۴۴۱ (۳۱) فتح مکہ
- ۴۴۱ (۳۲) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا کفار مکہ کو خط
- ۴۴۲ (۳۳) معجزہ نبوی ﷺ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کی اطلاع
- ۴۴۲ (۳۴) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیات کا نزول
- ۴۴۳ (۳۵) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی معافی اور اہل بدر کی فضیلت
- ۴۴۴ (۳۶) حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۴۴ (۳۷) بحالت سفر روزہ نہ رکھنے کی اجازت
- ۴۴۵ (۳۸) روزہ کے افطار کا وقت
- ۴۴۶ (۳۹) سفر میں روزہ کے باعث تکلیف کی صورت میں روزہ کی ناپسندیدگی
- ۴۴۶ (۴۰) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ہجرت
- ۴۴۷ (۴۱) حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۴۴۸ (۴۲) حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی دربار رسالت میں معذرت
- ۴۴۹ (۴۳) حضرت عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۵۰ (۴۴) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضرت حکیم بن حزم رضی اللہ عنہ اور حضرت بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۴۵۱ (۴۵) اہل مکہ کو امان عام
- ۴۵۱ (۴۶) گردن زدنی افراد
- ۴۵۵ (۴۷) فاتحانہ شان سے مکہ معظمہ میں داخلہ
- ۴۵۵ (۴۸) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستے کی کفار سے جنگ
- ۴۵۶ (۴۹) نبی کریم ﷺ کی قیام گاہ
- ۴۵۶ (۵۰) معجزہ نبوی۔ اشارہ سے بت شکنی
- ۴۵۷ (۵۱) کعبہ شریفہ میں داخلہ
- ۴۵۸ (۵۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ناموں پر فرضی بت
- ۴۵۸ (۵۳) گھروں میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑنے کا حکم
- ۴۵۸ (۵۴) بت شکنی کے لئے مہمات کی روانگی
- ۴۵۸ (۵۵) کعبہ اللہ کی چھت پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان
- ۴۵۹ (۵۶) خطبہ نبوی

- ۴۵۹ (۵۷) حضور نبی کریم ﷺ کا طواف
- ۴۵۹ (۵۸) کلید کعبہ، نبی پاک ﷺ کے دست اقدس میں
- ۴۶۱ (۵۹) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کلید کعبہ دوبارہ عطا ہونا
- ۴۶۱ (۶۰) کعبہ معظمہ کے کلید بردار، حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا قبول ایمان
- ۴۶۲ (۶۱) حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۶۲ (۶۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بیت اللہ کے کلید بردار
- ۴۶۲ (۶۳) حضرت جیسی بن جاریہ رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۶۲ (۶۴) حرم کعبہ کی علامات اور حدود کی تجدید
- ۴۶۳ (۶۵) فتح مکہ کے سفر میں ہمراہ امہات المومنین
- ۴۶۳ (۶۶) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا قبول ایمان
- ۴۶۴ (۶۷) حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۶۴ (۶۸) حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کا دائرہ ایمان میں داخلہ
- ۴۶۴ (۶۹) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۴۶۴ (۷۰) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بیٹوں اور بیوی کا قبول ایمان
- ۴۶۵ (۷۱) حضرت ابو ودامہ حارث بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۶۵ (۷۲) حضرت مطلب بن ابی ودامہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۶۵ (۷۳) حضرت ابو جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۶۶ (۷۴) حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۶۶ (۷۵) حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۶۷ (۷۶) حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۴۶۷ (۷۷) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا
- ۴۶۷ (۷۸) حضرت ابوالسائل بن علبک رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۶۷ (۷۹) حضرت عامر بن کرز رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۶۸ (۸۰) حضرت رکانہ بن عبدیزید رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش ایمان ہونا
- ۴۶۸ (۸۱) حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۶۹ (۸۲) حضرت سہل بن عمرو قریشی عامری رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۶۹ (۸۳) حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

- ۴۶۹ (۸۴) حضرت حکیم بن حزن رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۷۰ (۸۵) حضرت حزن بن ابی وہب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۷۰ (۸۶) حضرت مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۷۰ (۸۷) حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۷۱ (۸۸) حضرت عبدالرحمن بن سرہ رضی اللہ عنہ کا دائرہ اسلام میں آنا
- ۴۷۱ (۸۹) حضرت عبدالرحمن بن عوام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۷۱ (۹۰) حضرت عبد بن ابی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۷۱ (۹۱) حکم بن ابی العاص کا قبول ایمان
- ۴۷۲ (۹۲) حضرت ابویہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۷۲ (۹۳) حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا
- ۴۷۲ (۹۴) اَلْوَلَدُ لِلْفَرَّاشِ وَلِلْعَاہِرِ الْحَجَرُ
- ۴۷۳ (۹۵) حضرت خرم بن فاتک رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا
- ۴۷۳ (۹۶) حضرت ایمن بن خرم رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۷۴ (۹۷) حضرت ابو واقد لہشی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۷۴ (۹۸) حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۷۴ (۹۹) حضرت عبد اللہ بن زبیری رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول فرمانا
- ۴۷۵ (۱۰۰) حضرت عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۴۷۵ (۱۰۱) حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۷۵ (۱۰۲) حضرت خویطب بن عبد العزی رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۷۵ (۱۰۳) حضرت خالد بن اسید رضی اللہ عنہ کا دائرہ اسلام میں داخل ہونا
- ۴۷۶ (۱۰۴) حضرت ام حکیم بنت حارث رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا
- ۴۷۶ (۱۰۵) حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا
- ۴۷۷ (۱۰۶) حضرت ہبار بن اسود رضی اللہ عنہ اور حضرت بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۴۷۷ (۱۰۷) حضرت سین بن فرقہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۷۸ (۱۰۸) حضرت عبد اللہ بن شخی رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۷۸ (۱۰۹) حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۷۸ (۱۱۰) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا قبول ایمان

- ۴۷۹ (۱۱۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۷۹ (۱۱۲) حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۴۸۰ (۱۱۳) حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا
- ۴۸۰ (۱۱۴) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر غسل نبوی
- ۴۸۰ (۱۱۵) دو افراد کو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا امان دینا
- ۴۸۱ (۱۱۶) عبد اللہ بن خطل کا جہنم رسید ہونا
- ۴۸۲ (۱۱۷) ابولہب کے دو بیٹوں اور بیٹی کا ایمان لانا
- ۴۸۲ (۱۱۸) شراب، خنزیر اور مردار وغیرہ کی خرید و فروخت کی حرمت
- ۴۸۳ (۱۱۹) فتح مکہ کے دوران نبی پاک ﷺ کا مکہ مکرمہ میں قیام
- ۴۸۳ (۱۲۰) جزیرۃ العرب کا شرک کی نجاست سے پاک ہونا
- ۴۸۳ (۱۲۱) ابلیس کی چیخ و پکار
- ۴۸۳ (۱۲۲) فاطمہ بنت اسود مخزومیہ کی چوری
- ۴۸۳ (۱۲۳) فتح مکہ پر انصار کی فکر مندی اور نبی پاک ﷺ کی دل جوئی
- ۴۸۳ (۱۲۴) حضرت عاصم بن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۴۸۵ (۱۲۵) حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۴۸۵ (۱۲۶) حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی امارت مکہ مکرمہ
- ۴۸۵ (۱۲۷) حنین کی طرف نبی کریم ﷺ کی روانگی
- ۴۸۶ (۱۲۸) ایک نو مسلم صحابی کی سادہ لوحی اور نبی پاک ﷺ کا جواب
- ۴۸۶ (۱۲۹) غزوہ حنین میں مسلمانوں کا فخر اور اس کی پاداش
- ۴۸۷ (۱۳۰) معجزہ نبوی ---- مٹھی بھر کنکر تمام کفار کی آنکھوں میں
- ۴۸۸ (۱۳۱) غزوہ حنین میں رجز نبوی
- ۴۸۸ (۱۳۲) غزوہ حنین میں فرشتوں کا نزول
- ۴۸۸ (۱۳۳) اعلان نبوی ---- مقتول کافر کا سامان قاتل کو ملے گا
- ۴۸۸ (۱۳۴) حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ کو مقتول کافر کا سامان عطا ہونا
- ۴۸۹ (۱۳۵) حضرت زید بن سہل رضی اللہ عنہ کو بیس مقتول کفار کا سامان ملنا
- ۴۸۹ (۱۳۶) غزوہ حنین کا مال غنیمت
- ۴۸۹ (۱۳۷) لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ كَاشَانَ نَزُولِ

- ۴۹۰ (۱۳۸) عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی ممانعت
- ۴۹۰ (۱۳۹) غزوہ حنین کے شہداء
- ۴۹۱ (۱۴۰) حضرت ابو لحم غفاری رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۴۹۱ (۱۴۱) کفار کے مقتولین
- ۴۹۲ (۱۴۲) وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ کا شانِ نزول
- ۴۹۲ (۱۴۳) عزل کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سوال
- ۴۹۲ (۱۴۴) حضرت عائذ اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت
- ۴۹۳ (۱۴۵) ابو رغال کی قبر اور اس میں مدفون سونا
- ۴۹۳ (۱۴۶) طائف کے غلاموں کی آزادی
- ۴۹۴ (۱۴۷) مذکورہ بالا غلاموں کا ایمان لانا
- ۴۹۴ (۱۴۸) حضرت ثابت بن جذع رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۴۹۴ (۱۴۹) منجنيق کا استعمال
- ۴۹۵ (۱۵۰) حضرت عبد اللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے ایک بھڑے کی گفتگو
- ۴۹۵ (۱۵۱) حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۴۹۶ (۱۵۲) مسلمان عورتوں کو بھڑوں سے پردہ کا حکم
- ۴۹۶ (۱۵۳) حضرت عبد اللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۴۹۶ (۱۵۴) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی
- ۴۹۷ (۱۵۵) حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۴۹۷ (۱۵۶) غسانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حصولِ برکت
- ۴۹۷ (۱۵۷) خوارج کے جدِ اعلیٰ کی گستاخی
- ۴۹۸ (۱۵۸) مؤذن رسول حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۴۹۸ (۱۵۹) انصارِ مدینہ کی دل جوئی
- ۴۹۹ (۱۶۰) جعرانہ میں قیام
- ۴۹۹ (۱۶۱) وفد ہوازن کی آمد
- ۴۹۹ (۱۶۲) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا --- بارگاہِ نبوی میں
- ۵۰۰ (۱۶۳) حضرت زہیر بن صرد رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونا
- ۵۰۱ (۱۶۴) ہوازن کے تمام قیدیوں کی رہائی

- ۵۰۱ (۱۶۵) حالت احرام میں خوشبو کے استعمال کی ممانعت
- ۵۰۲ (۱۶۶) حضرت یعلیٰ بن امیہ کا کیفیت وحی کا مشاہدہ کرنا
- ۵۰۲ (۱۶۷) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۵۰۳ (۱۶۸) منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- ۵۰۳ (۱۶۹) منبر کی تیاری
- ۵۰۳ (۱۷۰) ہجر رسول میں ستون کا رونا چلانا
- ۵۰۳ (۱۷۱) حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان
- ۵۰۴ (۱۷۲) حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایمان اور شہادت
- ۵۰۵ (۱۷۳) حضرت منذر بن ساوی رضی اللہ عنہ حاکم بحرین کی جانب مکتوب نبوی
- ۵۰۵ (۱۷۴) سورج گرہن
- ۵۰۵ (۱۷۵) جعرانہ سے عمرہ نبوی
- ۵۰۵ (۱۷۶) جعرانہ سے مدینہ منورہ روانگی
- ۵۰۶ (۱۷۷) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اجتہاد سے تیمم فرمانا
- ۵۰۶ (۱۷۸) حضرت ابوہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
- ۵۰۶ (۱۷۹) حضرت سعید بن حرث رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۵۰۷ (۱۸۰) حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فصل نہم

۹/ ہجری کے واقعات

- ۵۰۸ (۱) عاتلین صدقات کی تقرری
- ۵۰۸ (۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اِلَیْکَ کَاشَانَ نَزُولِ
- ۵۰۹ (۳) اِنَّ الَّذِیْنَ یُغْضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ اِلَیْکَ کَاشَانَ نَزُولِ
- ۵۰۹ (۴) حضرت نجاشی شاہ حبشہ رضی اللہ عنہ کی وفات
- ۵۱۱ (۵) وفد عبد القیس کی باریابی
- ۵۱۲ (۶) وفد کا سال
- ۵۱۲ (۷) وفد بنی عذرہ
- ۵۱۳ (۸) وفد بنو تمیم
- ۵۱۳ (۹) بنو مرہ کا وفد

- ۵۱۴ (۱۰) وفد بنو فزارہ
- ۵۱۴ (۱۱) معجزہ نبوی---- نزول ابر رحمت
- ۵۱۴ (۱۲) وفد معجیب
- ۵۱۵ (۱۳) بنو اسد بن خزیمہ کا وفد
- ۵۱۶ (۱۴) وفد بنی کلاب
- ۵۱۶ (۱۵) وفد بلی
- ۵۱۶ (۱۶) وفد نخع
- ۵۱۷ (۱۷) دارمین کا وفد
- ۵۱۷ (۱۸) حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بارگاہ نبوی میں حاضر ہونا
- ۵۱۸ (۱۹) قبیلہ ثقیف کی آمد
- ۵۱۹ (۲۰) یمن سے وفد بہراء کی آمد
- ۵۱۹ (۲۱) وفد بنی بکاء
- ۵۱۹ (۲۲) وفد طے
- ۵۲۰ (۲۳) وفد حمیر
- ۵۲۰ (۲۴) بنو سعد حدیم کا وفد
- ۵۲۰ (۲۵) ایلاء
- ۵۲۱ (۲۶) جسم اقدس پر خراشیں آنا
- ۵۲۲ (۲۷) سورہ التحریم کی ابتدائی پانچ آیات کا نزول
- ۵۲۳ (۲۸) آیات نخبیر کا نزول
- ۵۲۳ (۲۹) زانیہ کا رجم
- ۵۲۳ (۳۰) حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری
- ۵۲۳ (۳۱) مسلمانوں کو سامانِ حرب پہنچنے سے ممانعت
- ۵۲۳ (۳۲) صحابہ کی تعلیم کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام کی بارگاہ نبوی میں آمد
- ۵۲۵ (۳۳) معجزہ نبوی---- دعائے مبارک سے بارانِ رحمت کا نزول
- ۵۲۶ (۳۴) حضرت تمیم بن اوس رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۵۲۶ (۳۵) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِّنَبَاٍ لِّمَنْ كُنْتُمْ تَقُوْنَ فَاصْبِرُوْا لِحُكْمِ رَبِّكُمْ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ رِجَالٌ مُّخَبِّرُوْنَ
- ۵۲۷ (۳۶) گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں

- ۵۲۸ (۳۷) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا وفد سمیت حاضر خدمت ہونا
- ۵۲۸ (۳۸) فرضیت حج
- ۵۲۸ (۳۹) مسجد ضرار کو گرانا
- ۵۲۸ (۴۰) وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا لِّخَلْفِكُمْ لِيُتُخَذَ لَكُمْ نَازِلًا
- ۵۲۹ (۴۱) حضرت ذی الجحادین رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۵۳۰ (۴۲) رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی موت
- ۵۳۰ (۴۳) لَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّتَّ أَبَدًا لِّخَلْفِكُمْ لِيُتُخَذَ لَكُمْ نَازِلًا
- ۵۳۱ (۴۴) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق آیات مبارکہ کا نزول
- ۵۳۱ (۴۵) رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے مہربانی کی حکمت
- ۵۳۲ (۴۶) لعان کا واقعہ اور اس بارے میں آیہ کریمہ کا نزول
- ۵۳۳ (۴۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حج کے لئے روانگی
- ۵۳۳ (۴۸) سورہ برآۃ کی تبلیغ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی
- ۵۳۴ (۴۹) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَآ الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ لِّخَلْفِكُمْ لِيُتُخَذَ لَكُمْ نَازِلًا
- ۵۳۵ (۵۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال
- ۵۳۵ (۵۱) حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا آپ کی قبر میں اترنا
- ۵۳۶ (۵۲) حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۵۳۶ (۵۳) غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کی تعداد
- ۵۳۷ (۵۴) غزوہ تبوک کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایثار
- ۵۳۸ (۵۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیش قدر اعانت
- ۵۳۸ (۵۶) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا حال
- ۵۳۹ (۵۷) منافقین کے اس مہم سے کئی کترانے کے بہانے
- ۵۴۰ (۵۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منافقین کی ہرزہ سرائی
- ۵۴۱ (۵۹) حضرت واثلہ بن اسقع لیشی رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۵۴۱ (۶۰) جد بن قیس کے متعلق آیہ مبارکہ کا نزول
- ۵۴۲ (۶۱) اصحاب استطاعت سے مہم میں شامل نہ ہونے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- ۵۴۳ (۶۲) تبوک کی مہم کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں نیابت نبوی
- ۵۴۴ (۶۳) عبداللہ بن ابی منافق کا اپنی جماعت سمیت مہم سے پیچھے رہ جانا

- ۵۴۵ (۶۴) معجزہ نبوی۔ منافقین کی گفتگو پر اطلاع
- ۵۴۶ (۶۵) مخلص مومنوں کو منافقین کا ہرکانا
- ۵۴۶ (۶۶) کچھ اعرابی لوگوں کے حیلے بہانے
- ۵۴۶ (۶۷) ثمود کی بستیوں سے لشکر اسلام کا گذر
- ۵۴۷ (۶۸) معجزہ نبوی۔ نزول باران رحمت
- ۵۴۷ (۶۹) معجزہ نبوی۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق کھجوروں کا پھل ہونا
- ۵۴۸ (۷۰) نیکی کے بدلہ کو ادا کرنے کا نبوی انداز
- ۵۴۸ (۷۱) معجزہ نبوی
- ۵۴۹ (۷۲) منافقین کی بدگوئی اور معجزہ نبوی
- ۵۴۹ (۷۳) اژدھے کا سلام کے لئے حاضر ہونا
- ۵۴۹ (۷۴) معجزہ نبوی۔ کھجوروں میں برکت
- ۵۵۰ (۷۵) معجزہ نبوی۔ چشمے میں پانی کی کثرت
- ۵۵۰ (۷۶) معجزہ نبوی۔ کھانے میں برکت
- ۵۵۱ (۷۷) تبوک میں مسجد کی تعمیر
- ۵۵۱ (۷۸) خطبہ نبویہ
- ۵۵۱ (۷۹) معجزہ مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے
- ۵۵۲ (۸۰) معجزہ۔ پانی کے ایک مشکیزہ سے لشکر کا سیراب ہونا
- ۵۵۲ (۸۱) حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۵۵۳ (۸۲) حضرت بحیر بن زہیر رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۵۵۳ (۸۳) دیت کے ایک مقدمہ کا فیصلہ
- ۵۵۳ (۸۴) تبوک کی راہ میں مساجد کی تعمیر
- ۵۵۳ (۸۵) جبل احد سے محبت
- ۵۵۵ (۸۶) غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبول توبہ
- ۵۵۶ (۸۷) شاہان حمیر کا مکتوب اور ان کے ایلچی کی آمد
- ۵۵۶ (۸۸) حضرت جریر بن اوس طائی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۵۵۶ (۸۹) ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قیس کے بارے میں آیات کا نزول
- ۵۵۷ (۹۰) حضرت معاویہ بن معاویہ لیشی کا وصال

۵۵۷	(۹۱) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نبی کریم ﷺ کا نماز ادا فرماتا
۵۵۸	(۹۲) موزوں پر مسح
۵۵۸	(۹۳) یحٰی بن ربیعہ حاکم ایلہ کو دعوت اسلام
۵۵۹	(۹۴) اہل جرباء اور اذرح کی جزیہ پر صلح
۵۵۹	(۹۵) حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا وصال
۵۶۰	(۹۶) معجزہ نبوی --- منافق کی موت کی خبر
۵۶۱	فصل دہم
۵۶۱	۱۰/ ہجری کے واقعات
۵۶۱	(۱) حجۃ الوداع
۵۶۲	(۲) مکہ مکرمہ میں داخلہ اور عرفات میں وقوف
۵۶۲	(۳) حج نبوی کے ہمراہوں کی تعداد
۵۶۳	(۴) ہدی کے اونٹ
۵۶۳	(۵) حج مفرد یا قرآن تھا
۵۶۳	(۶) حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی ولادت
۵۶۳	(۷) گور خر کے ہدیے کی واپسی
۵۶۳	(۸) حدی خواں
۵۶۵	(۹) حالت احرام میں بچنے
۵۶۵	(۱۰) اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی عمرے سے فراغت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حج اور عمرے کی کیفیت
۵۶۶	(۱۱) قصوآء اونٹنی پر وقوف عرفات
۵۶۶	(۱۲) میدان عرفات میں خطبہ
۵۶۶	(۱۳) میدان عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کرنا
۵۶۷	(۱۴) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ کا نزول
۵۶۷	(۱۵) مزدلفہ کی جانب روانگی
۵۶۷	(۱۶) لمبوسات جن کو حالت احرام میں پہننا جائز نہیں ہے
۵۶۸	(۱۷) محرم کا کفن
۵۶۸	(۱۸) حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا اعزاز ---- ردیف نبی کریم ﷺ
۵۶۸	(۱۹) وقوف مزدلفہ اور خطبہ

- ۵۶۸ (۲۰) منیٰ میں آمد اور رمی
- ۵۶۹ (۲۱) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو روایف بنانا
- ۵۶۹ (۲۲) حج بدل کے بارے میں سوال اور ارشاد نبوی
- ۵۶۹ (۲۳) منیٰ میں خطبہ نبوی
- ۵۷۰ (۲۴) ہدی کے جانوروں کو ذبح فرمانا
- ۵۷۰ (۲۵) ہدی کا گوشت تناول فرمانا
- ۵۷۰ (۲۶) سرمبارک منڈوانا
- ۵۷۰ (۲۷) طواف زیارت
- ۵۷۱ (۲۸) معجزہ نبوی ---- ولادت کے دن بچے کا کلام
- ۵۷۱ (۲۹) سورہ المرسلات کا نزول
- ۵۷۱ (۳۰) غدیر خم پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد
- ۵۷۳ (۳۱) ارشاد نبوی --- رمضان المبارک کا عمرہ حج کے برابر ہے
- ۵۷۳ (۳۲) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کا وصال
- ۵۷۳ (۳۳) لوگوں کی تعلیم کے لئے حضرت جبریل امین علیہ السلام کی بارگاہ نبوی میں حاضری
- ۵۷۳ (۳۴) میلہ کذاب کی مدینہ منورہ میں آمد
- ۵۷۵ (۳۵) اسود عنسی کذاب کا ظہور
- ۵۷۶ (۳۶) نجران کے عیسائیوں کا وفد اور آیہ مباہلہ کا نزول
- ۵۷۷ (۳۷) حضرت باذان بن ساسان رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۵۷۷ (۳۸) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تقرر بحیثیت عامل
- ۵۷۸ (۳۹) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اعزاز
- ۵۷۸ (۴۰) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یمن روانگی اور واپسی
- ۵۷۹ (۴۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارسال فرمودہ سونے کی تقسیم
- ۵۷۹ (۴۲) حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۵۷۹ (۴۳) حاملہ کی عدت
- ۵۷۹ (۴۴) حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کا بارگاہ نبوی میں حاضر ہونے کا قصد
- ۵۸۰ (۴۵) حج کے مہینوں میں عمرہ کا جواز
- ۵۸۱ (۴۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ

- ۵۸۱ (۴۷) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیت کا پیچیدہ مسئلہ
- ۵۸۲ (۴۸) حضرت فروہ بن عمر جذامی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام
- ۵۸۳ (۴۹) وفود کی آمد
- ۵۸۳ (۵۰) حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان
- ۵۸۳ (۵۱) بنی حارث بن کعب کا وفد
- ۵۸۳ (۵۲) وفد سلمان کی آمد
- ۵۸۳ (۵۳) معجزہ نبوی ----- بارانِ رحمت
- ۵۸۳ (۵۴) وفد محارب
- ۵۸۵ (۵۵) وفد ہمدان کی آمد
- ۵۸۵ (۵۶) وفد ازد کی آمد
- ۵۸۶ (۵۷) غسان کا وفد
- ۵۸۶ (۵۸) زبید کا وفد
- ۵۸۷ (۵۹) وفد عبدالقیس
- ۵۸۷ (۶۰) وفد کندہ
- ۵۸۷ (۶۱) وفد بنی حنیفہ
- ۵۸۸ (۶۲) بجیلہ کا وفد
- ۵۸۸ (۶۳) ذی الخلفہ کا انہدام
- ۵۸۸ (۶۴) وفد رھاویین
- ۵۸۹ (۶۵) بنو ثعلب کا وفد
- ۵۸۹ (۶۶) نجران کے عیسائیوں کا وفد
- ۵۸۹ (۶۷) وفد بنی مہس
- ۵۸۹ (۶۸) وفد غامد
- ۵۸۹ (۶۹) خولان کا وفد
- ۵۹۰ (۷۰) وفد بنی عامر
- ۵۹۰ (۷۱) حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کا دورانِ سفر انتقال
- ۵۹۲ (۷۲) حضرت جریر بن عبداللہ بجلي رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۵۹۲ (۷۳) غلاموں اور نابالغ بچوں سے پردے کے بارے میں خصوصی احکام

- ۵۹۳ (۷۴) نبی کریم ﷺ کے تحت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۵۹۳ (۷۵) سورج گرہن
- ۵۹۳ فصل یازدہم
- ۵۹۴ ۱۱ / ہجری کے واقعات
- ۵۹۴ (۱) وفد نخع کی آمد
- ۵۹۵ (۲) حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا ---- نبی کریم ﷺ کی لونڈی
- ۵۹۵ (۳) شہدائے احد کی نماز جنازہ
- ۵۹۵ (۴) اہل بقیع کے لئے استغفار
- ۵۹۶ (۵) سرکارِ دو عالم ﷺ کا بیمار ہونا
- ۵۹۶ (۶) یہودیوں پر لعنت
- ۵۹۶ (۷) نماز اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین
- ۵۹۶ (۸) حدیث قرطاس
- ۵۹۷ (۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں قیام
- ۵۹۷ (۱۰) خطبہ نبویہ
- ۵۹۷ (۱۱) لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَا تَخَذْتُ أَبَاكَرَ خَلِيلًا
- ۵۹۸ (۱۲) وصال مبارک کے بارے میں اشارہ
- ۵۹۸ (۱۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا تمام صحابہ کی کھڑکیوں کو بند کرنے کا حکم
- ۵۹۹ (۱۴) آں امن الناس بر مولائے ما
- ۵۹۹ (۱۵) انصار کے متعلق وصیت
- ۵۹۹ (۱۶) حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے سرگوشی
- ۵۹۹ (۱۷) چالیس غلاموں کی آزادی
- ۶۰۰ (۱۸) نماز جنازہ کے بارے میں وصیت
- ۶۰۰ (۱۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تقرر بحیثیت امام
- ۶۰۱ (۲۰) نبی کریم ﷺ کی نماز کے لئے تشریف آوری
- ۶۰۱ (۲۱) امامت صدیقی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کو ملاحظہ فرما کر تبسم فرماتا
- ۶۰۱ (۲۲) دوا — لدرود
- ۶۰۲ (۲۳) سات کنوؤں کے پانی سے غسل

- ۶۰۲ (۲۴) مسواک کا استعمال
- ۶۰۳ (۲۵) آخری دعا
- ۶۰۳ (۲۶) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اعزاز
- ۶۰۳ (۲۷) حضرت ملک الموت علیہ السلام کا حاضر خدمت ہونا
- ۶۰۴ (۲۸) تاریخ و روز وصال اور عمر مبارک
- ۶۰۴ (۲۹) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد
- ۶۰۵ (۳۰) تجنیز و تکفین اور تدفین
- ۶۰۶ (۳۱) حضرت ابو عبد اللہ صامی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
- ۶۰۶ (۳۲) حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ آمد
- ۶۰۶ (۳۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت
- ۶۰۶ (۳۴) خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وصال
- ۶۰۷ (۳۵) حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا وصال
- ۶۰۸ (۳۶) حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۶۰۸ (۳۷) جنگ یمامہ
- ۶۰۸ (۳۸) اسود عنسی کا قتل
- ۶۰۹ (۳۹) میلہ کذاب کا واصل جہنم ہونا
- ۶۰۹ (۴۰) حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۶۰۹ (۴۱) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی شہادت
- ۶۰۹ (۴۲) طرفین کا جانی نقصان
- ۶۱۰ (۴۳) حضرت عبد اللہ بن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال
- ۶۱۰ (۴۴) حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کا وصال

مقدمہ

از: مُحَقِّقِ عَصْرِ عِلْمِ مُحَمَّدِ جَلَالُ الدِّینِ قَادِرِی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝

حضور، پرنور، شافعِ یومِ التَّشْوُر، شفیجِ مُعَظَّم، نبی مکرَّم، رَسُوْلِ مُحْتَشَم، سرکار، سرِ ہر کار، حبیبِ کروگار، محبوبِ رَبِّ الْعَالِی، مَطْلُوْبِ رَبِّ الْعَالِی، پناہ بے پناہاں، کس بے کساں، چارہ بے چارگاں، وسیلہ امتاں، محبوبِ انبیاء، مخدومِ ملائکہ ذی جاہ، ناطقِ الحق والیقین، رحمۃ اللعالمین سیدنا و مولانا، ماوانا و ملجانا، اُخیرِ مُجْتَبٰی، محمد مُصْطَفٰی ﷺ کا مُبَارَک تَذْکِرہ ہر مومن کی روحانی غذا، جانِ ایمان بلکہ عینِ ایمان ہے۔ اُن کے بے نیاز مولیٰ نے ان کا ذکر بڑی مَحَبَّت سے کیا ہے۔ بار بار کیا ہے، جا بجا کیا ہے۔ فرش و عرش والوں پر اس کا ذکر کرنا فرض کیا ہے۔ اس کا ذکر ہر کتاب میں اُتارا، ہر صحیفہ میں درج فرمایا، ہر نبی ہر رَسُوْل کو اس کے ذکر کا حکم دیا، ہر مومن اس کے ذکرِ جَمِیل کا مُکَلَّف ٹھہرا۔ اللہ اللہ۔۔۔۔۔ اس کے ذکرِ جَمال کے تذکرے ہر کہیں ہیں، ہر زمانہ اس کے ذکرِ باکمال سے بھرا ہے۔ ہر زبان اسی کے ذکرِ لازوال سے پاکیزہ بنی، بنتی ہے اور بنتی رہے گی۔

محبوبِ کریم ﷺ کا ذکرِ جَمال و کمال ایسا عام ہوا کہ اس کی ہر ادا محفوظ ہو گئی۔ آپ ﷺ کے جلال و جمال کا بالکلپن ایسا نکھر کر واضح ہوا کہ کوئی اِنہام باقی نہ رہا۔ بلکہ اسی کے طفیل لاتعداد بے شمار اَصْحَابِ سَعَادَت اور اَرْبَابِ کَرَامَت کے تَذْکِرے محفوظ ہو گئے۔ انہیں روشنی مل گئی۔ محبوب کی نسبت سے انہیں حفاظت و کرامت عطا ہوئی۔ مَحَبَّتِ فِزَاواں کی بیش بہا دولت اَرْزاں ہوئی۔ ان کا ذکر اہلِ اِیْمَان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سُورُور کا باعث ہے۔۔۔۔۔ یہ سب کچھ ذکرِ جَمِیل کی بَرَکَت کا اُتار ہے۔ محبوب کے تذکرہ نے تذکرہ کرنے والوں کو حیاتِ جاوداں عطا کر دی۔

ذکرِ مُصْطَفٰی ﷺ کے شرف و کَرَم کی ہمہ گیری کے جلوے ملاحظہ ہوں آپ ﷺ کے خالات و واقعات، اُرشادات و مُعْجَزَات، اَخْبَار و آثار، عبادات و مُعَامَلَات، شَائِل و اَخْلَاق، خَصَائِص و کَرَامَات، اَحْکَام و مُعَاہِدَات، اَبَاؤ اَجْدَاد، اولاد و اَحْفَاد، اَزْوَاج و اُمَمَات، غرض ہر نسبت بہ کَمالِ وَضاحت محفوظ ہے۔ ماہ و سال محفوظ ہیں۔ لَحَاح محفوظ ہیں۔ شب و روز اور سَفَر و حضر کے واقعات محفوظ ہیں۔ جانثاروں کی محبت، مُعَاہِدِیْن کی عِدَاوَت اور

مخالفین کی مخالفت کے آثار محفوظ ہیں۔ ان آثار و احوال کی حفاظت کا باعث ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کی ہمہ گیری ہے۔ ان آثار و احوال کو صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے قلب و نظر میں سجایا۔ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے کتابوں میں محفوظ کیا۔ محدثین نے صحاح و سنن، معاجم و جوامع اور مسانید و مصنفات کو ترتیب دیا۔ متاخرین نے مستدرکات کو رواج دیا۔ فقہائے کرام نے احکام اخذ کئے، مفسرین نے تفاسیر کو مدون کیا، مؤرخین نے طبقات کی بنا رکھی۔ غرض اہل ہمت نے مقدور بھر خدمت کی۔ یہ سب کچھ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کا متین انداز ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی

عَنَّا وَعَنِ الْمُسْلِمِينَ جَزَاءً أَوْفًى

اسلامی علوم و فنون میں آج تک جو کچھ مدون و مرتب ہوا ہے اس میں سے غالب حصہ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ہے اور شاید یہ کہنا بلا مبالغہ ہو گا کہ دنیائے علم میں مدونات، مصنفات اور کتب و رسائل میں سب سے زیادہ تعداد سیرتِ مصطفیٰ ﷺ سے متعلق ہے۔

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ اپنے تنوعات کے اعتبار سے نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ علمائے متقدمین سے لے کر علمائے متاخرین تک کی سیرتِ مصطفیٰ ﷺ سے متعلق مصنفات اور کتب و رسائل کو اگر جمع کر کے فہرست مرتب کرنا ممکن ہو تو وہ فہرست بھی درجنوں ضخیم مجلدات سے زائد ہوگی اور پھر اس کو وسعت دی جائے اور عربی، فارسی اور اردو کے علاوہ ہر زبان کی تصانیف کے احاطہ کا ارادہ کیا جائے تو شاید زندگی اس کے لئے وفانہ کرے۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اور ایسا ہونا قرین حقیقت ہے کہ جس ذاتِ قدسی صفات کے احوال و آثار کا احاطہ انسانی طاقت سے ماورا ہے اس کا بیان کس طرح ممکن ہے؟

سیرتِ رسولِ اعظم و اکرم ﷺ پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے ہمارے سامنے اس وقت ایک وقع کتاب "بذل القوة فی حوادثِ سنی النبوة" ہے۔

"بذل القوة" کے فاضل مؤلف عالم ربانی، فقیہ حقانی، سیفِ صمدانی، محی السنہ، مہیت البدعة، یعسوب العلماء، قدوة الفضلاء، فرید الدھر، امام عصر، شیخ کبیر، علامہ شبیر، اشہر علمائے دین مولانا مخدوم حاجی محمد ہاشم بن مخدوم عبدالغفور بن مخدوم عبدالرحمن بن عبداللطیف بن عبدالرحمن بن خیر الدین الحارثی سبذھی بتوڑائی بھراپوری ٹھھوی ہیں۔

ممدوح کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جو علم و فضل میں شہرت رکھتا تھا۔ آپ کی ولادت ۱۰ ربیع الاول ۱۱۰۴ھ ٹھھہ (سندھ) کے قریب بتوڑہ گاؤں میں ہوئی۔ آپ نے متقی صالح والد کی گود میں

پُرورش پائی۔ فارسی، صرف، نحو اور فقہ کی ابتدائی درسی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ اس زمانہ میں ٹھٹھہ علم و فضل کا مرکز تھا۔ مخدوم ہاشم نے ٹھٹھہ میں دُرِّیَّات کی تکمیل کی۔ آپ کے اساتذہ کرام میں - شیخ محمد سعید ٹھٹھوی - مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی (م ۱۱۷۸ھ) تلمیذ مخدوم عنایت اللہ ٹھٹھوی ایسے اَجَلہ فضلاء اور ائمہ بُلَاء شامل ہیں۔ مؤخر الذکر سے آپ نے حدیث مبارک اور دیگر مثنوی کتب کی تکمیل کی۔ تحصیل و تکمیل کے بعد آپ نے حجاز مقدس کا سفر اختیار فرمایا اور وہاں علمائے حرمین شریفین سے استفادہ کیا۔ مخدوم ہاشم نے حرمین شریفین میں جن علمائے کرام سے استفادہ کیا ان کا ذکر آپ نے اپنے رسالہ ”اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر“ میں کیا ہے۔ ”اتحاف الاکابر“ کے مطابق آپ کے حرمین شریفین کے اساتذہ کرام میں یہ حضرات شامل ہیں۔

شیخ عَبْدُ الْقَادِر حنفی صدیقی مکی (م ۱۱۳۸ھ) نَبِیْرَةُ مَلِکُ الْمُحْدِثِینِ محمد طاہر پٹنی گجراتی

شیخ عَبْدُ بَنِ عَلٰی مصری

شیخ محمد أَبُو طَاهِر مَدَنی الکروی (م ۱۱۳۵ھ)

شیخ عَلٰی بَنِ عَبْدِ الْمَالِک الدراوی

مخدوم محمد ہاشم، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے معاصر ہیں۔ اسلئے بعض تذکرہ نگاروں نے دعویٰ کیا کہ مخدوم ہاشم نے محدث دہلوی سے بھی استفادہ کیا۔ مگر یہ روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ مخدوم ہاشم کی محدث دہلوی سے نہ ملاقات ثابت ہے۔ اور نہ خط و کتابت، اسلئے اس روایت کی تصدیق مشکل ہے۔ تکمیلِ علوم ظاہری اور حج و زیارت مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد مخدوم محمد ہاشم نے صفائے باطن کی طرف توجہ فرمائی۔ اس سلسلہ میں مُرْشِدِ کَامِل شیخ طَرِیْقَت شیخ ابوالقاسم نقشبندی ٹھٹھوی (م ۱۱۳۸ھ) سے اِلْتِمَاس کی کہ انہیں سلسلۂ نقشبندیہ کے سلوک کی تلقین فرمائیں مگر شیخ مَوْصُوف نے فرمایا طریقت میں آپ کا حصہ عَلَآنَہ دُہر، صاحبِ ارشاد اور شیخ طَرِیْقَت سَیِّد سَعْدُ اللہ بن سَیِّد غلام محمد سلونی قادری کے پاس ہے۔ ۱۱۳۶ھ میں مخدوم ہاشم نے سُوْرَت کا سفر اختیار فرمایا اور سلسلۂ قادریہ میں سید سَعْدُ اللہ سُوْرَتی سے بیعت کی۔ ایک سال کَامِل شیخ کے پاس رہے۔ تربیت سے صفائے باطن میں کَمَال پایا۔ خرقۂ خلافت پہنا اور وطن مَأْوِف ٹھٹھہ کو رجوع فرمایا۔

علومِ دینیہ کی تکمیل اور صفائے باطن کی تحصیل کے بعد آپ جوڑہ اور پھر بہرام پور تشریف لائے اور علومِ دینیہ اور فنونِ ادبیہ کی تدریس میں مشغول ہوئے۔ چند عرصہ بعد آپ نے ٹھٹھہ کا قصد فرمایا۔

ٹھٹھہ اس وقت اگرچہ علماء و فضلاء کا مرکز تھا۔ ادب و شعر کی بہاریں تھیں مگر مخدوم شیخ محمد ہاشم نے علماء و فضلاء میں اپنا مقام پیدا کر لیا۔ یہاں تک کہ ان میں فائق ہوئے اور مرجع علم و فضل بنے۔

ٹھٹھہ کے وسط میں مخدوم ہاشم کا مدرّسہ تھا۔ خلق کثیر نے آپ سے درسیات کی تکمیل کی۔ جامع مسجد خسرو میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے اور ہر روز نماز عصر کے بعد مسجد میں حدیث نبوی کی مجلس منعقد فرماتے۔

۱۱۷۴ھ میں ستر سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور مکی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر معروف ہے اور حاضرین و واردین اس قبر کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ کاملہ واسعہ۔

مخدوم ممدوح عالم اجل، فاضل بے بدل، صوفی باصفا، محمود سیرت، مجاہد فی سبیل اللہ، سنتوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کا قلع قمع کرنے والے، دین و شریعت کی راہ میں بے خوف، ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے نیاز، صبر و حلم و حیا و توکل و استغنا و استقامت والے، تفاخر و ریا سے نفرت کرنے والے ایسے عالم دین تھے کہ ان کی سیرت اور قبولیت علمائے زمانہ میں بے مثل رہی۔ آپ کی ذاتِ قدسی صفات آیت من آیات اللہ تھی۔ اقامتِ حدودِ شریعہ میں غیور مجاہد اور کفار و مبتدعین کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ معاصر علماء نے آپ کی خدماتِ دینیہ کا اعتراف کھلے دل سے کیا۔ آپ کے وصال پر علماء و فضلاء نے قطعاتِ وصال میں ان امور کا بھرپور انداز میں اعتراف کیا ہے۔

مخدوم ہاشم علمائے محققین اور حفاظِ محدثین میں سے تھے۔ عربی فارسی اور سندھی زبان و ادب پر عبور حاصل تھا۔ ان زبانوں میں آپ شاعری کرتے تھے۔ حدیث، تفسیر، فقہ، سیر، تاریخ اور تجوید وغیرہ علوم میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اپنے معاصرین سے سرعتِ تالیف، سیلانِ قلم اور تنوعِ موضوعات میں فائق تھے۔ جس مسئلہ پر آپ نے قلم اٹھایا تحقیق کے دریا بہا دیئے۔ سرعتِ تحریر کی بدولت آپ کی تالیفات کثیر تعداد میں ہیں۔ متفرق تحریرات کے علاوہ آپ کی مولفات کی تعداد تین سو سے زائد بتائی جاتی ہے۔

مخدوم ہاشم نے اپنی بعض تالیفات کو اپنے رسالہ ”اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر“ میں بیان کیا۔ یہ رسالہ آپ نے ۱۱۳۶ھ میں مکہ مکرمہ میں لکھا۔ اس رسالہ میں آپ نے اپنی ایک سو گیارہ مولفات ذکر کیں۔

یاد رہے کہ ۱۱۳۶ھ میں مخدوم ہاشم بتیس برس کے تھے اور آپ کا وصال ۱۱۷۴ھ میں ہوا۔ اس رسالہ کی تالیف کے بعد آپ اڑتیس برس زندہ رہے اس عرصہ میں آپ کی مولفات تین سو سے بڑھ جانا قرین حقیقت ہے۔ مخدوم ہاشم عربی، فارسی اور سندھی میں شعر کہتے تھے۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی مدح میں قابل

قدر قصائد کہے۔ ان قصائد میں سے اکثر مرور زمانہ کی نذر ہو کر بے نشان ہو گئے۔ صرف دو قصیدے موجود ہیں جن کا تذکرہ ”قوت العاشقین“ میں ملتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

أَغْنِنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ حَانَتْ نِدَامَتِي
أَغْنِنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَامَتْ قِيَامَتِي
أَغْنِنِي يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ جَمِيعِهِمْ
تَفَرَّقْتُ فِي دُمَاءَ كَثْرَةٍ شَامَتِي
أَغْنِنِي مَسْتَغِيثًا مُذْنِبًا مُتَذَلِّلًا
أَغْنِنِي يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِ فَإِنِّي
لِكَثْرَةِ أَوْزَارِي تَكَسَّرَ قَامَتِي
فَخُذْ بِيَدِي يَا شَفِيعَ الْخَلْقِ إِنِّي
عَلَى شَفَا جُرْفٍ هَارٍ رَأَيْتُ مَقَامَتِي
لِفَضْلِ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ حَصْرُ
لِسَانٍ كُلِّ فَصِيحٍ فِي قُبُودِ سَامَةِ

دوسرے قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

يَا سَالِكًا طَرِيقَ الْمَدِينَةِ طَيِّبَةً
بَلَغَ تَحِيَّاتِي إِلَى سَاكِنِ الْحَرَمِ
فَإِذَا قَدِمْتَ بِهَا تَقُولُ مَلَائِكَ
أَهْلًا وَ سَهْلًا وَ مَرْحَبًا خَيْرَ مَقْدَمِ
مَتَى دَخَلْتَ مَدْخَلَ صِدْقٍ صِرْتَ مُؤْتَمِنًا
دَارَ الْحَبِيبِ أَمَانُ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
إِذَا مَا رَأَتْ عَيْنَاكَ حُجْرَةَ أَحْمَدِ
فَقُمْ خَاشِعًا مُتَضَرِّعًا ثُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَقُلْ بَيْنَ قَبْرِ النَّبِيِّ وَ مِنْبَرِ
عَلَيْكَ صَلَوةُ اللَّهِ يَا صَاحِبَ الْعِلْمِ
عَلَيْكَ صَلَوةُ اللَّهِ يَا دَاعِيَ الْهُدَى
عَلَيْكَ سَلَامُ اللَّهِ يَا خَيْرَ مُعْتَصِمِ
عَلَيْكَ صَلَوةُ اللَّهِ يَا مَلْجَأَ الْوَرَى
عَلَيْكَ سَلَامُ اللَّهِ يَا زَيْنَ زَمَرِ

أَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا كَنْزَ رَحْمَةٍ
يَا مَنْ لَدَيْهِ دَوَاءُ الدَّاءِ وَالْأَلَمِ
رُوحِي فِدَاكَ فَأَنْتَ حَيَاةُ رُوحِي
وَقُرَّةُ عَيْنِي وَالشِّفَاءُ مِنْ سَقَمِ

عربی کے ان قصائد میں مخدوم محمد ہاشم علیہ الرحمۃ نے حضور صاحبِ لولاک باعثِ ایجادِ عالم ﷺ کی ذاتِ قدسی صفات سے اپنے نیازِ مندانہ پر خلوص جذبات کے اظہار میں جن محتاط کلمات کا انتخاب کیا ہے وہ لائقِ توجہ ہیں۔ بارگاہِ عالی میں انتہائی عاجزی، فروتنی، محبت، الفت، عقیدت، امید اور طلب کا انداز اختیار کیا جلیل القدر علماء اور شعراء کا یہی انداز ہے۔

فارسی میں آپ کی چند رباعیات دستیاب ہیں۔ سندھی میں آپ کا کلام شائع ہے اور اکثر حصہ مطبوعہ ہے۔ حضرت شیخ مخدوم محمد ہاشم ٹھنھوی قدس سرہ کے بارے میں درج بالا معلومات کا ماخذ ان کی کتاب ”بذل القوة فی حوادث سنی النبوة“ مطبوعہ سندھی ادب بورڈ، حیدر آباد (۱۳۸۶ھ -- ۱۹۶۶ء) طبع اول کا مقدمہ ہے۔ جس کو مخدوم امیر احمد عباسی صدر مدرس کلیئہ السنہ شرقیہ، حیدر آباد پاکستان نے ترتیب دیا ہے۔

(۱) کتاب اور اس کی خصوصیات

سیرت اور مغازی پر مشتمل کتابوں میں سے بذل القوة فی حوادث سنی النبوة کو ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب اگرچہ حجم میں چھوٹی ہے مگر اپنے فوائد کے اعتبار سے بڑی مبسوط ہے۔ فاضل مؤلف نے اس کی ترتیب و تالیف میں قرآن مجید، صحیح احادیث اور دیگر ثقہ ماخذوں سے مطالب اخذ فرما کر ایسا اسلوب اختیار فرمایا ہے کہ اس کا مطالعہ سیرت سے دلچسپی رکھنے والوں کو بڑی بڑی ضخیم اور مبسوط کتب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ جو شخص کتب سیر و مغازی اور بذل القوة کا گہری اور تنقیدی نظر سے مطالعہ کرے گا اسے معلوم ہو گا کہ اس کتاب کی چند خصوصیات ہیں۔ یہ خصوصیات اور فوائد اس کتاب کے ساتھ خاص ہیں۔ فاضل مقدمہ نگار مخدوم امیر احمد عباسی نے ان فوائد اور خصائص کو جمع کیا ہے۔ ان میں سے چند خصائص آپ بھی ملاحظہ کریں۔

۱۔ مختلف متعارض روایات کو جمع کرنے اور ان کا ممکن مناسب محمل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ تعارض ختم ہو۔ مثلاً مشہور روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا،

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد ایمان لانے والی سب سے پہلی عورت ہیں اور اسی سلسلہ کی ایک روایت ہے جسے زر قانی نے شرح مواہب لدنیہ میں ابن احق اور سیرت شامیہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اس وقت ایمان لائیں جب کہ ان کی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ اس روایت کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبزادیوں کا ایمان لانا حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے سے مقدم ہے۔

اس تعارض کو مصنف علام مخدوم محمد ہاشم نے یوں دور کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ہی ایمان لائیں۔ اس طرح حضرت فاطمہ بنت خطاب، حضرت خدیجہ اور ان کی صاحبزادیوں کے بعد ایمان لانے والی سب سے پہلی بی بی ہیں۔

۲۔ اکثر اہل سیر ایک موضوع پر مختلف روایات کو جمع کر دیتے ہیں۔ جن میں سے بعض روایات مرجوحہ ہوتی ہیں اور بعض راجحہ۔ ان مختلف روایات کی موجودگی میں قاری شک وارتیاب میں پڑ سکتا ہے۔ مگر مصنف علام ایسے موقعوں پر راجح روایات کو ترجیح دے کر اس شک کو دور کر دیتے ہیں۔

مثلاً حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایت کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لانے والی سب سے پہلی بی بی ہیں۔ حالانکہ ابھی گزرا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (اور ان کی صاحبزادیوں) کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی بی بی حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔

اس سلسلہ میں مصنف علام نے فرمایا کہ صحیح ترین روایت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی بی بی حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔

۳۔ بعض اوقات جلیل القدر علماء سے خطا یا سہواً کوئی خلاف واقع روایت صادر ہو جاتی ہے ایسے مواقع پر ائمہ کرام کا فیصلہ یہ ہے کہ ”یہ دیکھو حقیقت واقعہ کیا ہے یہ نہ دیکھو کہ بیان کرنے والا کتنا بڑا ہے۔“ علم حدیث، علم مغازی یا علم سیر میں اگر کسی بڑے عالم سے کوئی خطا یا سہو ہو گئی ہے تو مصنف علام اس خطا اور سہو پر تنقید کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ بلکہ صحیح روایت بیان کرتے ہیں۔

مثلاً باوجود جلالت قدر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کی۔ غزوہ بنی مصلطہ کے بارے میں فرمایا کہ قول صحیح کے مطابق غزوہ خندق سے پہلے غزوہ بنی مصلطہ واقع ہوا اس غزوہ کا دو سرانام غزوہ التریس ہے۔ ایک

قول کے مطابق یہ غزوہ شعبان ۸ھ میں واقع ہوا۔ یہ قول ضعیف ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ یہ غزوہ ۱۴ھ میں واقع ہوا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول بہت ضعیف ہے۔ اسی لئے محققین نے فرمایا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ان کے قلم کی لغزش ہے۔

۴۔ جو صحابہ کرام کنیت سے مشہور ہیں ان کے ذکر کے وقت مصنف علام کنیت کے ساتھ ان کے اسم علم کی بھی تصریح فرماتے ہیں۔

مثلاً ۱۰ھ کے سرایا میں سریرہ ابی امامہ باہلی رحمہ اللہ کے بارے فرماتے ہیں کہ ان کا نام صدی بن عجلان ہے۔

۵۔ بعض اوقات کوئی واقعہ جو کسی صحابی سے متعلق ہو اور عام طور پر اس صحابی کا نام ذکر نہ کیا جاتا ہو۔ مصنف علام اس صحابی کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ اخفاء دور ہو۔ مثلاً ۱۴ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کرے کہ جس نے کھانا کھالیا ہے وہ دن کے باقی حصہ میں نہ کھائے اور جس نے نہیں کھایا وہ روزے سے رہے۔ مصنف علام نے اس منادی کا نام علامہ قسطلانی شارح بخاری کے حوالہ سے ہند بن اسماء بن حارثہ اسلمی رحمہ اللہ لکھا۔

۶۔ مصنف علام مخدوم محمد ہاشم کی عادت ہے کہ اگر کسی شے کا ذکر کرتے ہیں اور اتفاق سے اس شے کے متعلق کوئی اور واقعہ ہو تو اس واقعہ کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

مثلاً ۱۴ھ کے واقعات میں ذکر کیا کہ جب حضور انور ﷺ نے غزوہ بدر الکبریٰ کی طرف خروج کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک زرہ ہدیہ کی جس کا نام ذَاتُ الْفُضُول تھا۔ اور یہ زرہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آپ کے وصال تک رہی۔ مصنف علام نے لکھا کہ یہ زرہ آپ نے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے ابوالنعمان یهودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلہ گروی رکھی تھی۔ وصال کے بعد اس کو حضرت ابوبکر صدیق رحمہ اللہ نے قرضہ ادا کر کے واپس لیا تھا۔

۷۔ اگر کسی ایسے صحابی کا ذکر آجائے جو اپنی والدہ کے نام سے منسوب ہوں اور والدہ کے نام میں علامت تانیث نہ ہو تو والدہ کے نام میں وہم سے بچنے کے لئے مصنف علام اس کو واضح کر دیتے ہیں بلکہ کوشش کر کے اس صحابی کے والد کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔

مثلاً ۱۴ھ کے واقعات میں غزوہ بدر میں شہید ہونے والے صحابی حارثہ بن ربیع کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ ربیع آپ کی والدہ ہیں اور یہ حضرت انس بن مالک کی چچی ہیں۔ حضرت حارثہ کے والد کا نام

سراقہ بن حارث بن عدی الانصاری النجاری ہے۔

۸- مصنف علام مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کا اسلوب ہے کہ جب ایک ہی واقعہ کے بارے میں مختلف منقول روایات بیان کرتے ہیں تو مبنی اختلاف بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ۵/ھ کے واقعات میں ام المومنین حضرت جویریہ بنت الحارث المصطلقیہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کے عقد مبارک کی مختلف روایات بیان کرتے ہیں کہ یہ عقد ۵/ھ میں ہوا یا ۶/ھ میں یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ غزوہ بنی مصلط کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ ۵/ھ میں ہوا یا ۶/ھ میں اس غزوہ میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا قیدی ہو کر آئیں حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے نکاح کیا اور چار سو درہم حق مراد کیا اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی۔

۹- بیان روایت میں جو الفاظ ہوں ان کے معانی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ۵/ھ کے واقعات میں لفظ ”کذیہ“ کا لفظ غزوہ خندق کی کھدائی میں وارد ہوا۔ اس کا معنی بیان کر دیا یعنی عظیم چٹان۔ اسی طرح اسی روایت میں لفظ ”بدینا“ کا معنی بیان کر دیا یعنی ”ہماری ابتداء“

۱۰- کسی نسبت میں اگر خفا ہو اور اس خفا کی وجہ سے قارئین کو غلطی لگنے کا احتمال ہو تو مصنف علام اس خفا کو دور کر دیتے ہیں۔ مثلاً ۶/ھ کے واقعات میں بیان ہوا کہ حضور انور ﷺ نے حضرت علاء بن خضرمی رضی اللہ عنہ کو اپنا مکتوب مبارک دے کر بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی التمیمی الدارمی العبدی کی طرف روانہ کیا۔ اس روایت میں منذر بن ساوی کی نسبت ”عبدی“ سے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ یہ عبد القیس کی طرف منسوب ہیں اس وہم کو دور فرمایا اور وضاحت فرمائی کہ یہ اپنے دادا عبداللہ بن دارم التمیمی کی طرف منسوب ہیں عبد القیس کی طرف منسوب نہیں۔

۱۱- ائمہ کرام کے درمیان اگر کوئی مسئلہ مختلف ہو تو مصنف علام اس اختلاف کو بیان کر کے اس کی رائج جہت کو دلائل سے واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً ۶/ھ کے واقعات میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد مبارک کے بارے میں علمائے احناف اور علمائے شافعیہ میں اختلاف ہے کہ یہ نکاح حالت احرام میں ہوا یا احرام کھولنے کے بعد مصنف علام نے حالت احرام میں نکاح کے جواز کو دلائل سے بیان کیا۔

۱۲- ”بذل القوة فی حوادث سنی النبوة“ میں مصنف علام اقوال اصحاب مغازی اور ارباب سیر سے زیادہ احادیث صحیحہ پر اعتبار کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ ظاہر ہے کہ محدثین کرام شکر اللہ تعالیٰ روایت کی تصحیح اور تنقید کا ارباب مغازی و سیر سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ ارباب مغازی و سیر تو ہر قسم کی روایات کو جمع کر

دیتے ہیں ان کی تنقیح و تنقید کا اہتمام بہت کم کرتے ہیں۔ مصنف علام ایسی صورت میں محدثین کرام کی روایات صحیحہ پر اعتماد کرتے ہیں مثلاً تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ غزوہ ذی قُرد، غزوہ حُدیبیہ سے پہلے واقعہ ہوا۔ اس کے مقابل امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق غزوہ حُدیبیہ کے بعد اور غزوہ خیبر سے تین رات پہلے واقعہ ہوا۔ مصنف علام نے امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت کو ترجیح دی اور غزوہ بنی قُرد کو غزوہ حُدیبیہ کے بعد ذکر کیا۔ اور لکھا کہ بخاری کی روایت صحیح ہے اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ اناکن غیر معروفہ کی وضاحت فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ اَنْخَبَان کے بارے میں فرمایا کہ یہ دو پہاڑیاں مکہ معظمہ کے دو جانبوں میں واقع ہیں۔

۱۴۔ مخدوم ہاشم جب یہ محسوس کرتے ہیں کہ اسماء کے اعراب میں لوگ غلطی کریں گے تو اسماء کا اعراب بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ۹ نبوت کے واقعات میں فرمایا کہ اس برس عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر پیدا ہوئے۔ تو صغیر کا اعراب بیان فرما دیا کہ یہ تَصْغِير کا صیغہ صَغِير ہے۔

۱۵۔ ایسے اسماء جو ایک جیسے ہوں اور جب تک وضاحت نہ کی جائے مقصود اسم واضح نہ ہو۔ ایسے مواقع پر مصنف علام مقصود اسم بیان کر کے فرق کو واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً عَقْبَةُ ثَالِثَہ کے موقع پر بیعت کرنے والے اسماء گئے تو عورتوں کے ذکر میں فرمایا ان میں دو عورتیں بھی بیعت کرنے والوں میں شامل ہیں اور وہ اسماء بنت عمرو بن عدی سلمیہ خزرجیہ اور اُمّ عمارہ نسیبہ بنت کعب بن عمرو النصاریہ مازنیہ ہے۔ نسیبہ نون کے فتح کے ساتھ اسم مکبر ہے۔ ام عمارہ نسیبہ کی ام عطیہ نسیبہ کے ساتھ مشابہت ہے (حالانکہ یہ ام عطیہ نسیبہ اسم تصغیر ہے) ایک قول کے مطابق یہ اسم مکبر ہے اور کعب النصاریہ کی بیٹی ہیں۔ لیکن یہ یہاں مقصود نہیں۔ عقبہ ثالثہ میں بیعت کرنے والی ام عمارہ ہے ام عطیہ نہیں۔

۱۶۔ سیرت میں جب کوئی شخص ذکر کیا جاتا ہے اور اس شخصیت کے ساتھ کوئی اور واقعہ مشہور ہو تو مصنف علام رحمہ اللہ اس واقعہ کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً عَقْبَةُ ثَالِثَہ میں بیعت کرنے والوں کے بیان میں حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک کا ذکر آیا تو مصنف علام نے ساتھ ہی ذکر کیا کہ یہی وہ رفاعہ ہیں جن کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا تھا کہ جائیے نماز پڑھئے کہ آپ نے نماز (اچھی طرح) نہیں پڑھی۔

اسی طرح (۱۷) کے واقعات میں فرمایا کہ اس برس قیس بن صرمہ النصاری رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ پھر لکھا یہ وہی قیس ہیں جنہیں وقت افطار کھانا نہ مل سکا۔ ان پر نیند نے غلبہ کیا وہ سو گئے ابتداء اسلام میں

رمضان کے افطار و سحر کے بارے میں حکم یہ تھا کہ جو آدمی افطار کے بعد بغیر کھائے پیئے سو جائے بیدار ہونے پر وہ کھانا نہیں کھا سکتا۔ اس طرح حضرت قیس کو دوسرے روز بغیر کچھ کھائے روزہ سے رہنا پڑا اس طرح انہیں مشقت برداشت کرنا پڑی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے رات کو کھانا کھانے کی اجازت نازل فرمادی۔

۱۷۔ بعض اوقات روایت صحیحہ کے بیان کرنے میں شبہ پڑ جاتا ہے۔ مصنف علام مخدوم ہاشم کی عادت ہے کہ روایت کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے ہیں۔ مثلاً عَقَبَہ کی تینوں بیعتوں کے سلسلہ میں بیان کیا کہ پہلی بیعت ۸۱ نبوت رجب کے مہینے میں ہوئی۔ اس موقع پر سات یا آٹھ مرد ایمان لائے۔ دوسری بیعت ۸۲ نبوت رجب کے مہینے میں ہوئی۔ اس وقت بارہ مرد ایمان لائے۔ تیسری مرتبہ ۸۳ نبوت ذی قعدہ میں بیعت ہوئی اور اس میں تہتر یا پچھتر حضرات (مرد عورتیں) ایمان لائے۔

شبہ یہ ہے کہ یہ بیعتیں حج کے ایام میں ہوئیں اور حج ہمیشہ ذی الحجہ کے مہینے میں ہوتا ہے۔ اور یہاں پہلی دو بیعتوں کے بارے میں بیان ہوا کہ وہ رجب میں ہوئیں تیسری ذی قعدہ میں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حج رجب یا ذی قعدہ میں ہو۔ اس شبہ کو یوں دور فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں ایام حج کو اپنی مرضی سے آگے پیچھے کر لیتے تھے۔ نسی تو جاہلیت میں مُرَوِّج تھا۔ اس لئے پہلے دو سالوں میں حج رجب میں ہوا اور تیسرے سال حج ذی قعدہ میں ہوا۔ اس لئے یہاں کوئی شبہ نہیں۔

۱۸۔ بعض جگہوں کے ذکر میں ان کی وجہ تسمیہ بھی بیان فرمادیتے ہیں۔ جیسا کہ قَرْقَرَةُ الْكُدَّر کے بارے میں فرمایا قَرْقَرہ دونوں قاف پر فتح کے ساتھ اور یہ معروف قرات ہے اور بعض اوقات دونوں قاف پر ضمہ بھی پڑھا گیا ہے اس سے نرم اور چکنی زمین مراد ہے اور الْكُدَّر میں کاف پر ضمہ اور دال کو ساکن پڑھیں۔ اس سے مراد ایسے پرندے جن کے رنگ میں مٹی کا رنگ شامل ہے۔ اس طرح قَرْقَرَةُ الْكُدَّر وہ جگہ جہاں اس رنگ کے پرندے رہتے ہیں۔

۱۹۔ بعض اوقات سیرت اور مغازی میں غیر معروف جگہوں کا ذکر آجاتا ہے اس صورت میں مصنف علام ان غیر معروف جگہوں کا محل وقوع بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً خَزَاءُ الْأَسَد کے بارے میں فرمایا کہ یہ جگہ مدینہ طیبہ سے آٹھ میل ذُو الْحَلِيفَہ کے راستہ کے بائیں جانب واقع ہے۔

۲۰۔ اعراب اور ان کے مَسَاكِن کے بارے میں مصنف علام خوب بحث کرتے ہیں مثلاً بَنِي مُضَطَّلِق کے بارے میں فرمایا بَنِي مُضَطَّلِق، خزاعہ کی شاخ ہے اور یہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان قدید کے قریب

ایک گھاٹی میں آباد تھے۔ فُرع اور ان کی گھاٹی کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی۔

۲۱- واقعات کے بیان میں جو احادیث وارد ہوتی ہیں مصنف علام ان احادیث سے مسائل فقہیہ کا استنباط فرماتے ہیں۔ مثلاً سنن ابن ماجہ کے حوالہ سے اذان اور اقامت کی ابتدا میں جو حدیث مروی ہے اس کے ضمن میں مصنف علام فرماتے ہیں کہ یہ ابتدا نماز صبح سے ہوئی۔ کیونکہ حدیث میں لفظ فاتعقیب بلا مہلت کا تقاضا کرتا ہے اور رات خواب کے بعد جو نماز پہلے آئی وہ نماز فجر تھی۔ اسی طرح ۸۶ھ کے واقعات کے ضمن میں غزوۂ حُدَیبِیہ کے ایام کے موقع پر فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چٹھے پھوٹے یہ پانی تمام پانیوں سے افضل پانی ہے۔

۲۲- اگر کسی کنیت میں خفا ہو تو کنیت کے ذکر کے وقت اس خفا کو دور فرما دیتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابُو تُحَفَافَہ رضی اللہ عنہ کے ذکر میں فرمایا کہ ابُو تُحَفَافَہ رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی تُحَفَافَہ نامی تھی اور یہ ان کی اولاد میں سب سے چھوٹی بیٹی تھی۔ اس بیٹی کی نسبت سے ان کی کنیت ابُو تُحَفَافَہ پڑی۔

۲۳- سیرت کے واقعات کے ضمن میں جب بھی موقع ملتا ہے مصنف گمراہ فرقوں کا بھرپور رد فرماتے ہیں۔ غزوہ تبوک کے واقعات میں بیان ہوا کہ ایک موقع پر حضور انور ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔ اس ضمن میں مصنف نے مسئلہ بیان فرمایا کہ افضل آدمی بعض اوقات مفصول کی اقتدا میں نماز ادا کر لیتا ہے اور یہ جائز ہے اس میں شیعہ کا ردِ بلغ ہے کہ ان کا موقف یہ ہے کہ معصوم غیر معصوم کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن غزوۂ تبوک کے اس واقعہ میں شیعہ کا رد موجود ہے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے کفر کے قائلین پر مصنف علام رد فرماتے ہیں کہ ان کو حضور ﷺ نے زندہ کیا وہ دونوں آپ پر ایمان لائے۔ اس کے بعد ان کے کفر کا قول کس طرح جائز ہے۔ محدثین نے اس سلسلہ میں جو حدیث بیان کی ہے وہ حدیث حسن ہے۔

۲۴- بیان سیرت میں اگر کوئی روایت ایسی آجائے جس کا ظاہر حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک کے خلاف ہو تو مصنف علام مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ روایت بیان کرنے کے بعد حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل کی دقت بیان کرتے ہیں۔ اس طرح مذہب حنفی کی تائید کرنا اپنا وظیفہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً ۸۰ھ کے واقعات کے ضمن میں ایک صحابی کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ وقوف عرفات میں اونٹ سے گرے ان کی گردن ٹوٹ گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ”اس کا منہ اور سر نہ ڈھکو۔ نہ اسے خوشبو لگاؤ کہ یہ قیامت کے روز تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔“

اس روایت کے پیش نظر علمائے احناف اور علمائے شوافع کا اختلاف ہے۔ شافعی حضرات فرماتے ہیں ہر احرام والا اگر حالت احرام میں فوت ہو جائے تو دفن میں اس کا منہ اور سر نہ ڈھکا جائے اور نہ اسے خوشبو لگائی جائے۔ مگر علمائے احناف فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صرف انہی صحابی کے ساتھ خاص وارد ہوئی۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس کا منہ اور اس کا سر نہ ڈھکو اور نہ اس کو خوشبو لگاؤ۔“ یہ نہ فرمایا کہ محرم (احرام والے) کا منہ اور سر نہ ڈھکو اور نہ محرم کو خوشبو لگاؤ۔ حدیث پاک کے الفاظ اس صحابی کے حق میں وارد ہوئے نہ کہ تمام اس حالت میں فوت ہونے والوں کے بارے میں۔

اس طرح بیان واقعہ کے بعد مصنف علام نے علمائے احناف کی دلیل کی دقت کو بیان کیا۔

”بذل القوة فی حوادث سنی النبوة“ پہلی بار سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد کے زیر اہتمام اور مخدوم امیر احمد عباسی کے مقدمہ کے ساتھ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی۔ اس وقت ہمارے سامنے وہی نسخہ ہے۔ مصنف علام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ کی تالیف سے صفر ۱۱۶۸ھ کو فارغ ہوئے۔ اصل کتاب تین سو سات صفحات پر مشتمل ہے اس پر سو صفحات کا مقدمہ اور آخر میں فہرست مضامین، فہرست اماکن و اسماء و کتب مآخذ شامل ہیں۔ اس طرح کتاب کا حجم چھ سو اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) ترجمہ اور اس کی خصوصیات

سیرت رسول اعظم ﷺ پر مشتمل اس نہایت مختصر، جامع اور نافع کتاب کا ترجمہ عالم ربانی حضرت مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی نے کیا۔ مترجم موصوف بہت سی مفید اور مقبول کتابوں کے مصنف اور مترجم ہیں ان کی تصانیف اور تراجم نے علماء و طلبہ سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔ اسی طرح، انشاء اللہ العزیز ان کا یہ ترجمہ بھی مقبول عوام و خواص ہوگا۔ مترجم موصوف کے اس ترجمہ کی چند خصوصیات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

۱۔ تالیف:

مترجم موصوف نے کوشش کی ہے کہ کتاب کا ترجمہ محاورہ کی رعایت رکھتے ہوئے لفظی ہو اور اس کے ساتھ یہ بھی کوشش رہی کہ ترجمہ سلیس اور آسان ہو۔ بھاری بھرکم الفاظ اور غیر مانوس تراکیب سے اجتناب کیا گیا ہے۔ گویا ترجمہ ایک مستقل تالیف معلوم ہوتا ہے۔

۲- تنویر:

متن کتاب میں واقعات کو مسلسل بیان کیا گیا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے مترجم علام نے عنوانات قائم کر دیئے ہیں، اس طرح متن کتاب کے مضامین موجودہ صورت میں جلی اور واضح ہو گئے ہیں۔

۳- تصحیح:

”بذل القوة فی حوادث سنی النبوه“ میں مصنف علام مخدوم محمد ہاشم قدس سرہ العزیز سے چند مقامات پر تسامح واقع ہوا۔ مترجم علام نے ترجمہ کے دوران ان تسامحات کی نہ صرف نشان دہی فرمائی بلکہ دلائل سے ان کی تصحیح بھی فرمائی۔ تسامحات کی تصحیحات کی تعداد تینتیس (۳۳) سے زائد ہے۔ یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مصنف علام نے (۱) بعثت نبوی (۴۱/ میلاد نبوی) کے واقعات کے ضمن میں حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا حال لکھا اور فرمایا۔

علامہ زر قالی رحمہ اللہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں لکھا ہے۔ (ترجمہ) حضرت ارقم رضی اللہ عنہ سات یا دس صحابہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے۔ اس پر مترجم علام نے ان الفاظ میں تصحیح کی (حاشیہ) زر قالی علی المواہب اللدینہ ص ۲۴۶۔ جلد اول کے الفاظ یوں ہیں۔

قَبْلَ اسْلَمَ بَعْدَ عَشْرَةٍ وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ اسْلَمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ چھ صحابہ کے بعد ایمان لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے ان کی تعداد سات ہو گئی۔ مصنف رحمہ اللہ کا فرمانا کہ سات صحابہ کے بعد ایمان لائے، درست نہیں۔

کسی فاضل مصنف کے تسامحات کی نشاندہی اور پھر دلائل سے ان کی تصحیح ہر کسی کا حصہ نہیں۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

۴- تشخیص:

۲/ ہجری کے واقعات کے ضمن میں غزوہ ابواء یا غزوہ ودان کا حال بیان کرتے ہوئے ابواء اور ودان کی تشخیص میں مصنف علام نے لکھا۔

”(ترجمہ) اس غزوہ کی نسبت کبھی ابواء کی جانب کی جاتی ہے اور کبھی ودان کی جانب کیوں کہ فی الحقیقت دونوں بستیاں ایک ہی ہیں۔ علامہ زر قالی رحمہ اللہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں (اس غزوہ کے دو

ناموں سے مشہور ہونے کی توجیہ کرتے ہوئے) یہی فرمایا ہے۔

اس پر مترجم علام نے یوں حاشیہ لکھا۔

(حاشیہ) مترجم عفی عنہ کے زیر نظر نسخہ میں علامہ زر قانی نے اس توجیہ کو غلط اور خلاف واقع قرار دیا

ہے۔ اس نسخہ کی عبارت یوں ہے:

”وَمَرَادُ الْمُصَنِّفِ أَنَّ مِنْهُمْ مَنْ أَضَافَهَا لِدَوَّانٍ وَبَعْضُهُمْ لَا بُوَاءَ لِتَقَارُبِهِمَا فَلَيْسَ ضَمِيرُهُ رَاجِعًا لِدَوَّانٍ لِإِقْتِضَائِهِ أَنَّهُ مَكَانٌ وَاحِدٌ لَهُ إِسْمَانِ وَهُوَ خِلَافُ الْوَاقِعِ كَمَا يَأْتِي، ص ۳۹۲، جلد ۱، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، طبع ثانی ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء۔“

مصنف علام نے ۹/ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات ﷺ سے

ایلا کا حال یوں بیان فرمایا:

”(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ایلا کا واقعہ اسی سال وقوع پذیر ہوا۔“

لفظ ”ایلا“ سے ابہام پیدا ہو سکتا تھا کہ یہ ”ایلا“ شرعی اور فقہی طور پر ہوا۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ مترجم

علام نے حاشیہ میں اس ”ایلا“ کی تشخیص فرمادی۔

”ایلا“ کے لغوی معنی قسم کھانے کے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک مرد کا اپنی عورت کے پاس چار ماہ تک نہ

جانے کی قسم کھانے کا نام ایلا ہے۔ اگر چار ماہ گزر جائیں اور قربت نہ کرے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک

طلاق بائن واقع ہوگی۔ اس دوران اگر مرد بیوی کے پاس چلا جائے تو قسم کا کفارہ ادا کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے

صرف ایک ماہ تک ازواج مطہرات ﷺ کے قریب نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ ص

۵۶۷، جلد ۲ آپ ﷺ کا ایلا لغوی اعتبار سے تھا۔ فقہاء کے نزدیک متعارف ایلا نہ تھا۔ زر قانی شرح المواہب

اللہ نیہ۔ ص ۹۷، جلد ۲۔“

۵۔ تطبیق:

سیرت اور تاریخ میں بعض اوقات ایک ہی واقعہ کے بارے میں مختلف روایات وارد ہوتی ہیں جو بظاہر

متضاد معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں تطبیق قائم کرنا بڑا اہم اور دشوار مرحلہ ہوتا ہے۔ مترجم علام نے کتاب میں بیان

ہونے والی مختلف، بظاہر متضاد، روایات کو ایسا منطبق کیا کہ تضاد جاتا رہا۔ اس سلسلہ کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

۸/ھ کے واقعات میں مصنف رحمہ اللہ نے حضرت ابو العاص بن زبج رحمہ اللہ کے ایمان لانے اور ان کی

بیوی حضرت زینب رحمہ اللہ سے نکاح ثانی کے بارے میں یوں لکھا:

(ترجمہ) اس مہم کے بعد حضرت اَبُو الْعَاصِ بن رَجَب رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح ہی پر ان کے سپرد فرما دیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نئے نکاح کے بعد ان کے ہاں روانہ فرما دیا۔

مترجم علام نے بظاہر ان متضاد روایات میں یوں تطبیق دی۔

(حاشیہ) یہ دونوں روایتیں بظاہر متضاد ہیں۔ لیکن فی الحقیقت متضاد نہیں۔ کیونکہ پہلی روایت، جس میں ہے کہ پہلے نکاح پر ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو خاوند کے سپرد فرما دیا، اس کا معنی ہے کہ پہلے نکاح میں جو مہر وغیرہ مقرر تھا سپردگی کے موقع پر اس میں اضافہ نہ فرمایا۔ بلکہ اسی مہر پر نکاح ثانی ہوا اور اپنے خاوند کے ہاں تشریف لے گئیں۔ کیوں کہ قرآن مجید میں نص قطعی وارد ہے۔

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ (المم احۃ - ۱۰)

(مشرک عورتیں مسلمان مردوں پر حلال نہیں اور نہ ہی مشرک مرد مسلمان عورتوں کیلئے حلال ہیں۔)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے اسلام کے باعث ان میں تفریق ہو چکی تھی۔ لہذا نکاح جدید ضروری تھا۔ اسی پر آج امت کا عمل ہے۔ فقہاء میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

ماخوذ از رقانی علی المواہب۔ ص ۱۵۷، ۱۵۸ جلد ۲۔

۶۔ تمیز:

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو اشخاص، اماکن اور اشیاء کے نام آتے ہیں وہ بالعموم عربی میں ہیں۔ اردو دان حضرات کے لئے ان اسماء کا تلفظ مشکل ہے اس مشکل کے حل کے لئے مترجم علام نے تمام اسماء کے اعراب کو بڑی تحقیق سے ضبط کیا ہے۔ جن اسماء کے اعراب میں اختلاف ائمہ ہے اس اختلاف کو بھی بیان کر دیا ہے۔ مترجم علام نے اعراب کو بیان کرتے ہوئے حروف کو مفرد حالت میں بیان کر دیا ہے۔ اس طرح اردو قاری کے لئے نہایت سہولت ہو گئی ہے۔ کتاب کا کوئی صفحہ اس اعراب کی سہولت اور تمیز سے خالی نہ ہوگا۔

۷۔ منتقہ:

بعض اوقات کسی اسم کے اعراب میں ائمہ لغت اور آرباب سیر کا اختلاف ایسا وسیع ہو جاتا ہے کہ اس سے عام قاری کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ایسے موقعوں پر علم و ادب پر گہری نظر رکھنے والا ہی فیصلہ کن انداز میں قاری کے لئے موقف کا تعین کرتا ہے۔ مترجم علام نے ایسے موقعوں پر اپنے وسیع مطالعہ اور علم و ادب کی

گیرائی اور گہرائی کا مظاہرہ کیا ہے۔ تنقیح اعراب کا یہ فن کتاب میں اکثر جگہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ یہاں ایک مثال پیش خدمت ہے:

”سَرِيَّةُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ“ میں ایک مقام کا نام آیا: ”قَرَدَه“ مصنف علام مخدوم محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں لکھا۔

(ترجمہ) قَرَدَه، قاف کی زبر، را کے سکون کے ساتھ سجدہ کے وزن پر، نجد کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔

اس پر مترجم علام کا تنقیحی حاشیہ ملاحظہ ہو:

(حاشیہ) اس کے تلفظ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مندرجہ ذیل طریقوں سے اس کا تلفظ منقول ہے۔

۱- ق + ر + د + ہ - قَرَدَه ۲- ف + ر + د + ہ - قَرَدَه

۳- ق + ر + د + ہ - قَرَدَه ۴- ف + ر + د + ہ - قَرَدَه

زر قانی شرح المواہب - ص ۷، جلد ۲

سَجْدَه (سین کے زبر کے ساتھ) کا معنی ہے عاجزی و خاکساری سے جھکنا۔ ناک اور پیشانی زمین پر رکھنا۔ لیکن وہ فعل جو نماز کا رکن ہے اس کا تلفظ سَجْدَه سین کی زیر کے ساتھ ہے۔ کیوں کہ یہ جھکاؤ کی خاص نوع ہے جس پر دلالت کے لئے فَعَلَه کا وزن خاص ہے۔ عام طور پر جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو مراد نماز کا رکن فعل ہوتا ہے۔ لہذا اس کا تلفظ سَجْدَه ہے نہ کہ سَجْدَه۔

اسی نوعیت کی ایک مثال ملاحظہ کیجئے:

جَنَّات کے قبول اسلام کے باب میں ایک جگہ کا نام آیا: نخالہ مصنف علام کی تصریح کے مطابق طائف اور مکہ معظمہ کے درمیان ایک بستی کا نام ہے اس کے تلفظ میں فاضل مترجم کا حاشیہ ملاحظہ ہو:

”(حاشیہ) مسلم شریف کی روایت میں اس کا نام نخل درج ہے (اور یہاں نخالہ) مواہب لدنیہ میں نخلہ ہے۔ زر قانی شرح مواہب میں ”برہان“ کے حوالہ سے ہے کہ درست نخلہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ نخل اور نخالہ دونوں درست ہوں۔ ص ۳۰۰، جلد ۱“ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ۸ھ کے سرایا میں نخلہ تحریر فرمایا ہے ملاحظہ ہو سرایا ۸ھ عنوان نمبر ۶۔

۸- تاریخ:

عام مؤلفین کی طرح مصنف علام مخدوم ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات واقعات کے بیان میں واقعہ

کی تاریخ نہیں بیان فرماتے، حالانکہ متن کتاب کی وضع ہی واقعات کو تاریخ وار بیان کرنا ہے۔ ایسے موقعوں پر مترجم علام اس کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔

غزوات کے ابتدا میں اذن جہاد کا ذکر آیا۔ مترجم علام نے اذن جہاد کی تاریخ یوں بیان کر دی۔
(حاشیہ) کفار سے جنگ کے جواز کا حکم صفر کی ۱۲ تاریخ کو نازل ہوا۔ زر قانی علی الموابہب۔

ص ۳۸۷ء جلد ۱

۹۔ تاکید:

مصنف علام بیان واقعات میں ماخذوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مترجم علام بعض اوقات ان ماخذوں میں اضافہ کر کے مزید تاکید کر دیتے ہیں۔ بعثت کی ابتدا کب ہوئی؟ اس ضمن میں ایک قول کی تائید میں مصنف علام نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان فرمائی۔
فاضل مترجم نے اس کی تاکید مزید کرتے ہوئے لکھا:

(حاشیہ) ”امام مالک رحمہ اللہ نے بھی اپنے مؤطا میں اس حدیث کو روایت فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو: مؤطا مع شرح تنویر الحوالک۔ ص ۱۰۸، جلد ۳“

۱۰۔ تعلیل:

سیرت اور تاریخ میں بالعموم واقعات بیان ہوتے ہیں۔ واقعات کے وقوع پذیر ہونے کے اسباب و علل سے بحث نہیں ہوتی۔ اگرچہ ہر واقعہ کا کوئی سبب تو ضرور ہوتا ہے۔

مصنف علام نے غزوات کے باب اول کی ابتدا میں اجازت جہاد کا حکم بیان فرمایا مترجم علام نے مدینہ منورہ میں اذن جہاد کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

(حاشیہ) ”اس اجازت سے قبل ستر سے زائد آیات کریمہ میں جنگ سے ”نہی“ نازل ہوتی رہی۔ جنگ سے ”نہی“ کی آیات زیادہ تر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ جہاد کی اجازت کا یہ حکم انتہائی مناسب وقت پر نازل ہوا۔ کیوں کہ مکہ مکرمہ میں مسلمان قلیل تعداد میں تھے اور مشرکین کی تعداد زیادہ تھی۔ اگر وہاں جنگ کا حکم نازل ہوتا تو مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ مکہ میں کفار کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو وہاں سے نکال دیا اور آپ ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی آپ ﷺ مدینہ منورہ آگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں جمع ہو گئے اور آپ کی نصرت و حمایت پر کمر بستہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ دار الاسلام بن گیا اور

مسلمانوں کے لئے قلعہ کا کام دینے لگا تو جہاد مشروع ہو گیا۔ مواہب لدنیہ شرح زرقانی۔ ص ۳۸۷۔ جلد ۱۔“
 ۱۱۔ تفسیر:

قرآن مجید اگرچہ کلام الہی ہے۔ احکام، نواہی، قصص اور تہذیبِ اخلاق پر مشتمل ہے۔ مگر حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ اس لئے سیرت نگاری میں قرآن مجید کی تفسیر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

مصنف علام مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ نے بیعتِ عقبہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھا:
 (ترجمہ) پہلی دو بیعتیں اور حج رجب کے مہینہ میں واقعہ ہوئے کیونکہ کفار کے ہاں جہالت کے دور میں ”نسی“ کا رواج تھا۔

”نسی“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مترجم علام نے یوں لکھا:

(حاشیہ) ”زمانہ جہالت میں عرب، حرمت والے مہینوں کی عظمت کے قائل تھے اور ان میں جنگ کو ناجائز سمجھتے تھے۔ جب لڑائی ان مہینوں میں آجاتی تو اسے موخر کرنا دشوار ہو جاتا۔ اس کا حل انہوں نے یہ تلاش کیا کہ ایک مہینہ کی حرمت دوسرے کی جانب ہٹانے لگے۔ اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومنے لگی۔ اس کو وہ ”نسی“ کہتے۔ اس طرز عمل سے اشہر حرام (ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) کی حرمت باقی نہ رہی۔ اسی ”نسی“ کی بدولت ۱۱ بعثت نبوی اور ۱۲ بعثت نبوی کو حج رجب کے مہینے میں ہوا۔ اور اس طرح بیعتِ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ رجب کے مہینوں میں ہوئیں۔“

۱۲۔ تعریض:

بعثت نبوی کے چھٹے سال کے واقعات کے ضمن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا حال بیان ہوا۔ اس پر مشرکین کی طرف سے انہیں عار دلائی گئی۔ مشرکین نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو ہمارے سپرد کر دیں۔ تاکہ وہ انہیں ایذا دے سکیں۔ اس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے چند اشعار کہے۔ مصنف علام نے اپنی تالیف بذل القوہ میں انہیں درج کیا۔ ان اشعار میں ایک شعریوں ہے۔

اِذْ تَلَيْتُ رَسَائِلَهُ عَلَيْنَا تَحَذَّرُ دَمْعُ ذِي لَبِّ حَصِيفٍ
(ترجمہ) جب اس کے پیغامات ہمیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو ہر مضبوط عقل والے کے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔

بِذَلِ الْقُوَّةِ کے زیرِ نظر نسخے میں لفظ حَصِيفِ حاک کے نقطہ کے ساتھ درج ہے۔ جو ظاہر ہے۔ کتابت کا سہو ہے۔ بَیْرَتِ ابْنِ اِلْحَقِّ میں ایسا ہی درج ہے۔ مگر بَیْرَتِ ابْنِ ہِشَامِ کا اردو ترجمہ جو غلامِ رسول مہر کی نظر ثانی سے شائع ہوا۔ اس میں ان اشعار کو قصداً حذف کر دیا گیا شاید یہ اشعار ان کے نظریات کی تائید نہیں کرتے بلکہ ان سے متصادم ہیں۔ اس صورتِ حال کو مترجم غلام نے محسوس کیا اور ابْنِ ہِشَامِ کا اردو ترجمہ کرنے والوں، اس کی تصحیح اور نظر ثانی اور شائع کرنے والوں پر مترجم غلام نے لکھا۔

(حاشیہ) بَیْرَتِ ابْنِ ہِشَامِ کے اردو ترجمہ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، جس پر مولانا غلام رسول مہر نے نظر ثانی کی ہے، میں تلاش کے باوجود یہ اشعار نہیں مل سکے۔
۱۳۔ تکمیل:

اَرْبَابِ بَیْرِ بعض اوقات واقعہ کو اجمال سے بیان کر دیتے ہیں۔ اس کی بعض جزئیات کو ترک کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی مُصَنِّفِ غَلامِ مُحَمَّدُومِ ہاشم رحمہ اللہ نے کیا۔ لیکن مترجم غلام نے ترجمہ کے دوران ان جزئیات کو حاشیہ میں بیان کر دیا ہے جو اَرْبَابِ بَیْرِ نے بالعموم ترک کر دی ہیں۔ ترجمہ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو:

غَزْوَةُ ابْوَاء اور غَزْوَةُ وِدَّان کے ترجمہ پر مترجم نے یوں حاشیہ سے بعض جزئیات کو بیان کیا:
(حاشیہ) ”اس غزوہ کے علم بَرْدَارِ سَيِّدِ الشَّہْدَاءِ حضرت امیر حمزہ بن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ تھے۔ جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ اس غزوہ کی مصروفیات کے باعث بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے پندرہ روز تک غائب رہے۔
مواعظ لدنیہ مع شرح زر قانی۔ ص ۳۹۳، جلد ۱
۱۴۔ تَفْنِیْم:

بعض الفاظ جب مُطْلَقِ اسْتِعْمَالِ ہوتے ہیں تو ان سے ابہام پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے تعین اور ابہام دور کرنے کے لئے مطلق کو کسی صفت سے خاص کرنا پڑتا ہے۔ فاضل مترجم نے دس سے زائد مقامات پر اس

ابہام کو حاشیہ میں دور کیا ہے۔

ایک مثال ملاحظہ ہو:

مصنف علامہ رحمہ اللہ نے ۷/ بعثت نبوی کے واقعات کے ضمن میں شُعْبِ ابْنِ طَالِب کے محاصرہ کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

(ترجمہ) ”اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے جب اپنے دین کا بطلان، نبی کریم ﷺ کے دین کی (روز افزوں) قوت، حضرت عمر فاروق اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کا ایمان اور اس سے اسلام کی تائید، مسلمانوں کی ہجرت حبشہ، وہاں نجاشی کے پاس اطمینان سے رہنا اور اس کا ان سے اچھا سلوک کرنا اور ابو طالب نیز بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے ان کی برادری کا نبی پاک ﷺ کی مدد اور دفاع کرنا، دیکھا تو انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے بایکٹ کرنے اور مکہ مکرمہ سے باہر ایک گھاٹی میں نکال دینے کا معاہدہ کر لیا۔“

اس عبارت میں ”مسلمانوں کی ہجرت حبشہ“ سے مراد کونسی ہجرت ہے۔ اس ابہام کو مترجم علامہ نے اپنے حاشیہ میں یوں دور کیا:

حاشیہ ”اس سے مراد حبشہ کی جانب دوسری ہجرت ہے۔ کیوں کہ پہلی ہجرت پر روانہ ہونے والے مہاجرین ۵/ بعثت میں واپس آگئے تھے۔ زر قانی علی المواہب۔ ص ۲۷۸، جلد ۱“

بذل القوہ کا یہ اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ اسے پڑھتے جائیں اور فاضل مترجم کے حواشی میں آپ کو قیمتی موتی جا بجا نظر آئیں گے۔ تحقیق، تدقیق، تعلیق، تعیین، توضیح، تخریج، تہذیب، تفصیل، تخلص اور دیگر تالیفی و تحقیقی عنوانات پر مترجم نے سیرت ابنی ﷺ سے متعلق بڑی معلومات جمع فرمادی ہیں۔ اگرچہ نفس ترجمہ کے ساتھ ان کا بلا واسطہ کوئی تعلق نہ تھا اور نہ ہی مترجم کی ذمہ داری تھی۔ مگر قارئین کرام کی سہولت کی خاطر مترجم نے خود مشکلات برداشت کی ہیں۔ مختلف مستند مآخذ و مصادر سے رجوع کیا۔ اس طرح یہ حسین گلدستہ آپ کے پیش نظر ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کے طفیل اس کوشش کو عوام و خواص کے لئے سودمند بنادے اور مترجم علامہ اور قارئین کرام کے لئے توشہ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم الرؤف الرحیم ﷺ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

کھاریاں ۳۔ ربیع النور ۱۴۱۸ھ ۹۔ جولائی ۱۹۹۷ء

فقیر محمد جلال الدین قادری (غنی عنہ)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ وَحْدَهُ کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ حضرت خاتم النبیین، آپ کی آل اطہار، صحابہ کرام اور آپ ﷺ کے طریقہ کو اپنانے والوں پر درود و سلام ہو۔

اپنے غنی پروردگار کی رحمت کا محتاج بندہ، محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمن سندھی، ٹھٹھوی، ہر وقت اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ اس کا کار ساز، اس کی حمایت و نصرت اس کے ہمراہ اور ساتھ رہے، عرض گزار ہے کہ یہ مختصر کتاب، نبی کریم ﷺ پر نزول وحی کے تیس سالوں کے واقعات پر مشتمل ہے۔ جن میں سے تیرہ سال آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بسر فرمائے اور دس سال مدینہ منورہ میں گزارے۔ اس میں آپ ﷺ کے غزوات، سرایا اور ان کے علاوہ دیگر واقعات بیان ہوں گے۔

میں نے ”بَذْلُ الْقُوَّةِ فِي حَوَادِثِ سِنِي النَّبُوَّةِ“ نامی اس کتاب کی تصنیف کا آغاز ۵/ ذی الحجہ ۱۱۶۶ھ میں کیا۔

یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں ہجرت نبوی سے قبل کے واقعات درج ہوں گے اور دوسرے حصہ میں ہجرت کے بعد کے واقعات مذکور ہوں گے۔ دو سرا حصہ تین ابواب پر مشتمل ہے:

غزواتِ نبویہ	_____	پہلے حصہ
مہمات و سرایا	_____	دوم حصہ
غزوات و سرایا کے علاوہ دیگر واقعات	_____	سوم حصہ

حصّہ اوّل

بُعْثِ نَبِی سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت تک کے
درمیانی سالوں میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات

وضاحت:

یہ واضح رہے کہ ہجرت نبوی سے قبل کوئی غزوہ یا سرّیہ وقوع پذیر نہیں ہوا کیونکہ اس وقت
تک جنگ کرنا مسلمانوں پر حرام تھا لہذا اس باب میں ہم غزوات و سرّایا کے علاوہ دیگر واقعات درج
کرتے ہیں۔ اس حصہ میں صرف ایک باب ہے جو تیرہ فصلوں پر مشتمل ہے۔

باب

فصل اول

۱/ بعثت نبوی (۴۱/ میلاد نبوی)

(۱) بعثت نبوی

اسی سال نبی کریم ﷺ کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا۔
حضرت علامہ شمس الدین شامی لہ (صالحی) اپنی سیرت میں تحریر فرماتے ہیں:
”حضرت رسول اکرم ﷺ عمر مبارک کے چالیسویں سال کی انتہاء پر مبعوث ہوئے۔ دو سرے قول کے مطابق چالیس سال مکمل ہو چکنے کے ایک دن بعد، تیسرے قول کے مطابق دس دن کے بعد اور چوتھا قول یہ ہے کہ عمر مبارک کے چالیس سال پورے ہونے کے دو ماہ بعد آپ کی بعثت ہوئی۔“

لہ نام محمد بن یوسف بن علی بن یوسف دمشقی۔ شمس الدین صالحی حنفی برقوقہ (مصر) میں مدرس تھے ۹۴۲ھ میں وصال فرمایا۔ مصنفات
(۱) الْآيَاتُ الْعَظِيمَةُ الْبَاهِرَةُ فِي مَعْرَاجِ سَيِّدِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (۲) الْإِتِّحَافُ بِتَمْيِيزِ مَنَاقِبِ فِيهِ
الْبَيْضَاوِيُّ صَاحِبُ الْكَشَافِ۔ (۳) سُبُلُ الْهُدَى وَالرَّشَادِ فِي سِيرَةِ خَيْرِ الْعِبَادِ۔ چار جلدوں میں (یہی کتاب سیرت
شامی کے نام سے مشہور ہے)۔ (۴) عُقُودُ الْجَمَانِ فِي مَنَاقِبِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ۔ (۵) الْفَضْلُ الْفَائِقُ فِي
مَعْرَاجِ خَيْرِ الْخَلَائِقِ (۶) الْفَضْلُ الْمَبِينُ فِي الصَّبْرِ عِنْدَ فَقْدِ الْبَنَاتِ وَالْبَنِينَ (۷) مَطَالِعُ النَّوْرِ فِي فَضْلِ
الطُّورِ وَقَمْعِ الْمُعْتَدِي الْكُفُورِ (ہدیۃ العارفین ۲/۳۶)

ان چار اقوال پر تنقید کرتے ہوئے علامہ (شمس الدین) شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
”پہلا قول مشہور ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔“

علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا:
یہی صحیح اور درست قول ہے جو صحیح بخاری ۱۷۷ اور صحیح مسلم ۱۷۷ میں حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت مبارکہ کے مہینہ میں اختلاف ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی بعثت ربیع الاول میں ہوئی اور دوسرا قول یہ ہے کہ رمضان المبارک میں آپ کی بعثت ہوئی۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے:

دونوں اقوال کے درمیان تطبیق جیسا کہ علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں بیان کی، اس طرح کی گئی ہے کہ خوابوں کے ذریعے وحی کی ابتداء ربیع الاول میں ہوئی۔ ۱۷۷ خوابوں کے ذریعے سے وحی کا سلسلہ چھ ماہ تک رہا پھر قرآن مجید کی وحی نازل ہوئی اور غار حراء میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے۔ یہ رمضان المبارک کی لیلۃ القدر کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ - الخ (البقرة: ۱۸۵)

(رمضان المبارک کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔)

نیز فرمایا: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (ہم نے اسے (قرآن کریم کو) لیلۃ القدر میں اتارا۔) (القدر: ۱)

۱۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے اُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ جلد ۱ صفحہ ۵۴۳ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جب آپ کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔)

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً - جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ (اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی عمر شریف کے چالیس سال کے اختتام پر مبعوث فرمایا) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے موطا میں اس حدیث کو روایت فرمایا ہے ملاحظہ ہو موطا مع شرح تنویر الحواکم جلد ۳ صفحہ ۱۰۸

۳۔ ان خوابوں کی کیفیت کے متعلق صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۳۹ میں اس طرح مروی ہے۔ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ - (ترجمہ)۔۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الہیہ کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ آپ جو خواب بھی دیکھتے پیچھے سحر کی مانند واضح ہو جاتا ان خوابوں کا سلسلہ چھ ماہ تک رہا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۰۷

اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ مہینے کی کونسی تاریخ کو آپ ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل اقوال ہیں:

(۱) ۱۲ / ربیع الاول، (۲) ۲ / ربیع الاول، (۳) ۸ / ربیع الاول ان کے علاوہ اس کے متعلق اور بھی اقوال ہیں۔

پہلا قول مشہور تر ہے:

ایام ہفتہ میں سے آپ کی بعثت کے دن میں کوئی اختلاف نہیں آپ پیر کے روز مبعوث ہوئے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوقحافہ سے مروی دو مرفوع حدیثوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ۱۷

(۲) سچے خواب

اسی سال حضرت رسالت مآب ﷺ پر سچے خوابوں کی شکل میں وحی الہیہ کا آغاز ہوا۔ ان خوابوں کی مدت چھ ماہ ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔

(۳) درختوں اور پتھروں کا پیارے آقا ﷺ پر سلام عرض کرنا

بعثت نبوی کے اوائل میں درخت اور پتھر آپ ﷺ پر سلام عرض کیا کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جن راتوں کو میں مبعوث ہوا میں جس درخت اور پتھر کے پاس سے بھی گذر تا وہ مجھ پر سلام عرض کرتا اور کہتا: **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلام ہے۔

۱۷ پہلی حدیث مبارکہ کے الفاظ یوں ہیں **سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ ذَالِكَ يَوْمٌ وَلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ ج ۱-۳۶۸ (ترجمہ) آپ سے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ بابرکت دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اسی روز میری بعثت ہوئی یا آپ نے فرمایا اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔** دوسری حدیث پاک کے الفاظ اس طرح ہیں **سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ وَلِدْتُ وَلِيهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ** صفحہ ۳۶۸/جلد ۱ (ترجمہ) آپ ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

۱۸ امام عبدالرحمن بن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الوفا باحوال المعصوفین صفحہ ۱۶۱ میں اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے اور اس میں صراحت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسے نبی کریم ﷺ سے سماعت فرمایا تھا۔

حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والثناء والصلوة سے یوں بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مکہ مکرمہ میں وہ پتھر اب بھی موجود ہے جو میری بعثت کی راتوں میں مجھ پر سلام کرتا تھا۔ ۱۷

اس پتھر کی تعیین میں اختلاف ہے۔ ایک قول ہے کہ وہ حجر اسود ہے اور ایک قول ہے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب ایک اور معروف پتھر ہے۔

(۴) اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اسلام لانا

اسی سال اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دولت ایمان سے سرفراز ہوئیں۔ مردوں، عورتوں، غرضیکہ تمام نسل انسانی میں ایمان لانے میں آپ سابق ہیں جیسا کہ کئی علماء نے بیان فرمایا ہے: ثعلبی، ابن عبدالبر اور سیملی نے اس پر تمام علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔

ابن اثیر نے فرمایا ”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ایمان لانے میں کوئی مرد یا عورت آپ سے سبقت نہ لے سکا۔“ ۱۸

نبی پاک ﷺ نے اس سے کافی عرصہ پہلے ان سے نکاح فرمایا تھا جب کہ آپ کی عمر مبارک صحیح تر قول کی رو سے چونتیس برس تھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف رائج تر قول کے مطابق چالیس سال تھی۔

آپ ﷺ کی وفات کا ذکر ۱۰ / بعثت نبوی کے واقعات کی فصل میں اسی باب کے اندر آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۵) بنات النبی ﷺ کا ایمان لانا

اسی سال حضور نبی محترم ﷺ کی چاروں بیٹیاں شرف باسلام ہوئیں۔

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی سب سے بڑی لخت جگر ۲۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ۴۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

۱۷ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو ابواب صفحہ ۱۸ میں درج فرمایا ہے علامہ زر کلی رحمہ اللہ نے مواہب لدنیہ کی شرح ج ۱ ص ۳۵ میں فرمایا کہ ”اس بات کا احتمال ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بدھ کی خاطر اس سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہوں اگرچہ یہ اشیاء مکافات کی لال نہیں۔“

۱۸ ارز قلی علی المواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۳

یہ چاروں بیٹیاں رضی اللہ عنہا اس وقت ایمان لائیں جب انکی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔
زر قانی نے سیرت ابن اسحاق اور سیرت شامی سے مواہب لدنیہ کی شرح میں اسی طرح نقل فرمایا ہے۔ لہ
اس صورت میں علمائے سیرت کے اس ارشاد:

إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْخَطَّابِ أَوَّلُ امْرَأَةٍ أَسْلَمَتْ بَعْدَ خَدِيجَةَ

(ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی عورت حضرت فاطمہ بنت
خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔)

کا معنی یہ ہوگا کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹیوں کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والی
خاتون حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات طیبات کی وفات مختلف سالوں میں ہوئی۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۲ / ہجری، حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ۸ / ہجری، حضرت سیدہ امّ
کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ۹ / ہجری اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وصال ۱۱ / ہجری میں ہوا۔ ان کے سوانح
ارتحال کی مناسب تفصیل ان مقامات پر دیکھ لیں (یہاں اس کا موقع نہیں۔)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابنائے طاہرین حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ دو ہیں جو حضرت خدیجہ
الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے لخت جگر تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب طیب اور طاہر ہے۔ ان ہر دو حضرات کی ولادت اور وفات بعثت نبوی
سے قبل ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق ان دونوں کی ولادت اور وفات بعثت کے بعد ہوئی۔ ان کا ایمان
والدین کے تابع ان کی ولادت کے سال ہی سے شمار ہوگا۔ ان کی پیدائش اور وفات کے سال کی تعیین مجھے
نہیں مل سکی۔

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان کی ولادت، وفات اور تدفین مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے لخت جگر حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ کی لونڈی حضرت ماریہ (قبیلیہ) رضی اللہ عنہا

کے بطن اقدس سے تھے ان کی ولادت کا ذکر ۸ / ہجری اور رحلت کا ذکر ۱۰ / ہجری کے واقعات میں آئے گا۔
انشاء اللہ تعالیٰ

(۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

مشہور قول کے مطابق اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے۔ اس بارے میں کسی عالم نے اختلاف نہیں فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے معبود ہونے سے ایک عرصہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق فرمادی تھی۔ یہ بخیرا راہب کے زمانے کا واقعہ ہے جب جناب رسالت مآب ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کا سفر فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سفر میں ساتھ تھے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کی عمر مبارک اس وقت بارہ برس تھی لیکن اسے تصدیق کہہ سکتے ہیں اسلام نہیں کیونکہ یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے اور بعثت کے بعد کا اسلام معتبر ہے۔ مروی ہے کہ پیر کے روز، دن کے آغاز پر نبی کریم ﷺ معبود ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی روز دن کے آخری حصہ میں مشرف بایمان ہوئے۔

(۷) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ایک قول یہ ہے کہ آپ ان سے پہلے ایمان لائے پہلا قول ہی مشہور اور صحیح ہے۔ اس کی تائید علمائے سیرت کا یہ ارشاد کرتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بعثت نبوی کے دوسرے روز منگل کے دن ایمان لائے۔

حضرت خیشمہ (خ، ی، ث، م، ہ) رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی اس کی تصدیق کرتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام میں مجھ سے سبقت لے گئے۔“ علاوہ ازیں بوقت اسلام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابھی نابالغ تھے اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں لیکن عمر میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ بوقت ایمان آپ دس برس کے تھے، ایک قول یہ ہے کہ آٹھ برس کے تھے اور ایک قول کے مطابق آپ کی عمر اس وقت پانچ برس تھی قول اول صحیح تر ہے اور اسی پر اعتماد ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ علمائے سیرت نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت حضرت رسالت مآب ﷺ کی عمر شریف کے تیسویں برس میں ہوئی جیسا کہ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

(۸) حضرت زید بن حارثہ بن شراحیلؓ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت رسالت مآب ﷺ کے آزاد کردہ غلام، منہ بولے بیٹے اور محبوب صحابی حضرت زید بن حارثہؓ حضرت علی المرتضیٰؓ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(۹) سابقین اولین صحابہؓ کی کثیر تعداد کا مشرف بہ ایمان ہونا

قدیم الاسلام صحابہؓ کی کثیر تعداد اسی سال حلقہ بگوش ایمان ہوئی۔ جن میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ شامل ہیں ان پانچ نفوس قدسیہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست اقدس پر ایمان قبول کیا اور آپ ہی نے انہیں دربار رسالت ﷺ میں پیش کیا۔ اور آپ ﷺ کے سامنے انہوں نے اپنے ایمان کا اقرار فرمایا۔

(۱۰) مؤذن رسول حضرت بلال بن رباحؓ کا ایمان قبول فرمانا

مؤذن رسول حضرت بلال بن رباحؓ بھی اسی سال ایمان لائے آپ کو اسلام میں سب سے پہلا مؤذن ہونے کا اعزاز حاصل ہے آپ کی والدہ حضرت حمامہؓ بھی مشرف باسلام ہوئیں اسی وجہ سے آپ کو بلال بن حمامہ کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ نے انہیں بنو جُح (ج، م، ح) کے مشرک آقاؤں سے نواقیہ سونے کے عوض خریدا اور راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

(۱۱) حضرت عامر بن فہیرہؓ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عامر بن فہیرہؓ (ف، ہ، ئی، ر، ہ) ایمان لائے یہ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(۱۲) حضرت ابو ذر غفاریؓ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

حضرت ابو ذر غفاریؓ اسی سال مشرف بایمان ہوئے ان کا اسم گرامی جُنْدَب بن جُنَادہ تھا۔ اسلام قبول کرنے میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا چوتھا نمبر ہے۔

۱۔ حضرت زیدؓ کے دادا کا نام الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۵۶۳ اور الاستیعاب جلد ۸ صفحہ ۵۴۴ میں شراحیل تحریر ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۸ صفحہ ۲۶۵ جلد ۸ صفحہ ۳۲۴، ۳۲۵ میں شرمیل لکھا ہے۔

(۱۳) حضرت اُنَیس بن جُنَادہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت اَبُو ذَرِّ غِفَارِی رضی اللہ عنہ کے برادر اکبر حضرت اُنَیس بن جُنَادہ رضی اللہ عنہ ان سے چند روز قبل ایمان لائے زان بعد دونوں برادر اپنی قوم بنی غِفَار کی جانب واپس آگئے۔ قبیلہ بنی غِفَار حرمین شریفین کے درمیان آباد تھا۔ دونوں بھائی اپنے قبیلہ ہی میں قیام پذیر رہے۔ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خُندَق سے فارغ ہوئے حضرت اَبُو ذَرِّ غِفَارِی رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئے اور وصال نبوی تک وہیں سکونت پذیر رہے۔

(۱۴) حضرت اَبُو فُہَیْکَہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی برس اُمیہ بن خلف کے غلام حضرت اَبُو فُہَیْکَہ (ف، ہ، ی، ک، ہ) ایمان لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور یہ دونوں ایک ہی دن ایمان لائے۔

(۱۵) حضرت عَمَّار بن یَاسِر رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عَمَّار بن یَاسِر، ان کے بھائی حضرت عُبْدُ اللہ بن یَاسِر، ان کے والد حضرت یَاسِر بن عامر، انکی والدہ سُمَیَّہ (س، م، ی، ہ) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) بنت سلم رضی اللہ عنہا لائے، ایک قول کے مطابق حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام خُبَّاط (خ، ب، ا، ط) ہے۔ حضرت عَمَّار رضی اللہ عنہ اپنے بھائی اور والدین کے ساتھ اَبُو حَذِیْفَہ بن مُغیرَہ کے حلیف تھے۔ حضرت عَمَّار اور حضرت صُہَیْب رضی اللہ عنہما (جن کا ذکر ابھی آ رہا ہے) نے ایک ہی دن ایمان قبول فرمایا۔ اس کے بعد قریب ہی حضرت عَمَّار رضی اللہ عنہ کے والدین اور بھائی مسلمان ہو گئے۔

(۱۶) حضرت صُہَیْب بن سَنَان رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول فرمانا

حضرت صُہَیْب (ص، ہ، ی، ب، تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) بن سَنَان رومی رضی اللہ عنہ اسی برس دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ تمیں سے کچھ زائد افراد قدسیہ کے بعد اس وقت ایمان لائے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دار اَرْقَم بن اَبی اَرْقَم میں قیام پذیر تھے لیکن یہ دوسرا قول ضعیف ہے۔

(۱۷) حضرت خُبَّاب بن اَرْت رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت خُبَّاب بن اَرْت جو بنی زُہَرہ کے حلیف اور قبیلہ بنو نَجْم سے تعلق رکھتے تھے، ایمان لائے ایک قول کی رو سے آپ کا قبیلہ بنو خُزَاعہ ہے۔ ایمان لانے میں آپ کا چھٹا نمبر ہے۔

(۱۸) حضرت مُصْعَب، حضرت عَیَّاش، حضرت اَرْقَم، حضرت عُثْمَان،

حضرت قُذَامَہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی برس حضرت مُصْعَب بن عُمَیْر بن ہاشم قرشی عبد ربی رضی اللہ عنہ، حضرت عَیَّاش بن ابی رَبِیعہ قرشی مخزومی رضی اللہ عنہ، حضرت اَرْقَم بن ابی اَرْقَم، قرشی مخزومی رضی اللہ عنہ، حضرت عُثْمَان بن مظعون رضی اللہ عنہ، ان کے دو بھائی حضرت قُذَامَہ بن مظعون رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ ان چھ حضرات میں سے چار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ حضرت اَرْقَم رضی اللہ عنہ کے ایمان پر (اس کے بعد عنقریب) ہم دوبارہ گفتگو کریں گے۔

(۱۹) حضرت اَبُو عُبَیْدَہ بن جَرَّاح رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت اَبُو عُبَیْدَہ عامر بن عبد اللہ بن جَرَّاح قرشی فہری رضی اللہ عنہ بھی اسی برس ایمان لائے۔ انہیں بارگاہ رسالت سے ”اٰمِنُ بِذِہِ الْاُمَّۃِ“ کا لقب عطا ہوا۔

(۲۰) حضرت اَبُو سَلَمَہ عَبْدُ اللہ بن عَبْدُ الْاَسَدِ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت رسول کریم ﷺ کے پھوپھی زاد حضرت اَبُو سَلَمَہ عبد اللہ بن عَبْدُ الْاَسَدِ قرشی مخزومی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی برس ایمان قبول فرمایا، ان کی والدہ بَرَّہ (ب، ر، ہ) بنت عَبْدُ الْمُطَّلِب تھیں۔ دس مسلمانوں کے بعد ایمان لائے اس طرح ایمان لانے میں ان کا نمبر گیارہواں ہے۔

(۲۱) حضرت عامر بن اَبی وَقَّاص رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت سَعْد بن اَبی وَقَّاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عامر بن اَبی وَقَّاص رضی اللہ عنہ بھی اسی سال مشرف بایمان ہوئے۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں فرمایا کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ دس مردوں کے بعد ایمان لائے۔

(۲۲) حضرت عَبْدُ اللہ بن مَسْعُود اور حضرت عُبَیْدَہ بن حَارِث رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا

حضرت عَبْدُ اللہ بن مَسْعُود ہذلی رضی اللہ عنہ اور حضرت عُبَیْدَہ (ع، ب، ی، و، ہ) بن حَارِث بن مُطَّلِب بن عَبْدِ مَنَاف قرشی مُطَّلِبی رضی اللہ عنہ بھی اسی سال مسلمان ہوئے۔

(۲۳) حضرت جَعْفَر بن اَبی طَالِب، حضرت سَعِید اور حضرت خَنِیس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال نبی کریم ﷺ کے چچا زاد حضرت جَعْفَر بن اَبی طَالِب رضی اللہ عنہ، حضرت سَعِید بن زَید رضی اللہ عنہ، جو

عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔

(۲۴) حضرت مُعِیْقِب دَوْسِی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

سَعِید بن ابی العاص کے آزاد کردہ غلام حضرت مُعِیْقِب بن ابی فاطمہ دَوْسِی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سال اسلام قبول فرمایا۔

(۲۵) حضرت وَرَقہ بن نَوْفَل رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا

اسی سال حضرت وَرَقہ بن نَوْفَل بن اَسَد بن عَبْدِ الْعُزْزِی بن قُصَّی بن کَلَاب رضی اللہ عنہ ایمان لائے یہ حضرت اُم المومنین خَدِجَةُ الْکُبْرٰی رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت خَدِجَةُ رضی اللہ عنہا کا نسب اس طرح ہے۔ خَدِجَةُ بنت خُوَیْلِد بن اَسَد بن عَبْدِ الْعُزْزِی۔ اس طرح یہ اُم المومنین حضرت خَدِجَةُ الْکُبْرٰی رضی اللہ عنہا کے حقیقی چچا زاد تھے۔

حضرت خَدِجَةُ الْکُبْرٰی رضی اللہ عنہا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا انہیں بتایا اس واقعہ کے بعد حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے یہ ان علماء کی رائے کے مطابق ہے جو حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کے قائل ہیں۔ ایمان اور عدم ایمان دونوں اقوال میں یہی زیادہ صحیح ہے۔

اسی لئے علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا حضرت وَرَقہ رضی اللہ عنہ یقیناً صحابی رسول ہیں لہ آپ کی وفات کا ذکر ہم ۴/ نبوی کے واقعات میں کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۶) حضرت اَرْقَم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال قبیلہ قریش کی شاخ بنی مخزوم سے تعلق رکھنے والے مشہور صحابی حضرت اَرْقَم بن ابی اَرْقَم رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے علامہ زر قانی علیہ الرحمۃ نے مواہب لدنیہ کی شرح لے میں لکھا ہے۔
حضرت اَرْقَم رضی اللہ عنہ سات یا دس صحابہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے۔

۱۔ زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۳

۲۔ زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۶ زر قانی کے الفاظ یوں ہیں فَبِئْسَ اَسْلَمَ بَعْدَ عَشْرَةٍ وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ اَسْلَمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اَرْقَم رضی اللہ عنہ چھ صحابہ کے بعد ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لانے سے ان کی تعداد سات ہو گئی۔ اس طرح مصنف علیہ الرحمۃ کا فرمانا کہ سات صحابہ کے بعد ایمان لائے درست نہیں۔

(۲۷) حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت خالد بن سعید بن غاص بن اُمیہ قرظی اموی بھی اسی سال ایمان لائے۔

ابن اثیر نے اسد الغابہ اور زرقانی نے مواہب لدنیہ کی شرح میں لکھا۔ ایمان لانے میں ان کا پانچواں یا چوتھا نمبر ہے۔ اس وجہ سے ان کے باپ نے انہیں سزا دی ان کا کھانا دانہ بند کر دیا اس بنا پر وہ حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں دیگر مہاجرین کے ہمراہ چلے گئے اور وہیں اقامت پذیر رہے یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ خیبر میں تھے تو آپ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو کشتیوں میں آگئے۔ پھر غزوة القضا اور دوسرے غزوات مثلاً فتح مکہ، غزوة حنین، غزوة طائف اور غزوة تبوک میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رہے۔

آپ کی بیٹی جن کی کنیت اُم خالد تھی، حبشہ میں پیدا ہوئیں، ان کا نام اُمہ (ا) م، ہ میم پر تشدید کے بغیر تھا بچپن میں جب وہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچیں تو حضور نبی محترم ﷺ نے انہیں زرد رنگ کی قمیص پہنائی تھی اور فرمایا تھا یا اُم خالد سنہ سنہ، سنہ سنہ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے بہت خوب بہت خوب۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتابوں میں مذکور ہے۔

(۲۸) حضرت عتبہ مازنی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عتبہ بن غزوٰان مازنی رضی اللہ عنہ جو مازن قیس عیلان سے تعلق رکھتے تھے ایمان لائے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایمان لانے میں وہ چھٹے ہیں۔

(۲۹) حضرت مقداد کنذی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

حضرت مقداد بن لہ عمز کنذی رضی اللہ عنہ بھی اسی سال دولت ایمان سے مالا مال ہوئے آپ کو مقداد بن انسود بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ آپ انسود بن عبد یغوث زہری کے حلیف تھے انسود نے آپ کی والدہ سے نکاح کر لیا اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اسی کی گود میں پلے بڑھے۔

بعض علماء کا کہنا ہے حلقہ بگوش اسلام ہونے میں آپ کا آٹھواں نمبر ہے۔

(۳۰) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایمان قبول کرنا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا نے بھی اسی سال ایمان قبول فرمایا: اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور آپ کی بیٹیوں کے بعد یہ اولین عورت ہیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ اس طرح بالغ مستورات میں سے ایمان لانے میں آپ کا دو سرا نمبر ہے۔ آپ کے بھائی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ۱۶ نبوی میں ایمان لائے جس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔

(۳۱) حضرت سُمَیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

حضرت سُمَیہ (س + م + ی + ہ) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) بنت خطاب اسی سال ایمان لائیں آپ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں جن کا ذکر گذر چکا ہے۔

(۳۲) حضرت اُمّ اَیْمَن رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

حضرت اُمّ اَیْمَن حبشیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت سرکار کائنات ﷺ کی دایہ تھیں۔ اسی سال مشرف بایمان ہوئیں ان کا نام بَرَکَہ (ب + ر + ک + ہ) تھا اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

(۳۳) حضرت اُمّ فضل رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

حضرت عباس بن حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اُمّ فضل رضی اللہ عنہا بھی اسی سال ایمان لائیں ان کا اسم گرامی لُبَابَہ (ل، ب، ا، ب، ہ) تھا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان سے عرصہ دراز کے بعد ایمان لائے ان کے ایمان کا ذکر ۲ھ اور ۸ھ کے واقعات میں آئے گا کیونکہ ان کے ایمان میں دو مختلف قول ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد ایمان لانے والی سب سے پہلی عورت حضرت اُمّ فضل رضی اللہ عنہا ہیں لیکن صحیح تر یہ ہے کہ آپ کے بعد سب سے پہلے مشرف بہ ایمان ہونے والی عورت حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ بلکہ حضرت اُمّ فضل رضی اللہ عنہا سے حضرت فاطمہ بنت خطاب، حضرت سُمَیہ، حضرت اُمّ عمار اور حضرت اُمّ اَیْمَن رضی اللہ عنہ کو ایمان میں سبقت حاصل

(۳۴) حضرت اَسْمَاء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

اسی سال حضرت اَسْمَاء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا ایمان لائیں آپ کو ذاتِ انطاقیٰن لے کما جاتا ہے۔ بوقت ایمان ان کی عمر سات برس تھی، کیونکہ آپ کی ولادت ۳۴ / میلاد نبوی میں ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ دس برس بڑی ہیں۔

حضرت اَسْمَاء رضی اللہ عنہا اٹھارہ نفوسِ قدسیہ کے بعد مشرف باسلام ہوئیں۔

(۳۵) حضرت اُمّ عبد اللہ رضی اللہ عنہا کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

حضرت اُمّ عبد بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا بھی اسی سال ایمان لائیں یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

(۳۶) شیاطین پر شہاب ثاقب اور ستاروں کی بارش

بعثت نبوی سے قبل شیاطین آسمانوں پر جا کر عالم بالا کی گفتگو کھلے بندوں اور چھپ کر سنتے تھے لیکن اس سال ان پر آگ کے انگاروں اور ستاروں کی بارش ہر سمت سے شروع ہو گئی۔ علامہ گازرونی نے اپنی سیرت میں لکھا کہ بعثت نبوی سے بیس روز بعد ان پر آگ کے انگاروں کی بارش شروع ہو گئی۔

(۳۷) سورہ اِقرآ کی پہلی پانچ آیتوں کا نزول

اسی برس کے ماہ رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام قرآن مجید (کی چند آیتیں) لے کر آپ پر نازل ہوئے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ البقرة - ۱۸۵

رمضان المبارک وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔

نیز فرمایا: اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ (القدر - ۱)

لے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ہجرت نبوی کے لئے نہایت سرعت اور جلدی میں سامان سفر اور زاد راہ تیار کیا تھا۔ ہمارے پاس اس وقت ایسی کوئی ڈوری نہ تھی جس سے زاد راہ کو باندھتے اَسْمَاء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنا کمر بند کھولا عرب عورتوں کی عادت تھی کہ وہ تہبند کے اوپر کمر بند باندھتی ہیں پھر اس کمر بند کے دو ٹکڑے کئے ایک سے توشہ دان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے کمر باندھی اس بنا پر ان کو ذاتِ انطاقیٰن یعنی دو کمر بند والی کہتے ہیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ ۹۷/۲

حضرت جبریل علیہ السلام نے سورہ اقرء کی یہ پانچ آیات آپ ﷺ کو پہنچائیں۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝
الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ العلق - ۵

(اپنے پروردگار کے نام سے پڑھئے جس نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا۔ انسان کو جسے ہوئے خون سے تخلیق فرمایا۔ پڑھئے آپ کا پروردگار سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔ انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہ جانتا تھا۔)

نبی پاک ﷺ نے یہ پانچ آیتیں پڑھیں یہی قرآن مجید کا وہ حصہ ہے جو سب سے پہلے آپ پر نازل کیا گیا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتابوں کی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا یہی درست ہے اسی پر جمہور متقدمین و متاخرین علماء متفق ہیں۔

وہ روایات ضعیف ہیں جن میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ پر اولین نازل ہونے والی وحی سورہ فاتحہ ہے یا سورہ مدثر ہے، بلکہ امام نووی رحمہ اللہ نے ان روایات کے باطل ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

اس سال لیلۃ القدر کوئی تاریخ کو تھی اس میں اختلاف ہے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ سترہ لیلۃ تاریخ تھی۔ بعض فرماتے ہیں اٹھارہ تھی بعض کے نزدیک چوبیس اور بعض کے نزدیک ستائیس تھی۔

(۳۸) حضرت جبریل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو بھینچنا۔

اسی سال، جب جبریل امین علیہ السلام آپ پر نازل ہوئے تو انہوں نے آپ کو تین مرتبہ بھینچا حتیٰ کہ ہر دفعہ اپنی پوری طاقت صرف کر دی جیسا کہ صحیح بخاری اور دوسری کتابوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں تفصیل سے مروی ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو تکرار کے ساتھ اس لئے بھینچا کہ آپ کو عام لوگوں کے حکم سے نکال دیا جائے، آپ کے قلبِ اطہر سے صفاتِ بشریت خارج کر کے صفاتِ ملکیت بھردی جائیں، انوار

اس وقت قمری حساب سے آپ کی صحیح عمر چالیس سال چھ ماہ آٹھ یوم تھی یہ تاریخ ۶- اگست ۶۱۰ء کے مطابق تھی۔ ”محمد رسول اللہ“ (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۰۶۔ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آپ کی بعثت اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر شریف پورے چالیس برس ہوئی۔ وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا جس کا سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ مِنَ الْوَحْيِ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ وَحَكِّي الْبَيْهَقِيُّ إِنَّ مُدَّتَهَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ زُرْقَانِي عَلَى الْمَوَاهِبِ ج ۱/ ۲۰۷

نبوت اور ایمان (کا اعلیٰ ترین مرتبہ جو آپ کی ذاتِ بابرکات کے شایانِ شان ہے) اس میں ڈال دیا جائے۔
(۳۹) وضو اور نماز کے طریقہ کی تلقین اور دو نمازوں کا فرض ہونا

اسی سال قرآن مجید کی پہلی وحی لے کر جب حضرت جبریل امین علیہ السلام غارِ حراء میں نازل ہوئے اور سورہٴ اقرأ کی پانچ آیتیں لائے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید کی آیات پہنچانے کے بعد حضرت روح الامین علیہ السلام غار سے باہر آئے اپنی اڑی کو (زمین پر) مارا تو اس سے پانی پھوٹ پڑا جو ایک چشمہ کی شکل اختیار کر گیا۔ آپ ﷺ کو وضو اور نماز کی ترکیب اس طرح بتائی کہ پہلے جبریل امین علیہ السلام نے وضو کر کے دو رکعتیں ادا فرمائیں نبی کریم ﷺ یہ دیکھ رہے تھے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام کی فراغت پر آپ نے بھی اسی طرح کیا جیسا حضرت جبریل علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس وقت جس نماز کا آپ کو حکم دیا گیا وہ (چار رکعتیں تھیں) دو رکعت صبح کے وقت اور دو عصر کے وقت۔ یہ چار رکعتوں کی فرضیت کا معاملہ اسی طرح باقی رہا یہاں تک کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمادیں۔ جس کا بیان ۱۲ / بعثت نبوی کے واقعات میں ان شاء اللہ آئے گا۔

(۴۰) حضرت جبریل امین علیہ السلام کا اپنی اصلی شکل میں نازل ہونا

اولین وحی کے وقت جناب جبریل امین علیہ السلام مرد کی صورت میں نازل ہوئے تھے۔ اس وجہ سے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو (بقول مصنف) تردد تھا کہ وہ فرشتے ہیں یا جن لہ۔ حضرت سرورِ عالم ﷺ کی آرزو تھی کہ فرشتہ اپنی ملکی صورت میں نازل ہو تاکہ آپ کا یہ تردد زائل ہو۔ ایک دفعہ جب حضرت رسالت مآب ﷺ غارِ حراء اور مکہ مکرمہ کے درمیان تھے جبریل امین علیہ السلام، زمین و آسمان کے درمیان مُعلق کرسی پر بیٹھ کر آپ پر نازل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ مرعوب ہو گئے یہاں

لہ علامہ قسطلانی اور علامہ زر قانی نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو یقین تھا کہ حضرت جبریل اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والے فرشتے ہیں جن نہیں اور اس یقین کی دو وجوہات بیان فرمائیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کے ہاتھوں ایسے معجزات صادر فرمائے جن کی بدولت نبی کریم ﷺ نے ان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونا یقین فرمالیا۔ اور ان کا ذکر امت کے سامنے اس لئے نہ فرمایا کہ ان کے عُقول سے یہ برتر تھے یا امت کی کوئی غرض ان سے متعلق نہ تھی۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے دل میں ایسا علم تخلیق فرمادیا جس کی بدولت آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ جبریل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والے فرشتے ہیں۔ جن یا شیطان نہیں ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ جناب روح الامین علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات میں یہ علم تخلیق فرمادیتا کہ کلام فرمانے والا رب تعالیٰ ہے اور بھیجنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ مواہب لدنیہ مع شرح زر قانی جلد ۲۱۸/۱

تک کہ آپ کا قلبِ اطہر نیز کندھے اور گردن کا درمیانی گوشت کانپنے لگا۔ اے جب آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ”زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي“ مجھے کبل اوڑھاؤ۔ مجھے کبل اوڑھاؤ۔ ایک روایت میں ہے۔ ”ذَرُّونِي ذَرُّونِي“ مجھے چادر اوڑھاؤ۔ مجھے چادر اوڑھاؤ آپ کو کبل اوڑھایا گیا جب مرعوبیت کی حالت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ آیات آپ پر اتاریں۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ قُمْ فَأَنذِرْ ۚ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۚ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۚ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۚ المذثر۔ اے چادر زیب تن فرمانے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو خوفِ خدا دلائیے۔ اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے، اپنے کپڑے پاک رکھئے اور حسب سابق بتوں کو چھوڑے رہیئے۔

(۴۱) سورہ مدثر کی پہلی پانچ آیات کا نزول

سورہ مدثر کی پہلی پانچ آیات کا نزول اسی سال ہوا جیسا کہ ابھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

(۴۲) حضرت اُم المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ کو تسلی دینا

جب اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا خوف اور ڈر ملاحظہ فرمایا تو آپ سے عرض کرنے لگیں۔

نہیں نہیں شیطان کا آپ پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔ قسم بخدا اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو مبتلائے غم نہ فرمائے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچی بات کہتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، ضعیف و ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، راہِ حق میں پیش آنے والی تکالیف پر مدد کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی سال پیش آیا۔

(۴۳) حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لانا

جب اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو کبل اوڑھایا تو آپ کے قلبِ اطہر کو اطمینان نصیب

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو حالت اس وقت طاری ہوئی روایات حدیث میں اس کو مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا، جن کا ماحصل یہ ہے کہ جسمِ اطہر پر کچلی اور قلبِ اطہر پر خوف، خشیت اور رعب طاری تھا۔ اس کیفیتِ جسمانی و قلبی کا باعث کیا تھا۔ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا کہ یہ خوف حضرت جبریل امین علیہ السلام کو اس پُرہیت حالت میں دیکھنے کے باعث نہ تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے برتر ہیں اور آپ کا قلبِ اطہر نہایت قوی ہے ایسی چیزوں کے ملاحظہ سے وہ خوفزدہ نہیں ہو سکتا۔ جسمِ اطہر کی کچکپاہٹ اپنی اس حالت پر غایتِ فرحت کے باعث تھی اور دل میں خوف، اس وجہ سے تھا کہ ایسا نہ ہو کہ بارگاہِ ربوبیت میں حاضری کے عالم میں توجہ کہیں اور بٹ جائے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسالت کے عظیم ثقل کے باعث دل خوفزدہ ہو گیا تھا۔ مواہب لدنیہ مع شرح

ہوا اور آپ کا خوف جاتا رہا۔ اس کے بعد حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور انہیں کہا بھائی! اپنے بھتیجے لے کی سرگذشت سنئے حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا ”یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا نیز کہا شیطان کا آپ پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔“

(۴۴) اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالیٰ کا سلام

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے نبی اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمدردانہ رویہ اختیار فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی جزا اس طرح عطا فرمائی کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کو غار حراء میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضرت خدیجۃ رضی اللہ عنہا کو رب تعالیٰ کی جانب سے سلام پہنچائیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور میری طرف سے انہیں سلام کہہ دیں جب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچایا تو حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔

اللَّهُ السَّلَامُ وَمِنْهُ السَّلَامُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَعَلَى جِبْرِيلَ السَّلَامُ وَعَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ السَّلَامُ إِلَّا الشَّيْطَانَ

”اللہ تعالیٰ سلام ہے اس کی جانب سے سلام آیا ہے۔ یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو، جبریل پر سلام ہو اور شیطان کے علاوہ جس نے سنا اس پر سلام ہو۔“

یہ جواب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وفور عقل اور کمال بلاغت پر شاہد و عادل ہے۔ ۷۰
یہ واقعہ بھی اسی سال پیش آیا۔

۱۰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ آباء میں سے چوتھے یعنی حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ، حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ آباء سے تیسرے یعنی عبد العزیٰ کے بھائی تھے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضرت قصى رضی اللہ عنہ پر متصل ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ، حضرت قصى رضی اللہ عنہ تک تعداد آباء کے لحاظ سے ایک درجہ پر ہیں۔ اس لحاظ سے آپس میں بھائی ہیں۔ اس لئے حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے آپ کو حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا کہا۔ (ماخوذ از زر قانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۱۴)

۱۱ علامہ زر قانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر سلام لوٹانے کی بجائے آپ نے اس کی حمد فرمائی پھر اس کی پاک ذات اور اللہ کے ماسوا کے جو مناسب حال ہے اس کے فرق کو بیان فرما دیا۔ جلد ۱ صفحہ ۲۳۸ یعنی بارگاہ الوہیت کے مناسب یہ ہے کہ اس کی جانب سے سلام ہو نہ کہ اس پر سلام ہو لہذا آپ نے فرمایا مِنْهُ السَّلَامُ اور مخلوقات کے مناسب یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام ہو لیکن شیطان اس کا اہل نہیں ہے۔

(۴۵) کچھ مدت تک وحی الہیہ کا منقطع رہنا

درج بالا واقعات کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس کے باعث حضور سرور کائنات ﷺ شدید غمگین رہنے لگے۔ اسے زماں بعد وحی کا سلسلہ تیزی اور تسلسل سے شروع ہو گیا جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

۱۔ وحی الہیہ کے منقطع ہونے کے باعث آپ پر اتنا شدید غم و حزن طاری ہوا کہ بعض اوقات آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو نیچے گرانے کا ارادہ فرماتے لیکن حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہو کر عرض کرتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔ اس سے آپ کی بے چینی ختم ہو جاتی واضح رہے کہ آپ کا یہ عمل مبارک خودکشی کی ممانعت سے پہلے کا ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ وحی الہیہ کے انقطاع کا زمانہ کتنا تھا اس کے بارے میں سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ میں ہے کہ اس کی مدت مذکور نہیں بعض مستند احادیث میں اس کی مدت اڑھائی سال آئی ہے۔

۲/ بعثت نبوی (۴۲/ ولادت نبوی)

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ولادت

اس برس حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی لہ کی ولادت ہوئی۔ غزوہ اُحد کے وقت آپ کی عمر مبارک چودہ برس تھی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کم سن جان کر غزوہ اُحد میں شمولیت کی اجازت نہ دی۔ ۲

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

بعض علماء کے قول کی رو سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس سال ایمان لائے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں اسی قول کو قطعی قرار دیا ہے ۳۔ استیعاب میں اسی قول کو (مصنف کے نزدیک قوی ہونے کے باعث) پہلے ذکر فرمایا ۴۔ صاحب مواہب لدنیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں کے ذکر میں ان دونوں سے موافقت فرمائی ۵۔ لیکن مشہور قول جو سیرت کی اکثر کتابوں میں مذکور ہے، یہ ہے کہ آپ ۸ بعثت نبوی میں مشرف بایمان ہوئے۔ اس کا ذکر ۸ بعثت نبوی کے واقعات میں بھی آئے گا۔

(۳) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار

اسی سال یا بعثت کے چھٹے سال، اس میں دو مختلف قول ہیں، جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مشرف باسلام

۱۔ قریش کی ایک شاخ بنی عدی سے تعلق رکھتے تھے اس لئے عدوی کہلائے۔

۲۔ اس امر پر اجماع ہے کہ غزوہ بدر میں شریک نہ تھے انہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کم سنی کے سبب سے واپس کر دیا تھا اور ان کی شرکت اُحد میں لوگوں کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اُحد میں شریک تھے اور بعض کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی ان کو نابالغوں کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔ ترجمہ اسد الغابہ۔ صفحہ ۲ جلد ۶

۳۔ الاصابہ صفحہ ۳۵۳ جلد ۱ ۴۔ الاستیعاب علی بامش الاصابہ صفحہ ۱۷۱ جلد ۱

۵۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی صفحہ ۲۷۶ جلد ۳

ہوئے اور اُبُو جَہْل وغیرہ مشرکین نے انہیں اسلام قبول کرنے پر عار دلائی نیز ان سے اور دیگر مومنوں سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کو ان (ظالموں) کے سپرد کر دیں تاکہ وہ آپ کو نعوذ باللہ ایذا پہنچائیں اور ذلیل و رسوا کریں اس پر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

حَمِدْتُ اللَّهَ حِينَ هَدَىٰ فُؤَادِي

إِلَى الْإِسْلَامِ وَالِدَيْنِ الْحَنِيفِ

میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جبکہ اس نے میرے دل کو اسلام اور دین حنیف کی جانب رہنمائی فرمائی۔

لِدَيْنٍ جَاءَ مِنْ رَبِّ عَزِيزٍ

خَبِيرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيفٍ

ایسے دین کی جانب جو غالب، اپنے بندوں سے باخبر اور ان پر مہربان پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔

إِذَا تَلَيْتَ رِسَالَهُ عَلَيْنَا

تَخَذَرُ دَمْعُ ذِي لُبِّ حَصِيفٍ ۝

جب اس کے پیغامات ہمیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو ہر مضبوط عقل والے کے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔

رِسَائِلُ جَاءَ أَحْمَدُ مِنْ هَدَاهَا

بِآيَاتٍ مَبِينَةٍ الْحُرُوفِ

پیغامات جو حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ لائے ہیں جس ذات پاک نے ان کو ارسال فرمایا ہے واضح مضامین والی آیات کے ساتھ بھیجا ہے۔

وَأَحْمَدُ مُصْطَفَىٰ فِينَا مُطَاعٌ

فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيفِ

احمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے آقا ہیں (خبردار) سخت باتوں سے انہیں پامال کرنے کی کوشش نہ کرنا۔

فَلَا وَاللَّهِ لَأَنْسَلِمَ لِقَوْمٍ

وَلَمَّا نَقَضَ فِيهِمْ بِالسُّيُوفِ

۱۔ بذل القوہ میں کتابت کے سو کے باعث لفظ ”حصیف“ حا کے نقطہ کے ساتھ درج ہے۔ سیرت ابن اسحاق اردو ترجمہ اور سیرت ابن ہشام میں نقطہ کے بغیر درج ہے۔ سیرت ابن ہشام کے اردو ترجمہ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز جس پر مولانا غلام رسول مہر نے نظر ثانی کی ہے، میں تلاش کے باوجود یہ اشعار نہیں مل سکے۔

نہیں خدا کی قسم ہم انہیں دشمن قوم کے سپرد نہ کریں گے۔ ابھی تک ہم نے تلواروں کے ساتھ ان میں اپنا فیصلہ نافذ نہیں کیا۔

وَنَشْرُكُهُمْ قَتَلِي بَقَاعٍ
عَلَيْهَا الظَّيْرُ كَالْوَرْدِ الْعُكُوفِ

اور نہ ہی ابھی ہم نے ان میں سے بعض کو قتل کر کے زمین پر اس طرح چھوڑ دیا ہے کہ ان پر پرندے اس طرح منڈلا رہے ہیں، جیسے گھاٹ پر اُونٹ چکر لگا رہے ہوں۔

وَقَدْ خُبِرْتُ مَا صَنَعَتْ ثَقِيفٌ

بِهِ فَجَزَى الْقَبَائِلُ مِنْ ثَقِيفٍ

إِلَهُ النَّاسِ شَرَّ جَزَاءٍ قَوْمٍ

وَلَا أَسْقَاهُمْ صَوْبَ الْخَرِيفِ

مجھے معلوم ہو چکا جو کچھ ثقیف نے آپ سے کیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ جو) لوگوں کا معبود (ہے)

ثقیف خاندان کے تمام قبیلوں کو بدترین جزا دے جو کسی قوم کو دی جاسکتی ہے اور موسم خریف کی بارش سے انہیں سیراب نہ فرمائے۔ لہ

(۴) حضرت رُقِیَّہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح

اسی سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت رُقِیَّہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا لیکن مواہب لدنیہ اور سیرت شامیہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ جب آیہ کریمہ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ الشعراء: ۲۱ (اے محبوب! اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈر سناؤ) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو مجتمع فرمایا انہیں آخرت کا خوف دلایا۔ اَبُو لَہَب بھی ان میں موجود تھا وہ گویا ہوا ”سارا دن تیرے لئے تباہی کا ہو کیا اس لئے تو نے ہم کو اکٹھا کیا تھا؟“ زان بعد اس نے اپنے دو بیٹوں عتبہ (ع + ت + ب + ہ صیغہ تکبیر کے ساتھ) اور عتبہ (ع + ت + ہ + ب + ہ صیغہ تصغیر کے ساتھ) کو حکم دیا کہ

لہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار ابن ہشام نے اپنی سیرت صفحہ ۱۸۶/ جلد ۱ پر درج کئے ہیں۔ نیز سیرت ابن اسحاق اردو ترجمہ مشمول نقوش رسول نمبر جلد ۱۱ کے صفحہ ۱۸۱ اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں ان کو درج فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ مواہب لدنیہ مع شرح

زر قانی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷/ جلد ۱

حضرت رسالت مآب ﷺ کی دونوں بیٹیوں سے الگ ہو جائیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عقبہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں۔ ابھی تک رخصتی نہ ہوئی تھی چنانچہ انہوں نے رخصتی سے قبل ہی ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس واقعہ کے جلد ہی بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

اسی باب میں ۳ / بعثت نبوی کے واقعات میں آ رہا ہے کہ اس آئیہ مبارکہ کا نزول اور نبی کریم ﷺ کا اپنے خاندان کو عذاب الہی سے ڈرانا ۳ یا ۴ / بعثت نبوی میں ہوا۔

اس کے بعد رجب ۵ / بعثت نبوی کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی جس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی مانند بہت ہی حسین و جمیل تھے۔ اس حسین جوڑے کے بارے میں لوگ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

احسن زوجین رأى انسان رقیۃ و زوجها عثمان
(حسین ترین میاں بیوی جو کسی انسان نے دیکھے وہ حضرت رقیہ اور ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ہیں۔)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی صحابیہ ۱۰ حضرت سعدی بنت کریم بعمشہ (ب + ع + ث + م + ت + ہ) نے اسی بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے جب انہوں نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔
هَدَى اللّٰهُ عُثْمَانَ الصَّفِيَّ بِقَوْلِهِ ۱۰
فَارْشَدَهُ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ

۱۰ سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۰۴ میں یہ شعر اس طرح منقول ہے۔ احسن شخصین رأى انسان + رقیۃ و نعلها عثمان
۱۱ حضرت سعدی بنت کریم رضی اللہ عنہا کو صاحب بذل القوة نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عمتہ (پھوپھی) لکھا ہے جو منیٰ بر خطا ہے صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا حضرت خلیفہ ثالث کی خالہ ہیں۔ ملاحظہ ہو الاصابہ ج ۴ ص ۳۲۷ الریاض النضرہ ۲ ص ۱۱۳ وغیرہ کتب۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے آپ کی والدہ ماجدہ، خالہ حضرت سعدی رضی اللہ عنہا ماں کی جانب سے بھائی حضرت ولید بن عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ، حضرت عمارہ بن عقبہ ابن ابی معیط رضی اللہ عنہ اور ہمشیرہ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول فرمایا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اولین مساجرات میں سے تھیں بعض علماء نے فرمایا کہ یہ سب سے پہلی قریشی بی بی ہیں جنہوں نے نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ ماں اور باپ دونوں جانب سے سگی بہن حضرت آمنہ بنت عفان رضی اللہ عنہا بھی مشرف باسلام تھیں۔ الریاض النضرہ ۲ / ۱۱۳

۱۲ الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ میں پہلا مصرعہ یوں ہے هَدَى اللّٰهُ عُثْمَانَ بِقَوْلِيْ اِلَى الْهُدٰی (اللہ تعالیٰ نے میری گفتگو کے باعث عثمان کو ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی)

اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ عثمان کو اپنے کلام کی جانب رہنمائی فرمائی پھر انہیں ہدایت سے نوازا اور اللہ تعالیٰ ہی حق کی جانب ہدایت فرماتا ہے۔

فَتَابَعَ بِالرَّأْيِ الشَّدِيدِ مُحَمَّدًا وَكَانَ ابْنُ أَرْوَى لَا يَصُدُّهُ مِنَ الصِّدْقِ لَه
انہوں نے مضبوط رائے کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع اختیار کی۔ ابن اروی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے) سچ (کی اتباع) سے رک نہیں سکتا۔

وَأَنكَحَهُ الْمَبْعُوثُ إِيَّاهُ فَكَانَ كَبْدَرٍ مَّا زَجَّ الشَّمْسُ بِلَا أَفْقٍ
اللہ کے رسول نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا کہ چاند اور سورج بغیر افق کے مل گئے ہیں۔

فَدَى لَكَ يَا ابْنَ الْهَاشِمِيِّينَ مَهْجَتِي فَأَنْتَ أَمِيرُ اللَّهِ أَرْبَلَتْ لِلْخَلْقِ
اے ہاشمی آباء کے سپوت! آپ ﷺ پر میری جان فدا ہو آپ ﷺ اللہ کے امین ہیں اور مخلوق کی جانب رسول بنا کر آپ ﷺ کو بھیجا گیا ہے۔

ان اشعار کو علامہ ”ابو سعید“ نے ”شرف النبوة“ اور امام ”محب طبری“ نے ”الرياض النضره“ میں درج کیا ہے۔
أَرْوَى حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ہے۔ آپ صاحب ایمان تھیں۔ اس کی تصریح انہوں نے الرياض النضره میں فرمائی ہے۔ لہ

۵۔ کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال، نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے کاتب وحی، حضرت زید بن ثابت بن ضحاک انصاری خزرجی نجاری رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی، جس وقت حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ جنگ بعاث ۱ھ کے موقع پر آپ چھ سال کے تھے۔ اسی جنگ میں آپ کے والد ثابت قتل ہوئے۔

۱۔ الرياض النضره ۲/ ۱۱۳ میں یہ مصرعہ اس طرح درج ہے۔ وَكَانَ بِرَأْيِ لَا يَصُدُّ عَنْ الصِّدْقِ (آپ ایسی اصابت رائے والے ہیں جو سچ سے نہیں روکتی) اسی میں سے آپ کی ہمشیرہ آمنہ بنت عفان صاحب ایمان تھیں۔ والدہ کی جانب سے آپ کے بھائی حضرت ولید حضرت خالد، حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا بھی فتح مکہ کے دن ایمان لائے ماں کی جانب سے بہن حضرت آمنہ کلثوم رضی اللہ عنہا بھی حلقہ بگوش اسلام تھیں۔ یہ سب عقبہ بن ابی معیط بن عمرو بن امیہ کی اولاد سے تھے۔ الرياض النضره ۲/ ۱۱۳

۲۔ یہ جنگ بخت نبوی سے قبل مدینہ منورہ کے دو قبیلوں یعنی اوس اور خزرج کے درمیان لڑی گئی، (بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر)

جنگِ بدر کے موقع پر نبی پاک ﷺ نے آپ کو کمسن شمار فرمایا (اور جنگ میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی) اُحد اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک رہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اُحد میں بھی شامل نہ تھے بلکہ خندق لے اس کے بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حواشی)

دونوں طرف ہر دو قبیلوں کے حلیف بھی شریک جنگ تھے۔ ابتداء میں خزرج کا پلہ بھاری تھا لیکن بعد از دوپہر اوس کے حکمران حذیر الکتاب بن سماک نے حکمت عملی کے تحت اپنے گھوڑے کا رخ میدان جنگ سے پھیر لیا، اوس اور اس کے حلیف قبائل بھی پیچھے ہٹے۔ خزرجیوں نے سمجھا کہ اوس شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہے ہیں۔ لہذا وہ آگے بڑھے اور دشمن کی چال میں پھنس کر شکست سے دوچار ہو گئے ان کا سردار عمرو بن نعمان بھی مارا گیا۔ تاریخ ابن خلدون ترجمہ صفحہ ۴۸۵/۴۸۴ جلد اول جنگ بعاث کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو وفاء الوفا صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۰ جلد اول۔ خلاصہ الوفا صفحہ ۱۷۸/۱۷۷

لے غزوہ خندق میں آپ دیگر اہل ایمان کے ساتھ خندق سے مٹی نکال چکے تو نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ جوان بہت خوب ہے۔ تبوک کی مہم میں بنی مالک بن نجار کا علم حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے لے کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور ارشاد فرمایا قرآن مقدم ہے۔ آپ اصحاب علم صحابہ کرام میں سے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآن مجید کو یکجا جمع کرنے پر مامور ہوئے۔ جب نبی پاک ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا اور عرض کیا گیا کہ اس بچے نے سترہ سورتیں یاد کر رکھی ہیں آپ نے وہ سورتیں سنائیں تو سرکارِ دو عالم ﷺ کو اس سے تعجب ہوا۔ ارشادِ نبوی پر آپ نے یہودیوں کی زبان کی کتابت سیکھ لی اور پندرہ روز کے اندر اس میں مہارت حاصل کر لی۔ مجلس میں آپ نہایت باوقار ہوتے اور گھر میں خندہ رو۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے چھ اصحاب فتویٰ میں شامل تھے۔ باقی کے اسماء یہ ہیں (۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، (۴) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، (۵) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں جب دار الخلافہ سے کہیں باہر تشریف لے جاتے تو آپ کو اپنا نائب مقرر فرماتے تھے۔ واپسی پر اکثر آپ کو کھجوروں کا ایک باغ عطا فرماتے تھے۔ آپ کے سال وصال میں کئی اقوال ہیں۔ آپ کے وصال پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مرثیہ کہا جس کا ایک شعر یوں ہے۔ فَمَنْ لِّلْقَوَافِي بَعْدَ حَسَّانَ وَابْنِهِ + وَمَنْ لِّلْمَعَانِي بَعْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ (حسان اور اس کے بیٹے کے بعد شعر کہنے والا کون ہے اور زید بن ثابت کے بعد کون عالم ہے) الاصابہ ۱/۵۶۱-۵۶۲

۳/ بعثت نبوی ۴۳/ ولادت نبوی

۱۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی پیدائش

حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ولادت اس سال ہوئی۔ بعض علماء نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت اعلان رسالت کے پانچویں سال ہوئی۔ ۱۰

۲۔ حضرت عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کی ولادت

اس سال، حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن یزید بن زید بن حصن انصاری اویسی، خطمی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ تذکرۃ القاری اور اسد الغابہ میں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ سے قبل مشرف بایمان ہوئے۔ زان بعد حدیبیہ کی مہم میں شامل تھے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سترہ برس تھی۔ اس کے بعد تمام مہمات میں شرکت فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہ اصحاب فضیلت صحابہ کرام میں سے تھے۔ آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔ ۱۰

۳۔ اعلان نبوت کرنے کا حکم ربانی

اسی سال، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اعلانیہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ اس بارے میں یہ

۱۰ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اُمّ ایمن بڑکتہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش فرمانے والی غلامہ تھیں۔ وصال نبوی کے بعد آپ نے دادی الفرق میں سکونت اختیار فرمائی زان بعد مدینہ منورہ واپس آگئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جرف کے مقام پر وفات پائی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کا سالانہ وظیفہ پانچ ہزار مقرر فرمایا اور اپنے لخت جگر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا دو ہزار۔ اس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے شکایت کی تو حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے۔ اس کا باپ تیرے باپ سے زیادہ محبوب تھا۔ آپ کا وصال ۵۴ھ میں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ اور کبار تابعین نے آپ سے روایت کی الاستیعاب ۵۷ تا ۵۹۔ الاصابہ ص ۳۱/۱

۱۰ آپ رضی اللہ عنہ کثرت سے نماز ادا فرماتے۔ آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وصال فرمایا

الاصابہ ص ۳۸۲/۱-۳۸۳

آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (الحجر: ۹۴)

جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے کھلم کھلا کہو اور جاہلوں سے اعراض برتو۔

اس سے قبل آپ ﷺ اپنے دشمن مشرکوں کے خوف کے باعث لوگوں کو چھپ چھپا کر دعوت اسلام دیتے تھے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حکم بعثت کے تین سال کے گزرنے اور چوتھے سال کے شروع ہونے کے بعد نازل ہوا۔

۴۔ قرابت داروں اور خاندان کے افراد کو ڈرانے کا حکم

اسی سال اور بقول بعض علماء، چوتھے سال، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اپنے قرابت داروں اور خاندان والوں کو خوف خدا دلائیں اور اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَخَفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (الشعراء: ۲۳-۲۱۵)

اپنے قرابت داروں، خاندان والوں کو خوف خدا دلائیے۔ اپنے بازو ایمان داروں یعنی آپ کی پیروی کرنے والوں کے لئے جھکا دیجئے۔

اس پر آپ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے قریش کے سارے گھرانوں کو پکارا اور فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی جانوں کا سودا کرلو۔ اللہ تعالیٰ کے مقابل میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔“ پھر ہر قبیلہ کو الگ الگ پکارا۔

”اے بنی فہر!“، ”اے بنی لوی!“، ”اے بنی کعب!“، ”اے بنی عبدالمطلب!“ اور ان کو بھی وہی کچھ فرمایا۔

زاں بعد حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کو آواز دی اور وہی کچھ ارشاد فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا۔ ”اے فاطمہ بنت محمد!“ انہیں بھی یہی فرمایا۔ یہ سن کر ابو لہب کہنے لگا۔

”تو ہلاک ہو! کیا اسی لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا۔“ نعوذ باللہ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝ (اللب: ۱-۵)

تباہ ہو جائیں اَبُو لَہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو چکا۔ اس کا مال اور کمائی اس کے کچھ کام نہ آئے۔
عنقریب داخل ہو گا لپٹیں مارتی آگ میں وہ خود اور اس کی بیوی، لکڑیوں کا گٹھا سر پہ اٹھائے ہوئے،
اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ہو گا۔

۵۔ سُورَةُ لَهَبِ کا نزول۔

اسی سال اور بقول بعض علماء، چوتھے سال، سورہ تَبَّتْ يَدَا اَبِي لَهَبٍ نازل ہوئی۔ جیسا کہ آپ کو عنوانِ
سابق کی تفصیل میں معلوم ہو چکا ہے۔

۴/ بعثت نبوی ۴۴/ ولادت نبوی

(۱) حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کی وفات

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کا وصال اسی سال ہوا
۱۔ اور مکہ مکرمہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

یہ بات صحت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا تھا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔
آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ بعثت کے پہلے سال کے واقعات میں گزر چکا ہے۔ ۲۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اسی سال ہوئی آپ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی لخت جگر
اور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

(۳) ابوطالب کی نصرت رسول ﷺ

اس سال، کفار مکہ آپ ﷺ کے دشمن بن گئے۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ سے آپ کا اختلاف اور
دشمنی ظاہر ہو گیا۔ سب نے آپ کی عداوت پر ایک کر لیا۔ لیکن آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی مدد کی۔
کفار مکہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

۱۔ تاریخ خمیس میں آپ کی وفات ۳/ بعثت نبوی اور منشیٰ میں ۴/ بعثت نبوی درج ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں جنت میں اس حال
میں دیکھا کہ ان کے بدن پر سبز لباس تھا۔ حاکم نے مستدرک میں نبی اکرم ﷺ سے روایت فرمایا کہ اسے برا نہ کہو میں نے اسے
ایک جنت یا دو جنتوں میں دیکھا ہے۔ زر قانی علی الموابہ صفحہ ۲۴۳ جلد ۱

۲۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں جنتی لباس زیب کئے جنت میں ملاحظہ فرمایا۔ الاصابہ ۳/ ۶۳۴، ۶۳۵

”آپ کا بھتیجا ہمارے دین کو باطل قرار دیتا ہے۔ ہمیں عار دلاتا ہے۔ ہمارے دینی معاملوں میں عیب نکالتا ہے۔ ہمارے معبودوں کی عبادت سے لوگوں کو منع کرتا ہے۔ آپ اس بارے میں اس سے بات کریں تاکہ وہ اس کام سے رک جائے اور ہمارے دین کی موافقت اختیار کر لے۔ اگر وہ تمہارا کمانہ مانے تو اس کی مدد سے ہاتھ کھینچ لو۔“ اَبُو طَالِب نے جواب میں کہا۔

”میں انہیں یہ نہیں کہوں گا اور نہ ہی ان کی مدد ترک کروں گا۔“ اس جواب سے وہ ناامید ہو گئے۔“ لے

۵/ بعثتِ نبوی (۴۵/ ولادتِ نبوی)

۱۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

آبُو طَالِب کے بیٹے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بھائی، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس سال ایمان قبول فرمایا۔ ۱۷

آپ رضی اللہ عنہ حبشہ کی جانب دونوں ہجرتوں سے پہلے اکتیس افراد کے بعد ایمان لائے۔ تذکرۃ القاری بحل رجال البخاری میں اسی طرح درج ہے۔
اسد الغابہ میں ہے۔

”ایمان لانے میں آپ رضی اللہ عنہ کا تیسواں نمبر ہے۔“

بعض علماء نے فرمایا۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بعثتِ نبوی کے پہلے سال مشرف بایمان ہوئے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔
آپ رضی اللہ عنہ بعثتِ نبوی سے بیس برس قبل متولد ہوئے۔ اپنے بھائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دس برس بڑے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک کے تیسویں اور اعلان نبوت سے دس برس قبل ہوئی۔

بعثتِ نبوی کے پہلے سال کے واقعات میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ضمن میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۱۷ آپ رضی اللہ عنہ مساکین سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے آپ کو ابوالمساکین کی کنیت عطا فرمادی تھی۔ غزوہ موہ میں آپ نے شہادت پائی الاصابہ ص ۱/ ۲۳۷-۲۳۸

پہلی ہجرت کے لئے بارہ مرد اور پانچ عورتیں نکلیں۔ اہل ایمان میں سے سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ، حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے راہ خدا میں ہجرت فرمانے والے ہیں۔

مہاجرین کے اس قافلہ میں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شامل تھے۔ ۱۰

۳۔ سُوْرَةُ النَّجْمِ کی تلاوت پر اہل ایمان اور کفار سب کی سجدہ ریزی

حَبَشَہ کی طرف پہلی ہجرت کے بعد اور دوسری ہجرت سے پہلے ماہ مبارک رمضان المبارک میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ پر سورۃ النجم نازل ہوئی۔ آپ نے اسے مسجدِ حرام کے اندر، قریش کے مجمع میں لوگوں کے سامنے تلاوت کیا۔ اس مجلس میں مسلمان، مشرک، انسان اور جن موجود تھے۔ جب آپ ﷺ نے آیۃ سجدہ تلاوت فرمائی خود سجدہ فرمایا۔ آپ کے ساتھ وہاں موجود مسلمان سجدہ ریز ہو گئے۔ ان کی موافقت کرتے ہوئے تمام مشرکوں بلکہ اس مجلس میں موجود تمام انسانوں اور جنوں نے بارگاہِ اُلُوہِیَّت میں اپنی پیشانیاں سجدہ کے لئے جھکا دیں۔

۱۰ ہجرت میں شریک تمام صحابہ کرام "شعبیہ" چھپ چھپا کر پہنچے وہاں تاجروں کے دو جہاز پہنچے نصف دینار کرایہ پر انہوں نے تمام کو سوار کر لیا۔ کفارِ قریش نے تعاقب کیا سمندر کے کنارے پہنچے تو خالی ہاتھ واپس آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روانہ ہو چکے تھے۔ بل الہدی والرشاد ص ۳۶۴ مؤلف قدس سرہ نے سات اسماء کی تصریح فرمائی باقی افراد کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۸- حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، ۹- حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، ۱۰- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، ۱۱- حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ، ۱۲- حضرت ابو بصرہ بن ابی ریم عامری رضی اللہ عنہ، ۱۳- حضرت حاطب بن عمرو عامری رضی اللہ عنہ، ۱۴- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ۱۵- سہلہ بنت سہیل زوجہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ، ۱۶- حضرت لیلیٰ عدویہ زوجہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، ۱۷- حضرت ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو زوجہ حضرت ابو بصرہ رضی اللہ عنہ،

حضرت سہیل بنت سمیل کے ہاں حبشہ میں محمد بن ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ زرقانی شرح مواہب الدنیہ صفحہ ۷۰ جلد ۱

مشرکوں کے ایک فرد کے سوا سب نے سجدہ کیا اور وہ اُمیہ بن خلف جمحی تھا۔ اس نے ازراہ تکبر سجدہ سے اجتناب کیا۔ لیکن خاک اور کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی اور اپنی پیشانی پر رکھ دی اور کہنے لگا مجھے یہی کافی ہے۔

مشیتِ ایزدی یہ ہوئی کہ اس نے اس اُمیہ بن خلف کے علاوہ تمام مشرکین کو ایمان قبول کرنے کا شرف عطا فرمایا۔ اسے ایمان کی توفیق نہ ہو سکی، بلکہ کفر پر مرگیا نعوذ باللہ منها۔ جنگِ بدر میں وہ قتل ہو کر واصل بہ جہنم ہوا۔ جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب میں ہے۔

۴۔ حبشہ کی جانب دو سری ہجرت

اس سال کے آخر یا چھٹے سال کے اوائل میں حبشہ کی جانب دو سری ہجرت کا واقعہ رونما ہوا۔ اس ہجرت میں تراسی مرد اور گیارہ قریشی اور سات اجنبی عورتوں نے حصہ لیا۔ بعض علماء نے فرمایا اس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد مذکورہ بالا تعداد سے زائد تھی۔

اس ہجرت میں شامل کچھ افراد کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔
- ۲۔ ان کی زوجہ محترمہ حضرت أسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔
- ۳۔ حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ۔
- ۴۔ حضرت مصعب بن عمیر قرشی عبد ربی رضی اللہ عنہ۔
- ۵۔ حضرت معقیب بن ابی فاطمہ دوسی رضی اللہ عنہ۔
- ۶۔ حضرت مقداد لہ بن اسود کنذی رضی اللہ عنہ۔ ۷۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔
- ۸۔ حضرت حکم لہ بن حزام رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت خالد بن حزام بن خویلد رضی اللہ عنہ۔
- ۹۔ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

لہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ بن مالک ہے اسود بن عبد یغوث نے انہیں زمانہ جاہلیت میں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ (ابن ہشام صفحہ ۳۴۹-جلد ۱) اس لئے ان کے والد کی جگہ پر اس کا نام بھی لکھ دیتے ہیں۔ کتب تاریخ میں ان کا نام مقداد بن اسود اور مقداد بن عمرو دونوں طرح درج ہے۔

لہ بذل القوہ کے مطبوعہ نسخہ میں حکم بن حزام درج ہے لیکن درست حکیم بن حزام ہے۔ الاصابہ صفحہ ۴۰۳/جلد ۱

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں اس ہجرت اور اس سے پہلی ہجرت میں شامل تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کو تفصیل سے لکھا ہے۔

۵۔ حضرت خالد بن حزام رضی اللہ عنہ کا وصال اور ایک آیہ مبارکہ کا شان نزول

جشہ کی جانب دو سری ہجرت میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت خالد بن حزام رضی اللہ عنہ کا وصال اسی سال ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حکم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بھائی اور اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ آپ کا وصال جشہ کی جانب جاتے ہوئے راستہ میں ہوا۔ لے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی۔
وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ (النساء - ۹۹)

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کے لئے اپنے گھر سے نکل آیا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

۶۔ بحالتِ سجدہ پشتِ نبوی پر اونٹ کی او جھڑی

اسی سال کا واقعہ ہے کہ ایک روز مشرکین مسجدِ حرام میں جمع ہوئے، ان میں ابوجہل، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عمارہ بن ولید، عتبہ بن ابی معیط اور اُمیہ بن خلف وغیرہ شامل تھے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب نماز میں مشغول تھے۔ مسجدِ حرام کے نزدیک ہی کسی کافر نے ایک اونٹ ذبح کیا۔ ان کافروں میں سے ایک دوسروں کو کہنے لگا۔

لے ملاحظہ ہو سبل الہدی والرشاد ص ۳۹۷ تا ۴۰۹۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جشہ میں ولادت پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کی فہرست بھی درج فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۴۰۹/۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلی اور دو سری ہجرت جشہ کے بعد قریش نے جشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں ان اہل ایمان کو واپس لانے کے لئے سفارت بھیجی دونوں سفارتوں میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم فرمایا اور انہوں نے نجاشی کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لیا اس طرح تاریخ اسلام کا ایک منفرد اور عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ صحابی (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) نے تابعی (حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔ ماخوذ از زر قانی شرح المواہب اللدنیہ صفحہ ۷۱ جلد ۱

لے آپ کو ہجرت کے سفر کے دوران سانپ نے کاٹ کھایا جس سے آپ کی شہادت ہو گئی۔ سبل الہدی والرشاد ص ۳۹۸-۲ چونکہ آپ جشہ نہ پہنچ سکے اس لئے ابن اسحاق نے ان کو مہاجرین جشہ سے شمار نہیں کیا۔ الاصابہ صفحہ ۴۰۳/۲ جلد ۱ ابن ہشام نے بھی ان کا ذکر ہجرت ثانیہ میں شریک صحابہ کرام سے نہیں کیا۔

”تم میں سے کون ہے جو اس ذبح شدہ اونٹ کی اوجھڑی لائے اور اسے (حضرت) محمد (ﷺ) کی پشت پر ڈال دے جب وہ سجدہ میں جائیں۔“

عُقْبَةُ ابْنِ اَبِي مُعِيْطٍ کھڑا ہوا وہ اس جماعت میں سب سے زیادہ بد بخت تھا۔ لید اور گوبر سمیت وہ اوجھڑی اٹھالایا اور بحالت سجدہ اس نے سید کائنات (ﷺ) کی پشت پر ڈال دی۔ حضرت رسالت مآب کی لخت جگر حضرت فاطمہ الزہراء (رضی اللہ عنہا) آئیں اور اسے نبی کریم (ﷺ) کی پشت سے ہٹایا۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اس وقت وہی ارشاد فرمایا جو آل فرعون کے موہن نے کہا تھا کہ:

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ (المومن: ۲۸)

”کیا تم ایک آدمی کو اس لئے جان سے مار ڈالنا چاہتے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کی طرف سے واضح نشانات تمہارے پاس لا چکا ہے۔“

نبی پاک صاحب لولاک (ﷺ) نے ان کفار کے نام لے لے کر ان کے بارے میں بددعا فرمائی۔ چنانچہ وہ سب بذر کے دن مارے گئے۔ ان سے ایک بھی نہ بچا۔ حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔

”میں نے ان سب کو جنگ بذر کے دن گڑھے میں مردہ پڑے دیکھا۔“

۷۔ حضرت سُمَيَّةَ (رضی اللہ عنہا) کی شہادت

حضرت سُمَيَّةَ بنت خُباط (رضی اللہ عنہا) کا وصال اسی سال ہوا۔ آپ أَبُو حَذِيفَةَ بن مُغِيْرَةَ کی لونڈی تھیں اور حضرت عَمَّار بن یَاسِر (رضی اللہ عنہ) کی والدہ ماجدہ۔ آپ مکہ میں پہلے پہل ایمان لائیں۔ بعثت نبوی کے پہلے سال کے واقعات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے اور ان کے والد کے نام کا تلفظ بھی وہاں مذکور ہو چکا ہے۔

آپ (رضی اللہ عنہا) ان نفوسِ قدسیہ میں سے تھیں جن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سزا دی جاتی تھی، تاکہ دین اسلام سے برگشتہ ہو جائیں لیکن آپ نے اسلام کو چھوڑنا قبول نہ فرمایا۔

ایک روز أَبُو جَهْل لہ سے آپ کی ملاقات ہو گئی اس نے آپ کی شرمگاہ پر نیزہ سے وار کیا، اسی کے باعث آپ (رضی اللہ عنہا) کی شہادت ہو گئی۔ آپ اس وقت بوڑھی ہو چکی تھیں۔

اسلام کی راہ میں آپ (رضی اللہ عنہا) سب سے پہلی شہید تھیں۔ ۷

۶/ بعثت نبوی (۴۶/ ولادت نبوی)

(۱) نبی کریم ﷺ کا دارِ اَرْقَم میں سکونت پذیر ہونا

تذکرۃ القاری بحل رجال البخاری میں ہے کہ آپ اس سال حضرت اَرْقَم بن ابی اَرْقَم رضی اللہ عنہ کے مکان میں رہنے لگے۔ وہاں آپ چھپ کر نمازیں ادا فرماتے جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا تو آپ وہاں سے نکل آئے اور علی الاعلان جماعت کے ساتھ نمازیں ادا فرمانے لگے۔

دارِ اَرْقَم بھی مکہ معظمہ میں کوہِ صفا کے پاس مسجدِ حرام کے نزدیک ہی موجود ہے مکہ مکرمہ میں اب وہ دارِ خیزران کے نام سے معروف ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہارون رشید کی والدہ خیزران حبشیہ نے اس کی از سر نو تعمیر کرائی اور تبرک کے لئے اس کو مسجد قرار دے دیا۔

میں (محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی قدس سرہ) کہتا ہوں کہ ۱۱۳۵ھ کو جب ہم حج کی سعادت سے مشرف ہوئے تو مکہ مکرمہ میں ہم نے اس گھر کی زیارت کی تھی۔ لے

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال، نبی پاک ﷺ، جب دارِ اَرْقَم میں تشریف فرما تھے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں دو اقوال میں سے ایک وہ ہے جیسا دوسرے سال کے واقعات کے ضمن میں گزر چکا ہے

لے کتاب کے عربی متن پر تحقیق کرنے والے علامہ امیر احمد عباسی پرنسپل اور نٹیل کالج نے اس جگہ حاشیہ میں لکھا۔ ”۱۹۵۲ء میں ہم نے بیت الحرام کی زیارت کی۔ دارِ اَرْقَم کا وہاں ہم نے نشان بھی نہ پایا نجدیوں نے حرمین شریفین پر جب غلبہ حاصل کیا تو اسے ایسا منہدم کیا کہ کوئی نشان تک باقی نہیں۔“

لے سیرت ابن اسحاق (اردو ترجمہ) مشمولہ نقوش رسول نمبر جلد ۱۱ کے صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۲ اور سیرت حلبیہ صفحہ ۷۷، ۷۸، ۷۹ جلد ۱ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ درج ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔
(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۳) حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے حلقہ بگوش اسلام کے تین دن بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ حضور سرور کائنات ﷺ اس وقت تک دارِ ارقم میں قیام پذیر تھے۔

آپ ماہ ذوالحجہ ۶ / بعثتِ نبوی کو ایمان لائے ایک قول کے مطابق ۵ / بعثتِ نبوی کو آپ نے اسلام قبول فرمایا۔

بوقت ایمان آپ کی عمر ۲۶ سال تھی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

ابو جہل نے کوہ صفا کے پاس نبی اکرم ﷺ کو بے تحاشہ گالیاں دیں اور آپ کو ایذا پہنچائی۔ نبی پاک ﷺ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ کوہ صفا پر ایک لونڈی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپسی پر وہاں سے گزرے تو لونڈی کہنے لگی ”اے ابو عمارہ کاش آپ دیکھتے جو ابوالجہلم (ابو جہل) نے آپ کے بھتیجے سے کیا ہے“ اور ساتھ ہی سارا واقعہ بیان کر دیا۔ یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہو گئے پہلے مسجد حرام میں گئے تاکہ طواف کر کے ابو جہل کی خبر لیں۔ اتفاق سے ابو جہل مسجد کے اندر لوگوں کے درمیان موجود تھا سیدھے وہاں پہنچے اس کے سر پر کھڑے ہو کر کمان اس زور سے اس کے سر پر دے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ ساتھ ہی اپنے ایمان کا اعلان فرما دیا آپ نے اس وقت یہ اشعار پڑھے۔

ذُقْ يَا أَبَا جَهْلٍ مَا عَسَيْتَ مِنْ أَمْرِكَ الظَّالِمُ إِذَا مَشَيْتَ
اے ابو جہل اپنی تند خوئی کا نتیجہ چکھو اپنی ظالمانہ کارروائی جو تو نے کی، کا انجام بھگتو۔

عَزَّ أَمْرُكَ الظَّالِمُ إِذَا عَنِيتَ لَوْ كُنْتَ تَرْجُو اللَّهَ مَا خَفَيْتَ
جس ظالمانہ کارروائی میں تو مشغول ہوا اور وہ بہت سخت تھی اگر تو اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا تو بد بخت نہ ہوتا۔

سَنُعْطُ الرَّغْمَ بِمَا آتَيْتَ نُؤْذِي رَسُولَ اللَّهِ إِذَا نُهِيتَ
اپنے کرتوتوں کے باعث تو خاک کو نتھنوں میں چڑھائے گا۔ (ذیل و خوار ہوگا) باوجود منع کرنے کے تو رسول ﷺ کو ایذا دیتا ہے۔

وَلَا تَرَكْتُ الْحَقَّ إِذَا دُعِيتُ وَلَا هَوَيْتُ بَعْدَ مَا هَوَيْتَ
جب مجھے حق کی جانب بلایا گیا تو میں نے حق کو نہیں چھوڑا نہ ہی میں پستیوں میں گرا جبکہ تو پستیوں میں گر چکا ہے

حَتَّى تَذُرُقَ الْخَوَى قَدْ لَقِيتَ لَقَدْ شَفِيتَ النَّحْسَ وَ أَشْفَيْتَ
جو ضرب تو نے سر پر کھائی اس سے سر کے خون سے خالی ہونے کا مزہ تو نے چکھ لیا۔ تو نے اپنے آپ کو شفا دینا چاہی لیکن شفا نہ پائی۔

آپ سے قبل ۳۹ مرد اور عورتیں داخل اسلام ہو چکے تھے۔ ۱۷

(۴) آیہ کریمہ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ الْخُ كَانَزُول

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (الانفال: ۶۴)

اے نبی! آپ کو اللہ تعالیٰ اور آپ کی اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں۔

(۵) پچھڑے کا نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

اسی سال حضرت سرور انبیاء ﷺ سے ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا سبب بنا جس کی تفصیل یہ ہے۔

أَبُو جَهْل لَعِينُ نے اعلان کیا کہ اے قبیلہ قریش! محمد ﷺ ہمارے دین کو باطل اور ہمارے معبودوں کو مردود ٹھہراتا ہے جو آدمی اسے قتل کر دے میں اسے ایک سو سرخ اور سیاہ اونٹنیاں اور ایک ہزار اوقیہ چاندی دوں گا۔ جس کا ہر اوقیہ چالیس درہم کا ہو گا۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے نبی کریم ﷺ کے قتل کے ارادہ سے نکلے جب أَبُطَح پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک پچھڑے کو ذبح کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں جب انہوں نے ذبح کے لئے اس کی اگلی پچھلی ٹانگیں باندھ لیں تو پچھڑے کے منہ سے یہ صدا بلند ہوئی۔

۱۷ مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زر قانی ص ۲۷۳ جلد ۱ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے قبل مسلمان مردوں کی تعداد چالیس سے اوپر تھی اور عورتوں میں گیارہ خوش نصیب ایمان قبول کر چکی تھیں۔ متن کی روایت کہ ابن ابی خثیمہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بدیں الفاظ روایت کیا ہے۔

وَلَقَدْ رَأَيْتَنِي مَا أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ إِلَّا تِسْعَةً وَفَلَانُونَ رَجُلًا

میرا بخت خیال ہے کہ میرے ایمان لانے سے قبل صرف ۳۹ آدمی ایمان قبول کر چکے تھے

فَكَمَلْتُهُمْ أَرْبَعِينَ

میں نے ان کی تعداد چالیس مکمل کر دی۔

دونوں کے درمیان مطابقت اس طرح سے ہے کہ اس وقت چوں کہ مسلمان اپنے ایمان کا اظہار نہ کرتے تھے اس لئے ممکن ہے کہ آپ پر ان کی صحیح تعداد واضح نہ ہو سکی جو تعداد واضح ہو سکی وہ بیان فرمادی۔

”اے آل ذریعہ! ایک آدمی پکار پکار کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کی دعوت دے رہا ہے“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو سن کر اچنبھے میں پڑ گئے اور اسلام آپ کے دل میں داخل ہو گیا۔
(۶) بکری کا جناب سرورِ عالم ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بچھڑے سے کچھ آگے گزرے ایک بکری کو چرتے ہوئے دیکھا اس کے پاس ہاتھ غیبی کی آواز سنی جو شعر پڑھ رہا تھا ان میں حضرت رسالت مآب ﷺ کی نبوت کی بحث تھی۔ ان چھ اشعار میں سے ایک یہ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ذُرُّوا الْأَجْسَامَ تَبَادَرُوا سَبَقًا إِلَى الْإِسْلَامِ ۝

اے لوگو! ان (پتھر کے) جسموں کو چھوڑو ایک دوسرے پر سبقت لیتے ہوئے اسلام کی جانب بڑھو۔

ان چھ اشعار کو شامی نے اپنی سیرت میں درج فرمایا ہے۔

ان کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسلام کے ساتھ محبت میں اضافہ ہوا۔

(۷) ضمائر نامی بت کا حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بچھڑے اور بکری سے آگے نکلے تو آپ کا گذر ضمائر پر سے ہوا یہ ایک بت کا نام ہے کفار اس کی پرستش کرتے تھے آپ نے اس بت سے اشعار سماعت فرمائے جن میں ایمان پر شوق دلایا گیا تھا۔ اور نبی اکرم ﷺ کو شہید کرنے پر ڈرایا گیا تھا۔ یہ پانچ شعر تھے۔ شامی نے ان کو بھی اپنی سیرت میں درج کیا ہے۔ ۳۷

۱۔ زر قانی شرح مواہب لدنیہ ص ۲۷۱/۲ میں آل ذریعہ ذال کے ساتھ ہے۔

۲۔ علامہ زر قانی قدس سرہ نے مواہب کی شرح جلد ۲۷۱/۲ پر یہ اشعار درج فرمائے ہیں ان کی تعداد ۸ ہے متن میں درج پہلا مصرعہ ان اشعار کا پہلا مصرعہ اور دوسرا مصرعہ ان اشعار کا پندرہواں مصرعہ ہے نیز اس میں درج ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ شعر ایک بت کے پاس سے لئے۔

۳۔ امام محمد بن عبد الباقی زر قانی قدس سرہ نے مواہب لدنیہ پر اپنی شرح جلد ۲۷۱/۲ میں ان اشعار کو درج فرمایا ہے۔ وہ اشعار تعداد میں چھ ہیں۔

أَوْدَى الضَّمَارُ وَكَانَ صَبْبٌ مَدَّةً قَبْلَ الْكِتَابِ وَقَبْلَ بَعثِ مُحَمَّدٍ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے بھی تعجب ہوا اور ایمان کی محبت آپ کے دل میں زیادہ ہو گئی۔
(۸) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنی ہمشیرہ کے پاس آکر آیات قرآنیہ کی سماعت کرنا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پچھڑے، بکری اور خمار کے پاس سے گذر کر اپنی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا اور بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ وہاں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ دونوں سورہ طہ کی پہلی سات آیات کی تلاوت میں مشغول ہیں یہ آیات مبارکہ نبی اکرم ﷺ پر ان ہی ایام میں تازہ تازہ نازل ہوئی تھیں۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ)

خمار ہلاک (برباد) ہو گیا حالانکہ اس زمانہ سے اس کی عبادت جاری تھی جب کہ قرآن مجید ابھی نازل نہ ہوا تھا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت نہ ہوئی تھی۔

اِنَّ الَّذِي وَرِثَ النَّبُوَّةَ وَ الْهُدٰى بَعْدَ اٰبِی مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّہْتَدِیْ
حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد جو نبوت اور ہدایت کا اب وارث ہے۔ وہ قبیلہ قریش میں سے ہدایت پر قائم ایک شخص ہے۔

مَبْقُولٌ مِّنْ عَبْدٍ الضَّمَارَ وَ مِثْلَهُ لَيْتَ الضَّمَارَ وَ مِثْلَهُ لَمْ یُعْبَدِ
وہ دن دور نہیں جب خمار اور اس کی مانند دیگر بتوں کی پرستش کرنے والے کہہ انھیں گے۔ کہ کاش خمار اور دیگر بتوں کی عبادت نہ کی جاتی۔

اَبَشِرْ اَبَا حَفْصٍ بِدِیْنٍ صَادِقٍ تُہْدِیْ اِلَیْهِ وَ بِالْكِتَابِ الْمُرْسَدِ
اے ابو حفص! سچے دین کی آپ کو خوش خبری ہو تجھے اس دین اور سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب کی جانب ہدایت نصیب ہو گی۔

وَ اصْبِرْ اَبَا حَفْصٍ فَاِنَّكَ اِمْرٌ یُّاْتِیْكَ عِزٌّ غَیْرُ عِزِّ نَبِیِّ عَدِیْ
اپنے موجودہ ارادہ سے ہاتھ روک لے۔ تجھے حکومت ملے گی اور بنی عدی کی عزت کے علاوہ تجھے اور بہت بڑی عزت نصیب ہو گی۔
لَا تُفْجَلَنْ فَاَنْتَ نَاصِرٌ دِیْنِهِ حَقًّا یَقِیْنًا بِاللِّسَانِ وَ بِالْبَدَنِ
جلد بازی ہرگز نہ کر تو ان کے دین کا حتمی یقینی، زبان، اور ہاتھ سے مددگار ہے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے بھی ”خمار“ بت سے اسی طرح کے اشعار سنے جو ان کے ایمان کا باعث ہوئے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام ص ۶۹/۴

ان سات آیات میں سے جب آپ نے ان آیات کو سنا
وَإِنْ تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَ وَأَخْفَى ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ
الْحُسْنَى ۝ (طہ : ۷-۸)

اے محبوب! اگر آپ باواز بلند بات کریں تو وہ پوشیدہ اور اس سے بھی پست گفتگو کو جانتا ہے وہ اللہ
ہے اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں حسین نام اسی کے ہیں۔

تو آپ کا دل اسلام کی محبت کی جانب اڑنے لگا

یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے مختصر طور پر اتنا ہی بیان کر دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے ایمان کا
اعلان کیا۔

(۹) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے لئے دعائے نبوی

یہ بھی نبی کریم روف رحیم ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان سے قبل ایک
دن ان الفاظ مبارکہ سے دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ اِلِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ اِمَّا اَبَايْ جَهْلِ بْنِ هَشَامٍ اَوْ بَعْمَرَ
بْنِ الْخَطَّابِ

اے اللہ! ابو جہل بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس سے اسلام کو قوت
عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کی دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول فرمائی کہ اگلے روز آپ
ایمان لے آئے ان دو افراد میں سے آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے بدھ کو دعا فرمائی اور آپ جمعرات کو مشرف باسلام ہو گئے۔

(۱۰) ایمان قبول کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اشعار

ایمان لانے پر آپ رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے (جو ان کے ایمان لانے کے واقعہ کے پس منظر کو
واضح کرتے ہیں۔)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْمَنِّ الَّذِي وَجَبَتْ لَهُ عَلَيْنَا اَيَادٍ مَا لَهَا غَيْرُ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس کی ہم پر بہت سی نعمتیں ہیں وہ نعمتیں دینے والا اس کے سوا کوئی اور نہیں۔

وَقَدْ بَدَأْنَا فَكَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا

صَدَقَ الْحَدِيثُ نَبِيُّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ

اس نے ہمیں پیدا کیا لیکن ہم اسی کی تکذیب کرنے لگے اس پر اللہ کے نبی نے ہمیں سچی باتیں بتائیں۔
(در حقیقت سچی) باتیں اسی کے پاس ہیں۔

وَقَدْ ظَلَمْتُ ابْنَةَ الْخَطَّابِ ثُمَّ هَدَيْ

رَبِّي عَشِيَّةً قَالُوا قَدْ صَبَا عُمَرُ

میں نے (اپنی بہن یعنی) خطاب کی بیٹی پر ظلم کیا پھر میرے پروردگار نے دن کے آخری حصہ میں مجھے راہ ہدایت بخشی اس پر کافر کہنے لگے عمر بے دین ہو گیا ہے۔

وَقَدْ نَدِمْتُ عَلَى مَا كَانَ مِنْ زُلَلٍ

بِظُلْمِهَا حِينَ تُثْلَى عِنْدَهَا السُّورُ

جو غلطی مجھ سے سرزد ہو گئی میں اس پر نادوم ہوں کہ میں نے اس وقت اس پر ظلم روا رکھا جب اس کے پاس قرآن مجید کی سورتیں تلاوت کی جا رہی تھیں۔

لَمَّا دَعَتْ رَبَّهَا ذَا الْعَرْشِ جَاهِدَةً

وَالدَّمَعُ مِنْ عَيْنِهَا عَجَلَانَ يَبْتَدِرُ

جب اس نے عرش کے مالک اپنے پروردگار سے پوری کوشش سے دعا کی تو اس وقت اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو ٹپک رہے تھے۔

أَيَقْنْتُ أَنَّ الَّذِي تَدْعُوهُ خَالِقُهَا فَكَادَ يَسْبِقُنِي مِنْ عَبْرَةٍ دُرِّ

مجھے یقین ہو گیا کہ جس سے وہ دعائیں مانگ رہی ہے وہ اس کا خالق ہے۔ تو جلد ہی میری آنکھوں میں موتیوں جیسے آنسو بھر آئے۔

فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ خَالِقُنَا وَإِنَّ أَحْمَدَ فِينَا الْيَوْمَ مُشْتَهَرٌ

اس پر میں پکار اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ ہم میں بطور رسول ظاہر ہو چکے ہیں۔

نَبِيٌّ صِدْقٍ أَتَى بِالْحَقِّ مِنْ ثِقَةٍ وَافِي الْأَمَانَةِ مَافِي عَوْدِهِ خَوْرٌ لَهٗ
سچے نبی قابل اعتماد (جبرائیل امین) علیہ السلام سے جو امانت کو درست درست پہنچانے والے ہیں، حق
لے کر آئے ہیں ان کے بار بار آنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔

(۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکہ معظمہ میں اظہار اسلام فرمانا

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان سے اسلام کو قوت بخشی اور مسلمانوں نے آپ کے
قبول حق پر خوشیاں منائیں۔ ۳۵ اسلام کا خوب خوب اظہار ہوا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار
تھامے مکہ معظمہ کی گلیوں میں نکل آئے اور (اعلانیہ) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگے کفار کو مخاطب
کر کے فرمایا:

”جس نے تم میں سے حرکت کی اس کے جسم میں اپنی تلوار گاڑ دوں گا۔“ ۳۵

(۱۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

۱۔ ترجمہ سیرت ابن اسحاق صفحہ ۱۹۳، ۱۹۵۔ ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۲۱۸۔ نوٹ: سیرت ابن ہشام کے اردو ترجمہ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز
میں یہ اشعار درج نہیں۔

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کی شخصیت کی عظمت کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا مسلمانوں کی
عزت، آپ کی ہجرت نصرت اور آپ کی امارت رحمت کا باعث تھی۔ جب تک آپ ایمان نہ لائے تھے ہم خانہ کعبہ کے ارد گرد
نماز ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ایمان پر مشرکوں کا یہ تبصرہ تھا کہ آج ہماری قوم
آدمی ہو گئی۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۷۷

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا تو جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی ﷺ میں
حاضر ہوئے اور عرض کیا آسمان کی مخلوق (بھی آج) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان پر خوشیاں منا رہی ہے۔ مواہب مع زرقانی
جلد ۱ صفحہ ۲۷۷

۴۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب آپ ایمان لائے تو بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کیا یہ دین چھپانے کی چیز نہیں اسے ظاہر فرمائیے اس
پر حضرت نبی کریم ﷺ مومنوں کے ہمراہ اس شان سے نکلے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے آگے تلوار تھامے لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ باواز بلند کہتے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہو گئے۔ قریش آپس میں کہنے لگے عمر خوشی کی حالت میں آ
رہا ہے۔ اے عمر! تمہارے پیچھے کیا ہے تو آپ نے فرمایا میرے پیچھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی
حرکت کی تو اس کے جسم میں میں اپنی تلوار اتار دوں گا۔ پھر طواف میں آپ نبی کریم ﷺ سے آگے آگے آپ کی حفاظت کی غرض
سے چل رہے تھے یہاں تک کہ آپ طواف سے فارغ ہو گئے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۷۷

علامہ عامری نے الریاض المستطابہ میں لکھا کہ حضرت عبداللہ ﷺ اپنے والد کے ہمراہ ایمان لائے۔
تذکرۃ القاری کے مصنف نے فرمایا وہ اپنے والد کے ساتھ اس وقت ایمان لائے جبکہ نابالغ بچے تھے۔
اپنے والد سے قبل آپ کے ایمان قبول کرنے کا قول درست نہیں ہے۔

(۱۳) حضرت صدیق اکبر ﷺ کی والدہ کا ایمان لانا

حضرت اُمّ الخیر سلمیٰ بنت صخر قرشیؓ تھیں اسی سال حلقہ ایمان میں داخل ہوئیں۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی والدہ ہیں۔ آپ اس وقت ایمان لائیں جب حضور نبی کریم ﷺ دار ارقم میں قیام پزیر تھے۔

(۱۴) حضرت ایاس بن بکیرؓ کا مشرف بہ اسلام ہونا

جن دنوں جناب حبیب خدا ﷺ دار ارقم میں ٹھہرے ہوئے تھے بنو عدی بن کعب بن لؤئی کے حلیف حضرت ایاس بن بکیر بن عبدیالیل بن ناشب لیشی دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔

آپ بذر، اُحد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں حضرت رسالت مآب ﷺ کے ہمراہ تھے۔

آپ کے علاوہ آپ کے تین بھائی حضرت عامر، حضرت عاقلؓ اور حضرت خالدؓ جو بکیر کی اولاد سے تھے، بھی غزوہ بدر میں، نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے بلکہ ان کے ساتھ ان کی صحابیہ والدہ (حضرت عفرآء بنت عبید بن ثعلبہ انصاریہ، نجاریہ کی جانب سے ان کے تین بھائی حضرت معاذ، حضرت معوذ اور حضرت عوفؓ بھی شریک بدر تھے۔ ان تینوں کے والد حضرت حارث بن رفاعہ انصاری خزرجیؓ تھے۔

حضرت عفرآءؓ کے ہاں بکیر بن عبدیالیل لیشی سے (چار بیٹے) حضرت ایاس، حضرت خالد، حضرت عاقل اور حضرت عامرؓ تھے۔ بکیر کی وفات کے بعد حضرت حارثؓ نے آپ سے عقد فرمایا۔ اس طرح حضرت عفرآءؓ کے سات بیٹے غزوہ بدر میں شریک تھے۔

علامہ زر قانی رحمہ اللہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ یہ عطیہ زبانی، عجائبات میں سے ہے۔

۱۔ ان کا نام عاقل تھا نبی کریم ﷺ نے اسے تبدیل فرما کر عاقل رکھ دیا۔ نبی کریم ﷺ کے قیام دار ارقم کے دوران سب سے پہلے بیعت فرمانے والے آپ تھے۔ اصابع ج ۲ ص ۲۴ ۱۔ ابن اسحاق نے فرمایا: حضرت ایاس اور ان کے بھائی حضرت عاقل، حضرت خالد اور حضرت عامرؓ کے سوا چار ایسے (حقیقی) بھائیوں کے بارے میں ہم کو علم نہیں کہ وہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے ہوں۔ یہ چاروں بھائی ہجرت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت ایاسؓ فتح مضر میں موجود تھے ۶۳ھ کو وفات پائی۔ حضرت عاقلؓ غزوہ بدر میں، حضرت خالدؓ یوم رجع میں اور حضرت عامرؓ نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ الاصابہ ج ۲ ص ۸۹

۷۔ / بعثت نبوی (۴۷ / ولادت نبوی)

۱۔ شِعبِ اِبی طالب میں محصور ہونا

معمد قول کے مطابق اس سال محرم کی پہلی تاریخ کو بنی ہاشم اور بنی مُطَلَب کا حضرت سرور کائنات ﷺ کے ساتھ شِعبِ اِبی طالب میں محصور ہونے اور قریش کے ظالمانہ معاہدے کی تحریر کا واقعہ پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے جب اپنے دین کا بطلان، نبی کریم ﷺ کے دین کی (روز افزوں) قوت، حضرت عمر فاروق اور حضرت خنزہ رضی اللہ عنہما کا ایمان اور اس سے اسلام کی تائید، مسلمانوں کی ہجرت حبشہ لے وہاں نجاشی کے پاس اطمینان سے رہنا اور اُس کا ان سے اچھا سلوک کرنا اور اَبُو طالب نیز بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے ان کی برادری کا نبی پاک ﷺ کی مدد اور دفاع کرنا دیکھا تو انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے بایکات کرنے اور مکہ مکرمہ سے باہر ایک گھاٹی میں نکال دینے کا معاہدہ کر لیا۔ اس گھاٹی کو شِعبِ اِبی طالب، خَیْف، خَیْف بنی کنانہ، اَبُطَح، بَطْحَاء، مُصَب اور مُعَرَّس بھی کہتے تھے۔ انہوں نے آپس میں یہ معاہدہ تحریر کر لیا۔

★ نبی کریم ﷺ کو بنی ہاشم اور بنی مُطَلَب سمیت مکہ سے نکال دیں گے۔

★ ان سے باہمی نکاح نہ کریں گے۔

★ کھانے اور پینے کی کوئی چیز ان تک نہ پہنچے دیں گے۔

★ ان سے کوئی چیز نہ خریدیں گے اور نہ ان کے ہاتھوں کوئی چیز فروخت کریں گے۔

★ ان کی جانب سے صلح کی پیش کش قبول نہ کریں گے اور نہ کسی قسم کی نرمی برتیں گے۔

★ (معاہدہ کی تمام شقیں اس وقت تک مؤثر رہیں گی) جب تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کو قتل کے لئے ان کے

۱۔ اس سے مراد حبشہ کی جانب دوسری ہجرت ہے کیوں کہ پہلی ہجرت پر روانہ ہونے والے مساجرین ۵ ہجرت میں واپس آگئے تھے۔

ذرقانی علی المواہب ج ۱ / صفحہ ۲۷۸

سپردہ نہ کر دیں گے۔

آپس میں اس معاہدہ کی توثیق کے لئے انہوں نے یہ معاہدہ تحریر کر کے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا۔
اس معاہدہ کے طے ہو چکنے پر بنو ہاشم اور بنو مطلبؑ نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مکہ معظمہ سے نکل آئے اور اس گھاٹی میں قیام پذیر ہو گئے۔ اسی قیام کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو انٹھی بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں ان کا قیام تین برس تک رہا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا جس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ اس تحریر کے تمام حروف چاٹ لئے۔ آپ ﷺ نے یہ بات اپنے چچا ابوطالب کو بتائی انہوں نے اس کا تذکرہ قبیلہ قریش سے کیا مگر لیکن انہوں نے تصدیق نہ کی اس پر ابوطالب نے ان سے کہا اپنی تحریر کو کھول کر دیکھ لو جس میں تمہارے یہ پختہ وعدے اور عہد لکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا دیمک نے وہ ساری کھالی ہے۔

قریشیوں نے خیال کیا کہ بات درست نہیں چنانچہ انہوں نے اسے کھولا اور اسے اسی حالت میں پایا جس کی خبر اللہ تعالیٰ کے سچے حبیب ﷺ نے دی تھی۔ اس پر انہیں شرمندگی ہوئی۔ انہوں نے اس ظالمانہ تحریر کو پرزے پرزے کر کے ختم کر دیا اور اپنے معاہدے سے انہوں نے رجوع کر لیا۔

اس پر نبی پاک ﷺ اپنے خاندان سمیت مکہ مشرفہ لوٹ آئے اور اپنے گھروں میں پہلے کی طرح رہنے لگے۔
شعب ابی طالب سے ان کی واپسی اور معاہدے کا خاتمہ ۱۰ بعثت نبوی کو ہوا۔ اس تحریر کی حالت کی خبر دینا نبی پاک ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

اس ظالمانہ تحریر کا قصہ سیرت کی مطول کتابوں مثلاً سیرت شامی وغیرہ میں مذکور ہے میں نے اختصار کی خاطر اسی پر اقتصار کیا ہے۔

۱۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے تمام افراد، اصحاب ایمان اور کفار اس گھاٹی کی جانب نکل آئے۔ مومن اپنے دین کی خاطر اور کافر خاندانی حمیت کے باعث۔ لیکن ابولتیب ان سے نکل کر کفار کا مددگار بن گیا۔ الوفاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۷

۲۔ ابوطالب ان قریشیوں سے کہنے لگے میرے بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاہدہ پر دیمک کو مسلط فرما دیا ہے اس نے جو رو ظلم اور قطع رحمی کی ساری تحریر کو چاٹ لیا ہے صرف اس میں اللہ کا ذکر باقی رہ گیا ہے۔ اگر میرے بھتیجے نے سچ کہا ہے تو اپنے برے ارادہ سے باز آ جاؤ اور اگر اس نے یہ بات خلاف واقعہ کہی ہے تو میں اسے تمہارے سپرد کر دوں گا پھر تمہاری مرضی اسے قتل کر دیا زندہ چھوڑو۔ اس پر انہوں نے کہا اب تم نے انصاف کی بات کی ہے۔ جب اس تحریر کو انہوں نے کھولا تو سخت شرمندہ ہوئے۔ (الوفاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

علماء فرماتے ہیں کہ اس تحریر کے کاتب مَنْصُور بن عکرمہ بن ہاشم کا ہاتھ خشک ہو گیا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔
بعض علماء فرماتے ہیں کہ بنی ہاشم اور بنو مُطَلِّب کا شُعب میں داخل ہونے کا واقعہ ۸/ بعثت نبوی کو پیش آیا۔ ۲

۱۔ کتب سیرت میں اس تحریر کی کتابت کی نسبت مندرجہ ذیل مختلف افراد کی جانب منقول ہے۔

۱۔ منصور بن عکرمہ بن ہاشم۔ اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔ کفر ہی پر اس کا خاتمہ ہوا۔

۲۔ بغیض بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی۔ اس کا ہاتھ بھی سوکھ گیا۔ اسلام کی توفیق نہ ہوئی کفر پر خاتمہ ہوا۔

۳۔ نصر بن حث۔ نبی پاک ﷺ نے اس کے لئے بد دعا فرمائی اس کے ہاتھ کی بعض انگلیاں سوکھ گئیں۔ غزوہ بدر کے بعد بحالت کفر مقتول ہوا۔

۴۔ ہشام بن عمرو بن حث عامری۔ یہ ان افراد میں سے تھا جنہوں نے بعد میں اس معاہدے کے خاتمہ کے لئے کوشش کی۔ اسلام نصیب ہوا۔ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔

۵۔ طلحہ ابن ابی طلحہ عبد ری۔

۶۔ منصور بن عبد شرمیل بن ہاشم۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس معاہدہ کے کاتبوں کے متعدد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کفار نے اس کی مختلف نقول تیار کرائی ہوں گی۔

زر قانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۲۷۸

۲۔ (اگر) شُعب ابی طَالِب میں (داخل ہونے کا سال ۷/ بعثت ہو تو وہاں) قیام کی مدت تین سال (ہفتی) ہے جیسا کہ ابن اسحاق نے فرمایا موسیٰ بن عقبہ نے اسی کو یقینی قرار دیا ہے (اور اگر شعب میں جانا ۸/ بعثت نبوی کو پیش آیا ہو تو) اس میں قیام کی مدت دو سال ہے یہ قول ابن سعد کا ہے۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۲۷۹

۸/ بعثت نبوی (۴۸/ میلاد نبوی)

(۱) غلبہ روم کی پیشین گوئی

کفارِ مکہ کو خبر ملی کہ ایران کے کفار، جو نوشیروان کی اولاد میں سے تھے۔ قیصر کے لشکر یعنی روم کے کفار پر جنگ میں غالب رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو کہنے لگے۔
 ”تم اور اہل روم آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو ہم اور ایرانی کسی آسمانی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے جس طرح ہمارے دینی بھائی تمہارے اہل کتاب بھائیوں پر غالب رہے ہیں اسی طرح ہمیں بھی تم پر غلبہ حاصل رہے گا۔“

کفارِ مکہ کی یہ باتیں سن کر مسلمان غمگین ہو گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرّم ﷺ پر یہ آیات کریمہ نازل فرمائیں۔

الم ۝ غَلَبَتِ الرُّومُ ۝ فِیْ اَدْنٰی الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بَضْعِ سِنِیْنَ (الروم ۱-۴)

ترجمہ: رومی پڑوسی ملک میں مغلوب ہو گئے ہیں وہ اپنی مغلوبیت کے بعد چند ہی سالوں میں (اپنے حریف پر) غلبہ پالیں گے۔

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ رومی لوٹ آئیں گے اور ایرانیوں پر دس سال سے کم عرصہ میں فتح حاصل کر لیں گے۔ ایک قول کے مطابق یہ واقعہ ایک سال قبل پیش آیا۔

(۲) غلبہ روم پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ابی بن خلف کے درمیان شرط

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفارِ مکہ کے سامنے جب یہ آیتیں پڑھیں تو انہوں نے اس کی تصدیق نہ کی بلکہ ابی بن خلف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا۔

”جو کچھ تو کہتا ہے اگر یہ درست ثابت ہو گیا اور رومی نو سال کے عرصہ تک ایرانیوں پر غالب آگئے تو میں تجھے سواونٹ دوں گا۔ بصورت دیگر تم مجھے سواونٹ دو گے۔“

اس شرط پر دونوں نے عہد کر لیا اور طرفین میں سے ہر ایک نے دوسرے سے ضامن لے لیا۔ غزوہ

بذر میں مسلمان کفار پر غالب رہے اسی اثنا میں خبر پہنچی کہ رومیوں نے ایرانیوں پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ مسلمان خدائی وعدہ **وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ** (اس دن مسلمان خوشیاں منائیں گے) کے مطابق اس وقت خوشیاں منا رہے تھے۔ رومیوں اور ایرانیوں کی دونوں جنگوں کے درمیان سات سال کا فاصلہ تھا۔

چنانچہ اُبی بن خلف کے ضامن سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سواونٹ حاصل کر لئے۔

یہ قصہ طویل ہے میں نے اسی پر اقتصار کیا ہے۔ یہ آپس میں رہن کا معاہدہ، قمار کی حرمت کے نزول سے قبل تھا۔ تفسیر کشاف میں علامہ ز محشری نے لکھا:

”حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسی معاہدہ سے یہ مسئلہ اخذ فرمایا کہ دارالحرب میں مسلمان اور کافر کے درمیان سود لینا حرام نہیں۔“ ۱۷

(۳) جنگِ بُعَاث

اُوس اور خزرج (مدینہ منورہ کے دو قبیلوں) کے درمیان اسی سال جنگِ بُعَاث ہوئی۔ ۱۸

۱۷ علامہ ز محشری کی عبارت یوں ہے۔ **وَمِنْ مَّذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ أَنَّ الْعُقُودَ الْفَاسِدَةَ مِنْ عُقُودِ الرِّبَا وَغَيْرِهَا جَائِزَةٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْكَفَّارِ وَقَدْ اُحْتِجَّ عَلَى صِحَّةِ ذَلِكَ بِمَا عَقَدَهُ أَبُو نُكَيْرٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي بِنِ خَلْفٍ**۔ تفسیر الکشاف جلد ۴ صفحہ ۲۱۴

ترجمہ: حضرت امام اعظم اور امام محمد رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ عقود فاسدہ جیسے سود اور اس کے علاوہ دیگر معاملات دارالحرب میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جائز ہیں اور ان دونوں اماموں نے اس کے درست ہونے پر دلیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ معاملہ قرار دیا جو آپ نے اپنے اور اُبی بن خلف کے درمیان طے کیا تھا۔

۱۸ صحیح تر قول کے مطابق یہ جنگ ہجرت سے پانچ سال قبل لڑی گئی۔ اس میں مدینہ منورہ کے دونوں قبائل کے دو کے سوا تمام سردار مقتول ہو گئے۔ اشاعتِ اسلام کے حق میں اس جنگ کے اثرات بڑے مفید اور دور رس ثابت ہوئے۔ چنانچہ حضرت صدیقہ بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس جنگ کے نتائج کے بارے میں یوں تبصرہ فرماتی ہیں۔ ”جنگِ بُعَاث اہل مدینہ کے دخولِ اسلام کے سلسلہ میں آپ کی آمد سے قبل اللہ تعالیٰ نے پچا فرمادی۔ چنانچہ آپ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کی جمعیت پر اگندہ ہو چکی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔ یعنی ان قبیلوں کے تمام سردار جو تکبر اور جمالت میں شدت کے باعث اسلام سے نفرت کرتے تھے اور طبیعت کی سختی کے باعث کسی دوسرے حکم کو ماننا ان پر دشوار تھا، سب مارے گئے۔ صرف عبد اللہ بن ابی بن سلول اور ابو عامر راہب جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق کا نام دیا تھا باقی رہ گئے۔ وفاء الوفاء جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ یعنی عام باشندے جنگوں کی تباہی سے تنگ آچکے تھے اب وہ ایسے سردار کی تلاش میں تھے جو فضول جنگوں سے بچا سکے۔ ایسی حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ان کی امیدوں کا مرکز بن گئی اور وہ جلد ہی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ اس طرح ہجرت سے قبل مدینہ منورہ کی فضا اسلام کے حق میں سازگار ہو چکی تھی۔ وفاء الوفاء ص ۲۱۸ جلد ۱

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ جنگ ایک سال قبل لڑی گئی۔

(۴) معجزہ شَقِّ الْقَمَرِ

اسی سال نبی اکرم ﷺ کے اشارہ سے شَقِّ قَمَرِ کا معجزہ ظہور پذیر ہوا۔

کفار نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ایسا معجزہ دکھائیں جس کے ذریعہ آسمان میں آپ کا تصرف ظاہر ہو۔ جب جاری مہینہ کی چودھویں رات تھی آپ ﷺ نے چاند کی جانب اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا جس سے چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا وہ دو حصے زمین کی جانب اتر آئے ایک غارِ حرا سے داہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب۔ غارِ حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان نظر آرہی تھی۔ کفار یہ معجزہ دیکھ کر کہنے لگے یہ تو ہمیشہ کا جادو ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جھٹلایا اور خواہشات کے پیچھے پڑے رہے۔ حالانکہ یہ معجزہ آپ ﷺ کے عظیم ترین معجزات میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی گواہی دی اور یہ آیات نازل فرمائیں:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ (القمر-۱) قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

علامہ ابن حجر مکی نے قصیدہ ہمزہ کی شرح میں فرمایا شَقِّ قَمَرِ کا واقعہ ۸ / بعثت نبوی کو پیش آیا۔

علماء فرماتے ہیں کہ معجزہ شَقِّ قَمَرِ ہمارے نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی سے واقع نہیں ہوا۔ علامہ شامی نے اپنی سیرت کی کتاب میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

معجزہ شَقِّ الْقَمَرِ روایات صحیحہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، وغیرم نے اس کی روایت کی ہے۔ زرقانی شرح المواہب اللدنیہ

۹/ بعثت نبوی (۴۹/ میلاد نبوی)

(۱) حضرت عبداللہ بن ثعلبہ کی ولادت

حضرت عبداللہ لہ بن ثعلبہ بن صغیر (ص + ع + ی + ر - صیغہ تصغیر کے ساتھ) عذری رضی اللہ عنہ جو بنی زہرہ کے حلیف تھے پیدا ہوئے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ ے / بعثت نبوی کو پیدا ہوئے ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت ہجرت کے بعد ہوئی۔

۱۰/ بعثت نبوی (۵۰/ ولادت نبوی)

(۱) بنی ہاشم کا شعب سے نکلنا اور ظالمانہ معاہدہ کا خاتمہ

اس سال اس ظالمانہ تحریری معاہدہ کا خاتمہ ہوا جس کی بدولت بنی ہاشم کو مکہ مکرمہ سے نکلنا پڑا تھا۔ چنانچہ وہ مکہ مکرمہ میں اپنے پرانے مکانات میں پھر سے آگئے۔ اس کا خاتمہ ابو طالب کی زندگی میں ہوا۔ اس کی بعض تفصیلات ۷/ بعثت نبوی کے واقعات میں گذر چکی ہیں۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ولادت

شعب ابی طالب سے باہر آنے سے قبل اسی شعب میں ہی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔

آپ کی ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔ علامہ عامری نے ریاض مستطابہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

تذکرۃ القاری میں ہے حضور سرور عالم ﷺ کے وصال کے دن آپ کی عمر مبارک تیرہ برس تھی۔

(۳) ابو طالب کی وفات ۱۰

نبی پاک ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات اسی سال ہوئی۔ ان کی تاریخ وصال میں تین روایتیں ہیں۔

(۱) سات رمضان المبارک یہ سب سے مشہور روایت ہے۔

(۲) نصف شوال یہ صاعد کا قول ہے

(۳) یکم ذوقعدہ

۱۰ ابو طالب کی وفات کے وقت حضور رحمت عالم ﷺ کی عمر مبارک ۴۹ سال ۸ ماہ اور گیارہ روز تھی۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقاتی

علامہ شامی نے اپنی سیرت میں تحریر فرمایا۔

أَبُو طَالِبٍ كِي وَفَاتِ هِجْرَتِ نَبِيٍّ سَ تَمِنَ بَرَسَ قَبْلَ اَوْرِ شُعْبِ اَبِي طَالِبٍ سَ بَاهِرِ اَنِّ كَ ٢٨ رَوِزِ بَعْدِ هَوِيٍّ۔ بَوَقْتِ وَفَاتِ اَبُو طَالِبٍ كِي عَمْرَ اَسِي بَرَسَ سَ كَچھ زَا نِد تھي۔

اہل سنت کے نزدیک ابو طالب کا ایمان لانا ثابت نہیں۔ لہ

(۴) اَبُو طَالِبٍ كَ لَئِ مَغْفِرَتِ كِي طَلَبِ سَ نَبِي پَا كِ ﷺ كُو مَمَانَعَتِ:

ابو طالب کے وصال کے بعد حضرت محبوب کبریاء ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ اس کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ۔
(التوبہ ۱۱۳)

(نبي ﷺ) اور ایمان داروں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔)

ابو طالب ہی کے بارے میں یہ آیت کریمہ بھی نازل ہوئی۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ۔ (القصص-۵۶)

(جسے آپ پسند کرتے ہیں اسے آپ سیدھی راہ پر نہیں چلا سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لگا دیتا ہے۔) یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے۔

لہ ہو سکتا ہے کہ ابو طالب کی یہ تحقیق ہو کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتا ہو۔
أَبُو طَالِبٍ كَا اِي كِ شَعْرَہ۔ وَدَعَوْتِي رَعِلْمْتُ اَنَّكَ صَادِقٌ + لَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ تَمَّ اَمِيْنًا) آپ نے مجھے دعوت دی اور مجھے یہ علم ہے کہ آپ سچے ہیں۔ آپ ہمیشہ سچ بولا کرتے تھے اور آپ امین بھی ہیں! یہی وجہ ہے کہ اَبُو طَالِبٍ كَ ذِم واپس کے وَقْتِ حُضُوْرِ شُعْبِ الْمَذْنِبِيْنِ ﷺ نے اس سے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ پڑھو لو قیامت کے دن آپ کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے۔ زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۹۱ بعض روایات اہل سنت سے ان کا ایمان ثابت ہے۔ چنانچہ مواہب مع زرقانی جلد ۲۹۱/۸ میں ہے کہ جب ابو طالب کا آخری وقت نزدیک آیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں انہوں نے اپنے کان ہونٹوں کی جانب لگا دیئے اور پھر حضرت رسالت مآب ﷺ سے کہنے لگے اے بھتیجے! میرے بھائی نے وہ کلمہ کہہ دیا ہے جس کا آپ نے انہیں حکم دیا ہے۔ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایمان نہ لائے تھے۔ علمائے اہل سنت کی ان کے ایمان اور عدم ایمان پر مستقل تصانیف بھی موجود ہیں۔

(۵) ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک

اسی سال ام المومنین، زوجہ رسول حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ۶۵ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔
زیادہ مشہور روایت کے مطابق ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد، صاعد کے قول کی رو سے ابوطالب کی وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل اور ایک قول کے مطابق اس کی وفات سے پچاس روز قبل وہ واصل بحق ہوئیں۔
نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا پچیس برس رہیں۔
مَعْلَاة مَکَہ کے آخر میں حَجُون (ح + ج + و + ن) میں آپ مدفون ہوئیں۔ ان کے مزار مبارک پر اب مشہور گنبد لہ ہے۔

حضرت رسالت مآب ﷺ بنفس نفیس ان کی قبر میں اترے آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ کیونکہ نماز جنازہ کا بھی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ آپ کا وصال ۱۰ رمضان المبارک ۱۰ بعثت نبوی کو ہوا۔ لہ
ابوطالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نہایت غمگین رہنے لگے یہاں تک کہ آپ طائف کی جانب چلے گئے۔ جس کا ذکر عنقریب آ رہا ہے۔ لہ

(۶) ام المومنین حضرت سَوَدَہ بنت زَمَعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت خدیجۃ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد لہ، ماہ شوال میں، حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت سَوَدَہ بنت زَمَعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور خلوت فرمائی۔ حضرت خدیجۃ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد یہ پہلی عورت ہیں جن سے حضرت رسالت مآب ﷺ نے نکاح فرمایا تھا۔
جب آپ رضی اللہ عنہا نے ہجرت فرمائی تو آپ کے گھر میں حضرت سَوَدَہ رضی اللہ عنہا کے بغیر کوئی عورت نہ تھی۔

- لہ نجدیوں نے اس گنبد مبارک کو شہید کر دیا ہے۔ اب اس کا نشان تک باقی نہیں۔
لہ جب آپ پر نزع کی حالت طاری تھی رحمۃ للعالمین ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے اور جنت کے انگور انہیں کھلائے زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۹۶
لہ ابوطالب اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات کے باعث آپ رضی اللہ عنہا نے اس سال کو عام الحُزْن (غم کا سال) قرار دیا۔ مواہب مع زر قانی جلد ۱ صفحہ ۲۹۶
لہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے کچھ دنوں بعد آپ نے حضرت سَوَدَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت خدیجۃ رضی اللہ عنہا کا وصال رمضان المبارک میں ہوا اور شوال میں آپ نے حضرت سَوَدَہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

حضرت سَوْدَہ رضی اللہ عنہا کے بعد، شوال کے مہینہ میں، ۱۰ بعثت نبوی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا لیکن ان کی رخصتی نہ ہوئی ان کی رخصتی بعد میں ہوئی جس کا ذکر عنقریب آ رہا ہے۔

(۷) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

اسی سال ماہ شوال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا نکاح کے وقت ان کی عمر چھ برس تھی۔ نکاح سے تین برس بعد شوال کے مہینہ ہی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کی رخصتی ہوئی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں آپ کی آمد ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی۔ جس کا ذکر ۸ھ کے واقعات میں آ رہا ہے۔

رخصتی کے وقت ان کی عمر مبارک ۹ برس تھی اور ۹ برس ہی انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت حاصل رہی۔ وصال نبوی کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ برس تھی۔ ۱۲ بعثت نبوی کے واقعات میں مذکور ہو چکا ہے کہ ان کی ولادت ۱۲ بعثت نبوی میں ہوئی۔

(۸) سَفَرِ طَاف

اس سال ۲۷ شوال کو آپ نے طائف کی جانب سفر اختیار فرمایا۔ قبیلہ ثقیف وہاں رہتا تھا۔ سفر سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اہل طائف کفار مکہ کی تکالیف کے مقابلہ میں آپ کی مدد، اعانت اور مدافعت کریں۔ طائف میں آپ کا قیام چھبیس روز تک رہا۔ انہوں نے آپ کی نصرت و اعانت نہ کی بلکہ آپ کو ایذا دی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ ذی قعدہ کو واپس مکہ شریف تشریف لے آئے۔

(۹) اَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ - الایہ کا نزول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی طائف ہی میں تھے کہ اہل طائف کے تین سردار لہ عبد یالیل، حبیب اور مسعود جو عمرو بن عُمیر کے لڑکے تھے، آپ کے پاس آئے اور (گستاخانہ) گفتگو کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے ان کی گفتگو کو قرآن مجید میں اس طرح نقل فرمایا ہے۔

لَوْلَا نَزَلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۝ (الزخرف-۳۱)
(یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی با عظمت آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا۔)

لہ ان تین بھائیوں میں مسعود اور حبیب بعد میں ایمان لے آئے اور صحابیت کا شرف پایا۔ عبد یالیل کے ایمان میں اختلاف ہے۔

دو بستیوں کے با عظمت انسان سے ان کی مراد، مکہ مکرمہ، سے ولید بن مغیرہ مخزومی اور طائف سے،
عزہ بن مسعود ثقفی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرماتے ہوئے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

أَهْمُ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ (الزخرف-۳۲)

(کیا آپ کے پروردگار کی رحمت کی تقسیم وہ کرتے ہیں۔) ۱۰

(۱۰) پہاڑوں پر مقرر فرشتہ کا دربار نبوی میں حاضر ہونا

حضرت رسالت مآب ﷺ جب طائف سے واپس تشریف لائے تو آپ نہایت غمگین اور افسردہ تھے کیونکہ انہوں نے آپ کی مدد نہ کی تھی بلکہ آپ کو ایذا پہنچائی تھی۔

اس پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام پہاڑوں پر مقرر فرشتہ کے ہمراہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ پہاڑوں پر مقرر فرشتہ عرض کرنے لگا اگر آپ چاہیں تو میں مشرکین پر اخشبین (ا + خ + ث + ب + ی + ن) کو گرا دوں تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں اور ان میں سے ایک بھی بچ نہ سکے۔

آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

”نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد سے ایسے افراد پیدا فرما دے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔“

اخشبین سے مراد مکہ معظمہ کے دو جانب کے پہاڑ ہیں۔ ۱۱

۱۰ کفار طائف نے آپ کا مذاق اڑانے پر ہی بس نہ کی بلکہ اوباشوں اور غلاموں کو گالیاں بکنے، پنڈلیوں پر پتھر مارنے پر اکسایا یہاں تک کہ خون بننے سے آپ کے نطین شریفین رنگین ہو گئے۔ جب زخموں کے درد کے باعث آپ بیٹھ جاتے تو وہ آپ کے بازوؤں سے پکڑ کر آپ کو اٹھا دیتے تاکہ آپ کی پنڈلیوں اور جوڑوں پر مزید سنگ باری جاری رکھیں اور آپ کو آرام نہ کرنے دیں۔ ظاہر ہے کہ جسم کے ان حصوں پر چوٹ کی ٹیس دوسرے اعضاء کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ آپ کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو آپ کو بچا رہے تھے، کو اس سنگ باری سے سر میں کئی زخم آ گئے۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۹۷

۱۱ جن میں سے ایک کا نام ابو قبیس ہے اور دوسرے کا نام قیقعان ہے زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۹۸

(۱۱) جَنَّاتِ کا قبولِ اسلام لے

طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نخلہ ۱ میں اترے۔ جو مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک گاؤں کا نام ہے۔ مکہ معظمہ سے ایک دن کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں نَضِیْبِیْن (ن + ص + ی + پ + ی + ن) کے سات جن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے نَضِیْبِیْن شام میں ایک شہر کا نام ہے۔ حضور رحمتِ کائنات ﷺ نے اپنے صحابہ سمیت نمازِ فجر ادا فرمائی اس میں قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ جنوں نے قرآن کریم کی تلاوت سنی۔ جیسے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ - (الاحقاف - ۲۹)

ترجمہ: جب ہم نے جنوں کے کچھ افراد آپ کی جانب متوجہ کئے تاکہ قرآن مجید سنیں۔

ایک قول کے مطابق آپ نے پہلی رکعت میں سورہ الرحمن اور دوسری رکعت میں سورہ الجن یا سورہ اقرأ کی تلاوت فرمائی۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو جن حاضر خدمت اقدس ہوئے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی قوم کی جانب (قرآن مجید کی) وہ (آیات) لے کر لوٹ گئے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِينَ - (الاحقاف - ۲۹)

ترجمہ: جب قرآن کریم پڑھا جا چکا تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈر سنانے والے بن کر واپس ہوئے۔

اپنی قوم سے ان خوش نصیب جَنَّات نے جو کچھ کہا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاک کلام میں میں نقل فرمایا۔

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝

(الجن ۱-۲)

۱۔ واقدی کے قول کے مطابق جنات کا بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر قبولِ اسلام کا واقعہ ۱۱ بعثت میں پیش آیا۔ آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجن صفحہ ۳۰۔

۲۔ مسلم شریف کی روایت میں اس مقام کا نام ”نخل“ درج ہے (اور یہاں نخلہ) مواہب لدنیہ میں نخلہ ہے زرقانی شرح مواہب میں ”برہان“ کے حوالہ سے ہے کہ درست نخلہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ (نخل اور نخلہ) دونوں درست ہوں۔ جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ مصنف علیہ الرحمہ نے ۵/۲ کے سراہا میں نخلہ تحریر فرمایا۔ ملاحظہ ہو سراہا ۵/۲ عنوان نمبر ۶

(ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست کی جانب رہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔)

”آکام المرجان فی احکام الجان“ کے مصنف نے فرمایا: ”اسلام قبول کرنے کی غرض سے جنوں کے وفود بارگاہِ نبوی میں چھ مرتبہ ملے حاضر ہوئے۔ کچھ مکہ معظمہ میں اور کچھ مدینہ منورہ میں۔

علامہ شامی نے اپنی سیرت میں فرمایا:

”جنات کے افراد کی تعداد ایک مرتبہ سات یا نو ملے تھی، ایک دفعہ ساٹھ، ایک بار تین سو اور ایک دفعہ بارہ ہزار تھی۔“

علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا:

”جنات کا پہلا وفد/بعثتِ نبوی کے تھوڑا عرصہ بعد اس وقت بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا جب جنوں پر انگارے پھینکے گئے۔“

(۱۲) دُعائے طائف

طائف سے واپسی کے وقت آپ نے وہ دعا مانگی جو دعائے طائف کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے دو رکعت پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضَعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلٰى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَاَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعِفِيْنَ اِلٰى مَنْ تَكَلَّمُنِيْ؟ اِلٰى عَدُوِّ بَعِيدٍ يَّتَجَهَّمُنِيْ اَمْ اِلٰى صَدِيْقٍ قَرِيْبٍ مَّلَكَتْهُ اَمْرِيْ؟ اِنْ لَّمْ تَكُنْ غَضَبَانًا عَلَيَّ فَلَا اُبَالِيْ - غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِيْ - اَعُوْذُ بِنُوْرٍ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَضَاءَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَاَشْرَقَتْ

۱۔ ان میں سے تین دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ ایک دفعہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ایک بار حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر تھے اور ایک دفعہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نظروں سے اوجھل ہو گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات بھر بے چینی سے آپ کو تلاش کرتے رہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو آکام المرجان صفحہ ۴۵ تا ۵۳

۲۔ آکام المرجان صفحہ ۴۱ تا ۴۴ میں ان نو جنات کے اسماء مبارکہ اور ان کے بارے میں چند حکایات درج ہیں۔ یہ بھی تحریر ہے کہ ان میں سے ایک کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے آکر حضرت حاطب بن طبقہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن فرمایا تھا جنہیں انہوں نے مردہ سانپوں کی شکل میں پایا تھا۔ ان کے اسماء کی تفصیل زر قانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۱، ۳۰۲ میں بھی مذکور ہے۔

لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ بِهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَنْ يَنْزِلَ بِيْ غَضَبِكَ وَيَحِلَّ بِيْ
سُخْطُكَ وَلَكَ الْعُقُوبَى حَتَّى تَرْضَى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ۔

ترجمہ: اے اللہ میں صرف تیری بارگاہ میں اپنی کمزوری، حیلہ کی کمی اور لوگوں کے مجھے حقیر سمجھنے کی شکایت کرتا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر احسان فرمانے والے! تو کمزوروں کا بھی رب ہے۔ تو نے مجھے کس کے سپرد کر دیا؟ دشمنی میں دور تک جانے والے شخص کے؟ جو مجھے ترش روئی سے دیکھتا ہے یا کسی قریبی دوست کو تو نے میرے معاملہ کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر تو ناراض نہیں تو مجھے کسی (دشمن یا دوست کی ایذا) کی پرواہ نہیں مگر تیری طرف سے آفات و امراض سے سلامتی میرے لئے وسیع تر ہے۔ تیری ذات کے نور، جس سے آسمانوں اور زمین نے روشنی پائی اور تاریکیاں روشنی میں بدل گئیں، کی میں پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا میں تیری ناراضگی کا نشانہ بنوں یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ انجام تیرے قبضہ قدرت میں ہے تیرے بغیر نہ ہمت ہے نہ طاقت۔

۱۱/ بعثت نبوی (۵۱/ میلاد نبوی) کے واقعات

(۱) پہلی بیعت عقبہ

اس سال ماہ رجب میں پہلی بیعت عقبہ وقوع پذیر ہوئی اور انصار میں اسلام کا آغاز ہوا۔
(انصار مدینہ میں سے چند افراد کی) حج کے دنوں میں نبی پاک ﷺ سے جمرہ عقبہ کے پاس ملاقات ہوئی آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی چنانچہ (جمرہ) عقبہ کے قریب وہ حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان نفوس قدسیہ کی تعداد چھ ہے۔

(۱) حضرت ابُو اُمَامَہ اَسْعَد بن زُرَّارہ خَزْرَجی رضی اللہ عنہ۔ انصار میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔
نبی کریم ﷺ سے سب سے پہلے شرف بیعت آپ ہی کو حاصل ہوا۔ عقبہ کی تینوں بیعتوں میں آپ شامل تھے۔ آپ نے حضرت مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کی معیت میں سب سے پہلے جمعہ مدینہ منورہ میں ادا فرمایا۔ لہ

(ب) حضرت بَرَاء بن مَعْرُور بن صَخْرَاؤِسی اَشْہَلی رضی اللہ عنہ۔

(ج) حضرت مُعَاوِیہ رضی اللہ عنہ۔

(د) حضرت مُعَوِذ (م + ع + و + ز) رضی اللہ عنہ۔

(ه) حضرت عَوْف رضی اللہ عنہ۔

(حضرت مُعَاوِیہ، مُعَوِذ، عَوْف) یہ تینوں حَارِث بن رِفَاعہ کی اولاد میں سے ہیں اور اَبْنَاء عَفْرَاء کے نام سے معروف ہیں۔ عَفْرَاء ان کی والدہ کا نام ہے۔
(و) حضرت ابُو اَلْیَسْم بن تِیْمَان رضی اللہ عنہ۔

لہ انصار کے قول کے مطابق ہجرت کے بعد سب سے پہلے وفات پانے والے آپ ہیں نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے آپ کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ شوال ۸ھ میں وصال فرمایا۔ مہاجرین کے قول کے مطابق ہجرت کے بعد سب سے پہلے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۱۰

بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کی تعداد آٹھ تھی۔ لہ

حضور سرور کائنات ﷺ نے ان سے انہی امور پر بیعت لی جن پر مستورات سے بیعت لی تھی۔
آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

میں تمہاری بیعت قبول کرتا ہوں کہ

(۱) تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے۔

(۲) چوری نہ کرو گے۔

(۳) اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے۔

(۴) اپنی ٹانگوں اور ہاتھوں کے درمیان (شرمگاہوں) کے معاملہ میں تم بہتان تراشی نہ کرو گے۔

(۵) نیکی کے معاملات میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔

اگر تم نے عہد کو پورا کیا تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم نے دھوکا کیا تو تمہارا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے وہ تمہیں سزا دے چاہے بخش دے۔

مستورات کی بیعت کی آیت اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد نازل ہوئی اس کا نزول حدیثیہ کے سال یعنی ۸ ہجری کو ہوا۔ اس طرح مستورات کی بیعت اس بیعت سے موافق ہوئی۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے سامنے سورہ ابراہیم کی آیات وَاذْ قَالِ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا سے لے کر آخر تک تلاوت فرمائیں۔ (ابراہیم: ۳۵ تا ۵۲)

لہ تاریخ طبری (اردو ترجمہ) طبقات ابن سعد (اردو ترجمہ) سیرت ابن ہشام، تاریخ ابن خلدون، اور زر قانی علی المواہب میں بیعت عقبہ اولیٰ میں شامل افراد کی روایات ہیں۔ ان میں حضرت براء بن معرور بن معمر رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ بن جندبہ رضی اللہ عنہ کے نام شامل نہیں۔ مختلف روایات میں درج تین ناموں کے علاوہ درج ذیل اسماء بھی آئے ہیں۔ (۱) حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت ابوالہیثم بن تیمان رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ، (۴) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، (۵) حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ۔ یاد رہے کہ ایک روایت کی رو سے ان کی تعداد چھ تھی اور دوسری روایت کی رو سے آٹھ۔

۱۲/ بعثتِ نبوی (۵۲/ میلادِ نبوی) کے واقعات

(۱) معراجِ نبوی

صحیح قول، جسے ابن سعد وغیرہ نے ذکر فرمایا نیز امام نووی اور ابن حزم نے قطعی قرار دیا، کے مطابق، حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کو اسی سال یعنی ہجرت سے ایک برس قبل، ہفتہ یا پیر کی رات، بروایت مشہور ۱۲ رجب المرجب اور بروایت دیگر ماہ مبارک رمضان میں، راتوں رات اللہ تعالیٰ نے سیر کرائی۔

ایک ضعیف قول کے مطابق آپ ﷺ کو ہجرت سے تین سال قبل معراج ہوئی۔

سفرِ معراج ابتداءً بیت المقدس تک تھا۔ پھر وہاں سے آسمانوں تک وہاں سے بلندیوں تک جہاں تک مشیتِ الہیہ تھی، ہوا۔ یہاں تک کہ آپ فَاكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی - لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی (النجم ۹-۱۸) (دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم تر فاصلہ تھا۔ آپ نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں کا معائنہ فرمایا) کے مقامِ رفیع تک آپ پہنچ گئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا۔

(۲) شقِ صدرِ اقدس

شبِ معراج حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے سینہ پر سیکنہ کو ہنسی کی ہڈی کے درمیانی گڑھے سے لے کر زیرِ ناف بالِ اگنے کی جگہ تک، شق فرمایا۔ آپ کے قلبِ اطہر کو باہر نکالا اور زمزم شریف سے بھرے ہوئے سونے کے ایک تھال میں رکھ کر دھویا۔ پھر (آپ کے شایانِ شان مزید) حکمت، ایمان اور نورِ نبوت اس میں بھرا اور سینہ مبارک میں اسے رکھ کر سوئی سے سی دیا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ کی عمر مبارک میں چار مرتبہ شقِ صدر ہوا۔ اور معراج شریف کی رات کو پیش آنے والا ان میں سے چوتھا تھا۔

پہلی مرتبہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت۔ دوسری بار جب آپ ﷺ کی عمر مبارک دس برس تھی۔ تیسری دفعہ غارِ حراء میں قرآن مجید کی پہلی وحی کے موقع پر۔

(۳) براق پر سواری

اسی رات آپ ﷺ اپنی سواری یعنی براق پر سوار ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں آپ کے لئے تیار فرما رکھی تھی۔ اس کا نام ”جارود“ تھا۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک آپ اس پر سوار تھے۔ براق کا ایک قدم اس کی حد نگاہ تک پڑتا تھا۔

(۴) بیت المقدس میں داخلہ

شب معراج اللہ کے محبوب ﷺ بیت المقدس میں داخل ہوئے آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی جس میں آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام تھے۔

(۵) امامت انبیائے کرام علیہم السلام

شب اسراء کو انبیاء کرام کی ارواح مبارک اور ایک قول کے مطابق ان کے اجسام طاہرہ بیت المقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت خاتم النبیین ﷺ کی اقتداء میں دو رکعتیں ادا کیں۔ اس نماز کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ دو رکعتیں نفل نماز تھی یا نماز عشاء تھی کہ نبی کریم ﷺ نے مسافر ہونے کے باعث دو رکعتیں ادا فرمائیں۔

(۶) عالم بالا کی سیر

شب اسراء جب آپ بیت المقدس سے باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے ایک سیڑھی پیش کی گئی جس پر آپ آسمان دنیا تک تشریف لے گئے۔ پھر وہ سیڑھی آسمان دنیا پر رکھی گئی اور آپ ﷺ دوسرے آسمان تک تشریف لے گئے۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ ساتویں آسمان اور اس سے اوپر تشریف فرما ہوئے۔

(۷) آسمانوں پر انبیائے کرام علیہم السلام کا استقبال

شب معراج آپ ﷺ کی ملاقات آسمانوں میں ان انبیائے کرام سے ہوئی جو آپ سے قبل بیت المقدس سے آسمانوں پر آپ کی تعظیم اور دوبارہ استقبال کی خاطر پہنچ گئے تھے۔

چنانچہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی۔

(۸) سدرۃ المنتہی کا معائنہ فرمایا

آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہی کا معائنہ فرمایا اسکا پھل ہجر شہر کے ملکوں کے برابر اور پتے ہاتھی کے کان کے برابر ملاحظہ فرمائے۔

(۹) اُنہارِ اربعہ کا ملاحظہ فرمانا:

آپ ﷺ نے دیکھا کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے دو پوشیدہ اور دو ظاہر دریا نکل رہے ہیں۔ پوشیدہ جنت میں تسنیم اور سلسبیل ہیں اور ظاہری زمین میں نیل اور فرات ہیں۔

(۱۰) سدرہ پر سونے کے رنگ برنگے پروانوں کا مشاہدہ فرمانا

شبِ معراج حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کی عظیم ترین نشانیوں میں سے کچھ ملاحظہ فرمائیں جب کہ سدرۃ المنتہی کو ایک مخلوق نے ڈھانپ لیا اور وہ سونے کے کئی رنگوں کے پروانے تھے جنہوں نے سدرۃ المنتہی کو ڈھانپ رکھا تھا۔

(۱۱) بیت المعمور کا مشاہدہ فرمانا

آپ نے اسی شب بیت المعمور دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے ہر روز اس میں داخل ہوتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں جو (فرشتے ایک بار آجاتے ہیں وہ) روز قیامت تک دوبارہ نہ آئیں گے۔

(۱۲) جنت اور دوزخ کا ملاحظہ فرمانا

اس رات آپ نے جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھا، دوزخ، اس میں عذاب اور اس کے اسباب کو ملاحظہ فرمایا آپ نے فرشتوں کو بھی دیکھا۔

(۱۳) دودھ نوش فرمانا

آپ کی خدمتِ اقدس میں تین برتن پیش کئے گئے ایک برتن میں شراب دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ آپ نے دودھ کو پسند فرمایا اور اسے نوش فرمایا۔ اس پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا آپ نے اس فطرت کو اپنایا جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔

(۱۴) فرضیتِ نماز

اسی رات اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں دن اور رات میں فرض فرمائیں۔

پہلے اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں آپ اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائی تھیں حضرت رسالت مآب ﷺ نے بارگاہ الہی میں نو مرتبہ طالب تخفیف ہو کر رجوع فرمایا ہر دفعہ پانچ نمازوں کی کمی ہو جاتی یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ ہو کر بھی (ثواب میں) پچاس ہیں میرے ہاں بات تبدیل نہیں ہوتی۔

(۱۵) دیدار الہی اور رب تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی

آپ ﷺ کو عرش الہی سے اوپر لے جایا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی بارگاہ کا قرب خاص عطا فرمایا اور قدیم ازلی کلام سے ہم کلام ہوا جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ دَنَىٰ فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ - (النجم ۸-۹)

(اللہ تعالیٰ کے محبوب اللہ تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتیں حاصل کر کے خلق کی جانب رجوع فرمایا قرب کا وہ فاصلہ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم ہو گیا تھا۔)

اس بارے میں اختلاف ہے کہ شبِ معراج آپ نے رب تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا یا نہیں۔ علمائے کرام نے فرمایا حق یہ ہے کہ آپ نے اس رات اپنے سر مبارک کی دونوں آنکھوں سے دیدار الہی فرمایا۔

(۱۶) نماز کا تشہد

آپ ﷺ کو الہام ہوا جس کی بنا پر آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔

الَّتَحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ - (تمام قوی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔)

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ (اے نبی! آپ پر سلام، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔)

نبی پاک ﷺ نے عرض کیا: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیکو کار بندوں پر سلام ہو۔)

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور دیگر فرشتے گویا ہوئے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ علامہ گازرونی نے اپنی سیرت میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے)

(۱۷) بیت المقدس کو اٹھا کر آپ ﷺ کی نظروں کے سامنے لایا جانا

شبِ اسراء کو آپ ﷺ آسمانی معراج سے مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے اس کی اگلی صبح کو قریش نے اسے حقیقت سے بعید سمجھا اور آپ نے جو کچھ انہیں بتایا اسے جھٹلایا اور آپ سے وہ بیت المقدس کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنے لگے۔ اس پر حضرت نبی کریم ﷺ کو کچھ تردد ہوا کیونکہ اگرچہ آپ ﷺ بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے لیکن آپ نے اس کی کیفیت کے متعلق گہری نظر نہیں فرمائی تھی۔ مزید برآں وہ رات بھی تاریک تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم فرمایا تو انہوں نے اپنے پروں پر بیت المقدس کو اٹھا لیا اور مکہ مکرمہ میں حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس رکھ دیا۔ آپ ﷺ اسے دیکھتے جاتے اور ان کے سوالوں کے جوابات دیتے جاتے۔

بیت المقدس کو اٹھا کر آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر کیا جانا آپ کا معجزہ ہے جس طرح بلقیس کے تخت کو (اٹھا کر دربار میں حاضر کیا جانا) حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے۔

(۱۸) تجارتی قافلہ کے احوال بیان فرمانا

شبِ معراج کی اگلی صبح کو حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا (جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ) معراج مبارک کے بارے میں کفار نے آپ کی تکذیب کی اور امتحان کی غرض سے اس قافلہ کے بارے میں سوال کرنے لگے جو مکہ مکرمہ سے تجارت کی غرض سے شام کی جانب گیا تھا۔ آپ نے انہیں بتایا کہ وہ قافلہ مکہ شریف اور شام کے درمیان فلاں جگہ پر ملا تھا ان میں اتنی تعداد میں پیدل آدمی ہیں اور اتنے اونٹ ہیں۔ انہوں نے پھر آپ سے سوال کیا کہ وہ شام سے واپسی پر کس دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوگا تو آپ نے انہیں جواباً ارشاد فرمایا کہ بدھ کے دن اس ماہ کی فلاں تاریخ کو مکہ معظمہ میں داخل ہوگا۔ اس کے آگے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہوگا جس کے پالان کے نیچے کاٹا سیاہ ہوگا اور اس پر دو بورے لدے ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا بعینہ اسی طرح ہوا آپ کے معجزات کے ظہور پر مشرک شرمندہ ہو گئے لیکن ایمان نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں رسوا فرمائے۔

(۱۹) حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال، حبشہ میں، حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد حضرت جعفر اور والدہ حضرت أسماء بنت عمیس (ع + م + ئی + س) رضی اللہ عنہما اس سے پہلے ہجرت کر کے حبشہ جا چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ وہیں متولد ہوئے۔ لہ

أسد الغابہ میں ہے:

”حضرت رسول کریم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر دس برس تھی۔ پھر آپ حبشہ سے مدینہ منورہ آگئے۔“

(صاحب اسد الغابہ کا یہ فرمانا درست نہیں) کیوں کہ آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ مدینہ منورہ میں جنگ خیبر کے دن آچکے تھے۔ جیسا کہ بہت سے علمائے حدیث و سیرت نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ یہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بہت ہی سخی تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو بحر الجود لے (سخاوت کا سمندر) کہا جاتا تھا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اسلام میں آپ سے بڑھ کر کوئی اور سخاوت کرنے والا نہ تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے بعد آپ سے بڑھ کر کوئی سخی نہ تھا۔ آپ کا شمار کمین صحابہ کرام میں سے ہوتا ہے۔

(۲۰) بیعت عقبہ ثانیہ

اس سال رجب المرجب کے مہینہ میں بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ اس سال (تبلیغ دین کے لئے) حج میں لوگوں کے جمع ہونے کے مقام کی جانب تشریف لائے۔ انصار میں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سوا بارہ مرد آئے ہوئے تھے (وہ اگرچہ موجود تھے لیکن کم سن تھے)

لہ آپ کے دو اور بھائی بھی حبشہ میں پیدا ہوئے جن کے نام محمد اور عون رضی اللہ عنہما ہیں غزوہ موتہ میں آپ کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا تو آپ کی والدہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا۔ جن سے ”محمد“ پیدا ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عقد کر لیا۔ یحییٰ ان سے متولد ہوئے۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۹

لہ آپ کو سخاوت کے باعث قطب السواء بھی کہا جاتا تھا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عبد اللہ خلق اور خلق میں میرے مشابہ ہیں۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۹

انہوں نے آپ سے عقبہ کے مقام پر ملاقات کی۔ آپ پر ایمان لائے اور اسی جگہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی۔

ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(الف) حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ، یعنی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے والد ماجد۔

(ب) اوس قبیلہ کے سردار حضرت سعد بن معاذ شہلی اوسی

(ج) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن خرام، ان کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن وہ کم سن تھے۔ (مردوں میں شمار نہیں ہو سکتے تھے۔)

(د) حضرت اسید بن خنیس رضی اللہ عنہ۔

(ه) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔

(و) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ۔

(ز) حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ جو بدری نام سے مشہور ہیں۔

(ح) حضرت ذکوان بن عبد قیس زرقی رضی اللہ عنہ۔

(ط) حضرت رافع بن مالک زرقی رضی اللہ عنہ۔

(ی) حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

(ک) حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

(ل) حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ۔

(۲۱) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ روانگی

اسی سال حضرت رحمت کائنات ﷺ نے اپنے صحابی حضرت مصعب بن عمیر قرشی عبد ری رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ کی جانب ارسال فرمایا تاکہ وہ انہیں قرآن مجید پڑھائیں، نماز اور اسلام کے طریقے سکھائیں۔ چنانچہ آپ نے مدینہ منورہ آکر ان کو اسلام کی تعلیم دی اور قرآن مجید پڑھایا۔ جس کے نتیجہ میں مدینہ منورہ میں مسلمان کثیر تعداد میں ہو گئے۔

مدینہ منورہ میں آپ کا یہ بھیجا جانا پہلی دفعہ کا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد بھیجا گیا تھا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ قول زیادہ

راجح ہے۔

اس کے بعد حضرت مُصْعَب رَضِيَ اللہ عنہ بیعتِ عقبہ ثالثہ کرنے والے تہتر نفوسِ قدسیہ کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں واپس آگئے تھے۔ جن کا ذکر ۱۳ ہجرت نبوی کے واقعات میں آ رہا ہے۔

حضرت رسالت مآب ﷺ نے اپنی ہجرت سے قبل آپ کو دوبارہ مدینہ طیبہ بھیج دیا۔ چنانچہ حضرت مُصْعَب رَضِيَ اللہ عنہ دوبارہ لوگوں کو قرآن مجید سکھانے اور اسلام کی جانب دعوت دینے لگے یہاں تک کہ اسلام مدینہ منورہ میں خوب پھیل گیا۔ اس کا ذکر دوبارہ ۱۴ ہجرت نبوی یعنی ۱ ہجرت نبوی کے واقعات میں آئے گا۔

(۲۲) حضرت محمد بن مُسلمہ بن خالد رَضِيَ اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت محمد بن مُسلمہ بن خالد مدنی انصاری حارثی اشہلی رَضِيَ اللہ عنہ (جو بنی عبد الاشہل کے حلیف تھے) نے مدینہ منورہ میں ایمان قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل آپ نے حضرت مُصْعَب بن عُمیر رَضِيَ اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔

”محمد“ نام کے صحابہ کرام رَضِيَ اللہ عنہم میں سے آپ سب سے بڑے تھے۔ لہ

(۲۳) حضرت عتبہ بن بشر انصاری رَضِيَ اللہ عنہ کا قبول اسلام

اسی سال حضرت ابوبشر عتبہ بن بشر بن وقش انصاری اشہلی رَضِيَ اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ آپ بھی حضرت مُصْعَب بن عُمیر رَضِيَ اللہ عنہ کے ہاتھ پر مدینہ منورہ میں ایمان لائے۔

حضرت عتبہ رَضِيَ اللہ عنہ، بدر، اُحد اور دیگر تمام غزوات میں محبوبِ خدا ﷺ کے ہمراہ تھے۔

آپ ان حضرات میں سے ایک ہیں، جنہوں نے اندھیری رات میں، نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ تاریک رات میں جب وہ اپنے گھروں کی جانب لوٹے تو ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ جب وہ حضرت رحمتِ عالم ﷺ کے پاس سے چلے تو ان میں سے ایک کا عصا روشنی دینے لگا اور وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ جب وہ اپنے اپنے گھر جانے کے لئے رستہ سے الگ الگ ہوئے تو دونوں کے عصا روشن ہو گئے یہاں تک کہ ان کی روشنی میں دونوں اپنے اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔ یہ حضرت رسول کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔

لہ ہجرت نبوی سے بائیس برس قبل متولد ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے حضرت جعفر، حضرت عبداللہ، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمن اور حضرت عمر رَضِيَ اللہ عنہم صحابی ہیں۔ بدر اور مابعد غزوات میں شریک تھے۔ غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ میں

دوسرے صحابی کا اسم گرامی اُسید بن حَیْر (ح - ض + ی + ر) رَضِیَ اللہ عنہ ہے۔
(۲۴) حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عُبْدُ اللّٰہِ رَضِیَ اللہ عنہ کی ہجرت مدینہ

حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عُبْدُ اللّٰہِ رَضِیَ اللہ عنہ نے اسی سال مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ یہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔
حضرت ابو سلمہ رَضِیَ اللہ عنہ قبل ازیں ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہاں سے واپس مکہ چلے آئے تھے۔
جب قریش نے آپ کو ایذا پہنچائی اور آپ کو معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں اسلام کثرت سے پھیل چکا ہے تو آپ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئے۔

۱۳/ بیعت نبوی (۵۳/ میلاد نبوی) کے واقعات

(۱) بیعت عقبہ ثالثہ

اس سال ذی الحجہ کے ماہ مقدس میں تیسری بیعت عقبہ ہوئی۔ آپ ﷺ حج کے موقعہ پر لوگوں کے اجتماع کی جگہ تشریف لائے تو انصار کی ایک جماعت سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس سے قبل انہوں نے آپ ﷺ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں عقبہ کے مقام پر حاضر ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایام تشریق میں سے درمیانی رات (۱۲/ ذی الحجہ) کو اس مقام پر آپ سے ملاقات کی وہ اسلام لائے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ یہ خوش نصیب افراد ۷۳ مرد اور دو عورتیں تھیں۔

مردوں میں سے کچھ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

- ★ حضرت اوس بن ثابت خزرجی نجاری رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔
- ★ حضرت براء بن معرور بن صخر خزرجی سلمی رضی اللہ عنہ۔ آپ سب سے پہلے بیعت ثالثہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔
- ★ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت بشیر بن براء رضی اللہ عنہما۔
- ★ حضرت ابو ایوب خالد بن زید خزرجی رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت خلاد بن سؤید بن ثعلبہ خزرجی رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت ابو رفاعة رافع بن مالک بن عجلان خزرجی عجلانی رضی اللہ عنہ۔
- ★ ان کے صاحبزادے حضرت رفاعة بن رافع بن مالک رضی اللہ عنہما۔ کبھی کبھی آپ کو دادا کی طرف منسوب کر کے رفاعة بن مالک کہہ دیا جاتا ہے۔
- ★ حضرت ابولبابہ رفاعة بن عبد المندر اوسی رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت ابوطیہ زید بن سہل خزرجی رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔
- ★ حضرت ابوخثیمہ سعد بن خثیمہ اوسی رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت سعد بن ربیع بن عمرو خزرجی رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت ابوقیس سعد بن عبادہ بن ولیم خزرجی رضی اللہ عنہ۔ آپ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ ولیم تصغیر کے

صیغہ کے ساتھ ہے۔

- ★ حضرت سلمہ بن سلامہ بن وقش اوسی بدری رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت ظنیر بن رافع بن عدی رضی اللہ عنہ۔ (ظنیر تصغیر کے صیغہ کے ساتھ۔)
- ★ حضرت عبد اللہ بن ائیس جہنی رضی اللہ عنہ۔ آپ انصار کے قبیلہ بنی سلمہ کے حلیف تھے۔
- ★ حضرت عبد اللہ بن جبیر بن نعمان رضی اللہ عنہ (جبیر تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے۔) غزوہ اُحد میں آپ تیر انداز دستہ پر امیر مقرر تھے۔ چنانچہ غزوہ اُحد میں آپ کی شہادت ہوئی۔
- ★ حضرت عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہ خزرجی رضی اللہ عنہ۔ آپ مشہور شاعر ہیں۔
- ★ حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ خزرجی حارثی رضی اللہ عنہ۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ نماز کے لئے اذان کے الفاظ مقرر کرنے کا خواب آپ نے دیکھا تھا۔
- ★ حضرت عمرو بن جموح بن زید خزرجی سلمی رضی اللہ عنہ۔
- ★ ان کے صاحبزادے حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ
- ★ حضرت قتادہ بن نعمان بن زید اوسی ظفیری رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت ابوالیتر کعب بن عمرو بن عباد سلمی خزرجی رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت کعب بن مالک بن عمرو سلمی خزرجی رضی اللہ عنہ۔ آپ مشہور شاعر تھے۔ غزوہ تبوک میں پیچھے مدینہ منورہ میں رہ جانے والے تین اشخاص میں سے ایک آپ تھے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔
- ★ حضرت مالک بن دُخشم (یا مالک بن دُخشن) بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ۔ آپ بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔
- ★ حضرت معاذ بن جبل بن عمرو خزرجی جشمی رضی اللہ عنہ۔ حلال و حرام کے علم کے آپ امام ہیں۔
- ★ حضرت معن بن عدی بن جد بن عجلان بلوی رضی اللہ عنہ۔ آپ قبیلہ انصار بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں۔
- ★ حضرت منذر بن عمرو بن خنیس خزرجی ساعدی رضی اللہ عنہ۔ آپ بزمعونہ کے واقعہ میں امیر کارواں تھے۔ جہاں آپ نے شہادت پائی۔
- ★ حضرت نعمان (تکبیر کے صیغہ کے ساتھ) یا حضرت نَعِیْمَان (نُ - ع - ی - م - ا - ن) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ) بن عمرو بن رفاعہ انصاری نجاری رضی اللہ عنہ۔
- ★ حضرت ابوبزہ ہانی بن نیار بلوی رضی اللہ عنہ۔ آپ انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنی حارثہ کے حلیف تھے۔

نیز آپ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے وغیرہم ۱۵۔

دو عورتیں جو اس بیعت میں شامل تھیں ان کے نام یہ ہیں:

★ حضرت اسماء بنت عمرو بن عدی سلمیہ خزرجیہ رضی اللہ عنہا

★ اُمّ عمارہ نسیبہ۔ (صیغہ مکبر کے ساتھ) بنت کعب بن عمرو انصاریہ مازنیہ رضی اللہ عنہا۔ ۱۶

(نام اور ولادت میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اُمّ عطیہ نسیبہ (ن۔ س۔ ی۔ ب۔ ہ) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ یا نسیبہ (ن۔ س۔ ی۔ ب۔ ہ) تکبیر کے صیغہ کے ساتھ بنت کعب انصاریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہے۔ لیکن وہ آپ کے علاوہ دو سری خاتون ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شمار ہونے والی اُمّ عمارہ ہیں نہ کہ اُمّ عطیہ۔

فائدہ

حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک رضی اللہ عنہ جن کا ذکر ہم نے عقبہ کی تیسری بیعت کرنے والوں میں کیا ہے، کے متعلق مشہور ہے کہ آپ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے بے پرواہی کے ساتھ نماز ادا فرمائی تھی۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مسجد میں حاضر ہوئے۔ آپ نے نماز ادا فرمائی اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ کو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ (دوبارہ) نماز ادا کرو تم نے نماز ادا نہیں کی۔ آپ نے دو یا تین مرتبہ انہیں اسی طرح

۱۵ ابن ہشام نے اپنی سیرت میں ان کے اسماء بمع قبائل کی تفصیل ایک مستقل باب میں بیان کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سیرت ابن ہشام با تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید جلد ثانی باب اسماء النقباء الاثنی عشر و تمام خبر عقبہ صفحہ ۵۵ تا ۵۷۔

۱۶ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اپنی بہن، خاوند حضرت زید بن عاصم بن کعب رضی اللہ عنہ اور دو بیٹوں، حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سمیت جنگوں میں شریک رہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو مُسَلَّمہ کذاب نے پکڑ لیا وہ آپ سے پوچھتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو آپ فرماتے ہاں۔ پھر پوچھتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو آپ فرماتے میں نہیں سنتا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ایک عضو کاٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ لیکن آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا آپ اقرار فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتے اور جب آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے مُسَلَّمہ کذاب کا ذکر کیا جاتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے میں نہیں سنتا۔ (مُسَلَّمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے) یمامہ کی جانب جانے والے مسلمانوں کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئیں اور جنگ میں شرکت فرمائی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مُسَلَّمہ کا خاتمہ فرما دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر نیزوں اور تلواروں کے بارہ زخم تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۷۴-۷۵۔

ارشاد فرمایا۔ پوری حدیث کو یاد کیجئے جو بخاری شریف میں مذکور ہے۔

(۲) اہل مدینہ پر بارہ نقیبوں (سرداروں) کا تقرّر

تیسری بیعت عقبہ کی رات کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے اہل مدینہ پر ان کی رضامندی کے ساتھ بارہ نقیب مقرر فرمائے نو خزرج کے قبیلہ سے تھے اور تین قبیلہ اوس سے۔

خزرج کے سردار یہ مقرر فرمائے:

— حضرت ابُو اُمَامَہ اسْعَد بن زُرَّارہ رضی اللہ عنہ۔ آپ بنی نجار کے نقیب تھے۔

— حضرت رَافِع بن مَالِک بن عَجْلَان رضی اللہ عنہ۔ آپ بنی زُرَیق کے نقیب تھے۔

— حضرت سَعْد بن رَبيع بن عمرو رضی اللہ عنہ۔

— حضرت عَبْدُ اللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ۔ یہ دونوں حَارِث بن خَزْرَج کے نقیب تھے۔

— حضرت سَعْد بن عُبَادہ رضی اللہ عنہ۔

— حضرت مُنْذِر بن عمرو بن خُثَیْم رضی اللہ عنہ۔ یہ دونوں حضرات بنی سلمہ کے نقیب تھے۔

— حضرت عُبَادہ بن صَامِت رضی اللہ عنہ۔ یہ قبائل کے نقیب تھے۔

اوس کے قبیلہ پر مندرجہ ذیل تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو نقیب فرمایا:

— حضرت اُسَید بن خُضَیْم رضی اللہ عنہ۔ یہ بنی عَبْدِ الْاَشْهَل پر نقیب مقرر ہوئے۔

— حضرت رِفَاعہ بن عَبْدِ الْمُنْذِر رضی اللہ عنہ۔

— حضرت سَعْد بن خُثَیْم رضی اللہ عنہ۔

ان دونوں حضرات کو بنی عمرو بن عوف پر نقابت عطا ہوئی۔

(۳) حضرت مُعَاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت مُعَاذ بن جَبَل بن عمرو انصاری خزرجی سلمی رضی اللہ عنہ جو بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہیں۔ اسی سال مشرف بایمان ہوئے۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت اٹھارہ برس تھی۔

(۴) حضرت ابُو بَرْدَہ ہانی بن نیار رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل حضرت ابُو بَرْدَہ ہانی بن نیار انصاری اسی سال دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ آپ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں ہیں۔ غزوہ اُحُد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے۔

(۵) حضرت ابُو ایُّوبَ الصَّارِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا قبولِ ایمان

اسی بیعت میں شریک حضرت ابُو ایُّوبَ خَالِد بن زَید خَزْرَجِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی اسی سال ایمان لائے۔
ان تینوں کا ذکر قریب ہی گزر چکا ہے۔

(۶) حضرت سَعِید بن عَاص بن سَعِید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی ولادت

اسی سال یا اس سے ایک سال بعد حضرت سَعِید بن عَاص بن سَعِید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی ولادت ہوئی۔
(سن تمیز کو پہنچ کر) ایمان لائے اور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے۔ آپ ان افراد میں سے ہیں جن سے
حضرت عثمان ذوالنورین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے قرآن مجید کی کتابت کروائی۔

ان کا والد عَاص بن سَعِید بن عَاص حالت کفر میں بدر کی جنگ میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
الکریم کے ہاتھوں مارا گیا۔

فائدہ علمائے کرام نے فرمایا کہ عَقَبَہ کی تین بیعتیں ہوئیں:

(۱) پہلی بیعت عَقَبَہ ۱۱ / بعثت نبوی کو رجب کے مہینہ میں ہوئی۔ جس میں چھ یا آٹھ مردوں نے اسلام قبول کیا۔

(۲) دوسری بیعت ۱۲ / بعثت نبوی کو رجب ہی کے مہینہ میں ہوئی۔ جس میں بارہ مردوں نے اسلام قبول کیا۔

(۳) تیسری بیعت ۱۳ / بعثت نبوی کو ذی الحجہ کے مہینہ میں ہوئی۔ جس میں ۷۳ مردوں اور ۲ عورتوں سمیت
۷۵ افراد مشرف بایمان ہوئے۔

پہلی دو بیعتیں اور حج، رجب کے مہینہ میں واقع ہوئے کیونکہ کفار کے ہاں جہالت کے دور میں ”نِسی“
لے کا رواج تھا۔

لے زمانہ جہالت میں عرب حرمت والے مہینوں کی عظمت کے قائل تھے اور ان میں جنگ کو ناجائز سمجھتے تھے۔ جب لڑائی ان مہینوں
میں آجاتی تو اسے موخر کرنا دشوار ہو جاتا اس کا حل انہوں نے یہ تلاش کیا کہ ایک مہینہ کی حرمت دوسرے کی جانب ہٹانے لگے۔
اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومنے لگی۔ اس کو وہ ”نِسی“ کہتے تھے۔ اس طرز عمل سے ”اَشْهُرُ حَرَام“ (ذی قعدہ، ذی
الحجہ، محرم اور رجب) کی حرمت باقی نہ رہی۔ اسی ”نِسی“ کی بدولت ۱۱ بعثت نبوی اور ۱۲ بعثت نبوی کو حج رجب کے مہینہ میں ہوا۔
اور اس طرح بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ رجب کے مہینوں میں ہوئیں۔

جب (ماہ ذی الحجہ میں) ۱۳ / بعثت نبوی پورا ہوا تو ۱۴ / بعثت نبوی (محرم الحرام میں) شروع ہو گیا۔ اور یہی سال سنہ ہجرت کا پہلا سال ہے۔ کیونکہ اسی سال یعنی ۱۴ / بعثت نبوی میں بیعت عقبہ کے تقریباً تین ماہ بعد آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی جیسا کہ کتاب کے دوسرے حصہ کے تیسرے باب میں پہلے سال کے واقعات کے ساتھ ساتھ ہجرت کے واقعہ کی کچھ تفصیل ان شاء اللہ آرہی ہے۔

علامہ گازرونی نے اپنی سیرت میں تحریر فرمایا:

”مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب نبی کریم ﷺ کی ہجرت ۱۴ / بعثت نبوی میں ہوئی۔“

اس سے ظاہر ہوا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب ”البدایہ والنہایہ“ میں جو یہ تحریر کیا ہے کہ:

”نبی کریم ﷺ کی ہجرت عقبہ کی ہر سہ بیعتوں کے بعد ۱۴ / بعثت نبوی کو ہوئی۔“

واضح غلطی ہے۔

علامہ ابن کثیر کے قول کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے بعثت کے پہلے سال کے نامکمل ہونے کے باعث اسے حساب میں شامل نہیں کیا کیوں کہ اس سال کی ابتداء تو محرم سے تھی لیکن وحی کا آغاز (تیسرے مہینہ یعنی) ربیع الاول یا (نویں مہینے یعنی) رمضان المبارک میں ہوا۔ جیسا کہ بعثت نبوی کے سال اول کے واقعات میں گزر چکا ہے۔ اس پر غور کر کے خوب ذہن نشین کر لیجئے۔

حصّہ دوم

کتاب کے اس حصّہ میں نبی اکرم ﷺ کی ابتدائے ہجرت سے لے کر آپ کے وصالِ مبارک اور اس کے قریب تک کے واقعات بیان ہوں گے۔ یہ حصّہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول

اس باب میں ان فوجی مہمات سے کا تذکرہ ہو گا جن میں نبی پاک ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے۔

وضاحت نمبر ۱

جن لشکروں میں حضرت محبوب کبریاء ﷺ خود شریک ہوئے انہیں محدثین کی اصطلاح میں مَغَازِی اور غَزَوَات کہا جاتا ہے اور جن میں آپ خود شریک نہ ہوئے بلکہ اپنے صحابہ اور ان پر مقرر امیروں کو بھیجا انہیں ان کی اصطلاح میں سَرَّایا اور بُعُوث کہا جاتا ہے۔ (سَرَّیہ اور بُعُوث کے معانی اگلے باب کے اوائل میں مذکور ہیں)

وضاحت نمبر ۲

ابتدائے اسلام میں نبی پاک ﷺ پر کفار سے جنگ کرنا حرام تھا۔ ۲/ ہجری ماہ صفر ۳ میں آپ پر اس کے جائز ہونے کا حکم نازل ہوا چنانچہ یہ آیہ کریمہ اتری:

اِذْ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَانَهُمْ ظَلَمُوا الْخ - (الحج - ۳۹)

(وہ لوگ جن سے جنگ کی جاتی ہے ان کو اب جنگ کی اجازت دے دی گئی کیوں کہ وہ مظلوم ہیں۔)

اجازتِ قتال کے سلسلہ میں یہ پہلی آیتِ مبارکہ ہے جیسا کہ آئندہ مذکور ہو گا۔ ۳

۱ غَزَوَات کا علم بڑا ہی شان ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ علم مَغَازِی دنیا و آخرت کی بھلائی کا باعث ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مَغَازِی کا علم اس اہتمام سے حاصل کرتے جس اہتمام سے قرآن مجید کی سورتیں سیکھا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد ہمیں مَغَازِی اور سَرَّایا کی تعلیم دیتے تھے اور فرماتے تھے جان پورا! یہ علم تمہارے اجداد کا شرف ہے۔ اس کے ذکر کو ضائع مت کرو۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۲

۲ کفار سے جنگ کے جواز کا حکم صفر کی ۱۲ تاریخ کو نازل ہوا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۸۷

۳ اس اجازت سے قبل ستر سے زائد آیاتِ کریمہ میں جنگ سے نفی نازل ہوتی رہی۔ جنگ سے نفی کی آیات زیادہ تر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ جماد کی اجازت کا یہ حکم انتہائی مناسب وقت پر نازل ہوا کیوں کہ مکہ مکرمہ میں مسلمان قلیل تعداد میں تھے اور مشرکین کی تعداد زیادہ تھی۔ اگر وہاں جنگ کا حکم نازل ہوتا تو مسلمانوں کے لئے سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ مکہ میں کفار کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی۔ انہوں نے آپ کو وہاں سے نکال دیا اور آپ کو شہید کرنے کی سازش کی۔ آپ مدینہ منورہ آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہاں جمع ہو گئے اور آپ کی نصرت و حمایت پر کمر بستہ ہو گئے۔ مدینہ منورہ دارِ اسلام بن گیا اور مسلمانوں کے لئے قلعہ کا کام دینے لگا تو جماد شروع ہو گیا۔ مواہب لدنیہ مع شرح زر قانی جلد ۱۔ صفحہ ۳۸۷

وضاحت نمبر ۳

ان علماء کے قول کے مطابق جنہوں نے غزوة آخزاب اور غزوة قریظہ یا غزوة خیبر اور غزوة وادی القریٰ کو ایک شمار کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ کی فوجی مہمات کی تعداد جن میں آپ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی، ستائیس ۲۷ ہے اور جن علماء نے انہیں الگ الگ غزوہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک غزوات نبوی کی تعداد اٹھائیس ۲۸ ہے۔ ہم ان تمام کو تفصیل کے ساتھ الگ الگ فصل میں بیان کریں گے۔

فائدہ

ترتیب زمانی کے ساتھ مذکورہ بالا اٹھائیس غزوات کے نام یہ ہیں:

- (۱) غزوة ابواء: اسے غزوة ودان (و + د + ا + ن) بھی کہا جاتا ہے۔
- (۲) غزوة بواط: (ب + و + ا + ط)
- (۳) غزوة سفوان: یہی غزوة بدر الاولیٰ بھی کہلاتا ہے۔ جو کرز بن جابر کی تلاش میں وقوع پذیر ہوا۔
- (۴) غزوة العشیرہ: (ع + ش + ئی + ر + ہ)
- (۵) غزوة بدر الکبریٰ۔
- (۶) غزوة بنی سلیم: (س + ل + ئی + م) یا غزوة قریظہ الکدر (ق + ر + ق + ر + ة + ا + ل + ک + د + ر)
- (۷) غزوة السویق: (س + و + ئی + ق)
- (۸) غزوة غطفان: (غ + ط + ف + ا + ن) اسے غزوة ذی امر (ذ + ئی + ا + م + ر) بھی کہتے ہیں۔
- (۹) غزوة الفرج: (ف + ر + ع) جو حجاز کے علاقوں میں بحران (ب + ح + ر + ا + ن) کے مقام پر پیش آیا۔
- (۱۰) غزوة بنی قینقاع: (ق + ئی + ن + ق + ا + ع)
- (۱۱) غزوة أحد: (ا + ح + د)
- (۱۲) غزوة حمراء الأسد: (ح + م + ر + آ + ء + ا + ل + ا + س + د)
- (۱۳) غزوة بنی نضیر: (ن + ض + ئی + ر)
- (۱۴) غزوة بدر الاخریہ: یہ غزوة بدر الموعود بھی کہلاتا ہے۔
- (۱۵) غزوة دومة الجندل: (د + و + م + ة + ا + ل + ج + ن + د + ل)
- (۱۶) غزوة بنی المصطلق: (م + ص + ط + ل + ق) یہ غزوة المزیع (م + ر + ئی + س + ع) بھی کہلاتا

ہے۔

- (۱۷) غزوہ خندق: (خ + ن + و + ق)
- (۱۸) غزوہ بنی قریظہ: (ق + ر + ی + ظ + ہ)
- (۱۹) غزوہ بنی النضیر: (ل + ح + ی + ا + ن)
- (۲۰) غزوہ حدیبیہ: (ح + و + ی + پ + ی + ہ)
- (۲۱) غزوہ ذی قرد: (ق + ر + و)
- (۲۲) غزوہ خیبر: (خ + ی + ب + ر)
- (۲۳) غزوہ وادی القریٰ: (و + ا + و + ی + ا + ل + ق + ر + ی)
- (۲۴) غزوہ ذات الرقاع: (ر + ق + ا + ع) اسے غزوہ بنی محارب (م + ح + ا + ر + ب) اور غزوہ بنی ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔
- (۲۵) غزوہ فتح مکہ۔
- (۲۶) غزوہ حنین: (ح + ن + ی + ن)
- (۲۷) غزوہ طائف: (ط + آ + ع + ف)
- (۲۸) غزوہ تبوک: (ت + ب + و + ک)

بعض محدثین کے نزدیک ان کی تقدیم و تاخیر میں اختلاف ہے۔ جس کا مفصل بیان پوری صراحت کے ساتھ آپ ان شاء اللہ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس باب کو میں نے آٹھ فصلوں پر تقسیم کیا ہے۔

۲/ ہجری کے غزوات

وضاحت

غزوات و سَرایا کے ہر دو ابواب میں ہم نے ا-ھ کے غزوات و سرایا کا ذکر نہیں کیا اس کی وجہ ہم نے پہلے درج کر دی ہے کہ اس سال جنگ کرنا مسلمانوں کے لئے ابھی جائز نہ تھا۔ لہذا اس سال میں کوئی غزوہ یا سَرِیہ وقوع پذیر نہ ہوا۔

(۱) غزوہ ابواء یا غزوہ وُدّان

اس سال بارہ صفر المظفر کو نبی کریم ﷺ غزوہ ابواء کے لئے نکلے اسی غزوہ کو غزوہ وُدّان بھی کہا جاتا ہے۔

یہ پہلا لشکر ہے جس میں آپ ﷺ خود شامل ہوئے۔ آپ کے ہمراہ ساٹھ مہاجرین تھے۔ اس غزوہ میں کوئی انصاری شامل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ آپ قریش کے (تجارتی) قافلہ سے تعرض کے لئے نکلے جو شام سے مکہ مکرمہ واپس آ رہا تھا۔ قافلہ بچ کر نکل گیا۔ لہذا جنگ کا مرحلہ پیش نہ آیا۔

اس سفر میں نبی کریم ﷺ اور بنی ضمرہ: (ض + م + ر + ہ) کے درمیان مصالحت ہوئی۔ مصالحت کی تحریر آپ نے ان کو لکھ کر دی۔

ابواء مکہ اور مدینہ کے درمیان فُرْع کے مضافات میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ مدینہ منورہ کی جانب سے، جُحَفہ اور اس کے درمیان تیس ۲۳ میل کا فاصلہ ہے۔

وُدّان بھی فُرْع لہ کے مضافات میں ایک گاؤں ہے۔

لہ فُرْع: (ف + ر + ع) حاشیہ سیرت بن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۲۶ سیرت ابن ہشام متن میں (ف + ر + ع) درج ہے۔ کتاب ہذا پر تحقیق کرنے والے علامہ مخدوم امیر احمد عباسی نے (ف + ر + ع) تحریر کیا ہے۔

اس غزوہ کی نسبت کبھی ابواء کی جانب کی جاتی ہے اور کبھی ودان کی جانب کیوں کہ فی الحقیقت دونوں بستیاں ایک ہی ہیں۔ علامہ زرقانی نے مواہب لدنیہ ص ۱۷ کی شرح میں (اس غزوہ کو دو ناموں سے مشہور ہونے کی توجیہ کرتے ہوئے) یہی فرمایا ہے۔

لیکن علامہ قسطلانی اور علامہ عینی نے بخاری شریف کی اپنی شرحوں میں فرمایا کہ ودان، ابواء اور حُجَفہ کے درمیان ایک مرکزی آبادی ہے۔ ودان اور حُجَفہ کا درمیانی فاصلہ آٹھ میل ہے۔

اس صورت میں غزوہ ودان کو غزوہ ابواء کہنے کی وجہ دونوں مقامات کا قریب قریب ہونا ہے نہ کہ دونوں کا ایک ہونا۔ ۴

(۲) غزوہ بواط

یہ غزوہ ربیع الاول کے مہینہ میں پیش آیا اور بقول دیگر ربیع الآخر کے مہینہ میں۔ بواط، باء کے ضمہ اور اس کے فتح کے ساتھ (ب + و + ا + ط) رَضُوئی کے گرد و نواح میں یَنْبُغ کے قریب قبیلہ جہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ جو مدینہ منورہ سے تقریباً ۴۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔

اس لشکر میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ دو سو مہاجرین تھے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت سائب بن مظعون رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا جو حضرت عثمان بن مظعون جمعی کے بھائی تھے۔

اس غزوہ سے مقصود قریش کے تجارتی لوگوں کے قافلہ سے تعرض تھا۔ ۵ آپ واپس لوٹ آئے۔ قتل کی نوبت نہ آئی۔ ۴

۴ مترجم غنی عنہ کے زیر نظر نسخہ میں علامہ زرقانی نے اس توجیہ کو غلط اور خلاف واقعہ قرار دیا ہے۔ اس نسخہ کی عبارت یوں ہے۔ ر مُرَادُ الْمُصَنِّفِ أَنَّ مِنْهُمْ مَنْ أَصَابَ لُدَّانَ وَبَعْضُهُمْ لِلْأَبْوَاءِ لِنَقَارٍ بِمَا فَلَيْسَ ضَمِيرُهُ رَاجِعًا لِدُدَّانَ لِاقْتِصَابِهِ أَنَّ مَكَانًا وَاحِدًا لَهُ اسْمَانِ وَهُوَ خِلَافُ الْوَالِدِ كَمَا بَيَّنَّيْ. جلد ۱ صفحہ ۳۹۲ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت طبع مانی ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

۴ اس غزوہ کے علم بزدار سید الشہداء حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھے۔ جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ اس غزوہ کی مصروفیت کے باعث نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے پندرہ روز تک غائب رہے۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۹۳

۴ اس قافلہ میں ڈیڑھ ہزار اونٹ تھے۔ قریش کے سو آدمی بھی اس میں شامل تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۳

۴ اس غزوہ میں مسلمانوں کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ علم بزدار تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۳

(۳) غَزْوَةُ بَدْرِ أُوْلَى

یہ غزوہ بھی ربیع الاول کے ماہ مقدس میں پیش آیا۔ یہ غَزْوَةُ سَفَوَانَ اور غَزْوَةُ بَدْرِ أُوْلَى کہلاتا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا عامل مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ کو زید بن حارثہ فہری پر حملہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جو مدینہ منورہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا۔ کوڑ بیچ کر نکل گیا لہذا آپ واپس تشریف لے آئے۔

کوڑ اس وقت مشرکین کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسلام لانے کی توفیق بخشی اور آپ صحابی ہوئے۔

سَرِيَّةُ عُرَيْنِينَ کے لئے آپ نے ان کو امیر مقرر فرمایا۔ فتح مکہ کے دن شہادت نصیب ہوئی۔ جیسا کہ ہجرت کے واقعات کے باب میں ۸/ ھ کے واقعات میں مذکور ہو گا۔

سَفَوَانَ (س + ف + و + ا + ن) بَدْرِ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ایک قول اس کے مطابق یہ غَزْوَةُ الْعِشِيرَةِ جس کا ذکر آ رہا ہے کے بعد پیش آیا۔

(۴) غَزْوَةُ الْعِشِيرَةِ

اس سال جُمَادَى الْأُولَى اور بقول دیگر جُمَادَى الْآخِرَةِ میں آپ ﷺ اس غزوہ کے لئے نکلے۔

العشیرہ کا درست تلفظ (ع + ش + ی + ر + ہ) ہے۔ بعض علماء نے اسے (ع + س + ی + ر + ہ) بھی بیان فرمایا ہے۔ یہ یثرب میں، قبیلہ بنی مدج کے ایک مقام کا نام ہے۔ مصری حجاج کی یہ ایک منزل ہے۔

آپ ﷺ قریش کے تجارتی قافلہ سہ سے تعرض کے ارادہ سے جو شام سے مکہ مکرمہ کی جانب واپس لوٹ رہا تھا۔ ڈیڑھ سو مہاجرین کی معیت میں نکلے۔ ایک قول کے مطابق آپ کے لشکر کی تعداد دو سو تھی۔

اس غزوہ میں آپ ﷺ نے حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامل مقرر فرمایا۔

سہ یہ قول ابن اسحاق اور ابن ہشام کا ہے۔ ان کے بقول غَزْوَةُ الْعِشِيرَةِ کے دس دن سے بھی کم روز کے بعد یہ غزوہ پیش آیا۔ ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۳۸

سہ اس قافلہ میں پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار اونٹ تھے۔ مسلمانوں کے ہمراہ تیس اونٹ تھے۔ جن پر باری باری سوار ہوتے۔ لشکر اسلام کے جھنڈے کا رنگ سفید اور علم بردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۵۔

قافلہ بچ کر نکل آیا۔ مُجَادِی الْأُولٰی کے باقی دن اور مُجَادِی الْآخِرَہ کے چند دن تک آپ نے وہاں قیام فرمایا۔
اس سفر میں نبی کریم ﷺ نے بنی مُضَرّہ سے لے کے باقی ماندہ قبائل بنی مدج اور ان کے حلیفوں سے صلح کا معاہدہ
لے لیا اور واپس تشریف لے آئے۔ اس غزوہ میں قتال کی نوبت نہ آئی۔

(۵) غزوہ بَدْر

اس غزوہ کو بَدْرِ کُبْرٰی، بَدْرِ عَظْمٰی، بَدْرِ ثانیہ، بَدْرِ قَتال اور یَوْمُ الْفُرْقَان بھی کہا جاتا ہے۔
نبی پاک ﷺ نے یہ جنگ رَمَضَانَ المبارک میں لڑی۔ یہی وہ عظیم واقعہ ہے جس کے نتیجے میں اللہ
تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔ کفر اور اہل کفر کو جڑ سے اکھڑ دیا۔
مقام ”بَدْر“ جس میں یہ غزوہ پیش آیا حرمین شریفین کے درمیان، مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت
پر واقع ہے۔

اس کے وقوع کی تاریخ میں تین اقوال ہیں:
(الف) سترہ رَمَضَانَ المبارک بروز جمعہ المبارک۔

(ب) انیس رَمَضَانَ المبارک۔

(ج) بیس رَمَضَانَ المبارک۔

قول اول اصح ہے۔ اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ ابن عساکر نے فرمایا یہی محفوظ ہے۔
آپ ﷺ ۱۱ / رَمَضَانَ المبارک بروز ہفتہ تین سو پانچ مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں
مدینہ منورہ سے بَدْر کی جانب نکلے۔ مشہور یہ ہے کہ اصحابِ بَدْر کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ لیکن (حقیقت یہ
ہے) آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں بنفس نفیس شامل نہ تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی اجازت سے کچھ ضرورتوں کے
لئے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس لئے آپ نے غنیمت میں سے (دوسروں کے برابر) ان کو بھی حصہ عطا فرمایا اور
خوشخبری دی کہ ان کے لئے بھی اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس میں شامل ہونے والوں کا ہے۔ یہ حضرات چونکہ
(غنیمت اور ثواب کے لحاظ سے) اس میں شمولیت کرنے والوں کی مانند ہیں لہذا علمائے کرام نے انہیں ان میں
سے شمار فرمایا ہے۔

۱۔ غزوہ وُدَّان میں بنی مُضَرّہ سے صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۵۔ حاشیہ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۳۶۔
۲۔ صلح نامہ کے متن کے لئے رجوع فرمائیں۔ حاشیہ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۳۶۔

اس غزوہ میں چوراسی مجاہدین اور باقی دوسو انتیس انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

میں نے اس سلسلہ میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے جس میں تمام اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ تفصیل سے درج کئے ہیں۔ "النُّورُ الْمُبِينُ فِي جَمْعِ اَسْمَاءِ الْبَدْرِيِّينَ" کے نام سے وہ رسالہ موسوم ہے۔

یہ پہلا غزوہ ہے جس میں انصار نبی پاک ﷺ کے ساتھ نکلے اس سے قبل کسی غزوہ میں وہ شریک نہ ہوئے تھے۔

آپ ﷺ نے اس غزوہ میں حضرت ابولبابہ بن عبدالمُنْذِرِ انصاری اُوی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ ان کا اسم گرامی "بَشِيرٌ" تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام "رِفَاعَةُ" تھا۔ آپ نے انہیں رَوْحَاء کے مقام سے اپنا نائب مقرر فرما کر مدینہ منورہ واپس فرمایا تھا۔

"رَوْحَاء" مکہ اور مدینہ کے درمیان مدینہ منورہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر ایک معروف کنواں ہے۔ جو ابھی تک موجود ہے۔ ۱۱۳۵ھ میں ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کی زیارت کی اور اس کا پانی پیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

اس غزوہ میں کفار کا لشکر کثیر تعداد میں گھوڑوں، تلواروں اور سامانِ حرب سے لیس ایک ہزار مردوں پر مشتمل تھا۔ معرکوں کے تجربہ کار بہادر اور دلیر افراد ان کے ہمراہ تھے۔

مسلمانوں کے پاس سامان، گھوڑوں، زادِ راہ اور اسلحہ کی قلت اس حد تک تھی کہ ان کے پورے لشکر میں دو گھوڑے اور آٹھ تلواں تھیں۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم ﷺ اور مومنوں کو فتح و نصرت سے نوازا۔ کفار کے سرداروں میں سے ستر مقتول ہوئے اور ستر قیدی ہو گئے۔ مسلمانوں کو بہت سامانِ غنیمت حاصل ہوا۔ جن کی تفصیل حدیث و سیرت کی بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔

(۶) أَبُو جَهْلٍ کا قتل ہونا

اس جنگ میں اس امت کا فرعون ابوجہل بن ہشام لعین مارا گیا۔ اس حصّہ کے تیسرے باب میں غزوہ بدر میں اس کا ذکر (تفصیل سے) آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۷) غزوہ بنی سلیم یا غزوہ قُرْقُرۃ الکُدُر

اسی سال شوال کے مہینے میں غزوہ بدر سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آنے کے سات دن بعد آپ ﷺ

غزوہ بنی سلیم کے لئے نکلے۔ اسے غزوۃ قرقرة الکدر بھی کہا جاتا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ غزوہ ۳ھ محرم ۱۳ کے نصف میں پیش آیا۔

قرقرة: (ق + ر + ق + ز - ع) دونوں جگہ قاف کے زبر کے ساتھ کبھی ان پر پیش بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جس کا معنی ہے ہموار زمین۔

کدر: (ک + د + ر) کاف پر پیش، وال پر جزم۔ ایسے پرندوں کو کہتے ہیں جن میں نیلا رنگ پایا جاتا ہے۔ اس جگہ کو قرقرة الکدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے پرندے وہاں رہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سمیت ان کی طرف کوچ فرمایا۔

مدینہ منورہ پر حضرت سباع (س + ب + ا + ع) نے بن عرفطہ (ع + ر + ف + ط + ہ) سے غفاری (غ + ف + ا + ر + ی) کو عامل مقرر فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ صحیح اور اکثر علماء کے قول کے مطابق آپ کا اسم گرامی ”عمرو“ تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا اسم مبارک عبد اللہ تھا۔ مدینہ منورہ پر نیابت کے دونوں قولوں کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ فیصلوں کے لئے نائب حضرت سباع رضی اللہ عنہ تھے اور نماز کی امامت کے لئے نائب حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ جب آپ ﷺ بنی سلیم کے قریب پہنچے تو وہ بھاگ نکلے۔ جنگ کی نوبت نہ آئی۔

آپ نے ان کے اونٹ پکڑ لئے جن کی تعداد پانچ سو تھی اور مدینہ شریف کی جانب لوٹ آئے۔ جنہیں آپ نے صرار (ص + ر + ا + ر) کے مقام پر جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمادیا۔

۱۔ حاشیہ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۲۱ میں ”یا قوت“ کے حوالہ سے اس غزوہ کے وقوع کی تاریخ ۱۱ محرم ۳ھ درج ہے۔

۲۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۵۵ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۲۱۔

۳۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۵۵ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۲۱۔

۴۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۲۱۔

۵۔ ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبد اللہ تھا۔ اسے ایمان لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۵۵۔

۶۔ اس جگہ آپ نے تین راتوں تک قیام فرمایا۔ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۴۲۲۔ ایک قول کے مطابق آپ کا قیام اس جگہ دس دن رہا۔

زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۵۴۔ اس غزوہ کے سلسلہ میں آپ کل پندرہ راتیں مدینہ منورہ سے غائب رہے۔ اس جنگ کے

علمبردار حضرت علی الرضی رضی اللہ عنہ تھے اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۵۵۔

ان اونٹوں کے ہمراہ چرواہے بھی تھے جن میں حضرت یسار (نئی + س + ا + ر) رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ آپ کے حصہ میں آئے آپ نے انہیں آزاد فرمادیا۔ تو یہ آپ کے آزاد فرمودہ غلام ہیں۔

(۸) غَزْوَةُ السَّوِيقِ

اسی سال کے ذی الحجہ اور ایک قول کی رو سے ۳ھ کے محرم میں آپ غَزْوَةُ السَّوِيقِ کے لئے نکلے۔ (سَوِيق کے معنی سَتُو)

اس غزوہ کو غَزْوَةُ السَّوِيقِ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مشرکین کے پاس عام طور پر اس سفر میں زادِ راہ سَتُو تھے۔ جب وہ بھاگے تو (وہ سَتُو گرا دیئے) مسلمانوں کو مالکِ غنیمت میں وہ سَتُو ملے۔

یہ غزوہ قَرْقَرَةُ الْكُدَّر کے قریب پیش آیا جس کا ذکر ابھی گذرا ہے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ (بدر کی شکست کے بعد) ابُو سُفْیَان نے قسم کھائی کہ جب تک وہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہ لے گا اور بَدْر کے مقتول کفار کے بدلے میں آپ کے جانثاروں کو قتل نہ کرے گا۔ نہ گھی کھائے گا اور نہ ہی جَنَابَت کا غسل کرے گا۔ (یعنی بیوی کے قریب نہ جائے گا)

ابُو سُفْیَان اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ چلا عُرَیض (ع + ر + ی + ض) کے مقام تک پہنچ آیا۔ جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ذی الحجہ اتوار کے دن دو سو سواروں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلے۔

اس غزوہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ پر نائب کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(الف) حضرت سَبَاع بن عُرْفَطہ رضی اللہ عنہ۔ (ب) حضرت ابن اُمِّ مَكْتُوم رضی اللہ عنہ۔ (ج) حضرت ابُو لُبَابَہ بن عَبْدِ الْمُنْذِر رضی اللہ عنہ۔

ابو سُفْیَان بن حُزْب اور قریش مکہ کے مشرکین جو اس کے ہمراہ تھے مکہ کی جانب بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں (مسلمانوں کا) رُغْب ڈال دیا چنانچہ وہ ستوں کے تھیلے گرا کر بھاگنے لگے تاکہ بھاگنے میں آسانی رہے۔ مسلمانوں نے وہ حاصل کر لئے۔ اس کے علاوہ ان کے چھوڑے ہوئے دیگر اموال اور سلمانِ سفر غنیمت میں حاصل کر لئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ اس غزوہ میں لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

۱۔ لشکر کفار نے حضرت مُعَبَّد بن عَمْرُو النَّصَارِی رضی اللہ عنہ اور ان کے ایک حلیف کو قتل کر دیا۔ نیز کھجوروں کے کچھ پودے جلا ڈالے۔ اس پر ابُو سُفْیَان نے سمجھا کہ میری قسم پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ مکہ معظمہ کی طرف بھاگ نکلا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۵۹۔

۲۔ غزوہ کے لئے نکلنے کے دن اور واپس آنے کے دن کو شامل کر کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ روز تک مدینہ طیبہ سے باہر رہے۔ زر قانی شرح المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۶۰۔

۳/ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ غطفان

اس سال ماہ محرم میں، اور ایک قول کے مطابق ربیع الاول کے مہینہ میں نبی اکرم ﷺ کو یہ غزوہ پیش آیا۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں تحریر کیا:

"اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ مدینہ طیبہ سے جمعرات کے دن ۱۲ / ربیع الاول کو غزوہ غطفان کے لئے نکلے۔"

غطفان (غ + ط + ف + ا + ن) لہ ایک قبیلہ کا نام ہے جو نجد کے علاقہ میں سکونت پذیر تھا۔ (چونکہ آپ کا ارادہ اس کی سرکوبی تھا اس لئے اس کو غزوہ غطفان کہا جاتا ہے) اسے غزوہ انمار اور غزوہ ذی امتر بھی کہا جاتا ہے۔

ذو امتر (ذ + و + ا + م + ت) علم نحو کی اصطلاح میں غیر منصرف ہے۔ سرزمین نجد کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ ساڑھے چار سو افراد سمیت نکلے۔ مدینہ طیبہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔ دشمنوں نے جب آپ کی لشکر کشی کی خبر سنی پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ اس پر نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ اس غزوہ میں لڑائی نہ ہوئی لہ۔

(۲) غزوہ فُرْع

اس سال ربیع الاول یا جمادی الاولیٰ میں محبوب خدا ﷺ نے غزوہ فرع (ف + ر + ع) لہ کے لئے لشکر کشی فرمائی۔

۱۔ ابن ہشام مع تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید جلد ۲ صفحہ ۴۲۵۔

۲۔ اس لشکر کشی کا سبب یہ تھا کہ بنی ثعلبہ اور بنی محارب کے کفار کی ایک جماعت جمع ہو گئی۔ وہ مسلمانوں پر ڈاکہ ڈال کر لوٹنا چاہتے تھے۔ ان کو ایک بہادر کافر نے اکٹھا کیا تھا۔ جس کا نام دُخُوْر یا غُوْرث تھا۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی سرکوبی کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۔

۳۔ سیرت ابن ہشام با تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید جلد ۲ صفحہ ۴۲۵، ۴۲۶ میں دو مقامات پر "فا" اور "را" کے پیش کے ساتھ درج ہے لیکن حاشیہ میں یا قوت کے حوالہ سے "فا" کے پیش اور "را" کے سکون کے ساتھ ہے۔

اسے غزوہ بُحْران (ب + ح + ر + ا + ن) اور غزوہ بنی سُلیّم (س + ل + ی + م) بھی کہا جاتا ہے۔
سُلیّم تصغیر کے صیغے کے ساتھ ہے۔ بُحْران، فُرْع کے قریب واقع ہے۔

نبی کریم ﷺ ۶ / ربيع الاول یا جُمادى الاولیٰ کو اس غزوہ کے لئے نکلے۔ مدینہ منورہ پر حضرت ابنِ اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو غایل بنایا۔ آپ کے ہمراہ تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ جب آپ ﷺ بُحْران پہنچے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بنی سُلیّم اپنے چشموں کی جانب بھاگ گئے ہیں۔ وہ (وہیں) مارے گئے، برباد ہو گئے اور ان کے گھر ویران ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے جنگ کی نوبت نہ آئی۔

اللہ تعالیٰ نے اسی قبیلہ بنی سُلیّم کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

كَمْثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ - (الحشر - ۱۵)

ترجمہ: ”ان لوگوں کی طرح جو عنقریب ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے کرتوتوں کا وبال چکھ لیا۔“

فُرْع (ف + ر + ع) پہلے دونوں حروف پر پیش یا دوسرے حرف کے سکون کے ساتھ، حمین شریفین

کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چار مرحلوں کی مسافت پر واقع ہے۔

(۳) غَزْوَةُ بَنِي قَيْنُقَاع

اس سال جُمادى الاولیٰ کے مہینے میں آپ غَزْوَةُ بَنِي قَيْنُقَاع (ق + ی + ن + ق + ا + ع) لے کے لئے نکلے۔ ایک قول کے مطابق یہ غَزْوہ ایک سال قبل یعنی سن دو ہجری کے شَوّال میں پیش آیا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہی ارجح ہے۔

بَنِي قَيْنُقَاع یہودیوں کا ایک گروہ تھا جو حضرت عبدُ اللہ بن سَلَام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی۔ یہودیوں میں سب سے پہلے اس قبیلہ نے عہد شکنی کی۔ ان کی بددیانتی اور عہد شکنی پر نبی کریم ﷺ ہفتہ کے دن جُمادى الاولیٰ یا شَوّال کے نصف میں اس غزوہ کے لئے نکلے۔

مدینہ منورہ پر آپ نے حضرت ابُو لُبَابَہ بن عبدُ المُنْذِر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ ابُو لُبَابَہ کا اسم گرامی بَشِیر (ب + ش + ی + ر) یا رِفَاعَہ تھا۔

حضورِ سرورِ کائنات ﷺ نے پندرہ روز تک ان کے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ منافقین میں عبداللہ بن ابی بن سلولؓ اور مومنوں میں سے حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ان کی سفارش کی۔ جب انہوں نے بہت زیادہ سفارش کی تو آپ نے ان کو جلاوطن فرمادیا۔ ان کے اموال لے لئے اور ان کو قتل نہ فرمایا۔

(۴) غزوہ اُحدؓ

یہ مہم شوال کے مہینہ میں پیش آئی۔ تمام غزوات سے یہ غزوہ شدید اور مشکلات سے بھرپور تھا۔ جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ یہ غزوہ شوال ۳/ھ میں پیش آیا لیکن اختلاف اس کی تاریخ میں ہے۔ صحیح تر اور مشہور تر یہ ہے کہ ہفتہ کے دن شوال کے نصف میں واقع ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس روز شوال کی سات تاریخ تھی۔

ایک قول کے مطابق اس کی گیارہ تاریخ تھی۔
ایک قول کے رو سے شوال کی آٹھ تاریخ تھی۔
ایک شاذ قول کے مطابق یہ ۱۴/ھ میں پیش آیا۔

اُحد ایک مشہور پہاڑ ہے جو مدینہ طیبہ کے نزدیک واقع ہے۔ اس پہاڑ کے آغاز اور مدینہ منورہ کے بابُ البقیع کے درمیان $2\frac{1}{2}$ میل سے کچھ زیادہ فاصلہ ہے جیسا کہ علامہ سید سمہودیؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ (یہ فاصلہ تحقیقی ہے۔)

علامہ قسطلانی نے مواہب میں تحریر فرمایا ”یہ پہاڑ مدینہ منورہ سے ایک فرسخ پر واقع ہے۔“ یہ فاصلہ تیسرے میل کی کسر (۴/۷) کو شامل کر کے ہے۔

علامہ قسطلانی کے علاوہ بعض دیگر علماء نے فرمایا ”کہ یہ مدینہ طیبہ سے دو میل کی مسافت پر ہے۔“ یہ فاصلہ اس کسر کو حذف کر کے بنتا ہے۔

۱۔ سلول عورت کا نام تھا جو ابی کی ماں اور مشہور زمانہ منافق عبداللہ کی دادی تھی۔ ابی کے باپ کا نام مالک بن خث تھا۔ ابن ہشام با تحقیق محمد بن محمد بن عبد الحمید جلد ۲ صفحہ ۳۴۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشہور منافق عبداللہ بن ابی کے دادا کا نام مالک بن خث اور دادی کا نام سلول ہے۔

۲۔ اُحد: ا + ح + و۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۸۔ خلاصۃ الوفاء صفحہ ۵۱۲

۳۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وفاء الوفاء جلد ۳ صفحہ ۹۳۸

۴۔ مواہب مع شرح زر قانی ج ۲/۱۸۔ یہ قول امام نووی کا ہے۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۸۔

حضور سرور کائنات ﷺ غزوہ اُحُد کے لئے ایک ہزار افراد لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔
رئیس المناہقین عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو اپنے منافق بھائی بندوں کے ہمراہ راستہ ہی سے پلٹ آیا۔ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ صرف سات سو جانثار رہ گئے۔

مسلمان سب پیدل تھے۔ لشکر اسلام میں صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا نبی اکرم ﷺ کے لئے اور دو سرا گھوڑا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔

مشرک تعداد میں تین ہزار تھے ان میں سے سات سو زرہ پوش مرد تھے۔ ان کے پاس دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ (ہر مشرک کے لئے سواری کا جانور موجود تھا) اس غزوہ میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

(۵) غزوہ حَمْرَاءُ الْأَسَد

ماہ شوال میں حبیب خدا ﷺ نے غزوہ حَمْرَاءُ الْأَسَد کے لئے قریش مکہ یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی جانب لشکر کشی فرمائی جو مکہ مکرمہ سے اس مقام تک آچکے تھے۔ ۲۰

نبی پاک ﷺ غزوہ اُحُد کے ایک دن بعد اس غزوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مشہور قول کے مطابق آپ کی روانگی بروز اتوار ۱۶ شوال کو تھی۔ ایک قول کے مطابق ۹ شوال کو آپ روانہ ہوئے۔ اس کے علاوہ دیگر تاریخیں بھی مذکور ہیں۔ تاریخوں کے اس اختلاف کی بنیاد غزوہ اُحُد کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ جو پہلے گزر چکا ہے۔

۱۰ نبی اکرم ﷺ نے اس لشکر کے لئے تین جھنڈے تیار کرائے۔ اوس کا علم حضرت اُمید بن حنیف رضی اللہ عنہ کو، ماجرین کا علم پہلے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم پھر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور خزرج کا جھنڈا حضرت حباب بن مُنذر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ نیز لشکر اسلام میں سو زرہ پوش تھے۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۲۴

۱۱ مصنف علیہ الرحمۃ کے انداز بیان سے یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ کفار کی جانب سے کوئی مستقل جنگی مہم تھی جو مکہ مکرمہ سے چل کر حَمْرَاءُ الْأَسَد کے مقام تک پہنچ چکی تھی۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ اُحُد کی جنگ سے فارغ ہو کر لشکر کفار واپس مکہ مکرمہ جا رہا تھا۔ نبی پاک ﷺ کو بعض ذرائع سے خبر ملی کہ کفار پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے دشمنوں کو ہراساں کرنے کی خاطر جنگ اُحُد سے اگلے روز مسلمانوں کو لشکر کفار کے تعاقب کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ تھکے ماندے اور کئی ایک زخمی تھے لیکن انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر جان و دل سے لبیک کہی۔ لشکر کفار کو جب مسلمانوں کے ارادوں کا علم ہوا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں یہ مہم حَمْرَاءُ الْأَسَد کے مقام تک پہنچی تھی۔ اس لئے یہ مہم غزوہ حَمْرَاءُ الْأَسَد کہلائی۔ تفصیل کے لئے سیرت کی مفصل کتب ملاحظہ ہوں۔

حَمْرَاءُ الْأَسَدِ مَدِينَهُ مَنْوَرَهُ سَے ذُو الْحُلَيْفَةِ جاتے ہوئے راستہ کے بائیں طرف آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔
اس غزوہ میں آپ ﷺ کے ہمراہ سات سو تیس جانثار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان اور اس کے
ساتھیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ وہ بھاگ نکلے۔ اور مکہ مکرمہ کی جانب لوٹ آئے۔
نبی کریم ﷺ نے وہاں تین رات قیام فرمایا۔ جنگ کی نوبت نہ آئی۔ زلزلے بعد آپ مدینہ منورہ واپس
تشریف لے آئے۔

۴/ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ بنی نضیر

اس سال ربیع الاول میں نبی کریم ﷺ نے بنی نضیر پر لشکر کشی فرمائی۔ علامہ شاشی رحمہ اللہ نے اپنی سیرت میں فرمایا۔ یہی قول درست ہے۔

ایک قول کے مطابق غزوہ بنی نضیر ۳ھ میں غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد پیش آیا۔ بنو نضیر (ن + ض + ی) + (ر) لے یہودیوں کا بہت بڑا قبیلہ تھا۔ ان کی رہائش مسجد قبا سے پیچھے، عالیہ کی سمت میں، مدینہ طیبہ سے چھ میل کے فاصلہ پر تھی۔

نبی کریم ﷺ نے بیس یا ان سے زائد دنوں تک ان کا محاصرہ فرمایا بالآخر وہ جلاوطنی پر رضامند ہو گئے۔ اس غزوہ میں مدینہ منورہ کے عامل حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ ۲

۱۔ مواہب لدنیہ مع شرح زر قانی جلد ۲ صفحہ ۷۹۔

۲۔ حضور سرور کائنات ﷺ اپنے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان یہودیوں کی بستی میں گئے۔ ان یہودیوں نے آپ سے کہا اے ابوالقاسم کچھ دیر تشریف رکھیں۔ تاکہ ہم آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی مہمان نوازی کر سکیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ ایک گھڑی دیوار کے ساتھ پشت مبارک کی ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ یہود کے سردار نے یہ دیکھا تو اپنی قوم سے کہنے لگے اے گروہ یہود ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا کہ محمد ﷺ اور ہمارے درمیان ایسی تھنالی ہو۔ کوئی ایسا ہے جو گھڑی چھت پر جا کر ایک بڑا پتھر آپ ﷺ کے اوپر گرائے اور نعوذ باللہ آپ ﷺ کو ہلاک کر دے۔ چنانچہ ایک شخص عمرو بن مجاش اس کام کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر وہ ارادوں سے آپ ﷺ کو خبردار فرما دیا۔ اس پر آپ ﷺ فوراً وہاں سے اٹھ آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ کو واپس آنے میں دیر ہو گئی تو وہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلے آئے۔ نیز رسول کریم ﷺ اور ان یہودیوں کے درمیان عہد و پیمان تھا۔ جنگ اُحد میں جب مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا تو یہ ابوسفیان کے حلیف بن گئے۔ ان وجوہ کی بناء پر نبی کریم ﷺ نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم نے عہد سے غداری کی ہے لہذا تم یہاں سے نکل جاؤ۔ تمہیں تین دن کی مہلت ہے۔ اگر اس کے بعد تم میں سے کوئی یہاں پایا گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ عبد اللہ بن ابی رزمہ المناقین اور کچھ دوسرے لوگوں کے ہٹکاوے میں آ کر بنو نضیر مقابلے پر اتر آئے اور اپنے قلعوں میں پناہ لے لی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ ان کو مقابلہ پر اکسانے والوں میں سے کوئی ان کی مدد کو نہ آیا۔ مرعوب ہو کر وہ جلاوطنی پر آمادہ ہو گئے۔ مدارج النبوت (اختصار کے ساتھ)

(۲) غزوہ بدر الموعِد

یہ مہم شعبان کے مہینے میں پیش آئی۔ ایک قول کے مطابق یہ یکم ذی قعدہ کو پیش آئی۔ اس غزوہ کو مندرجہ ذیل ناموں سے یاد کیا جاتا ہے:

بَدْرُ الْمَوْعِدِ، بَدْرُ الْمِيعَادِ، بَدْرُ الصُّغْرَى، بَدْرُ الثَّالِثَةِ، بَدْرُ الْآخِرَةِ

غزوہ اُحُد سے فراغت کے بعد ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے حضرت رسالت مآب ﷺ سے وعدہ کیا کہ سال کے اختتام پر ہم دوبارہ بدر اور صفراء کے مقام پر آئیں گے اور آپ ﷺ سے جنگ کریں گے۔ نبی پاک ﷺ ان کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ اسی وجہ سے اس کا نام بَدْرُ الْمَوْعِدِ ہے۔

حضور رسول کریم ﷺ ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے آپ ﷺ کے لشکر میں دس گھوڑے لے تھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر خلیفہ مقرر فرمایا۔

(دشمن کی تلاش میں) نبی کریم ﷺ بدر اور صفراء سے بھی آگے نکل آئے اور مجنہ (م + ج + ن + ہ) جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان مشہور بازار ہے تک پہنچ گئے۔ مکہ مکرمہ سے یہ دو مرحلوں کی مسافت پر واقع ہے۔

مشرکین کا لشکر، ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سمیت، نکل کر مرّ الظہران (م + ر + ا + ل + ظ + ہ) ر + ا + ن) لے تک پہنچا جو مکہ اور عسفان (ع + س + ف + ا + ن) لے کے درمیان مکہ معظمہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اور وہ پلٹ گئے۔ نبی پاک ﷺ بھی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سمیت واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

لے ان دس افراد، جن کے پاس گھوڑے تھے، میں سے نو کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

- ۱۔ حضور نبی کریم ﷺ، ۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ۴۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، ۵۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، ۶۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، ۷۔ حضرت حباب رضی اللہ عنہ، ۸۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، ۹۔ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ، ۱۰۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۹۳۔

لے زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۹۳۔

لے سیرت ابن ہشام جلد ۳ / صفحہ ۲۲۱۔

۵/ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ دومتہ الجندل

اس سال ربیع الاول کے مہینہ میں حضرت سرکارِ دو عالم ﷺ غزوہ دومتہ الجندل کو روانہ ہوئے۔ دومتہ الجندل: (د + و + م + ة + ا + ل + ج + ن + د + ل) لہ۔ شام کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ مدینہ منورہ اور اس کے مابین پندرہ یا سولہ دنوں کے سفر کا فاصلہ ہے۔ نیز دمشق اور اس کے درمیان پانچ دنوں کی مسافت ہے۔

اس غزوہ میں حضرت رسولِ کریم ﷺ کی سرکردگی میں ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر تھا۔ لہ۔ آپ ﷺ اس مہم پر ۲۵ / ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔

آپ ﷺ نے حضرت سباع (س + ب + ا + ع) بن عوف (ع + ر + ف + ط + ہ) غفاری (غ + ف + ا + ر + ت) رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر نائب مقرر فرمایا۔ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ آپ کے اسم مبارک کا تلفظ غزوہ قزقرۃ الکدر میں بھی درج کیا جا چکا ہے۔

مشرکین اپنے چوپائے اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ آپ ﷺ نے انہیں غنیمت بنالیا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمایا۔

آپ ﷺ ربیع الآخر کی بیس تاریخ کو واپس مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ اس غزوہ میں جنگ کی نوبت نہ آئی۔

لہ علامہ زر قانی مواہب لدنیہ کی شرح میں اس کے تلفظ کے بارے میں اختلاف کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔ کہ صحاح میں ہے کہ اہل لغت کے نزدیک یہ دال کی پیش کے ساتھ ہے لیکن محدثین اسے دال کی زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ علامہ حاذی اور دیگر محدثین نے دال کے پیش کو ترجیح دی ہے۔ یعنی کا کہنا ہے کہ یہ پیش اور زیر دونوں طرح سے درست ہے۔ علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ دال کے پیش سے درست ہے۔ دال کے زیر کے ساتھ اس کے علاوہ ایک اور جگہ کا نام ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے اس جگہ کا نام پیش اور زیر دونوں طرح سے درست ہے اور دوسری جگہ جو یمن کے علاقہ میں ہے وہ زیر کے ساتھ ہے۔ جلد ۲ صفحہ ۹۴۔

لہ اس مہم کا باعث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ اس مقام پر ایک جماعت جمع ہو گئی ہے جو ہر گزرنے والے پر ظلم و تعدی کرتی ہے۔ اور وہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۹۵۔

(۲) غَزْوَةُ بَنِي مُصْطَلِق

صحیح قول کے مطابق غَزْوَةُ خَنْدَق سے قبل، شعبان کے مہینے میں نبی کریم ﷺ کو غزوہ بنی مُصْطَلِق پیش آیا جسے غزوہ مُرَيْسُج بھی کہتے ہیں۔ ۱۷
اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ ۱۲ شعبان ۵ھ کو سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی معیت میں اس مہم کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت زید بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس غزوہ میں آپ ﷺ نے حضرت أَبُو ذَرٍّ غِفَارِی رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا تھا۔
ام المومنین حضرت عَائِشَہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت اُمِّ سَلَمَہ رضی اللہ عنہا بھی اس غزوہ میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

مسلمانوں کو اس غزوہ میں غَلَبَہ عطا ہوا۔ دشمن کے دس افراد قتل ہوئے۔ سات سو یا اس سے زائد قیدی ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کے چوپائے اور بھیڑ بکریاں ہانک لیں۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ انہی قیدیوں میں حضرت جُوَیْرِیَہ بنت حَارِث بن اَبی ضَرَّار مُصْطَلِقِی رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ۱۸

۱۷ اس غزوہ کا باعث یہ ہوا کہ حَارِث بن اَبی ضَرَّار جو اس قبیلہ کا سردار تھا، نے بعض عرب قبائل کو دعوت دی تاکہ مسلمانوں سے جنگ کی خاطر لشکر تیار کیا جاسکے۔ یہ خبر جب مدینہ منورہ پہنچی تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت بُرَیْدَہ بن حَفِیْب رضی اللہ عنہ کو تحقیق کے لئے بھیجا اور اجازت دی کہ اَلْحَرْبُ خُذْعًا کے تحت جس طرح مناسب سمجھیں اس سے گفتگو کریں۔ یہاں پہنچ کر حضرت بُرَیْدَہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم محمد ﷺ سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہو۔ اگر یہ بات درست ہے تو میں تمہاری معاونت کروں گا۔ انہوں نے جواباً کہا کہ ہمارا پختہ ارادہ ہے کہ آپ سے جنگ کی جائے اس پر حضرت بُرَیْدَہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اچھا مجھے اجازت دو تاکہ میں لوگوں کو جمع کر کے لاسکوں۔ واپس مدینہ منورہ آکر آپ نے ساری حقیقت حال بارگاہ نبوی میں عرض کر دی۔ اس پر یہ لشکر روانہ ہوا۔ مدارج النبوت جلد ۲۸ صفحہ ۲۶۹ مختصراً۔

۱۸ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو (حضرت) جُوَیْرِیَہ (رضی اللہ عنہا) حضرت ثَابِت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے اپنی آزادی کے عوض رقم طے کر لی۔ آپ نہایت حَسَن و بَالِغ تھیں۔ جو دیکھتا فریفتہ ہو جاتا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ اس رقم کے بارے میں آپ ﷺ سے مدد حاصل کریں۔ حاضر خدمت ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں حَارِث بن اَبی ضَرَّار اپنے قبیلہ کے سردار کی بیٹی ہوں میرا نام جُوَیْرِیَہ ہے۔ مجھ پر مصیبت نازل ہو چکی ہے اور میں ثَابِت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی ہوں میں آزادی کے عوض رقم میں مدد کے لئے آپ ﷺ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

مسلمانوں کے لشکر سے صرف ایک نے جام شہادت نوش فرمایا۔

اس غزوہ سے فراغت پر نبی اکرم ﷺ اٹھائیں روز کے بعد یکم رمضان المبارک کو مدینہ منورہ میں واپس تشریف فرما ہوئے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ غزوہ شعبان ۶/ھ میں پیش آیا لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ سب سے بڑھ کر وہ قول ضعیف ہے جو صحیح بخاری میں درج ہے کہ یہ غزوہ ۱۲/ھ کو پیش آیا۔ اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ تحریر سبقتِ قلم کا نتیجہ ہے۔

بنو مُصْطَلِقِ لَام کی زیر کے ساتھ (م + ص + ط + ل + ق) لہ خزاعہ قبیلہ کی ایک شاخ تھی۔ جو فُرْع کے نواح میں قَدْید کے قریب رہتی تھی۔ قَدْید، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ہے۔ فُرْع اور اس قبیلہ کی جائے سکونت کے درمیان ایک روز کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ مدینہ منورہ سے اس قبیلہ کی رہائش گاہ تک جاتے ہوئے فُرْع راستہ میں پڑتا ہے۔

مَرْسِیع (م + ر + ی + ی + س + ی + ع) وہاں اس قبیلہ کے چشمہ کا نام تھا۔ غزوہ کی نسبت (کبھی) اصل قبیلہ کی جانب (کی جاتی) ہے (اور اسے غزوہ بنی مُصْطَلِق کہا جاتا ہے اور کبھی) چشمہ کی جانب (کی جاتی) ہے (اور اسے غزوہ مَرْسِیع کہا جاتا ہے)

فُرْع کی تفسیر اور اس کا تلفظ ۱۳ھ کے غزوات میں سے غزوہ فُرْع کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

کے پاس آئی ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اگر تجھ سے اس سے بہتر سلوک کروں تو تو پسند کرے گی۔ وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا؟ فرمایا تجھے آزادی کی رقم دوں اور آزادی کے بعد تجھ سے نکاح کر لوں اس پر وہ عرض کرنے لگیں۔ یا رسول اللہ! مجھے منظور ہے۔ جب یہ خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملی تو انہوں نے اپنے اپنے حصہ میں آئے ہوئے قیدیوں کو آزاد کر دیا کہ یہ خاندان اب حضور کریم ﷺ کا سُسرالی خاندان ہے۔ چنانچہ اس طرح بنو مُصْطَلِق کے ان افراد کو آزادی نصیب ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے علم میں کوئی دوسری عورت نہیں جو اپنے خاندان کے لئے ان سے بڑھ کر باعثِ برکت ہو۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۰۷

۱۔ مُصْطَلِق ایک شخص کا لقب تھا جس کا نام جُذَیْمَہ بن سَعْد تھا۔ یہ بلند و سریلی آواز والا تھا۔ اس لئے اس لقب سے مشہور تھا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۹۶۔

۲۔ بَذْلُ الْقُوَّة کے مطبوعہ نسخہ میں خزاعہ (میم کے ساتھ) درج ہے جو صحیح نہیں۔ درست خزاعہ (عین کے ساتھ) ہے۔ ملاحظہ ہو زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۹۶۔ ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۳۳ شاید کتابت کی غلطی ہے۔

(۳) غزوہ خندق

اس کو غزوۂ اُحزاب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اس سال کے شوال میں وقوع پذیر ہوا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ ذی قعدہ میں پیش آیا۔

ایک قول کے مطابق یہ ۴/۵ھ میں پیش آیا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اس کے ۵/۵ھ میں وقوع کا قول اصح اور معتمد علیہ ہے بلکہ یقینی ہے۔ نبی کریم ﷺ ۸/ شوال یا ذوقعدہ کو غزوہ خندق کے لئے نکلے۔ مسلمان تین ہزار تھے۔

مشرکین کی تعداد کے بارے میں مندرجہ ذیل مختلف اقوال ہیں:

(۱) دس ہزار۔ (۲) بارہ ہزار۔ (۳) پندرہ ہزار۔

اس لشکر کی تیاری کے لئے قریش، غطفان، قریظہ، نضیر اور دیگر مشرک قبائل جمع ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ نے اس مہم میں حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔

۱۔ اس غزوہ کا باعث یہودیوں کی اسلام دشمنی اور سازشی ذہنیت تھی۔ یہودیوں کو ان کی سازشی ذہنیت کے باعث نبی کریم ﷺ نے جلاوطن کر دیا تھا۔ وہ مختلف شہروں میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ ان میں سے خیبر میں بنے والے قریش مکہ کے پاس آئے اور ان سے حضور نبی کریم ﷺ سے عداوت اور آپ ﷺ کے خاتمہ پر عہد و پیمان کیا پھر وہی یہودی دیگر قبائل میں گئے اور مسلمانوں کے خلاف معاہدے کئے۔ اس طرح ابوسفیان ایک لشکر جرار لے کر مدینہ منورہ سے نکلا جس کے ہمراہ تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ تھے۔ بارگاہ نبوی میں جب یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے خندق کھودنے کا فیصلہ فرمایا۔ خندق کی کھدائی کے درمیان ایک بہت بڑا پتھر نکل آیا جس پر چھینی ہتھوڑا اثر نہ کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ہتھوڑا لے کر بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی جس سے ایک تہائی پتھر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا۔ فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ دوسری ضرب سے دوسری تہائی ٹوٹ گئی اور فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور فرمایا میں نے مدائن کے سفید کنگرے اس وقت دیکھے ہیں آپ ﷺ نے کنگروں کے نشانات بھی بیان فرمائے۔ تیسری ضرب سے بقیہ پتھر پاش پاش ہو گیا۔ فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ مسلمان خندق کی کھدائی سے فارغ ہوئے تو لشکر کفار نمودار ہوا۔ اور خندق سے باہر خیمہ زن ہوا۔ یہ محاصرہ ۲۰ یا ۲۳ یا ۲۷ روز جاری رہا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بہت رنج و مشقت اٹھانا پڑی۔ محاصرے کی طوالت سے تنگ آکر مشرکین نے ایک روز ایک بارگی خندق کی ہر جانب سے حملہ کر دیا اور رات تک جنگ جاری رہی۔ جس کے باعث ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں قضا ہو گئیں۔ مقابلہ کے بند ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں وہ نمازیں ادا کیں۔ آخر کار حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے لشکر کفار میں پھوٹ پڑ گئی ادھر نبی پاک ﷺ کی دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر شدید آندھی اور زلزلہ مسلط فرما دیا جس سے ان کے خیمے اکڑ گئے۔ دیکیں الٹ گئیں۔ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا۔ چنانچہ لشکر مشرکین فرار ہو گیا۔ (مدارج النبوت مختصر)

چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس غزوہ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(۱) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔

(۲) حضرت اوس لہ بن اوس رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ۔

ان تینوں کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔

(۴) حضرت طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہ۔

(۵) حضرت ثعلبہ بن غنمہ رضی اللہ عنہ۔

یہ دونوں حضرات بنو سلم کے خاندان سے تھے۔

(۶) حضرت کعب بن زید رضی اللہ عنہ۔

یہ بنو نجار سے تھے۔

مشرکین سے چار افراد واصلِ جہنم ہوئے۔

(۱) عمرو بن عبدود۔

(۲) حُل بن عمرو۔ یہ عمرو بن عبدود کا بیٹا تھا۔

(۳) نوفل بن عبد اللہ مخزومی۔

(۴) مُنبہ بن عثمان بن (عبید بن) سباق بن عبد الدار۔

(۵) غزوہ بنی قریظہ

غزوہ خندق کے متصل بعد بغیر کسی مُہلت کے نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ طیبہ کے قریب رہتا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں سے کئے ہوئے معاہدوں اور پیمانوں کو توڑ دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ ذی قعدہ، ہفتہ کے روز ان کی گوشالی کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ غزوہ خندق کا آخری دن تھا۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے واپس لوٹے۔ غزوہ خندق اور غزوہ بنی قریظہ کے درمیان صرف اتنا وقفہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار جسمِ اطہر سے اتارے، غبار اور آثارِ سفر سے تنظیف کے لئے غسل فرمایا، زان بعد جب آپ نمازِ ظہر ادا فرما چکے تو حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور

عرض کیا۔ آپ نے ہتھیار اتار دیئے۔ ہم نے ابھی نہیں اتارے۔ ہمیں اور آپ کو بنی قریظہ سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔

اس پر نبی اکرم ﷺ نے منادی کو حکم دیا کہ اعلان کر دو کہ تمام صحابہ بنی قریظہ کی بستی میں نماز عصر ادا کریں۔

سرور کائنات ﷺ اس دن کے آخری حصہ میں تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں نکلے۔ آپ کے لشکر میں چھتیس گھوڑے تھے۔ مدینہ منورہ میں حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے بنو قریظہ کا پچیس روز یا کچھ کم محاصرہ جاری رکھا۔ جب محاصرہ نے شدت اختیار کی تو اس شرط پر وہ اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے کہ جو فیصلہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں کریں گے قبول ہو گا۔ یہودیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو فیصلہ اس لئے تسلیم کر لیا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں ان کے خلیفہ تھے۔ نیز ان کے ساتھ ان کے محبت کے مزام تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ ان کے لڑنے والے افراد کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق برتاؤ فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے آٹھ سو اور نو سو کے درمیان افراد جو جنگ میں حصہ لینے کے لائق تھے کو قتل کرا دیا۔ اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا۔

اس کے بعد سات یا پانچ ذی الحجہ کو واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔ غنیمت سے خمس نکالنے کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمادی۔ مال غنیمت ڈیڑھ ہزار تلواریں، تین سو نیزوں، پانچ سو کمانوں، ڈھالوں اور بہت سے مویشیوں پر مشتمل تھا۔

غزوہ خندق اور غزوہ بنو قریظہ میں قرب اور اتصال کے باعث بہت سے اصحاب مغازی نے انہیں ایک غزوہ شمار فرمایا ہے۔ اور ایک میں پیش آنے والے واقعات کو دوسرے واقعات کے ضمن میں درج کر دیا ہے۔ سیرت کی کتب کے مطالعہ کے دوران یہ بات زیر غور رہنی چاہئے۔

ایک قول کے مطابق غزوہ بنی قریظہ ۴ھ میں پیش آیا۔

ایک اور قول کی رو سے یہ ۸ھ میں وقوع پذیر ہوا۔

صحیح یہ ہے کہ یہ ۵ھ میں پیش آیا۔ جس طرح کہ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

۱۶ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ بنی لُحیان

اس سال ربیع الاول کے ماہ مقدس میں حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ بنی لُحیان کی مہم کو سر فرمایا۔ اس قبیلہ کے جد اعلیٰ کا نام لُحیان (ل + ح + ی + ا + ن) بن حُذَیل بن مُرَکَہ ہے۔ ان کی رہائش عُسفان کے قریب تھی جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین، مکہ مکرمہ سے دو دنوں کی مسافت پر واقع ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ ۵ھ میں پیش آیا۔ اور بعض دیگر علماء کے قول کے مطابق ۴ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ لیکن پہلا قول، یعنی یہ غزوہ ۶ھ میں پیش آیا، اصح ہے۔ اس کے وقوع کے مہینہ میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول کی رو سے یہ ربیع الاول میں پیش آیا۔ دوسرے قول کے مطابق یہ جمادی الاولیٰ میں وقوع پذیر ہوا تیسرے قول کی رو سے یہ رجب کے مہینہ میں واقع ہوا۔ آخری قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اس غزوہ کے لئے دو سو افراد کی معیت میں نکلے۔ آپ کے پاس بیس گھوڑے بھی تھے۔ اس مہم کی غرض یہ تھی کہ آپ بنی لُحیان سے قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ جن کو اس قبیلہ نے بَیْرُ مَعُونَہ میں شہید کر دیا تھا۔

آپ ﷺ نے اس غزوہ میں حضرت ابن کُتُوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا تھا۔ بنو لُحیان بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے جنگ کے بغیر ہی آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

(۲) غزوہ حُدَیبِیَہ

آپ ﷺ غزوہ حُدَیبِیَہ (ح + د + ی + ب + ی + ہ) لے کے مدینہ طیبہ سے، پیر کے دن، ذی قعدہ کی پہلی تاریخ کو چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد پندرہ سو تھی۔

مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں حضرت نمیلہ (ن + م + ی + ل + ہ) بن عبد اللہ یثی رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا تھا۔
ذوالحلیفہ کے مقام سے نبی اطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام زیب تن فرمایا۔ کفار کی عداوت کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال عمرہ ادا نہ فرما سکے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے سال اس کو ادا فرمایا۔ اس غزوہ میں جنگ کا مرحلہ نہ آیا بلکہ صلح طے پا گئی۔
حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس راتیں قیام فرما کر ذی الحجہ میں واپس مدینہ منورہ کی جانب روانگی اختیار فرمائی۔

حدیث، مکہ مکرمہ سے مغرب کی سمت میں چھوٹے سے گاؤں کا نام ہے۔ جو مکہ معظمہ سے بارہ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ جدہ اور مکہ مشرفہ کے درمیان ہے۔
اس جگہ پر ایک کنواں ہے جسے حدیث کہتے تھے اس وجہ سے اس بستی کو بھی حدیث کہنے لگے۔ آج کل اس کنوئیں کو بِر شَمِیس کہا جاتا ہے۔
(۳) غزوہ ذی قرد لہ

صلح حدیث کے بعد اور غزوہ خیبر سے قبل، ذی الحجہ کے مہینہ میں غزوہ ذی قرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر (فرمایا) اسے غزوہ غابہ بھی کہا جاتا ہے۔

نبی اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ عیینہ بن حصن نے چالیس سواروں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اور حاملہ اونٹنیوں پر حملہ کر دیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو اور بقول دیگر سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں اس کے تعاقب کے لئے روانہ ہوئے۔

مدینہ طیبہ پر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا نیز تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے چھوڑا

حضرت سلمہ بن (عمرو بن) اکوع رضی اللہ عنہ، اکیلے ہی پیدل، مدد پہنچنے سے قبل مسلمانوں کے لشکر سے مشرکوں پر تیر برساتے ہوئے آگے نکل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے تمام اونٹنیاں چھڑالیں۔ نیز ان کے تین غلام، تیس نیزے اور اسی تعداد میں ڈھالیں ان سے چھین لیں، نیز بہت سے مشرکین کو اپنے تیروں سے

قتل کر دیا۔ اور نبی پاک ﷺ کی اونٹنیوں سمیت حاضر خدمت اقدس ہو گئے۔ پھر حضور ﷺ نے مع اونٹنیوں کے مدینہ منورہ کا رخ فرمایا۔

ذُو قُرْدُذُ + و + ق + ر + د، غطفان کی بستیوں کے قریب خیبر کے راستے کی جانب، مدینہ منورہ سے بارہ میل کے قریب ایک چشمہ کا نام ہے۔

مدینہ طیبہ واپس پہنچ کر آپ ﷺ نے صرف تین راتیں وہاں قیام فرمایا، زان بعد غزوہ خیبر کو روانہ ہو گئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

یہ روایت اس بات پر نص ہے کہ غزوہ ذی قُرْدُذُ، حَدِيبَةِ کے بعد وقوع پذیر ہوا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ غزوہ ذی قُرْدُذُ ۸ ہجری میں صلح حدیبیہ سے پہلے ربیع الاول یا جمادی الاول یا شعبان میں پیش آیا۔ لیکن جو صحیح بخاری میں ہے وہ اصح ہے۔

بعض علماء نے ان دو اقوال کے درمیان اس طرح تطبیق دی ہے کہ غزوہ ذی قُرْدُذُ دو مرتبہ پیش آیا (ایک دفعہ صلح حَدِيبَةِ سے پہلے اور دو سری بار اس کے بعد)

۷۱ / ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ خیبر

اس سال محرم میں نبی کریم ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی فرمائی یہ مدینہ منورہ سے شام کی جانب بہت سے قلعوں والا شہر ہے جس میں یہودی آباد تھے۔ مدینہ منورہ سے ملک شام کی سمت میں آٹھ روز کی مسافت پر واقع ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ چودہ سو پیدل اور دو سو سوار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اس مہم پر روانہ ہوئے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ مدینہ منورہ پر آپ نے حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا جن کا ذکر غزوہ قرقڑہ الکدر کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

آپ ﷺ نے دس روز سے کچھ اوپر ان کا محاصرہ جاری رکھا اور آخر کار صفر کے مہینہ میں اسے فتح کیا۔

(۲) غزوہ وادی القریٰ

اسی سال صفر کے آخر میں حضرت رسالت مآب ﷺ وادی القریٰ (و + ا + د + ی + ا + ل + ق + ر + ی) کے لئے لشکر سمیت روانہ ہوئے۔

آپ ﷺ خیبر سے لوٹتے ہوئے وادی القریٰ پر حملہ آور ہوئے، جو خیبر اور مدینہ منورہ کے مابین، مدینہ طیبہ سے قریب، شام سے آنے والے حجاج کرام کے راستہ پر ایک گاؤں ہے۔ اس جگہ یہودی آباد تھے۔ آپ ﷺ نے ان پر حملہ کر دیا۔ چار راتوں تک محاصرہ کے بعد آپ ﷺ نے اسے فتح کر لیا۔ بہت سا مال و اسباب بطور غنیمت ہاتھ آیا۔

(۳) غزوہ ذات الرقاع

اس سال ماہ ربیع الاول میں غزوہ ذات الرقاع پیش آیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں تحریر فرمایا کہ غزوہ ذات الرقاع، غزوہ خیبر کے بعد وقوع پذیر ہوا،

کیوں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اس غزوہ میں شامل تھے۔ آپ نے خیبر میں قبول اسلام کیا اور دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضری دی۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے اس قول کے مطابق غزوہ خیبر کے وقوع کا زمانہ ۷/ ہجری قرار پاتا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ ۱۴/ ہجری میں غزوہ بنی نضیر کے بعد واقع ہوا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ۵/ ہجری میں واقع ہوا۔ صاحب روضۃ الأحناب نے فرمایا یہ غزوہ ۷/ ہجری میں ہوا اور جو صحیح بخاری میں ہے وہ اصح ہے۔ یہ لشکر کشی نجد کے علاقہ کے شہروں کی جانب تھی جن میں بنی محارب اور بنی ثعلبہ آباد تھے اسی لئے اسے غزوہ بنی محارب اور غزوہ بنی ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

اسے غزوہ صلوۃ الخوف بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ نماز اسی کے دوران پڑھی گئی۔ اسے غزوہ الاعاجیب کہتے ہیں کیوں کہ کئی عجیب و غریب معاملات اس میں پیش آئے۔ اس طرح اس غزوہ کے کل پانچ نام ہیں۔
نبی اطہر ﷺ ذات الرقاع کی جانب ہفتہ کی رات، ۱۰ ربیع الاول کو چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں روانہ ہوئے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی۔

بعض کا قول ہے کہ لشکر اسلام آٹھ سو افراد پر مشتمل تھا۔

اکثر علماء کا ارشاد ہے کہ اس غزوہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ اس غزوہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا گیا۔ بنو ثعلبہ اور بنو محارب کے لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار ہو گئے۔ لہذا اس غزوہ میں لڑائی کی نوبت نہ آنے پائی۔ اس غزوہ میں نماز خوف کی ادائیگی کا باعث یہ ہوا کہ بعض مسلمانوں نے دوسروں کو خوف زدہ کر دیا اس پر حضور اکرم ﷺ نے ان کو نماز خوف پڑھائی اور یہ نماز عصر تھی۔
ایک قول کے مطابق یہ پہلی نماز خوف تھی۔

اور ایک قول کی رو سے پہلی نماز خوف ۸/ ہجری میں عثمان میں نبی کریم ﷺ نے ادا فرمائی۔ تیسرے باب میں ۸/ ہجری کے واقعات میں اس کا بیان آئے گا۔

۸/ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ فتح مکہ

حَدِيثِيَّہ کا معاہدہ، جو نبی اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان تھا، قریش نے توڑ ڈالا۔ کیوں کہ انہوں نے بنو خزاعہ سے جنگ کی جو نبی پاک ﷺ کی حفاظت اور امان میں تھے۔

قریش نے یہ عہد شکنی شعبان ۸/ ہجری میں صلح حدیبیہ کے بائیس ماہ کے بعد کی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ انہوں نے اس سے قبل اس معاہدہ کو توڑ ڈالا تھا۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے اس غزوہ کے لئے لشکر کشی فرمائی۔

اس غزوہ کو غزوہ فتح مکہ کہا جاتا ہے۔ یہ عظیم ترین فتح ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ اور اپنے دین کو غلبہ عطا فرمادیا۔ چنانچہ اس کے بعد ارض حجاز میں کوئی کافر نہ رہا۔

یہ غزوہ رمضان المبارک میں ہوا۔ اس بارے میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ اس کے لئے بدھ کے دن، عصر کے بعد دس رمضان شریف کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ دو رمضان المبارک کو روانہ ہوئے۔

اس غزوہ کے وقوع کی تاریخ میں مندرجہ ذیل تین مختلف اقوال ہیں۔

(۱) ۱۷ رمضان المبارک (۲) ۱۹ رمضان المبارک (۳) ۲۰ رمضان المبارک

فتح مکہ کے دن کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔

علامہ زر قانی رحمہ اللہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا۔ مشہور یہ ہے کہ وہ جمعہ المبارک کا روز تھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ دس ہزار نفوسِ قدسیہ تھے۔

مدینہ منورہ پر حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ نائب تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت ابو رُحْم کُثُوم بن حُصَيْن (ح + ص + ی + ن)

غفاری رضی اللہ عنہ نیابت کے مقام پر فائز تھے۔ اور ایک قول کے مطابق یہی صحیح ہے۔

دونوں اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ اُمورِ مالیہ وغیرہ میں حضرت ابو رُحْم کُثُوم رضی اللہ عنہ اور

نمازیں پڑھانے میں حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ نائب تھے۔

(۲) غزوہ حُنین

اس سال شوال کی چھ تاریخ کو نبی پاک ﷺ نے مکہ معظمہ سے حُنین کی جانب لشکر کشی فرمائی۔ اسے غزوہ ہوازن (ہ + و + ا + ز + ن) بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ ہوازن ہی آپ ﷺ سے جنگ کے لئے آئے تھے۔ آں حضرت ﷺ منگل کی رات دس شوال، پچھلے پہر، حُنین کے مقام پر پہنچے۔ آپ ﷺ کے ساتھ اس وقت بارہ ہزار مسلمان تھے۔ جن میں سے دس ہزار وہی تھے جو مدینہ طیبہ سے آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اور دو ہزار ان میں مکہ معظمہ میں سے تھے جو فتح مکہ کے روز ایمان لائے تھے۔ یہ دو ہزار ”طُلقاء“ کہلائے تھے۔ کیوں کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں فتح مکہ کے روز فرمایا تھا۔

اَذْهَبُوا فَإِنَّكُمُ الطُّلُقَاءُ (جاؤ تم آزاد ہو)

مکہ مکرمہ کے عامل حضرت عتّاب (ع + ت + ا + ب) بن اُسید (ا + س + ی + د) رضی اللہ عنہ تھے۔ حُنین مکہ معظمہ کے مشرق میں مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے۔ جس کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے دس میل سے کچھ زائد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو فتح اور کثیر مال غنیمت سے نوازا۔ غزوہ حُنین میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہما لے جانے شہادت نوش فرمایا اور ستر کافروا صل بہ جہنم ہوئے۔

(۳) غزوہ طائف

شوال کے اواخر میں غزوہ حُنین سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے مال غنیمت جُعرانہ کے لئے مقام پر روک دیا۔ جو ابھی تک تقسیم نہ ہوا تھا۔ اور خود غزوہ طائف کے لئے روانہ ہو گئے۔

۱۔ ان شہداء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا بن حضرت اُمّ ایمن بَرکہ حبشہ رضی اللہ عنہا۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے عبید بن زید سے مکہ مکرمہ میں نکاح کیا اور وہیں اپنے خاوند کے ساتھ قیام پذیر رہیں۔ پھر مدینہ منورہ منتقل ہو گئیں۔ جہاں حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ خاوند کی وفات پر پھر مکہ مکرمہ چلی گئیں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا۔ (۲) حضرت یزید بن زُمعہ رضی اللہ عنہ (۳) حضرت سُرّاقہ بن حرث النصارى رضی اللہ عنہ (۴) حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ۔ نوٹ: ابن سعد نے حضرت یزید بن زُمعہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت رقیم بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو اس غزوہ کے شہداء سے ذکر فرمایا ہے۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۲۴ جلد ۳

۲۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ / صفحہ ۱۳۴

طائف، مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب دو یا تین مرحلوں کے فاصلہ پر ایک مشہور شہر ہے۔ جہاں انگور، کھجوریں اور دیگر پھل اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ ایک وقت میں چاروں موسموں یعنی بہار، خزاں، گرمی اور سردی کے پھل وہاں پائے جاتے ہیں۔ اس جگہ ثقیف قبیلہ آباد تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے ان پر لشکر کشی فرمائی۔ صحیح قول کے مطابق دس سے کچھ زائد دنوں تک اس شہر کا محاصرہ جاری رکھا۔ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ محاصرہ تیس دن جاری رہا۔ بعض دیگر علماء فرماتے ہیں کہ چالیس روز تک محاصرہ نے طول کھینچا۔

آپ ﷺ نے اس شہر کو فتح کرنے کے لئے منجیق نصب فرمائی۔ اس کے علاوہ کسی اور غزوہ میں منجیق استعمال نہ ہوئی۔ یہ عہد اسلامی کی پہلی منجیق تھی جس سے سنگ باری کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قلعہ پر فتح عطا فرمائی۔ اور انہیں عظیم نصرت سے سرفراز فرمایا۔

غزوہ طائف میں بارہ مسلمان شہید ہوئے جن میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبد اللہ بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ تھے جو فتح مکہ کے دنوں میں مشرف بایمان ہوئے تھے۔

حضرت سعید بن عاص اموی رضی اللہ عنہ بھی شہداء میں شامل تھے۔ بہت سے کفار اس جنگ میں مارے گئے۔

اسی غزوہ میں حضرت عبد اللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے لیکن بعد میں ان کا زخم مندمل ہو گیا۔

ایک عرصہ تک اس کے بعد باحیات رہے۔ وہ زخم پھر ہرا ہو گیا۔ جس کے باعث وہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پا گئے۔ غزوہ طائف میں نبی اطہر ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی دو زوجہ مطہرہ تھیں

(۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (۲) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

یہ دونوں امہات المومنین غزوہ فتح مکہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔

۹/ ہجری کے غزوات

(۱) غزوہ تبوک

اس سال رجب کے مہینہ میں حضرت رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے۔
غزوہ تبوک کے علاوہ اسے غزوہ عُسْرہ، غزوہ سَاعِیۃ العُسْرہ اور غزوہ فَاخِجہ بھی کہتے ہیں۔

(فَاخِجہ کا معنی ہے رُسوا کرنے والی) اس نام سے اسے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس غزوہ میں منافقین کے بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ جس سے وہ ذلیل و رسوا ہوئے۔ یہ آخری فوجی مہم تھی جس میں نبی کریم ﷺ بنفسِ نفیس شریک ہوئے۔ تبوک شام کی جانب ایک جگہ کا نام ہے۔ مدینہ منورہ اور اس کے درمیان چودہ روز اور دمشق اور اس کے مابین دس دنوں کا فاصلہ ہے۔ آپ ﷺ اس مہم پر جمعرات کے روز مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ غزوہ حجۃ الوداع سے قبل، ۹/ ہجری کے رجب کے مہینے میں پیش آیا۔ صحیح بخاری میں اس کا ذکر حجۃ الوداع کے بعد آیا ہے۔ یہ غلطی کاتبوں سے ہوئی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کہ یہ غزوہ طائف کے چھ ماہ بعد وقوع پذیر ہوا، ان علماء کے قول کے مخالف نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ رجب کے مہینہ میں ہوا۔ جب مہینوں کی کسروں کو حذف کریں تو رجب کا مہینہ ہی بنتا ہے۔ کیوں کہ نبی اکرم ﷺ غزوہ طائف سے فراغت کے بعد ذی الحجہ میں مدینہ طیبہ واپس پہنچے تھے۔ (اس طرح ذی الحجہ اور رجب دو ماہ کی کسروں کو حذف کر دیا جائے تو ان کی درمیانی مدت چھ ماہ بنتی ہے)

غزوہ تبوک تنگی و ترشی اور موسم گرما کی شدت حرارت کے زمانہ میں پیش آیا نیز علاقہ خشک سالی کی لپیٹ میں تھا۔ اور پھل پک چکے تھے۔ لوگوں کو پھلوں اور سایہ دار درختوں میں قیام پسند تھا۔ اس حالت میں وہ سفر کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ علاوہ بریں ان کے پاس زادِ راہ اور سواریوں کی قلت تھی، کفار اور دشمنوں کی کثرت تھی، صحراء کا طویل سفر درپیش تھا۔ سارا سفر جس میں چودہ دن جانے اور اتنے ہی واپسی پر لگتے تھے۔ شام کے صحراء میں پڑتا تھا۔ شام کے عظیم صحراء کو طے کرنے میں چالیس روز چلنا پڑتا ہے جہاں نہ کوئی درخت

ہے اور نہ سایہ۔ پانی بھی بہت کم مقدار میں دستیاب ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان نُفُوسِ قُدْسِیَہ کے دلوں کو مضبوط رکھا۔ منافقین اور تین مخلص صحابہ ﷺ کے سوا جو بھی سفر کی طاقت رکھتا تھا پیچھے نہ رہا۔ ان تین صحابہ کرام ﷺ کا ذکر واقعات کے باب میں تفصیل کے ساتھ آئے گا۔

سات یا ان سے کچھ زائد معذور صحابہ کرام ﷺ، جو اہل قدرت سے نہ تھے، بھی لشکر سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر خیر اس طرح فرمایا ہے۔

تَوَلَّوْا وَاعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَنْ لَا يَجِدُوْا مَا يَنْفِقُوْنَ (التوبہ: ۹۲)

(بارہ گاہ نبوی سے اس حالت میں وہ واپس اپنے گھروں کو لوٹے کہ ان کی آنکھوں سے اس بات پر غم کے باعث آنسو جاری تھے کہ ان کے پاس خرچ کے لئے کچھ نہ تھا)

اس غزوہ میں محبوبِ خدا ﷺ کے ساتھ تیس ہزار صحابہ کرام ﷺ تھے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ستر ہزار تھے۔

دونوں کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ پہلی تعداد سربر آوردہ اور پکی عمر کے افراد کو ظاہر کرتی ہے اور دوسری تعداد ان اَتْبَاع (غلاموں اور بچوں وغیرہ) کو شامل کر کے بنتی ہے۔ آپ کے لشکر میں دس ہزار گھوڑے بھی تھے۔

غزوہ سے واپسی اور مدینہ طیبہ میں داخلہ اسی سال شَعْبَانَ یا رَمَضَانَ الْمُبَارَك میں ہوا۔

دوسرا باب

سَرایا اور بُعُوث کے بیان میں

سَرایا اور بُعُوث سے مراد وہ فوجی مہمات ہیں جن میں سرورِ کائنات ﷺ بہ نفسِ نفیس شامل نہ ہوئے۔ بلکہ ان میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا۔
(سَرایا، سَرِیہ کی اور بُعُوث، بُعْث کی جمع ہے) سَرِیہ اور بُعْث میں لغت کے لحاظ سے فرق ہے سَرِیہ اس چھوٹے لشکر کو کہتے ہیں جو کم از کم پانچ افراد پر مشتمل ہو۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ کم از کم سوا افراد پر مشتمل ہو تو سَرِیہ کہلائے گا۔ سَرِیہ کے افراد کی زیادہ سے زیادہ تعداد چار سو ہوتی ہے اور بعض علماء کے نزدیک پانچ سو۔ بُعْث وہ فوجی مہم ہوتی ہے جو لشکر سے کچھ (منتخب) افراد کو الگ کر کے بھیجی جائے۔ یہ باب دس فصلوں پر مشتمل ہے جن میں ہم نے ستر سَرایا (اور بُعُوث) ذکر کئے ہیں۔

سَرایا اور بُعُوث میں نبی اُمّیر ﷺ نے اپنے شامل نہ ہونے کی وجہ یوں بیان فرمائی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر گراں نہ ہوتا تو میں کسی سَرِیہ سے، جو راہِ خدا میں جہاد کے لئے نکلتا ہے، پیچھے نہ رہتا لیکن جب (موانع کے باعث) مجھے جانے کی گنجائش نہیں رہتی تو انہیں بھیج دیتا ہوں اور جب (میری روانگی کے بغیر) انہیں چارہ نظر نہیں آتا تو مجھے وہ مہم پر روانہ کر دیتے ہیں۔ پھر میری روانگی کے بعد ان کا پیچھے رہنا ان پر دشوار ہو جاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ راہِ خدا میں جنگ کروں اور شہادت پاؤں پھر مجھے زندگی بخشی جائے پھر راہِ خدا میں جان دے دوں۔ پھر زندگی عطا ہو پھر قربان ہو جاؤں پھر زندگی نصیب ہو پھر شہادت پا جاؤں۔ امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور امام مسلم نے اسے روایت فرمایا ہے۔ زرقلی شرح المواہب اللدنیہ صفحہ ۳۸۹ جلد ۱

۱۲ ہجری کے سرایا

وضاحت

ہجرت کے پہلے سال چونکہ مسلمانوں کے لئے جنگ کرنا ابھی جائز نہ تھا اس لئے اس سال کوئی سرّیہ یا بُعث وقوع پذیر نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے سرّیہ کے بیان کا آغاز ۱۲ھ سے کیا ہے۔ غزوات کے باب میں بھی یہ مذکور ہو چکا ہے

(۱) سرّیہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ۱ھ

۱۲ھ میں ربیع الاول کے مہینہ میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں، نبی اکرم ﷺ نے مہم روانہ فرمائی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مہم ربیع الآخر میں روانہ کی گئی۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ رمضان المبارک میں روانہ کی گئی۔

حضور سرورِ انبیاء ﷺ کے سرّیہ میں یہ اولین سرّیہ ہے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام میں لشکر کے سب سے پہلے امیر ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تیس مہاجرین کی معیت میں، ساحلِ سمندر کی جانب، عینص کے قرب و جوار میں، قریش کے تجارتی قافلہ کا راستہ روکنے کی خاطر ارسال فرمایا جو شام سے ابو جہل لعین کے ساتھ مکہ معظمہ واپس آ رہا تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے سفید جھنڈا تیار کیا گیا ۱۲ھ یہ عہد اسلامی کا سب سے پہلا جھنڈا تھا۔ دونوں کے درمیان جنگ نہ ہوئی اور مسلمان مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ یہ دستہ غزوہ ابواء سے قبل روانہ ہوا یا غزوہ ابواء کے بعد لیکن غزوہ بواط سے قبل۔

۱۳ھ سیرت اور تاریخ کی کتب میں اسے سرّیہ سَیْفُ الْبُخَرِ (س + ی + ف + ا + ل + ب + ح + ر) بھی کہا جاتا ہے۔ اسے سین کے زبر کے ساتھ پڑھنا غلط ہے، کیوں کہ سَیْف کا معنی ساحل ہے۔ یہ مہم ساحلِ سمندر کی جانب بھیجی گئی۔ کفار کا قافلہ تین سو سواروں پر مشتمل تھا۔ نجدی بن عمرو جہنی دونوں لشکروں کے درمیان آگیا کیوں کہ مسلمانوں اور مشرکوں ہر دو کے ساتھ اس کا صلح کا معاہدہ تھا۔ اس وجہ سے جنگ کی نوبت نہ آئی۔

۱۴ھ اس جھنڈے کو حضرت ابو مرثد کثّاز بن حصین غنوی رضی اللہ عنہ تھامے ہوئے تھے زر قانی علی المواہب صفحہ ۳۹۰

عیص عین کی زیر اور یا کے سکون کے ساتھ جہینہ کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے کسی ابتدائی سریہ میں کسی انصاری کو روانہ نہ فرمایا۔ سب سے پہلے بدر کے میدان میں ان کو شریک جنگ فرمایا جو ان کے صدق اور شجاعت کا امتحان تھا۔

(۲) سَرِیَّہ حضرت عُبَیْدَہ بن حَارِث رضی اللہ عنہ

اس سال ربیع الاول اور بقول دیگر شوال میں حضرت عُبَیْدَہ (ع + ب + ی + د + ہ) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ بن حَارِث بن عُبْدُ الْمُطَّلِب بن عُبْدِ مَنَاف قُرَشِی مُطَّلِبِی رضی اللہ عنہ کو ساٹھ یا اسی سواروں پر امیر مقرر فرما کر رَابِغ کی جانب قریش کے قافلہ کو روکنے کے لئے ارسال فرمایا۔ مشرکین کے قافلہ کا سردار اَبُو سَفْیَان بن حَرْب تھا اور عَزْمَہ بن اَبُو جَهْل بھی اس کے ساتھ تھا۔

مسلمانوں کا لشکر واپس آگیا جنگ کی نوبت نہ آئی۔ لیکن حضرت سَعْد بن اَبِی وَقَّاص رضی اللہ عنہ نے اس روز ایک تیر دشمن کی جانب پھینکا۔ تاریخ اسلام میں دشمن کی جانب پھینکا جانے والا یہ اولین تیر تھا۔ رَابِغ بَاء کی زیر کے ساتھ جُحْفَہ کے قریب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین ایک گاؤں کا نام ہے۔ یہ جُحْفَہ سے مدینہ منورہ کی جانب سات یا آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسے رَابِغ بھی کہتے ہیں۔ جُحْفَہ۔ جیم کی پیش اور حاء کے سکون کے ساتھ مدینہ منورہ سے پانچ دن کی مسافت پر واقع ایک جگہ کا نام ہے۔

(۳) سَرِیَّہ سَعْد بن اَبِی وَقَّاص رضی اللہ عنہ

اس سال، ذوقعدہ میں، غزوہ بدر کُبْرٰی کے بعد، حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت سَعْد بن اَبِی سَعْد وَقَّاص رضی اللہ عنہ کو خَرَّار کی جانب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔ خَرَّار (حاء اور دو راء جن میں پہلی مشدود اور دونوں کے درمیان الف ہے کے ساتھ) حجاز کی ایک وادی ہے جو جُحْفَہ کے قریب ہے۔

اس مہم میں بیس مجاہدین اسلام شامل تھے اور بعض علماء کا ارشاد ہے کہ اسی نفوسِ قدسیہ پر یہ

۱۔ اَبُو وَقَّاص کنیت اور نام مالک تھا۔ حضرت سَعْد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان دس نفوسِ قدسیہ میں سے سب سے آخر آپ کا وصال ہوا۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ غزوہ اُحُد میں نبی پاک صاحبِ لَولَاک ﷺ نے آپ کے بارے میں بار بار فِداکِ اَبِی ذَؤبی (میرے ماں باپ تجھ پر قربان) فرمایا تھا زرقانی شرح المواہب صفحہ ۳۹۲ جلد ۱

جماعت مشتمل تھی۔ اس مہم کا مقصد قریش کے قافلہ کو روکنا تھا۔
جب یہ وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ قافلہ ایک دن پہلے گذر چکا ہے جس کے باعث جنگ کے بغیر یہ مہم واپس آگئی۔ ۱۰

ایک قول یہ ہے کہ مذکورہ بالا تینوں مہمات یعنی سَریّۃ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سَریّۃ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور سَریّۃ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال روانہ کی گئیں اسی لئے میں نے سَریّۃ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سَریّۃ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ذکر کیا ہے اگرچہ مشہور ترتیب اس کی تاخیر کی مقتضی تھی۔

راج قول یہی ہے کہ یہ تینوں مہمات ۶ھ میں بھیجی گئیں اسی طرح سَریّۃ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مابعد چار مہمیں بھی اسی سال بھیجی گئی تھیں۔ اس کی وجہ وہی ہے جو ہم نے پہلے بھی تحریر کر دی کہ اِذِنِ قِتَالِ ۶ھ میں نازل ہوا۔

(۴) سَریّۃ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

ابوآء اور عشیّرہ کے غزوات کے مابین حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو کعب بن اشرف یہودی کی جانب بھیجا گیا۔ جو بنو نضیر کے قبیلہ سے تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا باپ طے خاندان کے بنی نہہان قبیلہ سے تھا۔ اور ماں بنو نضیر سے تھی۔

کعب بن اشرف یہودی ایک شاعر تھا۔ حضرت محبوب خدا ﷺ کو ایذا پہنچاتا تھا۔ آپ ﷺ کو، آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں بکتا تھا۔ کفار کو ان کے خلاف اکساتا تھا۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے پانچ ساتھیوں ۱۰ سمیت اسے واصلِ جہنم کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ ساتھیوں کو شہر کی ایک جانب بٹھادیا۔ اور خود اکیلے اس کے قلعہ میں چلے گئے۔ ۶ھ کے ربیع الاول

۱۰ اس سریہ میں مسلمانوں کا جھنڈا سفید تھا اور علم بردار حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔

۱۰ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

- (۱) حضرت ابو نائلہ سلکان بن سلامہ رضی اللہ عنہ (یہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔) (۲) حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ (۳) حضرت حرث بن آوس بن معاذ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت ابو قیس عبد الرحمن بن جبر رضی اللہ عنہ (۵) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

کی چودھویں شب کو رات کی چاندنی میں اسے سوئے ہوئے اچانک دوزخ کا ایندھن بنا دیا لے

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

مؤلف بذل القوہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ”فَخَرَجَ إِلَيْهِ مُحَمَّدٌ بْنُ مُسْلَمَةَ بْنِ نُمَيْتٍ مِنْ أَصْحَابِهِ“ میں یہ تصریح ہے کہ اس دستہ میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ پانچ اور افراد شامل تھے۔ لیکن ابن اسحاق اردو ترجمہ ۳۳۷ میں ہے کہ اس مہم میں یہ تین افراد شامل تھے۔

(۱) حضرت محمد بن مسلمہ (۲) حضرت سلکان بن سلامہ (۳) حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ

ابن ہشام نے اپنی سیرت جلد ۲/۳۷۷ میں فرمایا کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سمیت پانچ افراد اس کے قتل کی مہم پر روانہ ہوئے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں پانچ افراد کا ذکر فرمایا ہے بلکہ تصریح فرمائی کہ چار اور آپ کے ہمراہ تھے۔ اور شارح علامہ

زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے برقرار رکھا۔ ملاحظہ ہو زر قانی مع مواہب لدنیہ صفحہ ۱۲۱۱ جلد ۲

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۸۳ جلد ۲ میں یہی تحریر فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بذل

القوہ کی مندرجہ بالا تحریر مصنف علیہ الرحمۃ کی لغزش قلم کا نتیجہ ہے۔

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے بارے میں مؤلف قدس سرہ نے جو تحریر فرمایا اس کا ترجمہ درج بالا ہے۔ نہ معلوم مؤلف کا

ماخذ کیا ہے مترجم غنی عنہ کو طبقات ابن سعد، تاریخ طبری، سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام، مواہب لدنیہ اور اس کی شرح

زر قانی، تاریخ ابن خلدون اور مدارج النبوت وغیرہ کتب میں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی درج کردہ روایت نظر نہ آئی۔ ان کتب میں درج شدہ

روایات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

غزوہ بدر کے بعد جب کعب بن اشرف کی خلاف اسلام سرگرمیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو ایک روز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کون ہے جو ابن اشرف کی شرارتوں کو مجھ سے دور کرے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خدمت سرانجام دوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت عطا فرمادی۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ گھر آئے

کھانا پینا ترک فرما دیا صرف اتنا کھاتے پیتے جس سے زندگی برقرار رہے۔ یہ صورت حال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کی

گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا پینا ترک کرنے کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے عرض کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر لیا ہے پتہ نہیں

میں پورا کر سکتا ہوں یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا آپ کے ذمہ صرف کوشش کرنا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اس کے

خاتمہ کے لئے ہمیں کچھ باتیں بنانا پڑیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت عطا فرمادی۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے چار مزید

ساتھی اس کام میں ان کے شریک ہو گئے۔ پہلے حضرت ابونا بلکہ سلکان رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے شعر سننے

لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس سے کہنے لگے میں ایک ضرورت کی بنا پر تمہارے پاس آیا ہوں۔ ظاہر اس شرط پر کرتا ہوں کہ اسے

کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔ اس نے اس کا وعدہ کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس شخص (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہاں آنا ہمارے لئے

ایک مصیبت بن چکا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے راستے بند ہو چکے ہیں۔ ہمارے اہل و عیال تنگ آچکے ہیں۔ کعب بن اشرف کہنے

لگا میں پہلے ہی تم سے کہا کرتا تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا۔ حضرت سلکان رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہمیں کچھ غلہ کی ضرورت ہے آپ

ہمیں مول دے دیں ہم آپ کے پاس کچھ رہن رکھ دیتے ہیں۔ وہ کہنے لگا اپنے بچے میرے پاس رہن رکھ دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے

آپ ہمیں رسوا نہ کریں۔ ہم تیرے پاس سامانِ حرب رہن رکھیں گے جس کی قیمت غلہ کے برابر ہوگی میرے اور بھی ساتھی ہیں

جو میرے ہم خیال ہیں اور آپ سے غلہ خریدنا چاہتے ہیں وہ بھی اسلحہ رہن رکھیں گے۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

حضور نبی پاک ﷺ اس پر خوش ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور حضرت ابن مُسلمہ رضی اللہ عنہ کے کارنامے پر ان کی تعریف فرمائی۔

(۵) سَرِیہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کی مہم کے بعد، جُمادٰی الآخرہ کی یکم تاریخ کو، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یہ مہم روانہ کی گئی۔

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ یہ سَرِیہ ابن اشرف یہودی کے قتل سے قبل بَدْر اُولٰی اور بَدْر کُبْرٰی کے درمیان روانہ کیا گیا۔ اس مہم کو قریش کے تجارتی قافلہ کے لئے قَرَدَہ لے کی جانب بھیجا گیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

اس سے معاملہ طے کر کے حضرت سَلَمَانَ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور انہیں ہتھیار لے کر چلنے کو کہا۔ سارے ساتھی اجازت کی غرض سے نبی پاک ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں اَلْبَقِیع تک آکر اَلْوَدَاع کہا۔

یہ پانچوں اس کے قلعہ تک پہنچے حضرت اَبُو نَابِلَہ سَلَمَانَ رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی۔ ہر چند اس کی بیوی نے منع کیا لیکن وہ قلعہ سے نیچے اتر آیا۔ اور ان سے باتوں میں مشغول ہو گیا۔ وہ باتوں باتوں میں اسے دور لے گئے۔ حضرت اَبُو نَابِلَہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر سونگھا اور فرمایا میں نے اس سے زیادہ اچھی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ پھر اسی طرح کیا تاکہ وہ مطمئن ہو جائے۔ آپ نے پھر اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالا اور مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور ساتھیوں سے فرمایا کہ اس دشمن خدا کو مار دو۔ تلواریں آپس میں ٹکڑانے لگیں جس کے باعث اس کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ حضرت مُحَمَّد بن مُسلمہ رضی اللہ عنہ کو تلوار سے لگی ہوئی ایک چھری یاد آئی۔ آپ نے اسے اتارا۔ اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ درد کی شدت سے وہ اللہ کا دشمن چلایا۔ ارد گرد کے قلعوں میں آگ روشن ہو گئی۔ اسی دوران حضرت خَرِث بن اَوْس رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو گئے۔ ان کے سر پاؤں میں زخم آئے۔ حضرت مُحَمَّد بن مُسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے خاتمہ کے بعد ہم وہاں سے چل دیئے۔ ہمارے ساتھی حضرت خَرِث بن اَوْس رضی اللہ عنہ زخمی ہونے کے باعث پیچھے رہ گئے تھے۔ ہم نے راستہ میں ان کا انتظار کیا۔ وہ بھی آئے ہم نے ان کو اٹھالیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت نماز تہجد ادا فرما رہے تھے۔ ہم نے اپنی کامیابی کی آپ ﷺ کو اطلاع دی۔

آپ ﷺ نے حضرت خَرِث بن اَوْس رضی اللہ عنہ کے زخم پر لعابِ دہن مبارک لگا دیا۔ جس سے وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

ہماری اس مہم کے نتیجہ میں یہودیوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور انہیں اس کی جوابی کارروائی کی ہمت نہ رہی۔

اس کے تلفظ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مندرجہ ذیل طریقوں سے اس کا تلفظ منقول ہے (ق + ز + د + ہ) قَرَدَہ

(۲) ف + ر + د + ہ قَرَدَہ (۳) ق + ز + د + ہ قَرَدَہ (۴) ف + ز + د + ہ قَرَدَہ۔ زر قانی شرح المواہب صفحہ ۱ جلد ۲

قِرْوۃ قاف کی زیر، را کے سکون کے ساتھ، سَجْدہ سہ کے وزن پر، نَجْد کے چشموں میں سے ایک چشمہ کا نام ہے۔

یہ دستہ ایک سو افراد پر مشتمل تھا۔ انہوں نے قافلہ کو آلیا اور اس سے کثیر تعداد میں مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ واپس آکر انہوں نے یہ سارا مال دربارِ رسالت ماب ﷺ میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے تقسیم فرما دیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے دس سَرایا میں سے یہ پہلا سریہ تھا۔

(۶) سَرِیہ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

جُمَادِی الْآخِرَہ کے اواخر میں، غَزْوۃ بَدْرِ اُولٰی اور بَدْرِ کُبْرٰی کے درمیان، ہجرت کے سترہ ماہ بعد، حضرت عبد اللہ بن جحش بن ریاب رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں یہ مہم ارسال کی گئی۔

یہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی پھوپھی حضرت اُمّہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔

آٹھ مہاجرین کے ساتھ آپ ﷺ نے انہیں بطنِ نخلہ کی جانب روانہ فرمایا۔ ایک قول کے مطابق یہ بارہ افراد تھے۔

نخلہ، مکہ اور طائف کے مابین طائف سے ایک رات کی مسافت پر ایک جگہ کا نام ہے۔

مسلمانوں اور کفار کا آپس میں مقابلہ رات کو ہوا جس میں شک تھا کہ یہ جُمَادِی الْآخِرَہ کی آخری شب ہے یا رجب کا چاند طلوع ہو چکا ہے۔

مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور کفار سے غنیمت کا مال حاصل کیا۔ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اس سے ۱/۵ (خُمُس) نبی پاک ﷺ کے لئے الگ کر لیا۔ تاریخِ اسلام کا یہ پہلا خُمُس تھا جو خُمُس کے فرض ہونے سے قبل الگ کیا گیا تھا۔ پھر جب خُمُس فرض ہوا تو اسی انداز میں فرض ہوا جس طرح حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نکالا تھا۔

سہ سَجْدہ (سین کے زیر کے ساتھ) کا معنی ہے عاجزی و خاکساری سے جھکتا، ناک، اور پیشانی زمین پر رکھنا، لیکن وہ فعل جو نماز کا رکن ہے اس کا تلفظ سَجْدہ، سین کی زیر کے ساتھ ہے۔ کیوں کہ جھکاؤ کی خاص نوع ہے۔ جس پر دلالت کے لئے فَعْلَہ کا وزن خاص ہے۔ عام طور پر جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو مراد نماز کا رکن فعل ہوتا ہے۔ لہذا اس کا تلفظ سَجْدہ ہے نہ کہ سَجْدہ۔

سہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی کے لئے ملاحظہ ہو۔ سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۳۹ جلد ۲ زرقانی علی المواہب صفحہ ۳۹۷ جلد ۱

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ یہ دستہ سارا مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ آگیا۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے اہل نخلہ کے اموال غنیمت کو روک لیا اور جب غزوہ بدر کی غنیمت کو تقسیم فرمایا تو اسے بھی اس کے ساتھ تقسیم فرمایا ہر گروہ کو ان کا حق عطا فرمایا۔

(۷) بَعَثَ حَضْرَتُ عُمَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

غزوہ بدر کبریٰ سے فراغت کے بعد، ۲۵ / رمضان المبارک کو نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے حضرت عُمَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو عَمَّاء بنت مَرَّوان کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ بنی اُمیہ بن زید کے قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کے خاوند کا نام یزید بن زید بن حُصْنِ حَطْلَمِ تھا۔

یہ بد بخت نبی پاک ﷺ کو تکلیف پہنچاتی، گالیاں دیتی، جو کرتی آپ کی تنقیصِ شان کے لئے شعر کہتی اور کفار کو آپ کے خلاف آمادہ پیکار کرتی تھی۔ حضرت عُمَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے اسے غفلت میں داخلِ جہنم فرما دیا۔ حضرت عُمَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نابینا تھے۔ اس کا نامہ پر آپ ﷺ نے ان کا نام بَصِير رکھ دیا۔

(۸) بَعَثَ حَضْرَتُ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اسی سال، ماہ شوال میں، آپ ﷺ نے حضرت سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو ابُو عَفْكَ (ع + ف + ک) یودی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ ابُو عَفْكَ کا تعلق بنو عمرو بن عَوْف سے تھا۔ وہ ایک سو بیس سال کا بوڑھا تھا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا، آپ ﷺ کی ہجو میں شعر کہتا اور آپ کو گالیاں بکتا تھا۔

حضرت سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے اسے پوشیدہ طور پر قتل کر دیا اور بچ کر نکل آئے۔ ۱۰

۱۰ شدید گرمیوں کی ایک رات ابُو عَفْكَ اپنے گھر کے محن میں سویا ہوا تھا۔ حضرت سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو اس کا علم ہو گیا آپ نے کموار کی نوک اس کے دل پر رکھی اور پورا بوجھ اس پر ڈال دیا کموار اس کے جسم سے پار ہو کر بستر میں کھب گئی۔ اللہ کے دشمن نے جج ماری۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور حضرت سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بچ کر نکل آئے۔ زر قانی علی المواہب صفحہ ۴۵۶ جلد ۱ حضرت اُمَامَہ مَرْثَدِیَہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْہَا نے اس مُؤذی کے قتل پر یہ شعر کہے۔

تُكَذِّبُ دِينَ اللَّهَ وَالْمَرْءَ أَحْمَدًا

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ بعث پہلی مہم یعنی عَصَمَاء کے قتل کی مہم سے پہلے بھیجی گئی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

لِعَمْرِ الَّذِي أَمَّنَكَ أَنْ بِشَسَّ مَا يُمْنِي
حَبَاكَ حَنِيفٌ أَحَرَّ اللَّيْلِ طَعْنَةً
أَبَا عَفْكَ حُذِّ مَا عَلَى كَبِيرِ السِّنِّ

ترجمہ: قسم ہے اس شخص کی جس نے تجھے ذبح کیا یقیناً بہت برا انسان ذبح کیا گیا تو اللہ کے دین اور حضرت احمدؑ کی تکذیب کرتا تھا۔ جس کا انعام ایک صاحبِ اخلاص نے تجھے نیزہ کا ایک وار عطا کیا۔ اے ابو عفک اس بڑھاپے میں اس انعام کو قبول کر۔
زر قانی علی المواہب صفحہ ۴۵۶ جلد ۱ سیرت ابن ہشام

۳/ ہجری کے سرایا

(۱) سرّیہ حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ

غزوہ بدر اور غزوہ فُزَع کے درمیانی عرصہ میں، محرم کی پہلی تاریخ کو، قُطَن کی جانب یہ مہم ارسال کی گئی۔

قُطَن (ق + ط + ن) قبیلہ بنی اسد کے ایک پہاڑ یا ایک چشمہ کا نام ہے۔

اس مہم میں نبی اطہر ﷺ نے ڈیڑھ سو افراد روانہ فرمائے جن میں ایک آدمی بنی طے کا بھی تھا۔ جو اس دستہ کا گائیڈ تھا۔

مسلمانوں نے اس مہم میں بہت سامانِ غنیمت حاصل کیا۔ اس غنیمت سے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے انتخاب ۳۰ الگ فرمایا اور خمس بھی آپ ﷺ کے لئے جدا کیا۔ باقی مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرمایا۔ ہر مجاہد کو سات اونٹ اور بکریاں حصہ کے طور پر ملیں۔

(۲) بُعْثِ حضرت عبد اللہ بن اُمّیس رضی اللہ عنہ

اسی سال، ماہ محرم الحرام میں حضرت عبد اللہ بن اُمّیس رضی اللہ عنہ، کو تنہا سُفیان بن خالد بن مُنیج ہذلی اور اس کے ساتھیوں کی جانب بَطْنِ عُرْنہ کی جانب بھیجا گیا۔ ۳۰ عُرْنہ (ع + ر + ن + ہ) عُرْفَات کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

۱۰ نبی کریم ﷺ کو خبر ملی کہ طَلْحہ بن حُوَیْد اور سَلْمہ بن حُوَیْد اپنی قوم کو مسلمانوں پر حملہ کے لئے آمادہ کر رہے ہیں اس پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو بلایا ان کے لئے جھنڈا تیار کروایا اور ان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۶۳ جلد ۲

۱۱ یہ انتخاب ایک غلام تھا۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۶۳ جلد ۲۔ دشمن کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہو گئی چنانچہ وہ بہت سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس وجہ سے جنگ کی نوبت نہ آنے پائی۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۶۳ جلد ۲

۱۲ دربارِ رسالت میں یہ اطلاع پہنچی کہ سُفیان بن خالد مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے ایک لشکر تیار کر رہا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے خاتمہ کے لئے حضرت عبد اللہ بن اُمّیس رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ زرقانی علی المواہب صفحہ ۶۳ جلد ۲

حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ ۱۵ / محرم الحرام ۸۳ ہجری بروز پیر روانہ ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے سُفیان کو قتل کر دیا اور اس کا سر دربارِ رسالت ﷺ میں لا کر حاضر کر دیا ۱۔ آپ کی واپسی ۸۳ محرم بروز ہفتہ کو ہوئی۔
(۳) سُریۃ رَجِیع

اس سال صفر کے مہینے میں حضرت عاصم بن ثابت بن ابی اَلْقَلْعِ انصاری رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے اپنے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت عَصْل (ع + ض + ل) اور قَارَہ قبیلوں کی جانب روانہ فرمایا ۲۔ یہ دونوں قبیلے ایلاس بن مضر کی اولاد سے تھے۔

جب یہ جماعت رَجِیع کے مقام پر پہنچی تو دو سو تیر انداز کفار نے ان پر حملہ کر دیا آٹھ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور تین کو کفار نے قیدی بنالیا دشمن کی قید میں آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت زید بن دثَنہ رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت حُنیب بن عدی رضی اللہ عنہ ۳۔ حضرت عبید اللہ بن طَارِق رضی اللہ عنہ ان تینوں کو لے کر کفار مکہ مکرم کی جانب چل پڑے جب مَرَّ الظُّہْرَان کے مقام پر پہنچے جو مکہ مکرمہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔ تو حضرت عبید اللہ بن طَارِق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ آزاد کرالیا اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا مشرکین نے انہیں شہید کر دیا۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ نے اسے غافل پا کر قتل کیا۔ سر کاٹ کر فرار ہو گئے۔ دن کو چھپ جاتے اور رات کو سفر فرماتے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو عَصَا انعام کے طور پر عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا جنت میں اس پر سہارا لے کر کھڑے ہونا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی کہ اس عَصَا کو میرے کفن کے اندر رکھنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ زر قانی شرح المواہب صفحہ ۶۴ جلد ۲ طبقات ابن سعد (اردو) ۳۹۴ جلد ۱

۲۔ ان دونوں قبیلوں کے کچھ افراد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمارے ساتھ روانہ فرما دیجئے۔ ہمیں قرآن مجید پڑھائیں شریعت اسلامیہ کے احکام سکھائیں اس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت مَرْثَد بن ابی مَرْثَد غَنَوِی رضی اللہ عنہ، حضرت خَالِد بن مَکْیَرِیْش رضی اللہ عنہ، حضرت عاصم بن ثابت بن ابی اَلْقَلْعِ رضی اللہ عنہ، حضرت حُنیب بن عدی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن دثَنہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبید اللہ بن طَارِق رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا۔ سیرت ابن ہشام ۱۶۰ جلد ۳ (نوٹ: ابن ہشام نے تصریح فرمائی کہ اس دستہ میں چھ افراد شامل تھے۔ ابن ہشام کے حاشیہ میں ہے کہ ابن سعد نے جزم فرمایا کہ آپ ﷺ نے ان (عَصْل اور قَارَہ کے لوگوں) کے ساتھ دس آدمی بھیجے تھے۔

حضرت خُبیب اور حضرت زَیدؓ ان کے پاس قیدی رہ گئے مشرکین نے انہیں مکہ مکرمہ لے جا کر کُفارِ مکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ وہ وہاں ایک طویل عرصہ تک رہے۔ ۱۴ ہجری کے محرم الحرام کے گزرنے کے بعد انہوں نے ان ہردو حضرات کو ایک دن شہید کر دیا۔
رَجِیع راء کے فتح کے ساتھ، فَعِیل کے وزن پر ہذیل قبیلہ کے ایک چشمہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ اور عُسْفَان کے درمیان، حَجاز کے قریب ہے۔ عُسْفَان سے اس کا فاصلہ آٹھ میل ہے۔ یہ واقعہ چونکہ اس چشمہ کے قریب ہوا اس لئے اسے اس نام سے موسوم کر دیا گیا۔

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ سرِ زَجِیع کی روانگی کی ابتداء صفر ۱۴ ہجری کو ہوئی۔

۴/ ہجری کے سرایا

(۱) سریتہ، حضرت مُنذر بن عمرو صاعِدی رضی اللہ عنہ ۱۰

۴/ ھ صفر کے مہینہ میں، غزوہ حَمْرَاءُ الْأَسَد اور غزوہ بَنی نَضِیر کے درمیان حضرت مُنذر بن عمرو صاعِدی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک مہم پیرِ معُونہ کی طرف روانہ کی گئی۔ یہ سریتہ قراء حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھا۔ ان کی تعداد ستر تھی۔ یہ سارے اصحاب صفہ سے تھے جو قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے انہیں رِعل، ذِکوان، عُصیہ اور بنو لحيان کی جانب دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ کفار نے ان کو قتل کر دیا۔ ایک صحابی جن کا اسم گرامی حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ تھا کے سوا تمام نے شہادت پائی۔ وہ بچ کر بارگاہ رسالت ماب ﷺ میں حاضر ہوئے اور اپنے ساتھیوں کے قتل کا واقعہ عرض کیا۔ اس سے قبل ان کی شہادت کے روز حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو اطلاع دے دی تھی۔ اور آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کرام کے سامنے اسے بیان فرما دیا تھا۔ یہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک ہے۔

ان کفار پر نبی اطہر ﷺ کو شدید غصہ آیا چنانچہ ایک ماہ تک آپ ﷺ نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھتے رہے اور ان کے حق میں بددعا فرماتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرما کر آپ ﷺ کو اس عمل سے روک دیا۔

لَيْسَ لَكُمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝

ترجمہ: یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔

(آل عمران: ۱۳۸)

۱۰ اسے سریتہ پیرِ معُونہ اور سریتہ قراء بھی کہا جاتا ہے زرقانی علی المواہب صفحہ ۷۴ جلد ۲

اس حکم ربّانی پر آپ ﷺ نے قنوت ترک فرمادی۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتب میں مذکور ہے۔
 بِرْمَعُونَه (م + ع + و + ن + ہ) قبیلہ ہذیل کی ایک بستی کا نام ہے جو مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان واقع ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔ اور ان کی پیروی میں علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی سیرت میں یونہی لکھا ہے۔ لیکن ابن اسحاق رحمہ اللہ نے اپنی سیرت میں لکھا کہ یہ مقام بنی عامر کے علاقہ اور بنی سلیم کے حرّہ کے مابین ہے اور حرّہ بنی سلیم سے زیادہ نزدیک ہے
 علامہ زر قانی نے اپنے شیخ رحمہ اللہ سے نقل فرما کر مواہب لدنیہ کی شرح میں لکھا کہ ان دو اقوال میں تناقض نہیں کیوں کہ ممکن ہے کہ بنی ہذیل کی یہ بستی جو مکہ اور عسفان کے درمیان تھی، بنی عامر کے علاقہ اور بنی سلیم کے حرّہ کے درمیان ہی ہوئے۔

۵/ ہجری کے سرایا

(۱) سَرِیۃ زَید بن حَارِثۃ رضی اللہ عنہ

غزوات میں درج ہو چکا کہ اس سال مندرجہ ذیل غزوات وقوع پذیر ہوئے۔

(۱) غزوۃ دُومۃ الجندل۔

(۲) غزوۃ بنی مُصطَلِق۔

(۳) غزوۃ خندق۔

(۴) غزوۃ بنی قریظہ۔

اس سال کوئی سریہ روانہ نہیں کیا گیا۔ سیر و مغازی کی اکثر کتب سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔

لیکن علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں شیخ ابن حجر رحمہ اللہ سے نقل کر کے یوں تحریر فرمایا کہ ۵/ ہجری جمادی الآخرہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں نجد کی جانب ایک سو سواروں کا دستہ روانہ کیا گیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی باقی جنگی مہموں کا ذکر اس کتاب میں اپنے مقام پر درج ہو گا ان کا آخری سریہ، سریہ مؤتہ ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ اس کا ذکر بھی ان شاء اللہ ہو گا۔

(۲) سَرِیۃ حضرت بلال بن مالک مُزَنی رضی اللہ عنہ

اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا کہ اس سال حضرت بلال بن مالک مُزَنی رضی اللہ عنہ (کی سرکردگی میں ایک دستہ) کو بنی کنانہ کی طرف بھیجا گیا۔ انہیں اس دستہ کے آنے کی خبر ہو گئی اس پر انہوں نے اپنے مقام کو چھوڑ دیا۔ مسلمانوں کو اس مہم میں صرف ایک گھوڑا ہاتھ آیا۔

۸۶ ہجری کے سرایا

(۱) سریہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

محرم الحرام ۸۶ھ میں تیس سواروں کو، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں قرطاً کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا۔

اس مہم میں مسلمانوں کو ڈیڑھ سواونٹ اور تین ہزار بکریاں غنیمت میں ملیں۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اپنا خمس (۱/۵) علیحدہ فرما کر باقی مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔ آپ ﷺ نے ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔ امیر مہم حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں دس محرم الحرام کو اس مہم پر روانہ ہوا۔ انیس روز مدینہ طیبہ سے غیر حاضر رہا۔ جب واپس مدینہ منورہ میں آیا تو محرم الحرام کی ایک رات باقی تھی۔ مسلمانوں نے اس مہم میں حضرت ثمامہ بن اثال حنفی لہ رضی اللہ عنہ کو قیدی بنالیا۔ یہ یمامہ کے باشندوں کے سردار تھے۔ آخر کار وہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔

۱۔ جب آپ کو قیدی بنا کر مدینہ منورہ لایا گیا تو حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ اس ارشاد نبوی ﷺ کی تسبیح میں یہ حکمت تھی کہ وہ مسلمانوں کی نماز اور اس کے لئے ان کا جمع ہونا ملاحظہ کریں تاکہ ان کا دل نرم ہو۔ ذرا بعد آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ انہوں نے رہا ہونے کے بعد غسل کیا اور ایمان قبول کر لیا۔ اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی قسم روئے زمین پر آپ ﷺ کی ذات سے بڑھ کر میرے لئے مغفوض کوئی ذات نہ تھی آج آپ ﷺ میرے لئے محبوب ترین ذات ہیں۔ آپ ﷺ کا دین میری نظروں میں سب سے ناپسندیدہ تھا۔ آج وہ میرے لئے محبوب ترین ہے۔ آپ ﷺ کے شر سے زیادہ قابل نفرت میری نظروں میں کوئی شہر نہ تھا آج آپ ﷺ کا شہر میرے لئے محبوب ترین شہر ہے۔ خنک آن شرے کہ دروے دل براست۔ پھر عرض کیا میں عمرہ ادا کرنا چاہتا ہوں اگر آپ ﷺ اجازت عطا فرمائیں تو مکہ مکرمہ جاؤں۔ آپ ﷺ نے انہیں بشارتوں سے نوازا اور عمرہ کا حکم دیا۔ مکہ مکرمہ آکر آپ ﷺ نے اہل مکہ پر واضح کر دیا کہ اب نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی مکہ مکرمہ نہیں پہنچ سکے گا۔ چنانچہ یمامہ پہنچ کر اس پر عمل کر دکھایا اب اہل مکہ پر قحط مسلط ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ جانوروں کا خون اور ان کے بال کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ابوسفیان کو دربار رسالت میں حاضر ہو کر اس پابندی کو دور کرنے کے لئے عرض گزار ہونا پڑا۔ حضور اکرم ﷺ کی رحمت عامہ کا جوش ملاحظہ ہو کہ وہی کفار جو تھوڑا عرصہ پہلے ازخواب کی شکل میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے تاکہ دین حقہ کا اپنے ظالم ہاتھوں سے خاتمہ کر دیں اور شیخ بزم ہدایت کو اپنی ناپاک پھونکوں سے بجھا دیں۔ جب قحط میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے غلہ کا انتظام فرما دیا۔

تیسرے باب میں ۸۱ ہجری کے واقعات میں اس کا ذکر آئے گا۔ ان شاء اللہ۔

قُرْطَا (قُ + ر + ط + ا) یعنی قاف پر پیش راء پر جزم اور آخر میں الف مقصورہ ہے۔ علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آخر میں الف ممدودہ ہے (یعنی اس کا تلفظ قُرْطَاء ہے) یہ ایک قبیلہ کا نام ہے جو قینس عیْلان کے قبیلہ سے عبد بن بکر کی اولاد ہے۔ جو ضَرِیَّہ کے نواح میں بکرات کے قریب منزل گزین تھے۔

بکرات، شَمَخ کے پہاڑوں کا نام ہے۔ یہ قبیلہ ان پہاڑوں کے قریب رہتا تھا۔

ضَرِیَّہ (ضُ + ر + ی + ہ) بنی کَلَاب کی ایک بستی کا نام ہے۔ جو بصرہ سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے رستہ میں پڑتی ہے۔ ضَرِیَّہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سات دنوں کی مسافت ہے۔

(۲) سرِیَّہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

ربیع الاول کے مہینہ میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو غمر مرزوق کی جانب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔

یہ دستہ دو سو اونٹ غنیمت کے طور پر لے کر واپس آیا۔ جنگ کی نوبت نہ آنے پائی اور نہ ہی مسلمانوں کو جانی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ خیر و عافیت سے مدینہ طیبہ واپس پہنچے۔

غمر (غ + م + ر) مرزوق کی جانب مضاف ہے جو مَفْعُول کے وزن پر ہے۔ مضاف اور مضاف الیہ سے مرکب یہ لفظ، مکہ معظمہ کے راستہ پر بنی اسد کے ایک چشمہ کا نام ہے۔

(۳) سرِیہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

اسی سال ربیع الاول ہی میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بنی مغویہ اور بنی عوال کی سرکوبی کے لئے ربذہ کے راستہ پر واقع ایک مقام ذوالقَصَّہ کی طرف ارسال کیا گیا۔ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ یہ مہم ربیع الآخر میں بھیجی گئی۔

بنی مغویہ: (ب + ن + ی + م + غ + و + ی + ہ) یعنی میم پر زبر، عین پر جزم اور واو کی زیر اور اس کے بعد تائے تانیث کے ساتھ ہے۔ (جو بحالت وقف ”ھ“ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔)

بنی عوال (ب + ن + ی + غ + و + ا + ل) یعنی عین پر پیش اور واو پر تشدید کے بغیر ہے۔

نبی پاک ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دس لہ افراد بھیجے تھے۔ کفار اس دستہ پر غالب آئے اور ان میں سے زیادہ تر کو شہید کر دیا۔ لہ جب یہ خبر حضرت رسالت مآب ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ان کے پیچھے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ آپ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا انتقام لیا، جس کا ذکر عنقریب آ رہا ہے۔

ذوالقصفہ: (ذ + و + ا + ل + ق + ص + ہ) یعنی قاف پر زبر اور صاد پر تشدید کے ساتھ مدینہ منورہ سے قریب ایک بستی کا نام ہے مدینہ طیبہ اور اس کا درمیانی فاصلہ چوبیس میل ہے۔

ربذہ (ر + ب + ذ + ہ) یعنی راء با اور ذال تینوں پر زبر اور آخر میں تائے تانیث ہے (جو وقف میں ہا سے تبدیل ہو جاتی ہے) یہ مدینہ طیبہ کے نزدیک ذات عرق کے پاس، عراقی حجاج کرام کے راستہ پر ایک جگہ کا نام ہے۔

(۴) سریرہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

ربیع الآخر کے مہینہ میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو چالیس سوار کی قیادت عطا فرما کر ذوالقصفہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ لشکر آپ ﷺ نے اس وقت روانہ فرمایا جب یہ خبر پہنچی کہ کفار حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے دستہ پر غالب رہے ہیں اور انہوں نے اس دستہ کے اکثر شرکاء کو شہید کر دیا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہفتہ کے دن ۲۸ / ربیع الآخر ۸ھ کو اس مہم پر روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کو بہت سے چوپائے غنیمت میں ہاتھ آئے نبی اطہر ﷺ نے خُص نکال کر باقی مالِ غنیمت شرکائے مہم میں تقسیم فرما دیا۔

لہ ان کے اسمائے گرامی کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۴
 لہ زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۴ میں ہے کہ سوائے حضرت محمد بن مسلمہ کے تمام شہید ہو گئے۔

(۵) سرِ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

ربیع الآخر کی آخری تاریخ حضرت زیدؑ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جمُوم کے مقام پر مقیم بنی سلیم کی جانب بھیجا گیا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ مہم ربیع الاول میں روانہ ہوئی تھی۔

جمُوم: (ج + م + و + م) مدینہ منورہ سے چار برد (اڑتالیس میل) کے فاصلہ پر بطنِ نخل کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بہت سے افراد کو قید کر لیا۔ ان کے چوپایوں اور بکریوں کو ہانک لیا اور مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔

(۶) سرِ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

جمادی الاولیٰ اور بعض علماء کے مطابق جمادی الآخرہ میں، غزوہ حدیبیہ سے قبل، حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عیمص کی جانب روانہ فرمایا۔

عیمص: ع + ی + ص، ذی المروہ کے نزدیک اُس وقت مدینہ طیبہ سے چار راتوں کی مسافت پر ایک جگہ کا نام تھا۔

اس مہم کو سرِ قرۃ: ق + ر + و + ہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ذی المروہ کے قریب نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے کا نام ہے۔

حضور رسول کریم ﷺ نے ایک سو ستر سواروں کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ انہوں نے قریش کے تجارتی قافلہ کو جالیا۔ جو شام سے واپس آ رہا تھا۔ مسلمانوں نے اس قافلہ کا تمام مال و اسباب حاصل کر لیا۔ چاندی کی بہت بڑی مقدار ان کے ہاتھ لگی۔ نبی پاک ﷺ نے اسے تقسیم فرما دیا اور اپنا خُمس نکال لیا۔ اس خُمس (۱/۵) کی قیمت پچیس ہزار درہم تھی۔

۱۔ حضرت زید اور ان کے والدین حضرت رسالت مآب ﷺ کے محبوب صحابی تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی رسول ہیں۔ حضرت صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو کسی مہم پر بھیجا اس کی امارت آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ اگر کسی غزوہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑا تو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی سات مہموں میں حصہ لیا۔ ان تمام میں آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں امیر مقرر فرمایا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

(۷) سَرِیَّہ حضرت زَید بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ

جُمَادِی الْأُخْرٰی میں حضرت زَید بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ کو طَرْف کی جانب روانہ کیا گیا۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا کہ یہ فوج جُمَادِی الْأُولٰی میں بھیجی گئی۔

طَرْف: ط + ر + ف۔ یعنی طاء اور راء کی زبر کے ساتھ، بنی ثَعْلَبَہ بن سَعْد کے چشمہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چھتیس اور بقول بعض علماء پینتیس میل کے فاصلہ پر عراق کی جانب جانے والے راستہ پر واقع ہے۔ علامہ زر قانی نے فرمایا کہ طرف: ط + ر + ف۔ یعنی طاء پر زبر اور راء کے نیچے زیر ہے۔

پندرہ افراد اس مہم میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ دشمن کے بیس اونٹ غنیمت کے طور پر لائے۔ اس مہم میں جنگ کی نوبت نہ آئی۔

(۸) سَرِیَّہ حضرت زَید بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ

حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ نے جُمَادِی الْأُخْرٰی میں حضرت زَید بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ کو بنی جُذَام کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ حَسَمٰی کے علاقہ میں وادی الْقُرٰی کے پار اقامت پذیر تھا۔ نبی پاک ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا۔

مسلمانوں کو ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بھیڑیں اور ایک سو عورتیں اور بچے قیدی ہاتھ لگے۔ اس قبیلہ کے سردار حضرت رِفَاعَہ بن زَید جُذَامِی رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے دس افراد سمیت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کے سامنے ایمان قبول کیا۔ چنانچہ ان کے مال اور قیدی حضرت رسول کریم ﷺ نے لوٹا دیئے۔ حَسَمٰی: ح + س + م + ی حاء کی زیر کے ساتھ۔ صَحْرَاء میں ایک مقام کا نام ہے جہاں بلند پہاڑ واقع ہیں۔ جن کے پہلو خشک ہیں۔ ان پر ہر وقت سیاہ رنگ کا غبار موجود رہتا ہے۔

(۹) سَرِیَّہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

جُمَادِی الْأُخْرٰہ یارب جب میں، وادی الْقُرٰی میں آباد، بنی فِزَارَہ کی گوشالی کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں، یہ فوجی مہم حضرت زَید بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ کے سرِیَّہ سے پہلے روانہ کی گئی جو وادی الْقُرٰی میں بھیجا گیا اس کا ذکر اس کے متصل بعد آتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دستہ میں ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ انہوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا اور کچھ کو قیدی بنالیا۔

وادی القریٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی وادی ہے جس میں بہت سے گاؤں آباد ہیں۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب، شام کی جانب سے آنے والے راستہ پر واقع ہے۔

(۱۰) سرّیہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

رجب میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھی وادی القریٰ میں مقیم بنی فزارہ کی جانب ارسال کیا گیا۔ اس وقت وہاں منہج اور قضاء کا ایک گروہ بھی جمع ہو چکا تھا۔ اس مہم میں جنگ کی باری نہ آئی۔

(۱۱) سرّیہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

شعبان کے مہینہ میں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دومتہ الجندل کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو روانگی سے قبل طلب فرمایا اپنے سامنے بٹھایا اپنے دست اقدس سے ان کے سر پر عمامہ باندھا۔ اے اور سات سو افراد کا امیر لشکر بنا کر آپ رضی اللہ عنہ کو کوچ کا حکم دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ (لشکر سمیت) دومتہ الجندل پہنچے تو وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی ان میں سے اکثر نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر لبیک کہا اور ایمان قبول کر لیا، اور جنہیں اسلام میں داخل ہونے کی توفیق نہ ہوئی انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔

دومتہ الجندل کی وضاحت اور اس کا تلفظ غزوات نبوی کے باب کی ۵/ھ کے غزوات کی فصل میں گذر چکا ہے۔

(۱۲) سرّیہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

اسی سال حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدین کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا ان کے ساتھ حضرت ضمیرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اس مہم میں قیدی ہاتھ آئے۔ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا شہر ہے جو تبوک کے مقابل بحر قلزم پر واقع ہے دونوں کے درمیان پیدل چھ دن کی مسافت ہے۔ تبوک سے یہ بڑا شہر ہے۔

اے اس عمامہ کا رنگ سیاہ تھا اور وہ کھدر کا تھا۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے چار انگل کے برابر شملہ پیچھے چھوڑا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں جھنڈا سپرد کریں چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل فرمائی۔ جلد ۴/ صفحہ ۳۰۹ سیرت ابن ہشام

(۱۳) سَرِیہ حضرت عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ

اسی سال، شعبان میں، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بنو سعد بن بکر کی گوشالی کے لئے فَذَک کی جانب روانہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سو افراد تھے۔ مسلمانوں کو پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بھیڑیں غنیمت کے طور پر ملیں۔

فَذَک: ف + ذ + ک فاور دال کی زیر کے ساتھ۔ مدینہ منورہ سے چھ راتوں کی مسافت پر خیبر کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ یہی درست ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے کم فاصلہ پر واقع ہے۔

(۱۴) سَرِیہ حضرت زَیْد بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ

حضرت زَیْد بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ کو بنی قُرَازَہ کی سرکوبی کے لئے دو سری بار وَادِی الْقُرَیٰ کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بعض کفار کو قتل کر دیا اور کئی ایک کو قید کر لیا۔

قیدیوں میں سے اُمّ قُرَفَہ: ق + ر + ف + ہ۔ بھی تھی جس کا نام فَاطِمَہ بنت رَبِیعَہ بن بَدْر بن حذیفہ تھا۔ اپنی قوم کے باعزت افراد میں سے تھی۔ حتیٰ کہ اس کی عزت کے متعلق یہ کہاوت استعمال کی جاتی ہے۔

لَوْ کُنْتَ اَعَزَّ مِنْ اُمِّ قُرَفَہ (اگرچہ توام قُرَفَہ سے زیادہ باعزت ہے) اس کے گھر میں پچاس ایسی تلواریں معلق تھیں جن کے مالک کَلَالَہ فوت ہوئے۔ (یعنی بوقت وفات نہ ان کا باپ زندہ تھا اور نہ ہی اولاد میں سے کوئی باقی تھا) اور وہ اس کے محرم رشتہ دار تھے۔ اس کے بارہ بیٹے تھے۔

(۱۵) سَرِیہ حضرت عَبْدُ اللہ بن عَتِیک رضی اللہ عنہ

ابن سعد کے قول کے مطابق رَمَضان المبارک ۶۱ ہجری میں حضرت عَبْدُ اللہ بن عَتِیک رضی اللہ عنہ انصاری رضی اللہ عنہ کو پانچ یا سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں اَبُو رَافِعِ یہودی کی جانب بھیجا گیا۔

علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اَلْفِیۃ میں اس مہم کو پہلے ذکر فرمایا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ۵/ھ یا ۴/ھ کے ذی الحجہ کے مہینہ میں یہ مہم روانہ کی گئی۔

ایک قول کے مطابق غَزْوۃ اُحُد سے قبل رجب ۴/ھ میں یہ دستہ روانہ ہوا۔ اَبُو رَافِعِ یہودی کا نام سَلَام بن اَبی الْحَقِیق تھا۔

رَافِعِ قول کے مطابق سَلَام لام کی تشدید کے ساتھ ہے۔ حَقِیق تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے۔

یہ یہودی خیبر کے قریب حِجَاز کے علاقہ میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتا

تھا (اور حملہ کے لئے) مختلف گروہ جمع کر رہا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اسے راتوں رات چھپ کر قتل کر دیا اس کے قتل کا قصہ صحیح بخاری وغیرہ میں تفصیل سے مذکور ہے۔

(۱۶) سَریہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

اسی سال اور بقول دیگر (اس سے اگلے سال یعنی) ۷/ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت، خیبر میں اُسیر لے بن رزام یہودی کی جانب بھیجا۔ اُسیر: اُ + س + ی + ر تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے۔

اس دستہ میں حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ (جو اس سے قبل مذکور سَریہ کے کمانڈر تھے) اور حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

انہوں نے اس یہودی سے آکر کہا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تمہیں اپنے پاس بلانے کے لئے بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں خیبر کا عامل مقرر فرمانا چاہتے ہیں، اور تمہارے ساتھ نیک سلوک کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اُسیر نے بھی اس میں رغبت کا اظہار کیا اور مسلمانوں کے ساتھ چل پڑا۔ تیس یہودی بھی اس کے ساتھ ہوئے۔ دورانِ راہ یہودی مسلمانوں سے دشمنی اور بد عہدی کرنے لگے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ نے اُسیر کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھی مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ ان سب کو مسلمانوں نے واصلِ جہنم کر دیا۔ صرف ایک یہودی بچا جو بھاگ گیا۔ مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

(۱۷) سَریہ حضرت کُرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ

اس سَریہ کی روانگی میں اختلاف ہے۔ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل مختلف اقوال ہیں:

۱۔ شوال ۶/ھ ۲۔ جمادی الآخرہ ۶/ھ ۳۔ ذی الحجہ ۶/ھ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کُرز بن جابر کو عُکُل اور عُرَیْنہ قبیلوں کی سرزنش کے لئے روانہ فرمایا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عُرَیْنِین کی گوشالی پر مقرر فرمایا گیا اس نسبت میں عُرَیْنہ قبیلہ

لے سیرت ابن ہشام میں اس یہودی کا نام یُسَیر بن رزام درج ہے۔

کی کثرت کا لحاظ کر کے ہم کو اس کی جانب منسوب کر دیا گیا۔ کیوں کہ اس مہم کا ہدف دونوں قبیلوں کے افراد تھے۔ بعض ان میں عکَل سے تعلق رکھتے تھے اور بعض عُرَیْہَہ قبیلہ سے۔ ان کی تعداد آٹھ تھی۔ یہ وہی تھے جو بارگلوہ نبوی میں حاضر ہوئے، ایمان قبول کیا، مدینہ منورہ میں رہے پھر وہاں سے آپ ﷺ کے حکم سے صدقہ کے مویشیوں کے پاس آٹھرے۔ وہاں انہوں نے نبی اطہر ﷺ کے خادم چرواہے کو شہید کر دیا جس کا نام حضرت یسار رضی اللہ عنہ تھا اور اونٹ ہانک کر چل دیئے۔

حضور مدنی تاجدار ﷺ نے حضرت کُرَیْضَہ رضی اللہ عنہ کو بیس سواروں کے ہمراہ انکے تعاقب میں بھیجا۔ مسلمانوں نے انہیں پکڑ لیا اور بارگلوہ نبوت میں پیش کر دیا۔ انکے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
 اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ (المائدہ: ۳۳)

بلاشبہ ان لوگوں کی سزا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ہے، کہ انہیں چن چن کر قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مختلف طرفوں سے کاٹے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ تو ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے (اس سے بھی) بڑی سزا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دیئے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں اور سیاہ پتھروں پر انہیں پھینک دیا وہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔

(۱۸) بَعَثَ حَضْرَتَ عَمْرُو بْنِ اُمَيَّةَ ضَمَرِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت محبوب کردگار ﷺ نے، اسی سال، حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو، مکہ مکرمہ میں، ابوسفیان کو اس کے کرتوت کے بدلے میں، بحالت غفلت قتل کرنے کے لئے بھیجا۔

اس سے قبل ابوسفیان نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو چپکے سے قتل کرنے کے لئے ایک شخص کو بھیجا تھا۔

ابوسفیان نے ایک اعرابی کو حضور سرور کائنات ﷺ کو شہید کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے روانہ کیا۔ اسے سواری کے لئے اونٹ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

حضرت عمرو مکرہ میں پہنچے ابوسفیان تو قابو میں نہ آسکا لیکن مکہ مکرہ سے باہر دو کافر قابو میں آگئے آپ نے دونوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک عمرو بن عبید اللہ بن مالک قرشی تھی تھا اور دو سرابنی دہل سے تھا۔

زاں بعد آپ ان دو آدمیوں سے ملے جنہیں قریش نے مدینہ منورہ (جاسوسی) کے لئے بھیجا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو قیدی بنا لیا اور مدینہ منورہ لے آئے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ کے کلام سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر سر یہ عرین کے بعد بھیجا گیا۔ مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی قدس سرہ نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ اور یہ بھی اضافہ فرمایا کہ یہ مہم غزوہ حدیبیہ سے پہلے بھیجی گئی۔ لہٰذا ان صراحتوں کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو جمادی الآخرہ اور ۸ھ ذی قعدہ کے درمیان بھیجا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشی)

اور سفر کے لئے خرچ مہیا کیا۔ وہ مدینہ منورہ پہنچا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا اور فرمایا یہ دھوکے کے ارادہ سے آیا ہے حضرت اسید بن خثیر رضی اللہ عنہ نے اس کے تہند کے کونے سے پکڑ کر کھینچا تو خنجر برآمد ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے زندگی کی آمان طلب کی آپ ﷺ نے اسے آمان دے دی تو اس نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ مواہب لدنیہ مع شرح زر قانی جلد ۲ صفحہ ۱۷۸

لہٰذا بنی دہل کا یہ آدمی یہ شعر گا رہا تھا۔ وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا + وَلَسْتُ اَدِينُ دِينَ الْمُسْلِمِينَ۔ (جب تک میری زندگی ہے میں اسلام قبول نہ کروں گا اور نہ ہی مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا۔)

لہٰذا علاقہ قسطلانی رحمہ اللہ نے اس مہم کے متصل بعد غزوہ حدیبیہ کا ذکر فرمایا ہے۔

۷ / ہجری کے سَرایا

(۱) سَرِیَّہ حضرت ابان بن سَعِید رضی اللہ عنہ

حضرت ابان بن سَعِید بن عاص بن اُمَیَہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یہ مہم نجد کی جانب بھیجی گئی۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے غزوہ خیبر کی جانب کوچ سے پہلے یہ مہم مدینہ منورہ سے روانہ فرمائی جو چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہما پر مشتمل تھی۔

جب آپ ﷺ غزوہ خیبر سے فارغ ہو چکے تو یہ دستہ خیبر کے مقام پر ہی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے خیبر کی غنیمت کے حصہ داروں میں ان کو شامل نہ فرمایا بلکہ اس کے مال غنیمت سے عطیہ کے طور پر کچھ عطا فرما دیا۔ اس دستہ کی واپسی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے ساتھ ہی ہوئی جو اپنے قبیلہ بنی دؤس کے افراد سمیت یمن سے حاضر ہوئے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بارگاہ نبوی میں خیبر کے مقام پر فتح کے بعد حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا حصہ بھی عطا فرمائیے تو سَعِید بن عاص کے ایک بیٹے جو کہ حضرت ابان رضی اللہ عنہ تھے، نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان کو حصہ عطا نہ فرمائیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر میں نے عرض کیا۔ یہ ابن قَوَقل لہ کا قاتل ہے۔ جواب میں حضرت ابان رضی اللہ عنہ گویا ہوئے۔ عجیب بات ہے کہ دَبْر (نامی ایک جانور جو بلی کا ہم شکل لیکن جسم میں اس سے چھوٹا ہوتا ہے) یمن کے علاقہ کے پہاڑ ضان کی چوٹی سے اتر آیا ہے اور مجھے ایک مسلمان کے قتل کا الزام دیتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے میرے ہاتھوں سے عزت عطا فرمائی۔ (شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا) اور مجھے اس کے

لہ ابن قَوَقل کا نام حضرت نُعمان بن ثَعْلَبَہ رضی اللہ عنہ تھا۔ ثَعْلَبَہ کو قَوَقل بھی کہتے تھے۔ اس لئے حضرت نُعمان رضی اللہ عنہ ابن قَوَقل کے نام سے مشہور تھے۔ قَوَقل ہر دو قاف کے زیر اور واؤ کی جزم کے ساتھ ہے۔ حضرت نُعمان بن ثَعْلَبَہ رضی اللہ عنہ بَدْر و اُحُد میں شریک ہوئے اُحُد میں ابان بن سَعِید کے ہاتھوں شہید ہوئے جو ابھی مشرف بایمان نہ ہوئے تھے۔ عمدۃ القاری للبحینی جلد ۱ ص ۲۵۶ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

ہاتھوں سے رسوا نہ کیا (اگر وہ مجھے بحالت کفر قتل کر دیتے تو میں دنیا و آخرت میں رسوا ہوتا)۔ لہ

(۲) سَرِیۃ حضرت فَارُوقِ اعْظَمِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

اس سال شعبان کے مہینے میں حضرت عُمَر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو تَرْبَہ کی مہم پر بھیجا گیا۔

تَرْبَہ (ت + ر + ب + ہ) یعنی تاکی پیش راء کی زبر اس کے بعد ب اور آخر میں تائے تانیث کے ساتھ مکہ معظمہ کے قریب ایک وادی کا نام ہے مکہ مکرمہ سے اس کا فاصلہ دو روز کی مسافت ہے۔ حَوَازِن قبیلہ کے باقی ماندہ کفار وہاں مقیم تھے۔

حضرت عُمَر فَارُوقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تیس سواروں کی ہمراہی میں اس مہم پر روانہ ہوئے۔ جب دشمن کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی تو بھاگ نکلے۔

حضرت عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو جنگ کی نوبت نہ آئی اور مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔

(۳) سَرِیۃ حضرت صَدِیقِ اکْبَرِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

ماہ شعبان میں اسی سال امیر المومنین حضرت اَبُو بَکْرِ صَدِیقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو وادی القریٰ کے قریب نجد میں بنی کلاب کی جانب مہم پر بھیجا گیا۔

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے مشرکین کے بعض افراد کو جہنم رسید فرمایا اور بعض کو پکڑ کر قیدی بنا لیا اور مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

(۴) سَرِیۃ حضرت بَشِیر بن سَعْدِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

اسی شعبان میں حضرت بَشِیر بن سَعْدِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی سربراہی میں ایک دستہ بَنُو مِرَّہ سے قتال کے لئے فِذَک بھیجا گیا۔

نبی پاک ﷺ نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو تیس سواروں کے ہمراہ روانہ فرمایا جن میں حضرت اُسَامَہ بن زَیدِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت اَبُو مَسْعُودِ عَبدِ رَی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت کَعْب بن عَجْرَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ شامل تھے۔

لہ یہ حضرت اَبان بن سَعْدِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت اَبُو ہُرَیْرَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی معاصرانہ نوک جھونک تھی۔ دونوں غزوہ خیبر میں شریک نہ ہو سکے لیکن فتح خیبر کے بعد لشکر اسلام میں وہیں پہنچ گئے ابھی غنیمت کا مال تقسیم نہ ہوا تھا جب مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو ہر دو کی خواہش تھی کہ حضور ﷺ کرم فرما کر حصہ عطا فرمادیں۔

مسلمانوں کو سخت جگہ کا سامنا کرنا پڑا (لیکن اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی) بھیڑ بکریاں غنیمت کے طور پر حاصل کر کے مدینہ طیبہ کی جانب لوٹ آئے۔

علامہ سید جمال الدین رحمہ اللہ نے رَوْنَةُ الْأَحْبَاب میں اس کے خلاف تحریر فرمایا ہے۔ کہ ”حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کے سارے ساتھی شہید ہو گئے۔ خود وہ بھی زخمی ہو گئے۔ لیکن وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت عالیہ میں پہنچ گئے اس پر ۸/۵ھ کو آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں کی ایک جماعت کو بَنُو مُزَہ کی سرکوبی کے لئے مقرر فرمایا۔ وہ جماعت وہاں پہنچی انہوں نے مسلمانوں کی شہادت کا بدلہ چکا دیا ان سے جنگ کی اور غنیمت کا مال حاصل کیا۔“

(۵) سَرِيَّةُ حَضْرَتِ غَالِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ماہ رَمَضَانَ المبارک میں بنی عُوَال سے اور بنی عَبْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ کے قبائل جو مِيفَہ میں مقیم تھے، کی جانب حضرت غَالِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو ایک سو تیس افراد کا میر لشکر مقرر کر کے بھیجا گیا۔

مِيفَہ (م + ی + ف + ہ) یعنی میم کی زیر، یاء کے سکون، فاء کی زیر اور آخر میں تا کے ساتھ، ایک وادی کا نام ہے جو بَطْنِ نَخْل سے پرے، تھوڑا سا نقرہ کی جانب، نَجْد کے قریب ہے۔ مدینہ طیبہ سے اس کا فاصلہ آٹھ برید ہے۔ (ایک برید: ۱۲ میل، منجد، کل فاصلہ ۹۶ میل)

اس لشکر میں حضرت اُسَامَہ بن زَيْد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بھی شامل تھے۔

کفار میں سے جو سامنے آیا مسلمانوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بھیڑیں بکریاں ہانک کر مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ کسی کافر کو قیدی نہ بنایا۔

(۶) سَرِيَّةُ حَضْرَتِ بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو تین سو افراد کا لشکر دے کر یَمَن اور جَبَار میں اقامت پذیر قبیلہ غطفان کی جانب بھیجا گیا۔

مسلمانوں کو غنیمت میں کثرت سے بکریاں ہاتھ لگیں۔ اس قبیلہ کے دو افراد قیدی ہوئے جن کے نام مذکور نہیں دونوں توفیق الہی سے ایمان لے آئے۔ مسلمانوں کا لشکر زالا بعد مدینہ طیبہ واپس آ گیا۔

یَمَن: ی + م + ن۔ یعنی یا اور میم کے زیر کے ساتھ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یا کی پیش کے ساتھ (ی + م + ن) ہے۔

اس کے تلفظ میں ایک روایت کی رو سے یا کی بجائے تانذ کو رہے۔ لیکن یہ تحریف ہے۔

جَبَّار (ج + ب + ا + ر) یعنی جیم پر زبر اور با تشدید کے بغیر ہے۔ یَمَن اور جَبَّار دونوں خیبر اور وادی
الْقُرَى کے قریب دو جگہوں کے نام ہیں۔ (یَمَن سے ملکِ یمن مراد نہیں۔)

(۷) سَرِیَّةُ حضرت اُخْرَم بن ابی العوجاء رضی اللہ عنہ

بَنی سُلَیْم (س + ل + ی + م) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ، کی سرکوبی کے لئے ذی الحجہ میں حضرت اُخْرَم
بن ابی العوجاء رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بھیجا۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار سے شدید جنگ کی جس میں حضرت اُخْرَم رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی سب جام
شہادت نوش فرما گئے۔

اکیلے حضرت اُخْرَم رضی اللہ عنہ واپس لوٹے اور یکم صفر ۸ھ کو مدینہ منورہ پہنچے۔

۸/ ہجری کے سرایا

(۱) سرّیہ غالب بن عبد اللہ لیشی رضی اللہ عنہ

صفر ۸ھ کو حضرت غالب بن عبد اللہ لیشی رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک دستہ بنی ملوح: (م + ل + و + ح) کی جانب بھیجا گیا۔

بنی ملوح، گدّید: (ک + د + ی + و) میں اقامت پذیر ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ مکہ معظمہ کے زیادہ قریب ہے کیوں کہ مکہ مکرمہ سے اس مقام کا فاصلہ بیالیس میل ہے۔ یہ جگہ عسّان اور قدید کے درمیان واقع ہے۔

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چودہ افراد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ فرمائے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کی تعداد اس سے زائد تھی۔

حضرت غالب رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی کفار پر غالب رہے۔ مشرکین کے تمام مرد مسلمانوں کی تلواروں کا لقمہ بنے اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ مسلمانوں نے چوپایوں اور بکریوں کو ہانک لیا اور مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

(۲) سرّیہ حضرت غالب بن عبد اللہ لیشی رضی اللہ عنہ

اسی مہینہ میں حضرت غالب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فدک میں (حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی شہادت گاہ) کی جانب روانہ کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے دو سو افراد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ فرمائے۔ مشرکین سے جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کو چوپائے اور بکریاں غنیمت میں ملے۔ چھوٹے بچوں کو قیدی بنا لیا گیا۔

غنیمت میں سے ہر غازی کو دس اونٹ یا اس کے برابر بکریاں ملیں۔ اس وقت ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا۔

(۳) سَرِیہ حضرت شُجَاع بن وَهَبؓ اَسَدِ تِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

اس سال ماہ ربیع الاول میں ہوازن قبیلہ کی شاخ، بنو عامر کی جانب حضرت شُجَاع بن وَهَبؓ کو بھیجا گیا۔

بنو عامر، سِیء میں مقیم تھے جو ذاتِ عرق سے آگے کی سمت واقع ہے۔ مدینہ طیبہ سے اس کا فاصلہ پانچ میل ہے۔

سِیء کا تلفظ: (س + ی + ء) یعنی سین پر زیر، یاء پر جزم اور آخر میں ہمزہ ہے۔ لہ

نبی اکرم ﷺ نے آپ ﷺ کے ہمراہ چوبیس افراد بھیجے۔

مسلمانوں کو کثیر تعداد میں اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ملیں۔ وہ انہیں ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔ ہر مجاہد کو پندرہ اونٹ حصہ میں آئے۔ اس موقع پر ایک اونٹ بیس بکریوں کے برابر قرار پایا۔

(۴) سَرِیہ کَعْب بن عُمَیْر غِفَارِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

حضرت کَعْب بن عُمَیْرؓ کی زیر قیادت پندرہ افراد پر مشتمل دستہ ذاتِ اَطْلَاح بھیجا گیا۔

ذاتِ اَطْلَاح، وادیِ الْقُرْیٰ سے آگے ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ کفار مسلمانوں پر غالب آگئے۔ تمام مجاہدین شہید ہو گئے۔ صرف ایک بچ نکلے جنہوں نے آکر نبی پاک ﷺ کو اطلاع دی۔

(۵) سَرِیہ مُوْتَہ

اس سال ماہ جُمادی الاولیٰ میں جنگِ مُوْتَہ پیش آئی۔

مُوْتَہ: (م + و + ت + ہ) یعنی میم پر پیش، واو پر جزم، ہمزہ کے بغیر ہے۔ اکثر علماء نے اس کا تلفظ یہی بیان فرمایا ہے۔ بعض علماء نے اسے ہمزہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حافظ سیلیؒ نے الروض الانفؒ میں اسی کو رائج قرار دیا ہے۔ اسے غَزْوۃ مُوْتَہ بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں مسلمانوں کے کثیر لشکر نے شرکت کی۔ اگرچہ حضور رسالت مآب ﷺ نے اس میں بنفسِ نفیس شرکت نہیں فرمائی۔

لہ زر قانی شرح المواہب اللدنیہ جلد: ۲ صفحہ ۲۶۶ میں صحاح، قاموس اور مَرَاوِد کے حوالہ سے سین کی زیر اور یاء کی تشدید کے ساتھ بھی تلفظ درج کیا گیا ہے۔

لہ الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۲۵۶۔

مُؤْتِہ ایک مشہور شہر ہے جو ملکِ شام میں دِمَشَق سے اس جانب بَلْقَاء کے مضافات میں واقع ہے۔ مُؤْتِہ، بیت المقدس سے دو دن کی مسافت پر اور مدینہ طیبہ سے اٹھائیس روز کے سفر پر واقع ہے۔ بَلْقَاء، دِمَشَق کے مضافات میں ایک ضلع کا نام ہے۔ جس میں قابل کاشت زمین اور آبادیاں کثیر تعداد میں ہیں۔ دِمَشَق سے یہ قبلہ کی جانب واقع ہے۔

اس لشکر اسلام کی امارت اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ نیز فرمایا اگر زید جامِ شہادت نوش کر جائیں تو تمہارے امیر جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اگر وہ بھی راہِ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کر دیں تو مسلمان اپنی رضامندی سے کسی شخص کو اپنا امیر بنالیں۔

اس سریت میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ لشکر ہرقل شہنشاہِ روم سے جنگ کے لئے روانہ فرمایا تھا۔

ہرقل اپنے ملک روم سے نکل کر ملک شام کے علاقہ بَلْقَاء میں آچکا تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے جنگ کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ مشرکوں کے لشکر کی تعداد دو لاکھ پچاس ہزار تھی۔

جب مسلمان اور کفار گتھم گتھا ہوئے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں تھاما۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سمیت دشمنوں سے شدید جنگ کی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو تھاما۔ مجاہدین سے مل کر کفار سے سخت جنگ فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش فرمادیا۔

زاں بعد جھنڈا حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی مسلمانوں کی معیت میں کفار پر تابڑ توڑ حملے کئے اور آخر کار شہید ہو گئے۔

اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی رضامندی سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنی قیادت سپرد کی۔ انہوں نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور مشرکین بھاگ نکلے۔

اس پر حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ خَالِدًا سَيْفٌ مِّنْ سَيُوفِ اللَّهِ۔

”بے شک خالد، اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔“

مسلمانوں سے صرف بارہ افراد شہید ہوئے جب کہ مشرکین سے لاتعداد جہنم کا ایندھن بنے۔ جن میں

کثیر تعداد میں ان کے سردار بھی شامل تھے۔ مجاہدین نے ان کا سامان لوٹ لیا اور غنیمت حاصل کی۔
یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کے لئے عظیم فتح تھی۔

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ - (الأنفال - ۱۰)

(مدد اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سے ہوتی ہے۔)

ورنہ مسلمانوں کی تعداد مشرکین کے مقابل میں ۱/۸۳ حصہ سے بھی کم تھی۔

(۶) سَرِيَّةُ حَضْرَتِ عَمْرِو بْنِ عَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اسی مہینہ یعنی جُمادى الاولیٰ میں حضرت عمرو بن عاص رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو ذاتِ سَلَاسِل کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو تین سو شیردل مجاہدین اور انصار کی کمان سپرد فرما کر مشرکین کے قبائل قضاہ، عامہ، لخم اور جَذَام کی سرزنش پر مقرر فرمایا۔

سَلَاسِل کے مقام پر مجاہدوں کا کفار سے آمنا سامنا ہوا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں وہ قتل ہوئے۔ غنیمت سمیت مسلمانوں کا لشکر واپس مدینہ منورہ آگیا۔

سَلَاسِل، قبیلہ جَذَام کے علاقہ میں ایک چشمے کا نام ہے جہاں وہ رہتے تھے یہ وادی القریٰ سے آگے مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ چونکہ لڑائی اس چشمہ کے قریب لڑی گئی اس لئے اسے سَرِيَّةُ ذَاتِ السَّلَاسِل کہتے ہیں۔

اس سَرِيَّة کے ذَاتِ السَّلَاسِل کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس صحرائے میں ریت (کے تودے) ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور وہ زنجیر کی طرح پاؤں کو چلنے سے روکتے ہیں۔ (سَلَاسِل کا معنی ہے زنجیریں) اس لئے اس جنگ کو ذَاتِ السَّلَاسِل کہا جاتا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو ایمان قبول کرنے کے تقریباً چارہ ماہ کے بعد ذَاتِ السَّلَاسِل کی مہم سپرد کی گئی جیسا کہ اس کا ذکر باب الحوادث میں ۸/ھ کے واقعات میں آ رہا ہے۔
جمہور علماء کا ارشاد ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صفر ۸/ھ کو مشرف بایمان ہوئے تھے۔

۱۔ مواہب لدنیہ میں ان کا نام عمرو بن عاصی (یا کے ساتھ) مذکور ہے۔ علامہ زر قانی نے فرمایا صحیح تلفظ یہی ہے اور جمہور علماء نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ جلد ۲/ صفحہ ۲۷۷۔

(۷) سَرِیہ حضرت اَبُو عُبَیْدَہ بن جَرَّاح رضی اللہ عنہ

اسی سال، ماہِ رجب میں حضرت اَبُو عُبَیْدَہ بن جَرَّاح رضی اللہ عنہ تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مہم پر روانہ ہوئے۔ ان کا ہدف قریش کا تجارتی قافلہ تھا۔ قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ کی طلب بھی ان کے ہدف کا حصہ تھا۔ مدینہ منورہ اور جہینہ کی اس شاخ کی اقامت گاہ کے درمیان پانچ راتوں کی مسافت تھی۔ یہ سَرِیہ، سَرِیہ خَبَط اور سَرِیہ سَیْفُ النُّحْرِ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

سَیْفُ النُّحْرِ سین کی زیر کے ساتھ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہم ساحل سمندر کی جانب روانہ کی گئی۔ سَیْفُ النُّحْرِ کا معنی ساحل سمندر ہے۔

سَرِیہ خَبَط کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خَبَط درخت کے ان پتوں کو کہتے ہیں جو چھڑی سے جھاڑے جائیں۔ اس مہم میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سامان خوراک ختم ہو گیا تو درختوں کے پتے لاثیوں سے جھاڑ کر کھانے لگے۔ جس کی وجہ سے ان کی باچھیں زخمی ہو گئیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کالہ سے ان کی خوراک کے لئے ایک مچھلی بھیج دی جسے سمندر نے اگل دیا تھا وہ جَسَامَت میں بہت بڑے پہاڑ جیسی تھی اسے غنبر کھا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پورا ایک ماہ اسے پیٹ بھر کر کھلایا جبکہ ان کی تعداد تین سو تھی۔ وہ خوب موٹے تازے ہو گئے اور ان کے بدنوں میں طاقت عود کر آئی۔ جب مدینہ منورہ کو انکی واپسی ہوئی تو اس کے گوشت کے خشک ٹکڑے اپنے ساتھ لیتے آئے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے بھی اس سے تناول فرمایا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا کہ علمائے سیرت نے اس سَرِیہ کو ۸/ھ کے سرایا میں شمار فرمایا ہے لیکن یہ محل نظر ہے۔ کیونکہ یہ سال صلح حدیبیہ کے زمانہ میں داخل ہے جو حضور نبی کریم ﷺ اور قریش کے درمیان طے پایا تھا۔

علامہ سید جمال الدین رحمہ اللہ نے رَوَضَةُ الْأَحْبَاب اور علامہ ولی عراقی رحمہ اللہ نے شرح تقریب میں اس کا جواب یوں دیا ہے کہ قریش نے اس وقت عہد توڑ دیا تھا اور صلح ختم کر دی تھی۔ یہ مہم ان کے معاہدہ توڑنے کے بعد فتح مکہ سے قبل روانہ کی گئی تھی۔

اسی سَرِیہ کے دوران حضرت اَبُو عُبَیْدَہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی کو زمین میں گاڑا جائے۔ پھر اس لشکر میں سب سے طویل القامت صحابی کو سب سے اونچے اونٹ پر سوار کیا اور انہیں اس کے قریب سے گزرنے کو کہا تو وہ پسلی کی ہڈی اس سوار کے سر سے اونچی تھی پھر وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر

گئے۔

بعض علماء نے فرمایا ان کا نام حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہے جو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ بلند قامت تھے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمراہیوں سے اس مچھلی کی آنکھ کے حلقے میں بیٹھنے کو کہا تو تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حلقہ میں بیٹھ گئے۔

(۸) سریرہ حضرت عمرو بن مرقہ جہنی رضی اللہ عنہ

اسی سال فتح مکہ سے پہلے حضرت عمرو بن مرقہ جہنی کو ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا۔ جو حضور سرور کائنات ﷺ کے چچا زاد تھے اور آپ ﷺ کے شدید دشمن تھے۔

حضرت عمرو بن مرقہ رضی اللہ عنہ جہینہ اور مزینہ قبائل کے افراد کو ہمراہ لے کر ابو سفیان بن حارث اور اس کے ساتھیوں کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ اس کے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے۔ ابو سفیان بن حارث بعد میں فتح مکہ کے دنوں میں مشرف بایمان ہو گئے۔

(۹) سریرہ ابو قتادہ بن حارث لہ ربیعہ رضی اللہ عنہ

اس سال، ماہ شعبان میں، حضرت ابو قتادہ بن حارث ربیعہ انصاری سلمی رضی اللہ عنہ کو بنی مخارب کے قبیلہ غطفان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔

یہ قبیلہ خضرہ میں رہتا تھا جو نجد کے علاقہ میں بنی مخارب کا وطن تھا۔

خضرہ کا تلفظ خ + ض + ز + ہ یعنی خا پر زیر ضا پر زیر پھر راء پر زیر ہے۔

بعض علماء کے نزدیک اس کا تلفظ خ + ض + ز + ہ یعنی خاء پر پیش اور ضا پر جزم کے ساتھ ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سولہ افراد روانہ فرمائے۔ مشرکین کی بہت سی عورتیں اور بچے قیدی ہوئے (اور مال غنیمت میں) دو سو کے قریب اونٹ، بہت سی بکریاں اور دو ہزار بھیڑیں تھیں۔ خمس علیحدہ کرنے کے بعد انہیں مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر ایک کو تیرہ اونٹ حصہ آیا۔

لہ بذل القوہ کے متن میں نام اسی طرح تحریر ہے جو درست نہیں زر قانی شرح المواہب جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۲۴ الاصابہ میں انکا نام ابو قتادہ حرث بن ربیعہ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۷۳ میں ابو قتادہ بن ربیعہ درج ہے۔ لیکن الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ میں ہے کہ انکا مشہور نام حارث ہے۔ الغرض ابو قتادہ کا نام حرث یا حارث ہے اور باپ کا نام ربیعہ ہے۔

(۱۰) سَرِیہ حضرت اَبُو قَتَادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

فتح مکہ کے لئے روانگی سے پہلے، یکم رَمَضَانُ المبارک کو حضرت اَبُو قَتَادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو بَطْنِ اِصْم کی جانب ایک مہم پر ارسال کیا گیا۔

اِصْم مدینہ منورہ کے قریب ایک وادی یا پہاڑ کا نام ہے۔ مدینہ منورہ سے اس کا فاصلہ تین برد (ایک برد بارہ میل کے برابر کل فاصلہ ۳۶ میل) ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ہمراہ آٹھ افراد بھیجے۔ یہ مہم جنگ کے بغیر واپس آگئی۔ مگر حضرت اَبُو قَتَادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ہمراہیوں میں سے محکم بن جثامہ یثربی نے قبیلہ اَشْجَع کے ایک آدمی حضرت عامر بن اَصْبَط رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو قتل کر دیا۔ جس کا ذکر غزوات اور سَرِیاء کے بعد واقعات کے باب میں انشاء اللہ آئے گا۔ ۱۰

(۱۱) سَرِیہ حضرت اُسَامَہ بن زَید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

رَمَضَانُ المبارک میں ہی حضرت اُسَامَہ بن زَید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو قبیلہ جُہَنَہ کے حرقات کی جانب بھیجا گیا۔

اسی سرِیہ میں حضرت اُسَامَہ بن زَید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی مڈبھیڑ مشرکین میں سے ایک شخص سے ہو گئی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اس پر تلوار سونت لی مشرک لا الہ الا اللہ پڑھنے لگا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اسے قتل کر دیا۔

جب یہ مہم واپس مدینہ طیبہ پہنچی حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت اُسَامَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے فرمایا تو لا الہ الا اللہ سے کیا کرتا رہا۔ انہوں نے عرض کیا میں نے اس پر اپنی تلوار تان لی تو اس نے ڈر کے مارے لا الہ الا اللہ پڑھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا آپ نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔

(۱۲) سَرِیہ سَعْد بن زَید اَشْجَعِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

فتح مکہ سے فراغت کے بعد رمضان المبارک کی ۲۴ تاریخ کو حضرت سَعْد بن زَید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو مَنَات بت مُسَمَّار کرنے کی غرض سے روانہ فرمایا۔ جو مُشَلَّل پر نصب تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور اسے منہدم فرما دیا۔

مُشَلَّل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین ایک پہاڑ ہے جس سے قُذُود کی جانب دھلوان ہے۔
مُشَلَّل: (م + ش + ل) یعنی میم پر پیش، شین کی زبر، پہلے لام کی تشدید کے ساتھ ہے۔

۱۰ یہ سَرِیہ فتح مکہ پر روانگی سے پہلے روانہ کیا گیا۔ تاکہ مسلمانوں کی فتح مکہ کے لئے تیاری اہل مکہ پر ظاہر نہ ہو وہ یہ سمجھیں کہ مسلمانوں کی توجہ ابھی تک دوسری جانب ہے۔

(۱۳) سَرِیَّہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

فتح مکہ سے فراغت کے بعد ۲۵ / رمضان المبارک عَزَّیٰ کو مُسَمَّار کرنے کی غرض سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

یہ نخلہ کے مقام پر نصب تھا۔ یہ مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب ایک رات کی مسافت پر واقع ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ تین سو اوروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور اسے مُسَمَّار فرمادیا۔

(۱۴) سَرِیَّہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

یہ مہم بھی فتح مکہ سے فراغت کے بعد رَمَضَانَ الْمُبَارَك میں روانہ کی گئی۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سَوَاع کو گرانے پر مامور فرمایا۔ جو بنی ہَٰذِل کا معبود تھا اور رُہَاط میں نصب تھا۔ رُہَاط (راء پر پیش کے ساتھ) ساحل سمندر کی جانب ایک قصبہ کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ نے اسے منہدم فرمادیا۔

ہمیں اس مہم کی روانگی کے دن اور اس میں شامل افراد کی تعداد کہیں سے معلوم نہیں ہو سکی۔

(۱۵) سَرِیَّہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

مکہ مکرمہ کی فتح کے بعد اور غَزْوَةُ حُتَیْن کی جانب روانگی سے قبل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جُذَیْمَہ کی سرکوبی کی خاطر مقرر کیا گیا۔

بنی جُذَیْمَہ، کنانہ کا ایک قبیلہ تھا۔ جو یَمْلُکَم کے قریب مکہ مکرمہ سے نیچے ایک رات کی مسافت پر مقیم تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ساڑھے تین سو مہاجرین و انصار کے لشکر کے ساتھ بھیجا، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قید کر کے قتل کر دیا۔

اسی مہم کے دوران، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا گذر کچھ آدمیوں پر ہوا وہ مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ کر ”صَبَانَا صَبَانَا“ (ہم نے دین کو چھوڑ دیا۔ ہم نے دین کو ترک دیا) کہنے لگے وہ اچھی طرح سے ”اَسْلَمْنَا“ (ہم نے اسلام قبول کر لیا) نہ کہہ سکے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دیا۔

جب رحمۃ للعالمین ﷺ کو یہ خبر پہنچائی گئی تو آپ نے بارگاہِ صمدیت میں عرض کیا اے اللہ! جو کچھ خالد نے کیا میں اس سے بَرَأَت ظاہر کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین بار اسی طرح دعا فرمائی۔ زان بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے مال و اسباب واپس فرمادیئے اور ان کا خون بہا ادا فرمایا۔ یہاں تک کہ ان کے مال و اسباب اور خون بہا

سے کچھ بھی مسلمانوں کے ذمہ نہ رہا۔

(۱۶) سَرِیہ حضرت اَبُو عامر عُبَید بن سُلَیم رضی اللہ عنہ

غزوہ حُتَین اور غزوہ طَائف کے درمیانی عرصہ میں حضرت اَبُو عامر عُبَید بن سُلَیم بن حَضَارِ اشْعَرِی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اَوَطَاس کی جانب یہ مہم روانہ کی گئی۔

اس مہم کے قائد حضرت اَبُو عامر عُبَید رضی اللہ عنہ حضرت اَبُو مُوسٰی اشْعَرِی رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ نبی پاک ﷺ نے یہ مہم غزوہ حُتَین کے بعد اس سے بھاگنے والے کفار کی تلاش میں اِرسال فرمائی۔ اَوَطَاس، ہَوَازِن قبیلہ کے علاقہ میں ایک وادی کا نام ہے۔

حضرت اَبُو عامر رضی اللہ عنہ کی مڈ بھڑ درید بن مہ سے ہوئی وہ واصل جہنم ہوا اور اس کے ساتھی فرار ہو گئے۔ مسلمانوں کو مال و دولت لونڈیاں اور غلام غنیمت میں ہاتھ آئے۔

اسی سَرِیہ میں حضرت اَبُو عامر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ آپ کے گھٹنے میں ایک تیر پیوست ہو گیا جسے ایک جشمی آدمی نے چلایا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ تیر سلمہ بن درید بن مہ نے پھینکا۔

حضور رسالت ﷺ نے حضرت اَبُو عامر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مَغْفِرَت فرمائی اور فرمایا۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدِ ابْنِ عَامِرٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ۔
(اے اللہ ابو عامر عبید کی مغفرت فرما اور اپنے کثیر بندوں سے اس کے درجات بلند فرما۔)

اسی سَرِیہ میں حضرت اَبُو مُوسٰی رضی اللہ عنہ نے اس جشمی آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جس نے (اپنے تیر سے) حضرت اَبُو عامر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

(۱۷) سَرِیہ حضرت طُفَیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

اسی سال، ماہ شَوَّال میں، حُتَین اور طَائف کے غزوات کی درمیانی مدت میں، حضرت طُفَیل بن عمرو دُکَلِی رضی اللہ عنہ کو ذی الکَفَیْن بت کو گرانے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ لکڑی کا بنا ہوا بت تھا جو بنی دُوس کا معبود تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اسے منہدم فرما کر جلا ڈالا۔ اے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کے طَائف تشریف لانے کے چار روز بعد یہ دستہ دربار نبوی میں باریاب ہوا۔

اے آگ کے سپرد کرتے وقت آپ کی زبان پر یہ اشعار تھے۔ یَا ذَا الْکَفَیْن لَسْتُ مِنْ عِبَادِکَ + مِیْلَادُنَا اَقْدَمُ مِنْ مِیْلَادِکَ + اِنِّیْ حَسْبُ النَّارِ فِیْ فُؤَادِکَ۔
(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۱۸) سَرِیَّہ حضرت قیس بن اسد رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ جب جُعرانہ سے واپس تشریف فرما ہوئے تو چار سواروں کے ہمراہ حضرت قیس بن اسد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو صد آء کی جانب بھیجا۔

صد آء: صُ + دَ + آ + ء۔ یعنی صاد پر پیش اور (دال پر) مد کے ساتھ ایک عربی قبیلہ کا نام ہے جو یمن کے قریب رہتا تھا۔ اس قبیلہ کے لوگ دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کر لیا۔

(۱۹) سَرِیَّہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

ماہ ذی قعدہ میں، جب حضور رسول اکرم ﷺ غزوۂ طائف سے واپس تشریف لائے اور جُعرانہ کے مقام پر مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو چکے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمن کے ایک قبیلے ہمدان کی جانب روانہ فرمایا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس قبیلہ میں پہنچے اور چھ ماہ تک ان میں مقیم رہے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے رہے لیکن وہ نہ مانے اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اُن سے کچھ قیدی بنائے (اور واپسی کی راہ لی)۔

پھر نبی پاک ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا۔ انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے واپس قبیلہ کی جانب چلنے کی فرمائش کی۔ جب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم وہاں پہنچے تو سارا قبیلہ حلقۂ ایمان میں داخل ہو گیا اور اطاعت اختیار کر لی۔

اسی سَرِیَّہ کے دوران حضرت بُریدہ بن حصیب اُسلمی رضی اللہ عنہ کو حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عداوت پیدا ہو گئی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لونڈیوں میں سے ایک لونڈی اپنے لئے انتخاب فرمائی جو

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

(۱) اے ذوالکفین میں تیرا بُجاری نہیں ہوں ہم (انسان) تجھ سے پہلے دنیا میں پیدا ہوئے۔ میں نے تیرے دل میں آگ لگا دی ہے۔

زر قانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۸۴۔ طبقات ابن سعد (اردو) جلد ۱ صفحہ ۴۹۶

لہ مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زر قانی جلد ۳ صفحہ ۴۲ میں ان کا نام قیس بن سعد درج ہے۔

ان تمام میں سے بہترین تھی اور اس سے خلوت بھی فرمائی۔ حضرت بُرَیْدہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے یہ خیال کر لیا کہ انہوں نے غنیمت کے مال میں خیانت کی ہے جب یہ دستہ واپس مدینہ منورہ آیا تو یہ صورتِ احوال بارگاہِ نبوی میں عرض کی گئی۔ اس پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے بُرَیْدہ! علی کی عیب چینی نہ کرو کیوں کہ میں اسی سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔ اگر تو (اس واقعہ سے پہلے) اس سے محبت کرتا تھا تو اب اپنی محبت میں اضافہ کرو۔

حضرت بُرَیْدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد لوگوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی میرے نزدیک محبوب نہ تھا۔

علامہ شامی قدس سرہ العزیز سیرت ابن اسحاق سے نقل کر کے اپنی سیرت میں تحریر فرماتے ہیں۔
”قیامِ یمن کے دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دو مہمیں سرانجام دیں۔ جن میں سے پہلی یہی ہے جس کا ذکر ابھی ہوا اور جس مہم کا ذکر ۱۰ھ میں آ رہا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری مہم تھی۔“

۹/ ہجری کے سرایا

(۱) سرریہ حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ

اس سال محرم الحرام کے مہینہ میں بنی ہتمیم قبیلہ کی سرکوبی کی خاطر، حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک دستہ ارسال کیا گیا۔ بنو ہتمیم مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین ”سُقیا“ کے مقام پر فروکش تھے۔ ضلع فرع میں سُقیا ایک قصبہ ہے۔ اس کے اور ضلع فرع کے اس حصے کے درمیان جو جُحفہ سے متصل ہے، سترہ میل کا فاصلہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے آپ ﷺ کو قبائل عرب کے پچاس سواروں کے ہمراہ مہم پر روانہ فرمایا جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصاری۔

مسلمانوں کے دستہ نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور گیارہ مردوں، اکیس عورتوں اور تیس بچوں کو قیدی بنالیا۔

(۲) سریہ حضرت عبد اللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ

اسی سال، یکم صفر المظفر کو بنو خاریثہ بن عمرو قبیلہ کو دعوت اسلام دینے کی مہم پر حضرت عبد اللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں عقل کے زائل ہونے کی بددعا مانگی۔ اس بددعا کے نتیجہ میں آج تک ان کے جسموں پر کچپی طاری رہتی ہے اور وہ بے سمجھ ہیں۔ ان کا کلام گڈمڈ ہوتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ لہ

(۳) سرریہ قطبہ بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ

صفر ہی کے مہینہ میں حضرت قطبہ (ق + ط + ب + ہ) بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ کو خُشعم کی جانب مہم

لہ واقدی کہتے ہیں میں نے اس قبیلہ کے بعض افراد کو دیکھا وہ اچھی طرح سے گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ زرقانی علی المواہب

جلد ۳ صفحہ ۴۸ المغازی للواقدي جلد ۲ صفحہ ۹۸۳

پر ارسال فرمایا گیا۔ خَشْمُ بَيْشَہ کے قریب آباد تھے۔ جو تَبَالہ کے قریب ایک مقام ہے تَبَالہ، یمن کی سرزمین پر قلعہ سے محصور ایک شہر کا نام ہے۔

بَيْشَہ کا تلفظ ب + ی + ش + ہ۔ یعنی باء کی زیر، یاء کے سکون اور شین کے زیر کے ساتھ ہے۔

تَبَالہ، تاء کی زیر اور باء کی تشدید کے بغیر ہے۔ ت + ب + ا + ل + ہ

نبی کریم ﷺ نے ان کے ہمراہ بیس آدمی بھیجے۔ مسلمانوں کے ساتھ انہوں نے جنگ کی۔ مسلمانوں کو غنیمت میں اونٹ، بکریاں اور لونڈیاں ملیں۔ خَمْس (۱/۵) نکالنے کے بعد ہر غازی کو چار اونٹ حصہ میں آئے اس مہم میں ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا۔

(۴) سَرِیۃ حضرت خُثَّاک بن سُفْیَانِ کَلَابِیؓ

ماہ صفر میں ہی حضرت خُثَّاک بن سُفْیَانِ کَلَابِیؓ کو قُرطَاء میں سے بَنِی کَلَاب کی جانب بھیجا گیا۔ جو بَنِی بکر اور پھر بَنِی عُقَیْد بن کَلَاب کے قبیلہ کی ایک شاخ تھی۔

قُرطَاء: ق + ر + ط + آ + ء یعنی قاف کی پیش، راء کی زیر، پھر طاء کے بعد الف ممدود کے ساتھ ہے۔

حضرت خُثَّاک بن سُفْیَانِؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ان سے لڑائی کی دشمن بھاگ گئے اور مسلمانوں کو غنیمت کا مال ملا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ مہم ربیع الاول میں بھیجی گئی لیکن کچھ علمائے سیرت ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ۸ھ کے آخر میں روانہ کی گئی۔

(۵) سَرِیۃ حضرت عَلَقْمَہ بن مُجَرِّز مَذْحِجِیؓ

اس سال ماہ ربیع الآخر میں، حبشہ سے کچھ لوگ مکہ معظمہ کے قریب جُدہ کے ساحل کی جانب آئے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت عَلَقْمَہؓ کو تین سو افراد کے ساتھ ان کی جانب بھیجا۔ مسلمانوں کا لشکر جب ان کے پاس پہنچا تو وہ بھاگ نکلے اس طرح جنگ کی نوبت نہ آئی۔

مُجَرِّز، میم کی پیش، جیم کی زیر، پہلی زاء کی تشدید اور زیر کے ساتھ ہے۔ یعنی مُجَرِّز: م + ج - ز + ل

۱۔ متن بذل القوہ میں مجز یعنی آخر میں راء اس سے ما قبل زاء لیکن یہ درست نہیں سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۳۱۷، ۳۱۸ میں یہ نام چھ دفعہ درج ہے۔ تمام مقامات پر مجز یعنی آخر میں دو زاء کے ساتھ درج ہے۔

(۶) سَرِیَّہ حضرت عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجْہُہُ الْکَرِیْم

اسی سال ربیع الاخر میں امیرالمومنین حضرت عَلِیُّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنی طے کی جانب روانہ فرمایا گیا تاکہ فلس بت کو مسمار کر دیں۔

فلس: ف + ل + س۔ یعنی فا کے پیش، لام کے سکون کے ساتھ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ ف + ل + س یعنی فاء اور لام ہر دو کے پیش کے ساتھ ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ ف + ل + س یعنی فاء کی زیر اور لام کے سکون کے ساتھ ہے۔

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ڈیڑھ سو افراد روانہ فرمائے۔

ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجے جانے والے افراد کی تعداد دو سو تھی۔ ۱۵

مسلمانوں کے لشکر نے بت کو توڑ دیا۔ اونٹ، بکریاں، لونڈیاں اور دیگر مال و اسباب غنیمت میں ملا۔

غنیمت کے اس مال میں دو تلواریں بھی تھیں جن میں ایک نام مخْذَم تھا۔ مخْذَم: م + خ + ذ + م یعنی میم کی زیر، خاء کے سکون، اور ذال کے زیر کے ساتھ اور دو سری تلوار کا نام رُسُوب تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ دونوں تلواریں اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتخاب فرمائیں۔ چنانچہ یہ تلواریں، جنگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہیں۔

قیدی عورتوں میں سَفَانہ بھی تھیں۔

سَفَانہ کا تلفظ س + ف + ا + ن + ہ یعنی سین پر زیر، فا پر تشدید (اور زیر پھر الف، زاء بعد نون پر زیر اور آخر میں ہا) کے ساتھ ہے۔

یہ مشہور زمانہ سخی حاتم بن عبداللہ طائی کی بیٹی اور حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک آبائی مذہب نصرانیت پر قائم تھے طبری اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۴۴۶) بھاگ کر شام چلے گئے تھے۔

حضرت سَفَانہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کر لیا اور بارگاہ نبوی میں عرض پرداز ہوئیں کہ مجھ پر احسان فرمائیں اور قبیلہ کی تمام قیدی عورتوں کو رہا فرمادیں۔ جن کی تعداد نو سو تھی۔

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان پر احسان فرمایا اور سب کو آزاد فرما دیا وہ اپنے قبیلہ میں واپس آ گئیں اور اپنے بھائی عدی کو اسلام لانے کی ترغیب دلانے کے لئے خط تحریر کیا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ ۱۰ھ کو بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا ذکر تیسرے باب کی ۱۰ھ کے واقعات کی فصل میں آرہا ہے۔

(۷) سرّیہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

ربیع الثانی میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو جبّاب کی جانب مہم پر روانہ کیا گیا۔

جبّاب: ج + ب + ا + ب۔ یعنی جیم کی زیر، پہلی باء تشدید کے بغیر، پھر الف اور آخر میں باء ہے۔ جبّاب دو قبیلوں کی ملکیت علاقہ تھا جو قُضَاعہ کی دو شاخیں تھیں۔

ان قبیلوں میں سے ایک کا نام بُؤْعُذْرَہ تھا اور دوسرے کا نام بُؤْیَلِی تھا۔

بُؤْعُذْرَہ: ع + ذ + ر + ہ یعنی عین پر پیش، ذال کے سکون کے ساتھ ہے۔

بُؤْیَلِی: ب + ل + ی یعنی باء کی زیر، لام کی زیر اور آخر میں یاء پر تشدید کے ساتھ اس کا تلفظ ہے۔

(۸) سرّیہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

نبی پاک ﷺ جب غزوہ تبوک پر تھے آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عیسائی حکمران اُکَیْدَر بن عبد الملک کی جانب روانہ فرمایا۔ اُکَیْدَر، اُکْدَر کی تصغیر ہے۔

اُکَیْدَر کے ایمان میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح قول جس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے یہ ہے کہ وہ بحالت کفر قتل ہوا تھا۔ ہر قلؑ سے یہ دُؤْمْتُ الْجَنْدَل کا حکمران اور عظیم بادشاہ تھا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سوار دے کر اس کی جانب روانہ فرمایا۔ اُکَیْدَر نے مسلمانوں سے دو ہزار اونٹوں، آٹھ سو اس جانوروں، چار سو زروں اور چار سو نیزوں پر صلح کی پیشکش کی جسے مسلمانوں نے قبول کر لیا۔

۱۔ عکاشہ کاف کی تشدید اور بغیر تشدید دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ حوالہ زر قانی علی المواہب جلد ۳/ صفحہ ۵۳

۲۔ ہر قل کا تلفظ ہا کے نیچے زیر، اور راء پر زبر اور قاف پر سکون کے ساتھ ہے۔ بعض علماء اسے ہا کی زیر، راء کی جزم اور قاف کی زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ زر قانی علی المواہب جلد ۳/ ۶۳

مسلمان اُکَیْدَر اور اس کے بھائی مُصَاد کو لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ مُصَاد، میم کے پیش اور صادر پر تشدید کے بغیر زبر کے ساتھ ہے۔ یعنی م + ص + ا + د

نبی کریم ﷺ نے دونوں کو جان کی امان دی اور انہیں امان کی تحریر عطا فرمائی۔

دُومَتُ الْجَنْدَل کا تلفظ اور اس کی وضاحت باب اول، فصل رابع (۵/ھ کے غزوات) میں گزر چکی ہے۔

(۹) سَرِیَّہ حضرت اَبُو سَفْیَان اور حضرت مُغِیْرَہ بن شُعْبَہ رضی اللہ عنہما

اس سال کے آخر میں حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت اَبُو سَفْیَان بن حَرْب رضی اللہ عنہ اور حضرت مُغِیْرَہ بن شُعْبَہ رضی اللہ عنہ کو لات کو مُسَمَّار کرنے کے لئے طائف کی جانب بھیجا۔

وہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچے اور اسے مُسَمَّار کر کے اس کے پتھروں کو الگ الگ ڈال دیا۔ وہاں جس قدر مال، سونا چاندی، زیورات کپڑے اور خوشبو تھی اس دستہ کے قبضہ میں آگئے اور انہوں نے اسے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے اسی روز اس دستہ کے مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔

(۱۰) بَعَثِ حضرت اَبُو مُوسٰی اشْعَرِی اور حضرت مُعَاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہما

اس سال کے آخر میں نبی کریم ﷺ نے حضرت اَبُو مُوسٰی اشْعَرِی رضی اللہ عنہ اور حضرت مُعَاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر مقرر کر کے بھیجا۔

یمن کے دو صوبے تھے۔ آپ ﷺ نے دونوں کو الگ الگ صوبے کی حکومت عطا فرمائی تھی۔ حضرت مُعَاذ رضی اللہ عنہ کا اوپر والے صوبے اور حضرت اَبُو مُوسٰی رضی اللہ عنہ کا نیچے والے صوبے پر تقرر ہوا۔

۱۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت مُعَاذ رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر سوار ہونے کا حکم دیا اور خود ایک میل تک ان کے ساتھ اَلْوَدَاع کہنے کے لئے پیدل ان کے کجاوہ کے سایہ میں چلتے رہے۔ ان کو فرمایا تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو جب ان کے پاس پہنچو تو انہیں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت کی دعوت دو اگر قبول کر لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ قبول کر لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے اُمراء سے وصول کر کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی پھر فرمایا خبردار زکوٰۃ میں ان کے نفیس مال کا تقاضا نہ کرنا۔ مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۰۰-۱۰۱

آپ ﷺ نے انہیں اَلْوَدَاع کہتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی:

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنْفِرَا۔

(آسانی کا برتاؤ کرنا، سختی نہ کرنا، لوگوں کو خوش رکھنا اور انہیں نفرت دلانے والا طرزِ عمل نہ اپنانا۔)

حضرت مُعَاذِ رَضِيَ اللہ عَنْہُ جب یمن پہنچے تو انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ آپ نے نماز میں سُورۃ نساء کی تلاوت کی۔ جب وَاتَّخَذَ اللہُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا (اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنا لیا) پر پہنچے تو لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کی مراد بر آئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ انہیں ۱۰ھ کے ربیع الثانی کے مہینہ میں بھیجا گیا تھا۔

۱۰ ہجری کے سرایا

(۱) بُعْثِ حَضْرَتِ اَبُو مُوسٰی اَشْعَرِیّی اور حَضْرَتِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلؓ

ابھی آپ نے پڑھا کہ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ حضرت اَبُو مُوسٰی اَشْعَرِیّیؓ اور حضرت مُعَاذِ بْنِ جَبَلؓ کو ربیع الثانی ۱۰ھ میں یمن کا عامل مقرر کر کے بھیجا گیا تھا۔

(۲) سَرِیّۃ حَضْرَتِ خَالِدِ بْنِ وَلَیْدٍؓ

اس سرِیّۃ کے زمانہ کے بارے میں اختلاف ہے۔

پہلا قول یہ ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں یہ مہم روانہ ہوئی۔

بعض علماء کے نزدیک ربیع الثانی میں یہ دستہ روانہ ہوا۔

اور بعض کے ارشاد کے مطابق یہ دستہ جُمَادِی الاولیٰ میں بھیجا گیا۔

الغرض حضرت خَالِدِ بْنِ وَلَیْدٍؓ کو بَنِی حَارِثِ بْنِ کَعْبِ کی شاخِ بَنِی مَدَان کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے اس قبیلہ کی اقامت گاہ، یمن کے علاقہ میں نَجْرَان میں بھیجا گیا۔

مَدَان: م + د + ا + ن۔ میم کی زبر کے ساتھ سَخَاب کے وزن پر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کی جانب سے اطاعت قبول کر کے ان کو اَمَن عطا کر دیا جائے اور بصورتِ انکار ان سے جنگ کی جائے۔

ارشادِ نبوی کے مطابق حضرت خَالِدِ بْنِ وَلَیْدٍؓ نے انہیں اسلام کی طرف دعوت دی انہوں نے دعوت قبول کر لی اور اسلام لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کی اطاعت کی پیشکش کو قبول فرمایا اور انہیں اَمَن عطا کر دیا۔

(۳) سَرِیّۃ حَضْرَتِ مِقْدَادِ بْنِ اَسْوَدٍؓ

اسی سال حضرت مِقْدَادِ بْنِ اَسْوَدٍؓ کو عرب کے کچھ لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ جب ان کے نزدیک پہنچے تو وہ بھاگ نکلے اور تترہتر ہو گئے۔ ان میں سے صرف ایک آدمی وہاں مقیم رہا جو بہت دولت مند تھا۔ وہ

لا الہ الا اللہ پڑھنے لگا۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ مجبور آدمی کا ایمان درست نہیں۔

جب وہ دستہ واپس دربار نبوی میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی اطلاع کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ان پر عتاب فرمایا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”اے مقداد! تو نے اس شخص کو قتل کر دیا جو لا الہ الا اللہ پڑھ رہا تھا؟ تو نے لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟“

ایک قول کے مطابق یہ آیت کریمہ اسی واقعہ پر نازل ہوئی:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا (النساء آیت ۹۳)
اے ایمان والو! جب تم زمین میں سفر اختیار کرو تو خوب جانچ پڑتال کر لیا کرو۔
بعض علماء کے نزدیک یہ آیت کریمہ حضرت مخلم بن جشم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری اس کا شان نزول باب سوم کی ۸/۵ کے واقعات کی فصل میں آرہا ہے۔
(۴) سیرتہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

رمضان المبارک میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دوسری بار یمن کی جانب روانہ کیا گیا۔ اس بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین سو سوار بھیجے تھے۔
حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر لوگوں کو دعوت اسلام دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنگ کی بیس افراد مقتول چھوڑ کر وہ میدان سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کو غنیمت کا مال ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے بہت جلدی سے وہ دعوت قبول کر لی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ جنگ سے روک لیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصہ ان میں قیام فرمایا تاکہ اسلام کے احکام کی انہیں تعلیم دیں اور قرآن مجید پڑھائیں۔ زان بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس آگئے اور حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو گئے۔

(۵) سریہ بجانب حضرت رَعِيَّہؓ

اسی سال ایک سریہ حضرت رَعِيَّہؓ کی جانب ارسال کیا گیا۔ یہ اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے دستہ نے ان کے سارے مویشی اہل و عیال اور مال و دولت چھین لئے۔ جب نبی کریم ﷺ ان سے حاصل کردہ سارا مال تقسیم فرما چکے تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایمان قبول کیا اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے اہل و عیال ان کو واپس لوٹا دیئے۔

رَعِيَّہ: ر + ع + ی + ہ۔ یعنی را کی زیر، عین کے سکون، یا کے زبر اور پھرتائے تانیث کے ساتھ ہے۔
رَعِيَّہ: (ر + ع + ی + م + ی) سین اور۔ حاور تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے۔

(۶) سریہ حضرت ابُو اَمَامَہؓ بَابِلِیؓ

حضرت ابوامامہؓ کا اسم گرامی صَدَّی بن عَجَلان ہے۔

صَدَّی: ص + د + ی۔ یعنی صاد پر پیش، دال پر زبر اور یا پر تشدید ہے۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے انہیں بَابِلَہ کی جانب روانہ فرمایا جو ان کی اپنی قوم تھی تاکہ انہیں اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیں۔ آپ ﷺ نے ان کو دعوتِ اسلام دی جو انہوں نے قبول کر لی اور ایمان لے آئے۔

۱۱/ ہجری کے سرایا

وضاحت: اس فصل میں ان تمام سرایا کا ذکر ہوگا جو اس سال نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات میں وقوع پذیر ہوئے، اور کچھ ذکر عہد صدیقی کی مہمات کا بھی ہوگا (کیوں کہ وہ عہد نبوی کی مہمات کا تہہ ہیں۔)

(۱) سریہ حضرت جریر بن عبد اللہ بنجلی رضی اللہ عنہ

اس سال، حضرت محبوب کبریاء ﷺ نے حضرت جریر بن عبد اللہ بنجلی رضی اللہ عنہ کو ذی الحلفہ کو مسہار کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

ذو الحلفہ یمن میں ایک بت خانہ تھا جس میں قبیلہ فہشم اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی قوم بنجیلہ کا معبود نصب تھا۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں موجود خانہ کعبہ کی عداوت میں اسے تعمیر کیا تھا تاکہ لوگوں کی توجہ خانہ کعبہ سے ہٹا کر اس کی جانب کر دیں۔ وہ اسے ”کعبۃ یمانیہ“ کہتے تھے اور خانہ کعبہ کو ”کعبۃ شامیہ“

ذو الحلفہ، خاء لام اور صاوتینوں پر زبر کے ساتھ ہے ان کے بعد تائے تانیث ہے۔ (جو وقف کے باعث ہا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔)

موہب لدنیہ کی شرح میں علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی یہ مہم حجۃ الوداع سے واپس مدینہ منورہ آکر روانہ فرمائی۔ یہ آپ ﷺ کے وصال مبارک سے تقریباً دو ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔

علامہ زرقانی رحمہ اللہ کی اس تصریح کے مطابق حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی اس مہم کی روانگی کا زمانہ محرم الحرام ۸ھ قرار پاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اس لشکر میں حضرت ابو اڑطاہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے مسہار کر کے آگ لگا دی کفار میں سے جو ہاتھ آیا اسے جہنم رسید کیا۔

پھر حضرت ابُو اَرْطَاهُ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوی میں فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے روانہ کر دیا۔ دربارِ نبوی میں پہنچ کر حضرت ابُو اَرْطَاهُ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے۔

یا رسول اللہ! (ہم نے اسے اکھاڑ کر نذر آتش کر دیا تھا۔) جب ہم وہاں سے چلے تو وہ خارش زدہ اونٹ کی مانند نظر آ رہا تھا۔

یہ سماعت فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہر دوڑ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحَسّ قبیلہ کے گھوڑوں اور آدمیوں کے حق میں پانچ مرتبہ دعائے برکت فرمائی۔

مہم سے فارغ ہو کر حضرت جَرِیر رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو لے کر واپس لوٹے۔ وہ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر پہنچی۔

(۲) سریہ حضرت عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت خَالِد بن سَعِید رضی اللہ عنہ

اسی سال یمن کی جانب حضرت عَلِیُّ ابن ابی طَالِب رضی اللہ عنہ اور حضرت خَالِد بن سَعِید رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ بوقتِ وداع ارشاد فرمایا:

”اگر تم مل کر چلو تو تم میں سے امیر ”علی“ ہوں گے اور اگر الگ ہو جاؤ تو تم میں سے ہر ایک امیر ہوگا۔ یہ دونوں جماعتیں یمن پہنچیں اور کچھ لوگ قیدی ہاتھ لگے۔

(۳) سریہ حضرت خَالِد بن وَلَید رضی اللہ عنہ

اسی سال نبی پاک صاحبِ لَوْلَاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خَالِد بن وَلَید رضی اللہ عنہ کو یمن میں قبیلہ خَشَم کی جانب روانہ فرمایا۔ جب حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو وہ سب بَجْدَہ ریز ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو تلواریں کا لقمہ بنا دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نصفِ دیت ادا فرمادی۔

(۴) سریہ حضرت اُسَامَہ بن زَید رضی اللہ عنہ

اُنْتِی (جو بَلْقَاء کے قریب شَراہ کے علاقہ اور ملک شام میں واقع ہے) میں مقیم لوگوں کی جانب حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یہ لشکر تیار کیا گیا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کا یہ سب سے آخری سریہ ہے۔

۴۶ صفر ہفتہ کے روز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے جنگ کی تیاری کا حکم

فرمایا۔ رومی اس وقت ملک شام پر قابض تھے۔ حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کل یعنی ۷۲ صفر بروز اتوار اس مہم پر روانہ ہو جائیں۔

۱۳۰ / صفر بدھ کی رات کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کا آغاز ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد سراور بخار لاحق

ہوا۔

جمعرات یکم ربیع الاول کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے ان کے لئے جھنڈا تیار فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مہاجرین و انصار کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے۔

انصار میں سے حضرت قتادہ بن نَعْمَان رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اَسْلَم رضی اللہ عنہ بن حریش رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لشکر اُسَامَہ کی روانگی کا بندوبست کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں رخصت فرمایا۔ حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ نے جُزف میں پڑاؤ ڈالا تاکہ لشکر وہاں اکٹھا ہو سکے۔

جُزف غابہ سے پچھے ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک فرسخ (تین میل) کے فاصلہ پر اُحد پہاڑ کے پچھے ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدتِ مرض کے بارے میں سنا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور کچھ دیگر حضرات مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

۱۲ / ربیع الاول پیر کے دن حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ مہم پر روانگی کی تیاری فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر پہنچی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر سمیت مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول قرار پائے تو اُمورِ خلافت کے بارے میں پہلا حکم آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اُسَامَہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا دیا کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ظاہر حیاتِ طیبہ میں اس کا بڑا اہتمام تھا۔

حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ یکم ربیع الثانی کو جُزف کے مقام سے روانہ ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین ہزار کا لشکر تھا جن میں سات سو قریشی اور ایک ہزار گھوڑے تھے۔

لشکرِ اُبنی کے مقام پر پہنچا مشرکین سے جنگ کی۔ ان کے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتارا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا، ان کے مال و اسباب کو غنیمت بنایا ان کے مکانات، کھیتوں اور کھجور کے درختوں سے جو کچھ باقی بچا نذر آتش کیا؟

اس مہم میں مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ سارا لشکر صحیح سلامت غنیمت کا مال حاصل کر کے واپس مدینہ منورہ آیا۔

حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت اٹھارہ سال تھی۔

اس باب میں غزوات و نمرایا کے علاوہ دیگر واقعات کا بیان ہو گا اس کی تیرہ فصلیں ہیں۔

فصل اول

۱/ ہجری کے واقعات

(۱) مدینہ منورہ میں حضرت مُصْعَب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغِ اسلام

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہجرت سے پہلے (بعثت کے بارہویں یا گیارہویں سال) حضرت مُصْعَب بن عُمیر قرشی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ بھیجا (جو ان کی پہلی آمد تھی)۔
مدینہ منورہ میں حضرت مُصْعَب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کی یہ دوسری آمد تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُصْعَب رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور اسلام کے احکام کی تعلیم دیں۔ (مدینہ منورہ پہنچ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ارشادِ نبوی کے مطابق) قرآنِ کریم اور اسلامی احکام کی تعلیم شروع فرمادی جس کے نتیجے میں بہت سے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لیا۔ بنو عبد اللہ اشہل پورے کا پورا قبیلہ ایک دن میں ایمان لے آیا۔ ان میں سے کوئی مرد یا عورت ایسا نہ رہا جس نے ایمان قبول نہ کیا ہو۔ ۲۔ اس کا ذکر کتاب کے حصہ اول میں ۱۲ بعثت کے واقعات کے ضمن میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہو چکا ہے۔

۱۔ بیعتِ عقبہ اولیٰ میں بارہ نفوسِ قدسیہ شریک ہوئے۔ جب یہ حضرات واپس مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں کسی ایسے شخص کو بھیج دیں جو ہمیں قرآن مجید کی تعلیم دے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُصْعَب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا جو ان کی مدینہ منورہ میں پہلی آمد تھی۔ طبقات ابن سعد (اردو ترجمہ مختصر) جلد ۱ صفحہ ۳۲۰
۲۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبیلہ سے صرف ایک مرد بچا جو اس روز دولتِ ایمان سے محروم رہا۔ جس کا نام عمرو بن ثابت بن وُقش اور لقب اُمیرم تھا۔ توفیق الہی سے وہ غزوہٴ اُحُد کے روز ایمان لائے۔ ایمان لانے کے بعد سجدہ کا موقع بھی نہ ملا اور شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی خبر دی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھتے ایسا کونسا شخص ہے جس نے کوئی نماز نہ پڑھی لیکن وہ جنتی ہے جب لوگ نہ بتا سکتے تو ارشاد فرماتے وہ بنی عبد اللہ اشہل سے حضرت اُمیرم رضی اللہ عنہ ہیں۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۱۶

(۲) ہجرت نبوی

اسی سال حضرت محبوب رب العالمین ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب اپنے بہترین صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔

ان دو نفوس قدسیہ کے ہمراہ دو اور افراد بھی تھے۔

(۱) حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(۲) راستہ سے واقفیت رکھنے والا ایک شخص جس کا نام عبد اللہ بن اریقظ تھا جسے راستہ دکھانے کے لئے ساتھ لے لیا گیا تھا۔

عبد اللہ بن اریقظ اس وقت ایمان نہ لایا تھا اور نہ ہی صحیح طریق سے اس کا بعد میں ایمان لانا منقول ہے۔ صرف واقدی نے لکھا ہے کہ وہ ایمان لے آیا تھا اور واقدی سے علامہ ذہبی نے نقل کر کے اپنی کتاب التجرید میں اس کا صاحب ایمان ہونا ذکر فرمایا ہے۔

واقدی کے ضعف کے باعث محدثین کو اس کے ایمان میں تردد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۳) آغاز ہجرت پر دعائے نبوی

سرور کونین ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کے لئے نکلے تو آپ ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں یوں التجا کی۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَنِي وَلَمْ أَكُ شَيْئًا

اللَّهُمَّ اَعِنِّي عَلَى هَوْلِ الدُّنْيَا وَعَوَائِقِ الدَّهْرِ وَمَصَائِبِ اللَّيَالِي وَالْآيَامِ

اللَّهُمَّ اصْحَبْنِي فِي سَفَرِي وَاخْلُفْنِي فِيْ اَهْلِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ مَا رَزَقْتَنِيْ وَعَلَى

صَالِحِ خُلُقِيْ فَقَوْمِيْ وَالْيَكِّ رَبِّ فَحَبِّبْنِيْ وَإِلَى النَّاسِ فَلَا تَكِلْنِيْ أَنْتَ رَبُّ

الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ رَبِّيْ

۱۔ پہلے یہ طفیل بن عبد اللہ کے غلام تھے۔ اسی کی ملکیت میں تھے کہ ایمان کی توفیق ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرما دیا۔ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ پیر معونہ کے سانحہ میں چالیس برس کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کے قاتل عامر بن طفیل ہیں۔ ان کا بیان ہے جب میں نے ان پر نیزے سے پہلا وار کیا تو ان سے ایک نور نکلا۔ زان بعد جب یہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ دربار نبوی میں حاضر ہوئے تو سوال کیا وہ کونسا شخص تھا کہ جب وہ مقتول ہوا تو میں نے دیکھا کہ اسے آسمان اور زمین کے درمیان اٹھالیا گیا۔ (اس کو مزید بلند کیا گیا) یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آسمان اس سے نیچے رہ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ عامر بن فہیرہ تھے۔ رنگت سیاہ تھی الاستیعاب علی ہامش الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۷۸۷ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ اختصاراً۔

أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ الَّذِي أَشْرَقَتْ بِهِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَكَشَفَتْ بِهِ الظُّلُمَاتُ
وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ أَنْ يَحِلَّ عَلَيَّ غَضَبُكَ أَوْ يَنْزِلَ بِي سَخَطُكَ
أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمِكَ وَجَمِيعِ سُخْطِكَ
لَكَ الْعُقْبَى عِنْدِي مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَيْكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ
ترجمہ :

”سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے پیدا فرمایا جبکہ میں کچھ نہ تھا۔
اے اللہ! دنیا کے خوف، زمانے کی مشکلات اور رُوز و شب کی مصیبتوں میں میری مدد فرما۔
اے اللہ! اس سفر میں اپنی نوازشوں سے میرے ساتھ ہو، میرے بعد میرے اہل و عیال کی کفالت فرما،
میرے رِزق میں برکت عطا فرما، صالح اخلاق پر مجھے ثابت قدمی نصیب فرما، اپنی بارگاہ میں مجھے محبوب بنا
اور مجھے لوگوں کے سپرد نہ فرما۔ تو ہی ناتوانوں کو کمالِ عُروج پر پہنچانے والا ہے اور تو ہی میرا رب ہے۔
الہ العالمین! تیری کریم ذات (جس سے زمین و آسمان نے ضیا پائی، ظلمتیں کافور ہوئیں، اولین و آخرین
کے (بگڑے) کام سنورے) کی پناہ مانگتا ہوں، کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا تیری ناراضگی کا میں
نشانی نہ ہوں۔

بارِ الہا! نعمتوں کے چھن جانے، عافیتوں کے رخ تبدیل کر لینے، اچانک عذاب کے آجانے اور تیرے
تمام غضبوں سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میرا انجام تیرے دستِ قدرت میں ہے۔ مجھ میں کچھ
استطاعت نہیں۔ میری توفیق تیری ہی عطا سے ہے۔ طاقت اور قوت تیری ہی جناب سے ہے۔“
ابو نعیم نے اپنی سندوں کے ساتھ اس دعا کو اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ نیز حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب
البدایہ والنہایہ میں بھی تحریر فرمایا ہے۔

(۴) مکہ معظمہ سے روانگی، غار میں قیام اور مدینہ طیبہ میں داخلہ

حضور نبی پاک ﷺ یکم ربیع الاول جمعرات کی رات کو مکہ مکرمہ سے نکل کر غارِ ثور میں اقامت گزریں
ہوئے۔

تین شب یعنی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی راتیں غار میں قیام فرمایا۔ وہاں سے پیر کی رات ۵ ربیع الاول کو
عازم مدینہ منورہ ہوئے۔

۱۲ / ربیع الاول پیر کے روز چاشت کے وقت مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال فرمایا۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اپنی سیرت کی کتاب میں اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں مدینہ منورہ میں داخلہ سے مراد، قُبَاء میں تشریف فرما ہونا ہے۔ کیونکہ کسی شہر کی فناء میں داخل ہونا اس میں داخل ہونا شمار ہوتا ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جَذْبُ الْقُلُوب میں اسی پر جزم فرمایا ہے۔
وضاحت:

”ظاہر ہے کہ یہاں مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے مراد قُبَاء میں تشریف فرما ہونا ہے۔“

ہم نے صرف اس لئے کہا ہے کہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قُبَاء میں تشریف فرما ہوئے (بلکہ احادیث مبارکہ کے الفاظ ہیں فَسَكَنَ بِهَا بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دس سے کچھ زائد راتوں تک قیام فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں مسجد بھی بنائی اور جمعہ کے دن قُبَاء سے مدینہ منورہ منتقل ہو گئے۔ (اکثر علمائے لغت کے نزدیک لفظ ”بِضْع“ کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک سے نو تک) مذکور بالا احادیث مبارکہ کے الفاظ کا مفہوم تب ہی درست ہو سکتا ہے جبکہ لفظ ”بِضْع“ کو ”ایک سے نو تک“ پر محمول کیا جائے جس طرح کہ بعض علمائے لغت نے فرمایا ہے۔ علامہ جزری علیہ الرحمہ کی ”نہایہ“ ”لوامع“ اور ”کشف اللغات“ میں بھی اس طرح درج ہے۔

تو یہاں پر ”بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً“ سے مراد گیارہ راتیں ہیں۔

(اس طرح علمائے کرام کے مختلف اقوال کی تطبیق میں) یوں کہا جائے گا کہ قُبَاء میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا داخلہ ۱۲/ ربیع الاول پیر کے دن ہوا قُبَاء میں گیارہ راتیں قیام مبارک رہا۔

مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت ۲۳/ ربیع الاول جمعۃ المبارک کو تشریف لائے اس صورت میں تمام اقوال میں تطبیق ہو جائے گی اور اختلاف ختم ہو جائے گا۔

ایک روایت میں یوں بھی مذکور ہے کہ قُبَاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مبارک چار شب تک رہا۔ اس صورت میں مدینہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آمد ۱۶/ ربیع الاول جمعۃ المبارک کو قرار پاتی ہے۔

بہر حال سیرت شامی اور دیگر کتب سیرت میں جو یہ درج ہے کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲/ ربیع الاول پیر کے روز مدینہ منورہ میں نُزُولِ اَجَلال فرمایا“ کو لازمی طور پر قُبَاء میں تشریف فرما ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ واللہ

تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں زادِ راہ کی تیاری

ہجرت کی رات مکہ مکرمہ سے غارِ ثور کی جانب روانگی سے پہلے سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کو اپنے قُدُومِ مِیْمَنَتِ لُزُوم سے مشرف فرمایا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ نے آپ ﷺ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کے لئے زادِ راہ چمڑے کے ایک تھیلے میں بند کیا اور پانی ایک مشکیزے میں ڈالا، تھیلے اور مشکیزے کے منہ کو بند کرنے کے لئے کوئی تسمہ نہ مل سکا اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر بند کے دو حصے کئے ایک سے تھیلے اور دوسرے سے مشکیزہ کا منہ باندھ دیا۔ اسی وجہ سے انہیں ”ذَاتُ النَّطَاقِیْن“ (دو کمر بند والی) کہا جاتا ہے۔

(۶) غارِ ثور میں اقامت

حضور سرورِ کائنات ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں تین شب قیام فرمایا جس طرح کہ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

(۷) غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا

آپ ﷺ کے قیامِ مبارک کے دنوں میں مکڑی نے غارِ ثور کے دہانے پر جالا تن دیا جو آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ ۱۰

(۸) کبوتروں کا غار کے دہانے میں انڈے دینا

محبوبِ کبریاء ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ظہور پذیر ہوا کہ دو کبوتر غار کے منہ پر منڈلانے لگے اور انہوں نے وہیں انڈے دے دیئے۔ ۱۱

۱۰ غار کے منہ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک درخت راتوں رات اُگ آیا اور نبی کریم ﷺ کے لئے آڑ بن گیا۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۲۸

۱۱ حرم شریف کے کبوتر انہی دو کبوتروں کی نسل سے ہیں۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۳۲ الزبدہ العمدۃ شرح البردہ ملا علی القاری۔ صفحہ ۸۰

مکڑی کے جالا اور کبوتروں کے انڈے دیکھ کر کفار کو یہ یقین ہو گیا کہ اس جگہ کوئی آدمی نہیں ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین بومیری قدس سرہ العزیز قصیدہ بردہ میں یوں فرماتے ہیں:

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلَى

خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحْمِ

کفار نے گمان کیا کہ اگر غار میں خیرالوری احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو نہ مکڑی جالابنتی اور نہ کبوتر اس پر منڈلاتے۔

(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر سانپ کا ڈسنا

اسی دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب غار میں داخل ہونے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

”یا رسول اللہ! اس غار کے اندر اندھیری رات میں آپ مجھ سے پہلے اندر تشریف نہ لے جائیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل میں اس میں داخل ہوں گا اگر غار میں کوئی سانپ یا دو سرا مُوڈی جانور ہوا تو میں اس کا نشانہ بنوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچ جائیں گے۔“

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہوئے تو غار میں کئی سوراخ نظر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کرنے لگے۔ کپڑے کے ان ٹکڑوں سے سارے کے سارے سوراخ بند ہو گئے صرف ایک سوراخ رہ گیا جس کے لئے کپڑے کا کوئی ٹکڑا نہ بچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اپنا قدم مبارک رکھ لیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ اب اندر تشریف لے آئیے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لے آئے۔

اسی سوراخ سے ایک سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈسی ہوئی جگہ پر دست شفا پھیرا، دعا فرمائی اور برکت کی التجا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت شفا یاب ہو گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں۔

بعد ازاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ ربوبیت میں دست دعا دراز فرمائے اور یوں عرض کیا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَكْرٍ مَعِيَ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝

ترجمہ: اے اللہ! قیامت کے دن ابوبکر کو میرے درجہ میں فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب

وحی فرمائی کہ میں نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔

(۱۰) حضرت اُمّ مَعْبُدَہؓ اور ان کے خاوند کا ایمان لانا

ہجرت کے سفر میں جب نبی کریم ﷺ کا گزر حضرت اُمّ مَعْبُدَہ بنت خُزَاعِیہؓ کے دو خیموں پر سے ہوا جو قُدَید میں اقامت پذیر تھیں تو آپ ﷺ نے ان کے پاس کچھ دیر قیام فرمایا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ ان کے خاوند حضرت اَبُو مَعْبُدَہ خُزَاعِیؓ بھی اسی وقت مُشْرِفِ بایمان ہوئے۔
حضرت اُمّ مَعْبُدَہؓ کا نام عاتکہ تھا۔

(۱۱) حضرت اُمّ مَعْبُدَہؓ کی لاغر بکری کا کثرت سے دودھ دینا

اسی سفر کے دوران نبی کریم ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ آپ ﷺ نے حضرت اُمّ مَعْبُدَہؓ سے ان کی بکری دوہنے کی اجازت طلب فرمائی جبکہ دودھ نام کی کوئی چیز اس کے تھنوں میں نہ تھی۔ کیونکہ وہ انتہائی لاغر تھی اور نہ اس کی جُفَّتی بھی نہیں ہوئی تھی۔

آپ ﷺ نے اس کو دوہا اور ایک بہت بڑا برتن دودھ کا بھر لیا۔ جس سے آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور ہمراہیوں نے پیا۔ حضرت اُمّ مَعْبُدَہؓ کو بھی اس برتن سے دودھ پینے کو دیا۔ پھر نبی پاک ﷺ نے خود بھی پیا۔ زالا بعد اسی بکری کے دودھ سے ایک بہت بڑا برتن بھرا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت میں عَامُ الرَّمَاذَہ تک وہ بکری اسی طرح صبح و شام کثرت سے دودھ دیتی رہی۔ عَامُ الرَّمَاذَہ ۱۸ھ کو کہتے ہیں۔ لے

(۱۲) حضرت مُرَّاقَہؓ کے گھوڑے کے پاؤں کا زمین میں دھنس جانا

مدینہ منورہ کی جانب اس سفر ہجرت کے دوران ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔
جب آپ ﷺ عَارِ ثَوْر سے نکلے تو کُفَّار نے دشمنی کے باعث آپ ﷺ کا پیچھا کیا (تاکہ آپ ﷺ کو تلاش کر کے نعوذ باللہ آپ ﷺ کا خاتمہ کر دیں) مُرَّاقَہ بن مَالِک بن جُحْشَم مَدَنِی کے بغیران میں سے کوئی شخص آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکا۔

لے اس سال شدید قحط پڑ گیا (جنگلوں اور بیابانوں سے خوراک ختم ہو گئی) چنانچہ وحشی جانور (آبادی میں) انسانوں کی پناہ لینے لگے۔ (جانوروں کا گوشت کھانے کے قابل نہ رہا۔ یہاں تک کہ) کوئی آدمی بکری ذبح کرتا تو گوشت کے خراب ہونے کے باعث اس سے نفرت کرنے لگتا۔ ہوا چلتی تو راکھ کی رنگت کا غبار چیزوں پر پڑ جاتا۔ (رَمَاذَہ کا معنی ہے راکھ۔) سیرت حلبیہ جلد ۲/ صفحہ ۲۲۵

نبی پاک ﷺ کے حضرت اُمّ مَعْبُدِیْنِہَا کے ہاں سے روانہ ہونے کے بعد وہ آپ ﷺ تک پہنچ گیا۔
 اَبُو جَہْل اور دیگر کفارِ قریش نے اس سے ایک سواونٹوں کی شرط لگا رکھی تھی اور اسے کہہ رکھا تھا۔
 ”اگر تو محمد اور ابوبکر کو (نعوذ باللہ) قتل کر ڈالے یا ان میں سے کسی ایک کو قیدی بنالے تو ہم تجھے سواونٹ انعام دیں گے۔“

سُراقہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ جب دو یا تین نیزوں کا فاصلہ باقی رہ گیا۔
 تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! یہ دشمن ہم تک پہنچ آیا ہے۔“

حضرت رسالت مآب ﷺ نے دعا مانگی۔

”اے اللہ! جس چیز کے ذریعے سے تو چاہتا ہے ہم کو اس سے بچا۔“

اس پر سُراقہ کے گھوڑے کے پاؤں خشک سخت چکنی مٹی میں گھٹنوں تک دھنس گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔

سُراقہ چیخنے لگے اور کہا۔

”اے محمد! مجھے معلوم ہے یہ تمہارا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے اس سے نجات عطا فرمائے تو

میں آپ ﷺ کی جانب لوٹ کر نہ آؤں گا اور آپ ﷺ کی تلاش میں نکلے ہوئے لوگ جو میرے پیچھے آرہے

ہیں ان سے آپ ﷺ کی بات کو مخفی رکھوں گا۔“

اس پر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے دعا فرمائی تو اسے نجات ملی اور وہ واپس چلا گیا۔ سُراقہ نے اس دن

ایمان قبول نہ کیا۔

فتح مکہ کے بعد جب نبی پاک ﷺ غزوہ حُتَین سے فارغ ہو چکے تو حضرت سُراقہ رضی اللہ عنہ مشرف بایمان

ہوئے۔

(۱۳) حضرت بُرَیدہ بن حُصَیب اَسْلَمَیْ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو حضرت بُرَیدہ بن حُصَیب اَسْلَمَیْ رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ سے ملے ان کے ہمراہ اپنی قوم کے اسی (۸۰) افراد بھی تھے۔

اَبُو جَہْل اور دیگر کفار مکہ نے انہیں نبی کریم ﷺ کے قتل کے لئے بھیجا تھا اور اس کے لئے آپ سے

ایک سواونٹوں کا وعدہ بھی کیا تھا۔

جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے چہرے پر انہیں نورِ نبوت نظر آیا۔ آپ ﷺ کی گفتگو انہوں نے سنی کہ آپ توحید اور دین حق کی جانب بلاتے ہیں۔ تو حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی قوم کے جتنے افراد آپ کے ہمراہ تھے تمام مشرف بایمان ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ باقی سفر ہجرت میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے لہ جب نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے تو وہ اپنی قوم کی سرزمین کی جانب واپس لوٹ آئے۔ غزوہ اُحد کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آگئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

(۱۳) قباء میں قیام اور مسجد کی تعمیر

مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال سے قبل نبی کریم ﷺ نے قباء میں دس سے کچھ زائد راتیں قیام فرمایا۔ قباء میں اپنے قیام کے دنوں میں آپ ﷺ نے مسجد قباء تعمیر فرمائی۔ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ آپ ﷺ نے بنفس نفیس کام کیا۔

یہ پہلی مسجد ہے جو اسلام میں تعمیر ہوئی۔ لہ اور اسی کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ۔ (التوبہ - ۱۰۸)

(وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ حق رکھتی ہے کہ آپ اس میں نماز ادا فرمائیں۔) لہ اسی تعمیر میں مشغولیت کی بنا پر نبی اکرم ﷺ نے قباء میں دس سے کچھ زائد شب قیام فرمایا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

لہ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ ﷺ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہئے نیز انہوں نے اپنا عمامہ سر سے اتار کر نیزہ پر باندھ دیا اور نبی کریم ﷺ کے آگے آگے چلنے لگے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

لہ مسجد قباء اسلام میں تعمیر ہونے والی پہلی ایسی مسجد ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے علی الاعلان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت نماز ادا فرمائی۔ نیز یہ پہلی مسجد ہے جو عام مسلمانوں کے لئے تعمیر کی گئی۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی اسلام میں مساجد تعمیر کی گئی تھیں (لیکن وہ عام مسلمانوں کے لئے وقف نہ تھیں) جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد جو آپ نے (مکہ مکرمہ میں) اپنے گھر کے صحن میں تیار کی تھی۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۵۳

لہ احادیث مبارکہ میں مسجد قباء کے بہت سے فضائل منقول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسجد قباء میں دو رکعت نماز مجھے بیت المقدس کے دوبار زیارت سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر لوگوں کو علم ہو تا کہ قباء میں کیا ہے تو اونٹوں پر سفر کر کے قباء آتے۔ (ترمذی) مسجد قباء میں نماز عمرہ کے برابر ہے۔ (بخاری مسلم) جو شخص اپنے گھر میں طہارت کرے پھر مسجد قباء میں آکر نماز ادا کرے تو یہ عمرہ کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ) زر قانی جلد ۱ صفحہ ۳۵۳

(۱۵) نماز جمعہ کی ادائیگی

نبی کریم ﷺ نے بنی سالم بن عوف کی مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔
یہ قبیلہ مدینہ منورہ اور قباء کے درمیان آباد تھا۔

اسی لئے اس مسجد شریف کا نام مسجد جمعہ ہے۔

یہ پہلا جمعہ تھا جو آپ ﷺ نے ادا فرمایا۔

نیز یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

یہ خطبہ مکمل طور پر سیرت گزرونی اور دیگر کتب سیرت میں موجود ہے۔ لہ

لہ وہ مبارک خطبہ یہ ہے:



خطبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ أَحْمَدُهُ وَاسْتَعِينُهُ وَاسْتَغْفِرُهُ وَأَسْتَهْدِيهِ وَأُؤْمِنُ بِهِ وَلَا أَكْفُرُهُ وَأُعَادِي مَنْ
يَكْفُرُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ
بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ وَالنُّورِ وَالْمَوْعِظَةِ عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَقَلَّةٍ مِنَ الْعِلْمِ وَ
ضَلَالَةٍ مِنَ النَّاسِ وَأَنْقِطَاعِ مِنَ الزَّمَانِ وَدُنُوبٍ مِنَ السَّاعَةِ وَقُرْبٍ مِنَ الْأَجَلِ
مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ زُشِدَ وَمَنْ يَعْصِيهِمَا فَقَدْ غَوَى وَفَرَطَ وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا
وَأَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهُ خَيْرُ مَا أَوْصَى بِهِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ أَنْ يَحْضَهُ عَلَى الْآخِرَةِ
وَأَنْ يَأْمُرَهُ بِتَقْوَى اللَّهِ فَاحْذَرُوا مَا حَذَرَكُمُ اللَّهُ مِنْ نَفْسِهِ وَلَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ نَصِيحَةً
وَلَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ ذِكْرِي وَإِنَّهُ تَقْوَى لِمَنْ عَمِلَ بِهِ عَلَى وَجَلٍ وَخَافَةٍ وَعَوْنٌ صِدْقٍ
عَلَى مَا تَبْتَغُونَ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ

وَمَنْ يُصْلِحِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ مِنْ أَمْرِ السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ لَا يَنْوِي بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ
يَكُنْ لَهُ ذِكْرًا فِي عَاجِلِ أَمْرِهِ وَذُخْرًا فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِينَ يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ إِلَى مَا قَدَّمَ
وَمَا كَانَ مِنْ سِوَى ذَلِكَ يَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ

(بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر)

یہ مسجد ابھی تک موجود ہے ہم ۱۱۳۶ھ میں اس کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ اس وقت اس کی تعمیر جدید ہو چکی تھی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

رُؤْفٌ بِالْعِبَادِ وَالَّذِي صَدَقَ قَوْلُهُ وَانْجَزَ وَعْدُهُ لَا خُلْفَ لِدَلِيكَ فَإِنَّهُ يَقُولُ تَعَالَى (مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ)

وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي عَاجِلِ أَمْرِكُمْ وَاجْلِهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ فَإِنَّهُ (مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفِرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا) (وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا)

إِنَّ تَقْوَى اللَّهِ تُوَفِّي مَقْتَهُ وَتُوَفِّي عُقُوبَتَهُ وَتُوَفِّي سُخْطَهُ وَإِنْ تَقْوَى اللَّهِ تَبَيِّضُ الْوَجْهَ تَرْضَى الرَّبَّ وَتَرْفَعُ الدَّرَجَةَ خُذُوا بِحَظِّكُمْ وَلَا تُفِرُّ طَوَافِي جَنبِ اللَّهِ قَدْ عَلَّمَكُمْ اللَّهُ كِتَابَهُ وَنَهَجَ لَكُمْ سَبِيلَهُ (فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ) فَاحْسِنُوا كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ وَعَادُوا أَعْدَاءَهُ (رَجَا هُدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ) (لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ) وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

فَاكْثِرُوا ذِكْرَ اللَّهِ وَاعْمَلُوا لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَإِنَّهُ مَنْ أَصْلَحَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ يَكْفِهِ اللَّهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يَقْضِي عَلَى النَّاسِ وَلَا يَقْضُونَ عَلَيْهِ وَيَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

بحوالہ ابن جریر، البدایہ والنہایہ جلد ۲ جز ۳ صفحہ ۲۱۱ - ۲۱۲

ترجمہ خطبہ : تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں، اس سے مدد مغفرت اور ہدایت کا طالب ہوں۔

اس پر میں ایمان رکھتا ہوں اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا انکار کرتے ہیں میری ان سے عداوت ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد (ﷺ)

اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس پاک ذات نے انہیں ہدایت سچے دین، نور اور نصیحت دے کر بھیجا ہے جب اور رسولوں کی

آمد منقطع ہو چکی ہے۔ علم کم ہو چکا ہے لوگوں میں گمراہی عام ہو گئی ہے۔ زمانہ ختم ہونے کو ہے۔ قیامت قریب آچکی ہے اور وقت مقررہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

جُمُعۃ المبارکہ کی یہ نماز اس دن ادا کی گئی جب نبی پاک ﷺ قُبَاء میں دس سے اوپر کچھ راتیں قیام فرمانے کے بعد مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ آپ سَالم بن عَوف کی بستی میں ان کی التجاء پر بَرَکت کے لئے اترے وہیں پر نمازِ جُمُعہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) نزدیک آگاہ ہے۔

جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ راہِ راست پر ہے اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ اور حد سے گزرنے والا اور گمراہی میں دور نکل جانے والا ہے۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کو بہترین وصیت یہ ہے کہ اسے آخرت کا شوق دلائے اور اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کا حکم دے۔

مخاطب رہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں مخاطب رہنے کا حکم دیا ہے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں اور نہ اس سے بہتر کوئی ذکر ہے۔ ایسا رویہ تقویٰ ہے اس شخص کیلئے جو خوف اور ڈر سے عمل کرے اور امورِ آخرت میں جو تم چاہتے ہو اس کیلئے سچا مددگار ہے۔ جو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین پوشیدہ و ظاہر معاملات کو درست کرے اور اس سے اس کا مقصود صرف ذاتِ باری کی رضامندی ہو، دنیا میں یہ کام اس کے لئے عزت و شرف کا باعث ہوگا اور مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے ذخیرہ ہوگا۔ جب انسان اپنے آگے نیچے ہوئے اعمالِ صالحہ کا محتاج ہوگا اور جو اعمال اس کے علاوہ ہیں، قیامت کے دن آدمی یہ تمنا کرے گا کہ اے کاش! کہ اس کے اور اس کے اعمال کے درمیان دور دراز کا فاصلہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات کے بارے میں مخاطب رہنے کا حکم دیتا ہے اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔ وہ ذات ہے جس کا قول سچا ہے۔ جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اس کے وعدہ کا خلاف نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے خود فرما دیا ہے میرا قول تبدیل نہیں ہوتا اور نہ ہی میں بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

خُلُوت و جَلُوت میں اپنے دنیوی اور اُخروی معاملات میں خدا سے ڈرتے رہو کیوں کہ جو تقویٰ کو شعار بنالیتا ہے اس کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور اس کو عظیم ثواب عطا فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

رب تعالیٰ کا خوف اس کے غضب، سزا اور ناراضگی سے محفوظ رکھتا ہے، خوفِ خدا چہرے کو روشنی عطا کرتا ہے۔ رب کو راضی کرتا ہے۔ درجات کو بلند کرتا ہے۔ اس سے اپنا حصہ حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کوتاہی نہ کرو۔ اس نے تمہیں اپنی کتاب عطا فرما دیا اور اپنی رضامندی کی راہ متعین فرمادی۔ اللہ تعالیٰ سچے اور جھوٹے لوگوں کو ضرور آزمائے گا۔ نیکی کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے پر فضل فرمایا۔ اس کے دشمنوں سے عداوت رکھو۔ اس کی راہ میں جماد کرنے کا حق ادا کرو۔ اس نے تمہارا انتخاب فرمایا ہے اس نے تمہارے میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی۔ یہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جنہوں نے پہلے (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

بَيَّاتُهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ - (الجمعة - ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی جانب جلدی سے آؤ۔

آپ ﷺ نے وہاں نماز جمعہ ادا فرمائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ کی جانب روانگی کے لئے سوار ہوئے اور وہاں تشریف فرما ہوئے۔ علمائے سیرت نے اسی طرح فرمایا ہے۔

اس روایت کی رو سے آپ ﷺ کا مدینہ منورہ میں داخلہ جمعۃ المبارک کے دن قرار پاتا ہے۔ اور پہلے روایت درج ہو چکی کہ آپ ﷺ پیر کے روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ دونوں روایتوں کے درمیان تطبیق کی صرف یہی صورت ہے کہ روایت میں درج ”بضع عشر“ کو گیارہ پر محمول کیا جائے۔

(۱۲) قُبَا سے روانگی اور مدینہ منورہ میں داخلہ

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ تیس ربيع الاول جمعہ کے دن قُبَا سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں سالم بن عوف کی بستی میں نماز جمعہ ادا فرمانے کے بعد اسی روز مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اس کے برخلاف دوسری روایت میں آپ ﷺ سولہ ربيع الاول بروز جمعہ قُبَا سے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ یہ دونوں روایتیں آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

سے تمہارا نام مسلمان رکھ دیا ہے تاکہ ہلاک ہونے والا دلیل و حجت کے بعد ہلاکت سے ہمکنار ہو اور جس نے زندگی (ہدایت) پائی ہے وہ دلیل آنے کے بعد زندگی (ہدایت) پائے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔ موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو درست کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں اور اس کے درمیان کے تعلقات میں اس کی کفایت فرماتا ہے یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر اپنے فیعلے نافذ فرماتا ہے لوگ اس پر اپنے فیعلے نافذ نہیں کر سکتے۔ وہ تمام لوگوں کا مالک ہے۔ وہ اس پر ملکیت کا حق نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ برتر و با عظمت کے بغیر کوئی طاقت نہیں ہے۔

(۱۷) مدینہ منورہ میں عَدِیْمُ الْمِثَالِ اسْتِیْقْبَالِ نبوی

مدینہ طیبہ میں داخلہ کے وقت مرد، عورتیں بچے اور بچیاں، آمدِ رسول ﷺ سے شاداں و فرحاں ہو کر اسْتِیْقْبَالِ کے لئے نکل آئے۔ اے مَسْرَت کی اس ہیجانی ساعت میں پردہ دار عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ آئیں، اور بنی نَجَّار کی بچیاں یہ شعر پڑھنے لگیں۔

نَحْنُ جَوَارِ مِّنَ النَّجَّارِ فَيَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

ترجمہ: ہم بنی نجار کی بچیاں ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کتنے اچھے ہمسائے ہیں۔

علاوہ بریں یہ اشعار بھی ان کی زبانوں پر تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعِ

ترجمہ: ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ (مدینہ منورہ کے قریب ٹیلے جہاں مسافروں کو اہل مدینہ الْوَدَاع کہتے تھے) سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہو کر آیا۔

جب تک اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا کوئی موجود ہے ہم پر (اس انعام کا) شکر واجب ہے۔

علامہ رزین نے یہ شعر مزید روایت کیا ہے۔

أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

اے مدینہ منورہ میں آمدِ رسول ﷺ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مَسْرَت کا منظر دیدنی تھا جو کئی احادیث میں مذکور ہے۔ حضرت بَرَاء بن عَازِب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آمدِ مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر میں نے کسی موقع پر اہل مدینہ کو شاداں و فرحاں نہیں دیکھا۔ (بخاری) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں قدومِ نبوی کے وقت حبشی خوشی سے اپنے برہمنوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آمدِ رسول ﷺ سے مدینہ منورہ (کے درودیوار) روشن ہو گئے اور دلوں میں سُورُورِ سراپت کر آیا۔ آپ ﷺ ہی سے مروی ہے۔ کہ جب رسالت مآب ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینہ منورہ کی ہر شے روشن ہو گئی۔ آپ ﷺ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ میں آمد کے دن میں بھی موجود تھا۔ مدینہ طیبہ میں آمدِ رسول ﷺ سے روشن تر اور حسین تر دن میں نے نہیں دیکھا۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۹

ترجمہ : اے ہمارے درمیان مبعوث ہونے والے خدا کے سچے رسول! آپ ﷺ ایسے احکام الہیہ لے کر آئے جن کی اطاعت ضروری ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ بچیوں اور عورتوں نے یہ اشعار اس وقت پڑھے تھے جب آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔

دونوں اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ مندرجہ بالا اشعار ہر دو موقعوں پر پڑھے گئے تھے۔

(۱۸) حضرت ابُو ایُّوبِ النَّصَارِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا اعتراف

مختار کائنات ﷺ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو اپنی اونٹنی مبارک پر سوار تھے۔ مدینہ منورہ کے باشندوں کا ہر ہر قبیلہ اس کی مہارت تھامتا اور التماس کرتا کہ آپ ﷺ ہمارے گھروں اور قبیلوں میں فروکش ہوں لیکن نبی پاک ﷺ فرمادیتے میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ حکم الہی کے تابع ہے۔ چنانچہ وہ چھوڑ دیتے۔ جب وہ حضرت ابُو ایُّوبِ النَّصَارِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے گھر تک پہنچی تو بیٹھ گئی نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی اونٹنی مبارک کے بیٹھنے کی جگہ اب تک مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ لہٰذا لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

(۱۹) حضرت ابُو ایُّوبِ النَّصَارِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے گھر میں قیام مبارک

مدینہ طیبہ میں داخلہ کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ابُو ایُّوبِ النَّصَارِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے گھر میں قیام

لے لے سعودی حکومت نے دیگر متبرک تاریخی آثار کی طرح اسے بھی ختم کر دیا ہے۔ اب اس جگہ کی نشان دہی کرنیوالا بھی کوئی نہیں ملتا۔ یہ مکان یمن کے بادشاہ یحییٰ اول نے تعمیر کرایا تھا۔ جو بعثتِ نبوی سے سات سو سال پہلے گذر چکا تھا۔ اس کا گذر مدینہ منورہ کی سرزمین سے ہوا اس کے ساتھ چار سو علماء بھی تھے۔ جب وہ لاؤ لشکر یہاں پہنچا تو ان علماء نے آپس میں معاہدہ کر لیا کہ اب یہیں رہیں گے یحییٰ نے ان سے اس فیصلے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ جگہ آخر الزمان نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دارِ ہجرت ہے۔ اب ہم یہیں رہیں گے ہو سکتا ہے کہ ان کا زمانہ ہمیں میسر ہو جائے۔ اس پر اس نے سب کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان تعمیر کرائے ان کے نکاح کرائے اور کثیر مال و دولت ان کو دی اس نے ایک خط تحریر کیا جس میں اپنے اسلام کا اظہار کیا گیا تھا۔ اس میں دو شعر یہ ہیں۔ شَهِدْتُ عَلَى أَحْمَدَ أَنَّهُ + رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ بَارِئُ النَّسَمِ + فَلَوْ مَدَّ عُمَيْرُ إِلَى عُمَيْرِهِ + لَكُنْتُ وَزِيرًا لَهُ وَابْنُ عَمِّهِ۔ یہ خط اس نے سب سے بڑے عالم کے سپرد کیا کہ بارگاہ رسالت میں پیش کرے اگر خود پیش نہ کر سکے تو اسکی اولاد یا اولاد کی اولاد پیش کرے۔ نبی کریم ﷺ کے لئے اس نے ایک مکان تعمیر کرایا جو یکے بعد دیگرے حضرت ابُو ایُّوبِ النَّصَارِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے تصرف میں آیا آپ اسی عالم کی اولاد سے تھے۔ وفاء الوفاء جلد ۱ صفحہ ۱۸۸

فرمایا۔ لے اور مسجد نبوی کی تعمیر میں مصروف ہو گئے۔ جس کی تفصیل آپ عنقریب پڑھیں گے۔

(۲۰) حُجْرَاتِ مُبَارَكَہ کی تعمیر

حضرت أَبُو الْيُؤُبِ النَّصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے ہاں قیام کے دوران ہی آپ ﷺ اپنے حُجْرَات اور مکاناتِ شریفہ تعمیر فرمانے لگے۔ ان کی تعمیر سے فراغت پر آپ ﷺ حضرت أَبُو الْيُؤُبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے گھر سے ان حُجْرَات اور مکاناتِ شریفہ میں منتقل ہو گئے۔

واقدی کے قول کے مطابق حضرت أَبُو الْيُؤُبِ النَّصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے مکان کو سات ماہ تک اقامت رسول ﷺ کا شرف حاصل رہا۔ اس کے علاوہ دیگر علماء کا کہنا ہے کہ ایک ماہ سے بھی کم مدت تک آپ ﷺ وہاں مقیم رہے۔

(۲۱) حضرت عَلِيُّ الْمُرْتَضَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی ہجرت

ہجرتِ نبوی کے بعد تقریباً تین راتیں حضرت عَلِيُّ الْمُرْتَضَى كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ الْكَرِيم نے مکہ مکرمہ میں قیام فرمانے کے بعد وہاں سے روانگی اختیار فرمائی۔

نبی پاک ﷺ کے دخولِ مدینہ سے قبل ہی جب کہ آپ ﷺ ابھی تک قباء میں اقامت پذیر تھے، حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ آپ ﷺ سے آئے۔

(۲۲) حضرت عَلِيُّ الْمُرْتَضَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے پاؤں کی تکلیف کا ٹھیک ہونا

نبی پاک ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ جب حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قباء میں حاضر خدمت رسالت مآب ہوئے تو تیز چلنے کے باعث آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے قدموں کو شدید درد لاحق ہو گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دُستِ مبارک درد کے مقام پر پھیرے، دعا فرمائی تو حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسی وقت تندرست ہو گئے۔ نیز اس کے بعد آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو کبھی پاؤں میں درد نہ ہوا۔

لے حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا ہدیہ جو بارگاہِ نبوی میں حضرت ابویوب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے مکان میں پیش کیا گیا۔ وہ میں نے پیش کیا جو ثَیْد کا بہت بڑا پیالہ تھا جس میں روٹی تھی اور دودھ تھا۔ میں نے عرض کیا یہ پیالہ میری والدہ نے بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں برکت دے۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْہُمْ کو بلایا اور سب نے کھایا میں دروازے سے نکلے بھی نہ پایا تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی جانب سے گوشت اور ثَیْد کا ایک پیالہ اور آگیا۔ طبقات ابن سعد (اردو ترجمہ)

(۲۳) ہجری تقویم کا آغاز

حضور شفیع المذنبین ﷺ ابھی قباء میں ہی قیام فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے نئی تقویم کی وضع کا حکم دیا چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ہجرت سے شروع کیا اور اس سنہ کی ابتداء محرم الحرام سے کی کیوں کہ حجاج اسی مہینے اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ۸ھ کو ہجری تقویم وضع فرمائی اور اس کا آغاز محرم سے کیا۔ لیکن پہلا قول زیادہ رائج ہے۔

(۲۴) اہل بیت کرام کی ہجرت

ہجرت نبوی کے چند دنوں بعد نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا دایہ مبارکہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے بھی ہجرت فرمائی۔

ان تمام نے حضور نبی کریم ﷺ کے دو آزاد فرمودہ غلاموں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ نبی پاک ﷺ نے ان تینوں کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر ارسال فرمایا تاکہ وہ ان مستورات کو مدینہ منورہ لے کر آئیں۔ چنانچہ وہ ان کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

ہجرت کے سات ماہ بعد یہ تینوں ان مستورات کو لے کر پہنچے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جب قباء پہنچیں تو حاملہ تھیں اور ایام حمل مکمل ہو چکے تھے۔ وہیں قباء میں آپ کے ہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ صحیح قول کی رو سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت شوال میں ہوئی جیسا کہ حافظ

لہ زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ تعمیر بیت اللہ سے قبل بنو اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے دن سے تاریخ کا حساب کرتے اور تعمیر کعبہ کے بعد تعمیر کعبہ سے۔ پھر جو قبیلہ تمامہ سے باہر چلا جاتا وہ اپنی علیحدگی کے دن سے تاریخ کا شمار کرتا اور جو تمامہ میں رہ جاتے وہ سعد، ہند اور جہینہ بنی زید کے تمامہ کے خروج سے حساب رکھتے۔ یہ سلسلہ حضرت کعب بن لوی رضی اللہ عنہ کی وفات تک جاری رہا پھر ان کی وفات کے دن سے حساب ہونے لگا۔ اس کے بعد واقعہ فیل پیش آیا تو بنو اسماعیل نے اس سے تاریخ کا حساب رکھنا شروع کر دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہجرت نبوی سے مسلمانوں نے حساب رکھنا شروع کر دیا۔ تاریخ طبری (اردو) ملخصاً جلد ۱/۱۳۰

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں تحریر فرمایا ہے۔

(۲۵) مسجد نبوی کی تعمیر

اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور حجرات مبارکہ تعمیر کرائے۔

یہ جگہ رافع بن عمرو کے دو بیٹوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی جس میں لوگ کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے اسے خرید فرمایا اور مسجد تعمیر فرمائی۔ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے حالات کی تفصیل بہت طویل ہے جو سیرت و تاریخ کی بڑی کتب میں موجود ہے۔

(۲۶) صفہ کی تعمیر

مسجد نبوی کے ایک جانب ایک سایہ دار جگہ تعمیر کی گئی جس میں مساکین رہتے تھے اس جگہ کا نام صفہ رکھا گیا۔ اور اس میں اقامت کرنے والوں کو اصحاب صفہ کہا جانے لگا۔

(۲۷) اذان و اقامت کی ابتداء

ہجرت کے پہلے سال اذان و اقامت کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زید بن عبدالرحمن انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان و اقامت کی کیفیت دکھائی گئی پھر اس کے موافق وحی نازل ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و اقامت دونوں کو مقرر فرمادیا۔

ایک قول کی رو سے اذان و اقامت کا آغاز ۴ھ کو ہوا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں فرمایا:

”پہلا قول یعنی اذان و اقامت کا ہجرت کے پہلے سال شروع ہونا ہی راجح ہے۔“

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی اپنی شرح میں لکھا:

”قول اول ہی صحیح ہے۔“

احادیث مبارکہ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے اذان کہنے کا شرف حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہوں نے خواب میں حضرت جبریل امین علیہ السلام سے اذان سیکھی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تلقین فرماتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے جاتے تھے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رات کو خواب میں اذان ملاحظہ فرمائی تو راتوں رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ بلال

کو سکھاتے جاؤ اور وہ بلند آواز سے کلمات پکارتے جائیں۔

ظاہر ہے کہ الفاظ حدیث دلالت کر رہے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے فجر کی اذان کہی۔ کیونکہ الفاظ حدیث ”فَامْرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُلْقِيَهُ عَلَى بِلَالٍ فَيَنَادِي هُوَ بِهِ (حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان بتاتے جائیں اور وہ باواز بلند اسے کہتے جائیں۔) میں ”فاء“ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے رات کو حاضر خدمت ہونے اور خواب عرض کرنے کے متصل بعد آپ ﷺ نے انہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھانے کا حکم دیا جنہوں نے انکی تلقین پر بلند آواز سے وہ الفاظ دہرائے اور یہ سب نماز فجر کی اذان میں ہی مستحق ہو سکتا ہے۔

(۲۸) بھیڑیے کا گلہ بان سے کلام کرنا

اسی سال بھیڑیے نے بکریوں کے گلہ بان سے گفتگو کی اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دی۔

اس چرواہے کا نام حضرت اُھبان ابن اوس اسلمی رضی اللہ عنہ اور کنیت ابو عقبہ ہے۔

جب انہوں نے بھیڑیے کی گفتگو سنی اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ ان پر ظاہر ہوا تو اس بھیڑیے سے کہا۔

”اگر میری بکریوں میں کوئی اور چرواہا ہوتا تو میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور ان

کے ہاتھوں پر ایمان لے آتا۔“

اس پر بھیڑیا کہنے لگا۔

”اگر آپ ایمان لانے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں جانا چاہتے ہیں تو جائے میں آپ کی بکریوں کی

رکھوالی کروں گا لیکن جلدی واپس آجائیے۔“

حضرت اُھبان رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئے اور بھیڑیے کو گلہ کی نگہبانی پر چھوڑ آئے۔ بارگاہ نبوی

میں حاضر ہو کر ایمان قبول کیا آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے اور دین کفر کو ترک کیا۔ نبی پاک ﷺ کی خدمت

میں اس بھیڑیے کے قصے کو عرض کیا۔ آپ ﷺ اس کو سماعت فرما کر خوش ہوئے۔ پھر انہیں رخصت فرمایا

تاکہ اپنی بکریوں کے پاس چلے جائیں۔

وہ جب بکریوں کے پاس آئے تو بھیڑیا ان کی نگہبانی کر رہا تھا اور وہ سب صحیح سالم تھیں۔

بکریوں کا بھیڑیے کی نگہبانی میں صحیح سالم رہنا نبی کریم ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ہے جس طرح

کہ بھیڑیے کی آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا عظیم معجزہ ہے۔

ایک قول کی رو سے یہ واقعہ یعنی حضرت اُھبان رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا اور بھیڑیے کا آپ سے گفتگو کرنا

۵۸ میں پیش آیا۔

پہلا قول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی تالیف جُذُبُ الْقُلُوب میں مذکور ہے، اور دوسرا قول تَذْکِرَةُ الْقَارِي، بِحُلِّ رِجَالِ الْبُخَارِي میں درج ہے۔

حضرت اُحْبَابُ رَضِيَ اللہ عنہ کا باقی قصہ سیرت و سوانح کی بڑی کتب میں مذکور ہے۔

(۲۹) حضرت عثمان بن مظعون رَضِيَ اللہ عنہ کی وفات

حضرت عثمان بن مظعون رَضِيَ اللہ عنہ نے اسی سال انتقال فرمایا۔

ایک قول کی رو سے آپ رَضِيَ اللہ عنہ کا انتقال ۸۲ھ کو غزوہ بدر میں شرکت کرنے کے بعد ہوا۔ مہاجرین میں سے آپ رَضِيَ اللہ عنہ سب سے پہلے ہیں جو جَنَّتُ الْبَقِيعِ میں مدفون ہوئے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کے تحت جگر حضرت ابراہیم رَضِيَ اللہ عنہ کے پہلو میں آپ رَضِيَ اللہ عنہ کو دفن ہونا نصیب ہوا۔

(۳۰) حضرت براء بن معرور رَضِيَ اللہ عنہ کا وصال

اسی سال، صفر کے مہینے میں، نبی اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہونے سے قبل حضرت براء بن معرور انصاری سلمی رَضِيَ اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔
نقباء لہ میں سے سب سے پہلے وصال فرمانے والے آپ ہیں۔

(۳۱) تین مشرکین کی موت

مشرکین میں سے تین افراد اس سال مر گئے۔ مکہ مکرمہ میں ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل اور طائف میں ابواسمیحہ۔ ان تینوں کا خاتمہ شرک پر ہوا۔

(۳۲) حضرت نعمان بن بشیر انصاری رَضِيَ اللہ عنہ کی ولادت

حضرت نعمان بن بشیر انصاری خزرجی رَضِيَ اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں ولادت اس سال ہوئی۔ آپ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رَضِيَ اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔ انصار میں سے اس سال سب سے پہلے پیدا ہونے والے آپ رَضِيَ اللہ عنہ ہی تھے۔ آپ رَضِيَ اللہ عنہ کی پیدائش حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللہ عنہ کی ولادت سے چھ ماہ قبل مجاہدی الاولیٰ میں ہوئی۔

لہ بیعت عقبہ ثانیہ میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں شامل تھیں۔ بیعت کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا اپنے بارہ سردار مقرر کر کے میرے سامنے لاؤ۔ تو انہوں نے ۹ قبیلہ خزرج اور تین اوس سے سردار مقرر کئے جن میں حضرت براء رَضِيَ اللہ عنہ خزرج کے سرداروں میں سے ایک تھے۔ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۵۰۰، ۵۱۰ تلخیصاً۔

(۳۳) حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت

ہجرت کے چھ ماہ کے بعد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قباء کے مقام پر متولد ہوئے۔
مہاجرین میں سے، مدینہ منورہ میں، سب سے پہلے پیدا ہونے والے آپ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔
آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت نبوی کے چھ ماہ بعد اس صورت میں بنتی ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کی ہجرت اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت کے مہینے شامل نہ کئے جائیں۔

علمائے سیرت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو (مکہ مکرمہ) بھیجا تا کہ آپ ﷺ کے اہل بیت کرام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کو مدینہ منورہ لے کر آئیں۔ وہ دونوں انہیں مدینہ منورہ لے کر آ گئے۔

ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو حاملہ تھیں اور قریب الاولادت تھیں۔ جب آپ قباء پہنچیں تو ان کے ہاں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔

ان کی ولادت پر مسلمانوں نے شدید فرحت و مسرت کا اظہار کیا۔ کیونکہ انہیں یہودیوں کی جانب سے یہ خبر مل چکی تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں پر جادو کر دیا ہے جس کے اثر سے ہجرت کے بعد ان کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہو سکے گا۔

اس واقعہ سے پہلے انصار میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ متولد ہوئے تھے۔ تو مسلمانوں نے ان کی ولادت پر خوشی منائی تھی۔ اس پر یہودی کہنے لگے ہم نے مہاجرین پر جادو کیا ہے انصار پر جادو نہیں کیا۔

اس کے بعد جب مہاجرین میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو مسلمانوں کو شدید فرحت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے انہیں بارگاہ رسالت میں پیش کیا اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی گود میں ڈال دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے منہ میں لعاب دہن مبارک ڈالا۔ ان کے پیٹ میں جو چیز سب سے پہلے پڑی وہ آپ ﷺ کا لعاب دہن مبارک تھا۔ اس کے بعد نبی پاک ﷺ نے کھجور لے کر ان کی خنجرک فرمائی اور دعائے برکت فرمائی۔

آئود کا گمان ہے کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں کی ولادت ۲ھ میں ہوئی یعنی حضرت نعمان رضی اللہ عنہ ہجرت کے چودہ ماہ کے بعد اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بیس ماہ کے بعد متولد ہوئے، لیکن احادیث صحیحہ ان کے قول کی تردید کرتی ہیں۔

(۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں باریابی

اسی سال حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے لخت جگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دربار رسالت میں خدمت کے لئے پیش کیا۔

انصار کا طریقہ تھا کہ ان کے مرد اور عورتیں بارگاہ نبوی میں ہدیے پیش کرتے تاکہ آپ ﷺ کا قرب نصیب ہو۔ حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا افسوس کیا کرتی تھیں کیونکہ ان کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کا ادنیٰ خادم ہے۔

(۳۵) فرضیتِ زکوٰۃ

نصاب والے اموال میں زکوٰۃ اسی سال فرض کی گئی۔ یہی قولِ ارجح ہے۔ ایک قول کے مطابق صدقہ فطر کے مقرر ہونے کے بعد دوسرے سال زکوٰۃ فرض کی گئی۔ اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

(۳۶) کاشانہ نبوی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

ہجرت کے سات ماہ بعد شوال میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی، حضرت رسالت مآب ﷺ کے ہاں رخصتی ہوئی۔ اس وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نو سال تھی۔ نبی اکرم ﷺ کے ہاں ان کی رخصتی اور آپ ﷺ کی ان سے خلوتِ سُخ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں بدھوار کو دن کے وقت ہوئی۔

اسی وجہ سے علامہ نووی قدس سرہ العزیز نے صحیح مسلم کی شرح میں فرمایا کہ ہر مومن کے لئے مسنون یا مستحب ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے فعل کی اتباع کرتے ہوئے شوال میں نکاح کرے۔ ظاہر ہے کہ اس میں رافضیوں کی شدید تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دو عیدوں کے درمیان نکاح اور رخصتی مکروہ ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گھرام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے دوسرے سال شوال کے مہینہ میں ہوئی۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے قبل مکہ مکرمہ میں، ہجرت سے تین سال قبل اعلانِ نبوت کے دسویں سال، حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا جبکہ ان کی عمر ابھی چھ برس تھی۔

(۳۷) حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اہل خانہ اور پھوپھی سمیت ایمان لانا

ہجرت کے پہلے سال میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے اہل خانہ اور پھوپھی سمیت ایمان لائے۔ ان کا نام حضرت خالدہ بنت حارث رضی اللہ عنہا تھا۔

جس روز حضرت رسالت مآب ﷺ حضرت ابُو ایُّوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہوئے اسی دن حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اپنی تالیف جذُّب القلوب میں اسی طرح لکھا ہے۔

اسی وقت یا بعد میں ان کی شان میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَأَمَّا مَنْ وَاسْتَكْبَرْتُمْ - (الاحقاف آیت نمبر ۱۰)
ترجمہ: بنی اسرائیل سے ایک گواہ نے اس کی مثل پر گواہی دی وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر اختیار کر لیا۔

یہ آیت کریمہ بھی ان کی شان میں نازل ہوئی۔

قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (الرعد: آیت نمبر ۴۳)
ترجمہ:

فرمادیجئے اللہ تعالیٰ اور جس شخص کے پاس کتاب کا علم ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔

(۳۸) حضرت عمرو بن عبسہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت عمرو بن عبسہ اسلمی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ بتوں کی عبادت کو خیر باد کہا اور نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس پر ایمان لائے۔ ان کا اسلام انتہائی خوب تھا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی سیرت میں اسی طرح لکھا ہے۔ لیکن علامہ عامری رحمہ اللہ نے الریاض المستطابہ میں لکھا کہ وہ قدیم الاسلام تھے۔ مکہ معظمہ میں اعلانِ نبوت کے پہلے سال مشرف بایمان ہوئے تھے۔ ایمان لانے میں ان کا چوتھا نمبر تھا۔

(۳۹) حضرت قیس بن صرّمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد حضرت قیس بن صرّمہ انصاری رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

۱۔ ایمان لانے سے قبل ان کا نام حُصَيْن بن سلام تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سرور عالم ﷺ نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۳۷ آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان قبول کرنے کے واقعہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۳۸-۱۳۹۔

یہ وہی صحابی ہیں جن کے گھر میں رَمَضَانُ الْمُبَارَك کے روزہ کے افطار کے وقت کھانا نہ تھا چنانچہ وہ لیٹ گئے اور نیند غالب آگئی۔ اس وقت رات سونے کے بعد کھانا پینا حرام تھا۔ اگلے روز انہوں نے بغیر کچھ کھائے پئے روزہ رکھ لیا۔ وہ روزہ ان کی طاقت سے باہر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔
وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔
ترجمہ: کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر کے وقت سفید ڈوری، سیاہ ڈوری سے ظاہر ہو جائے۔
(البقرہ: ۱۸۷)

(۴۰) حضرت سَلْمَانِ فَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا ایمان لانا

حضرت أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَلْمَانِ بن عَبْدِ اللَّهِ فَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسی سال ایمان لائے آپ کو سَلْمَانِ بنِ اِسْلَام اور سَلْمَانُ الْخِزْرَمِيُّ بھی کہا جاتا ہے۔

قبل ازیں آپ مجوسی تھے اور عُثْمَانِ بنِ أَشْهَلِ ایک یہودی کی ملکیت میں تھے اس سے قبل کسی اور کی ملک تھے اور اس سے پہلے کسی اور کے غلام تھے یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے دس سے کچھ زائد افراد کی ملکیت میں رہے۔

پھر اس یہودی سے حضرت نبی کریم ﷺ نے چالیس اوقیہ کے عوض خرید فرمالیا۔ اس یہودی نے یہ شرط بھی عائد کی کہ آپ ﷺ اپنے دَسْتِ مُبَارَك سے اس کے باغ میں کھجوریں لگائیں۔ جس کی کھجوروں پر پھل بالکل نہیں لگتا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے اسے قبول فرمالیا اور اس کے باغ میں تین سو دوی کھجوریں لگائیں۔ ان ساری کی ساری کھجوروں نے اسی سال پھل دیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔

یہ کھجوریں لگانے کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے اس یہودی کو چالیس اوقیہ دیئے تاکہ وہ حضرت سَلْمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو آزاد کر دے۔ اس پر اس نے آپ ﷺ کو آزاد کر دیا۔ اس طرح آپ ﷺ کو آزادی نصیب ہوئی۔

حضرت سَلْمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، نبی پاک ﷺ کی مدینہ منورہ آمد کے اَوَّال میں مشرف باسلام ہوئے۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے پانچ روز بعد ایمان لے آئے۔ بعض علماء نے اس سے زائد مدت بیان فرمائی ہے۔

چونکہ آپ ﷺ ایک یہودی کی ملک میں تھے۔ اسی لئے بُدْر اور اُحُد کے غزوات میں شریک نہ ہو سکے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے غَزْوَةُ خَنْدَق میں شرکت فرمائی۔

اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت کی۔

آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی اس وقت آپ کی عمر ساڑھے تین سو سال تھی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ بوقت وصال آپ ﷺ کی عمر مبارک دو سو پچاس سال تھی۔
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے قصہ کی تفصیل سیرت گازیرونی اور دیگر کتب میں موجود ہے۔

(۴۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضور نبی پاک ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسی سال مشرف بایمان ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر دس برس تھی۔ دس برس تک آپ ﷺ نبی اکرم ﷺ کے خادم رہے۔
وصال نبوی کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر بیس برس تھی۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک آپ ﷺ حیات رہے۔ جس کی تفصیل آپ ابھی پڑھیں گے۔

(۴۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے نبوی

اسی سال نبی کریم ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا تو عرض کیا۔
یا رسول! انس آپ کا ادنیٰ خادم ہے اس کے لئے دعا فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی۔
بارالہ! اس کے مال، اولاد اور عمر میں برکت عطا فرما۔

نبی پاک ﷺ کی دعائے مبارکہ کی قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں برکت دی عام آدمیوں کی کھجوریں سال میں صرف ایک مرتبہ پھل دیتیں لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کھجوریں سال میں دوبار پھل دیتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کثیر اولاد عطا فرمائی۔ کہ آپ ﷺ کی پشت سے ایک سو بیس افراد پیدا ہوئے۔

آپ ﷺ کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی کہ آپ ﷺ نے طویل عمر پائی ۹۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اس طرح آپ ایک سو تین سال زندہ رہے۔

ایک قول کے مطابق آپ ﷺ نے ۱۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔ اس حساب سے آپ کی عمر مبارک ایک سو تیرہ برس بنتی ہے۔

(۴۳) دعائے نبوی سے مدینہ طیبہ سے وباء اور بخار کا خاتمہ

اسی سال نبی پاک ﷺ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ آپ ﷺ کی دعا سے مدینہ طیبہ کی سرزمین سے وباء اور بخار اٹھ کر جُحَفہ منتقل ہو گیا۔

مدینہ منورہ کی سرزمین وباءوں کا مرکز تھی۔ جس میں کثرت سے وبائیں پھوٹتی رہتی تھیں۔ جب مہاجرین وہاں پہنچے تو بخار میں مبتلا ہو گئے۔ ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور وہ نڈھال ہو گئے۔ وہ مکہ مکرمہ کا شوق ظاہر کرنے لگے۔

اس پر نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

”اے اللہ! مدینہ منورہ ہمیں اتنا محبوب بنا دے جتنا ہم کو مکہ معظمہ محبوب ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں اس کی محبت عطا فرما۔ اس کی بیماریوں کو دور فرما۔ ہمارے لئے اس کے صاع اور د میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو جُحَفہ منتقل فرما دے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کی دعا قبول فرمائی۔ مدینہ منورہ سے بخار اور وباء کو اٹھالیا اور انہیں جُحَفہ منتقل کر دیا۔

جُحَفہ میں یہودی سکونت پذیر تھے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ پر واقع ہے جو اہل ایمان مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آتے وہ انہیں ایذا پہنچایا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں اس بخار سے ہلاک فرما دیا اور ان کی بستی اجڑ کر رہ گئی اور ابھی تک اس میں آبادی نہیں ہو سکی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جو شخص اب بھی جُحَفہ کی زمین میں داخل ہو جائے اگرچہ وہ اہل ایمان سے ہو اسے بخار آدبوچتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ کی دعا کا نتیجہ ہے۔

(۴۴) حضرت عبدالرحمن بن حارث رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال صحابی رسول حضرت عبدالرحمن بن حارث بن ہشام قرشی مخزومی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے اسد الغابہ میں تحریر فرمایا کہ ”نبی اکرم ﷺ کے وصال کے دن آپ ﷺ کی عمر دس برس تھی۔“

حضرت عبدالرحمن بن حارث رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ حضرت مریم بنت عثمان غنی رضی اللہ عنہا آپ کے حوالہ نکاح میں تھیں۔

نیز یہ ان خوش نصیب افراد میں سے تھے جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مصاحف تحریر کرنے کا حکم دیا۔

(۴۵) نماز کا چار رکعتی ہونا

ارنج قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ آمد کے ایک ماہ بعد (فرض) نماز میں اضافہ ہوا اور وہ چار رکعتیں کر دی گئیں۔

ایک قول کے مطابق یہ اضافہ دو ماہ بعد ہوا۔

ایک اور قول کی رو سے یہ اضافہ ایک سال بعد ہوا۔

اس سے قبل تمام نمازیں دو دو رکعت تھیں جو شب معراج فرض کی گئی تھیں نماز مغرب ایسی نماز ہے جو ابتداء ہی سے تین رکعت فرض کی گئی۔

زاں بعد ۱۲ھ میں نماز میں تخفیف کی گئی اور بحالت سفر دو رکعتیں کر دی گئی۔

یہ اضافہ یعنی دو رکعتی نماز کا چار رکعت ہو جانا منگل کے روز ہوا۔ پہلے قول کی رو سے جو ارنج ہے یہ

اضافہ ۱۲/ ربیع الثانی کو ہوا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

آخری قول کی رو سے بھی یہ اضافہ ربیع الآخر کے مہینے میں ہوا یہی وجہ ہے حافظ سیہلی قدس سرہ العزیز

نے الروض الانف میں فرمایا کہ ”یہ اضافہ ہجرت کے ایک سال کے بعد ربیع الثانی کے مہینے میں ہوا۔“

(۴۶) زیاد بن ابی سفیان کی پیدائش

زیاد بن ابی سفیان اسی سال پیدا ہوئے آپ کی کنیت ابوالمغیرہ ہے اور آپ عرب کے منتخب سات

زیرک افراد میں شمار ہوتے ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔

(۱) حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت عروہ بن سعود رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

(۷) حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ

یہ زیاد بن ابیہ اور زیاد بن سُمیہ کے نام سے معروف ہیں۔

سُمیہ ان کی والدہ کا نام ہے جو حارث بن کلدہ کی لونڈی تھی اس کے ہاں اس کے بطن سے ابوبکرہ اور زیاد کی ولادت ہوئی اس طرح یہ ابوبکرہ کی والدہ کی جانب سے بھائی ہیں۔

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے باپ کی طرف منسوب کر کے اپنے خاندان میں شامل کر لیا اس کے بعد یہ زیاد بن ابی سفیان کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ۱۵

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے خاندان میں شامل کرنے سے پہلے یہ زیاد بن عبید ثقفی کہلاتے تھے۔

یہ زیاد نواسہ رسول امام عالی مقام حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قاتل عبید اللہ بن زیاد کا والد ہے۔

علامہ ابن اثیر قدس سرہ نے اسد الغابہ میں فرمایا یہ زیاد نہ صحابی ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت کی ہے۔

(۴۷) مختار ثقفی کی پیدائش

اسی سال مختار بن ابو عبید ثقفی کی پیدائش ہوئی۔ یہ حضرت صفیہ بنت ابو عبید رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی تھیں۔

۱۵ جب اموی خلافت کا خاتمہ ہو گیا تو لوگ اسے زید ابن ابیہ اور زید بن سمیہ کہنے لگے۔ حضرت ابو موسیٰ کے کاتب تھے انہوں نے اسے بصرہ کے ایک حصہ کا عامل بنایا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے برقرار رکھا پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے آپ نے اسے فارس کا گورنر مقرر کیا۔ لطم و ضبط، وفور عقل اور حسن سیاست میں آپ ضرب المثل ہیں ۵۳/ھ میں فوت ہوئے اس وقت بصرہ اور کوفہ کے عامل تھے اس سے قبل کوئی گورنر ان دونوں علاقوں کا حکمران نہیں ہوا الاصابہ جلد ۱/۵۸۰

۲/ ہجری کے واقعات

(۱) حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا کا وصال

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ، حبیبہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی لخت جگر حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا کا انتقال اس سال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال اس سال ماہ رمضان المبارک میں ہوا بعض علماء فرماتے ہیں کہ انکی وفات ذی الحجہ کے مہینے میں ہوئی۔

پہلا قول صحیح تر ہے کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہا نے غزوہ بدر سے دو دن بعد وصال فرمایا اتفاق سے حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا کی وفات اسی روز ہوئی جس دن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ لے غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور مشرکین کے مقتول ہونے کی خوش خبری لے کر مدینہ طیبہ آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا کے دفن میں مشغول تھے۔ اس دن اتوار تھا اور رمضان المبارک کی ۱۹ تاریخ تھی۔ جنگ بدر سترہ رمضان المبارک جمعہ المبارک کے دن ہوئی۔

بوقت وصال حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس یا اکیس برس تھی۔ حافظ سہیلی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا کی وفات رمضان المبارک ۲ھ میں ہونا ہی صحیح قول ہے۔“

علامہ قسطلانی قدس سرہ نے مواہب لدنیہ میں فرمایا۔

”حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا کی ولادت، ولادت نبوی کے تیسویں سال ہوئی۔“

علامہ قسطلانی قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق، بوقت وصال حضرت رقیۃ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک کے اکیس سال ہونے کا قول صحیح قرار پاتا ہے۔ جب کہ ان کی ولادت اور وفات کا سال شامل نہ کیا جائے۔

۱۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے محبوب صحابی تھے اور محبوب صحابی یعنی حضرت اسماءہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی تھے نبی پاک ﷺ کے ارشاد گرامی کی رو سے ہر دو امارت کے مستحق ہیں، خود صحابی، صحابی کے والد اور صحابی کے لڑکے ہیں۔ حضرت عمارہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو جس سربز پر روانہ فرمایا اس کا امیر بنایا اگر وہ زندہ رہتے تو نبی پاک انہیں اپنا نائب مقرر فرمادیتے اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے قوی اسناد کے ساتھ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ نوٹ: حضرت زید نے غزوہ مؤتہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۴۳۳

(۲) اسلام میں اولین تیر اندازی

اسی برس حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سرّیہ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب قرشی میں تیر پھینکا۔ یہ سب سے پہلا تیر تھا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلایا گیا۔ لہ
یہ مہم بطن رابغ کی جانب بھیجی گئی۔

(۳) تحویل قبلہ

اسی سال قبلہ بیت المقدس کی بجائے کعبہ معظمہ قرار پایا۔ تحویل قبلہ منگل کے دن، ماہ رجب کے نصف میں ۱۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد کے سترھویں مہینے کے آغاز میں ہوئی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ کی مسجد میں نماز ظہر کی دو رکعتیں ادا فرما چکے تو کعبہ معظمہ کی جانب رخ کرنے کا حکم نازل ہوا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کی جانب رخ فرمالیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے رخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اس جانب کر لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ دو رکعتیں کعبہ شریف کی جانب رخ کر کے مکمل فرمائیں۔ اس وقت ظہر کی نماز چار رکعتیں ہو چکی تھی۔ اس لئے اس مسجد کو مسجد قبلتین کہا جاتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں لکھا۔

”تحویل قبلہ اسلام میں ہونے والا پہلا نسخ ہے۔“

میں کہتا ہوں شاید اس سے مراد اس حکم کا منسوخ ہونا ہے جس پر عمل ہو چکا ہو۔ ورنہ عمل سے پہلے نسخ اس سے تقریباً تین سال قبل وقوع پذیر ہو چکا تھا۔ جب شب معراج پچاس نمازیں منسوخ ہو کر پانچ رہ گئی تھیں۔

۱۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیردان میں ہیں تیرتھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سارے تیر دشمن کی جانب پھینکے ہر تیر سے کوئی نہ کوئی آدمی یا حیوان زخمی ہوا۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۲

۲۔ تحویل قبلہ کی تاریخ اور دن کے بارے میں مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں تین قول منقول ہیں جو یہ ہیں (۱) بخاری الآخرہ۔ ابن عقبہ نے اس پر جزم فرمایا (۲) نصف شعبان بروز منگل، یہ محمد بن حبیب کا قول ہے روضہ میں اس پر جزم فرمایا علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے اس قول پر تنقید فرمائی ہے (۳) نصف رجب بروز پیر۔ امام احمد نے اسے ابن عباس سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت فرمایا علامہ و اقدی نے اسے اُخبت قرار دیا۔ حافظ نے فرمایا صحیح ہے نیز جمہور نے اسی قول پر جزم فرمایا زرقانی مع المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۰۰ اس تفصیل کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ ان مندرجہ اقوال میں سے کوئی قول مصنف علیہ الرحمۃ کی تحریر سے موافق نہیں ہے۔ علامہ زرقانی قدس سرہ نے تصریح فرمائی کہ تحویل قبلہ کے مہینہ کے بارے میں تین، اور دن کے بارے میں دو قول ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کے علاوہ اور قول نہیں جس سے مصنف علیہ الرحمۃ کے قول کی تائید ہوئی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴) عاشورے کے دن کا روزہ

اسی سال حضور سرور کائنات ﷺ نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو وجوہی انداز میں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اس سے قبل مکہ معظمہ میں زمانہ بعثت اور اس سے قبل بھی آپ ﷺ اس دن روزہ رکھتے لیکن وہ مستحب روزہ تھا واجب نہ تھا۔

زاں بعد اس کا وجوب اس وقت منسوخ ہو گیا جب اسی سال یعنی ۱۲ھ کو رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور عاشورے کا روزہ سنت غیر مؤکدہ ہو گیا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی عمر مبارک کے آخری سال ارشاد فرمایا:

”اگر میں اگلے سال بھی زندہ رہا تو نو اور دس دونوں دنوں کا روزہ رکھوں گا“

لیکن اگلے سال محرم کو آپ ﷺ ظاہری حیات سے زندہ نہ تھے۔

نو اور دس محرم دونوں دنوں کا روزہ رکھنا مستحب ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے اس کا ارادہ فرمایا اگرچہ آپ ﷺ نے نہ رکھا۔

(۵) یوم عاشورہ کے روزے کا اہتمام

اسی سال نبی کریم ﷺ نے (دس محرم کے دن) اعلان کرنے والے کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا ”جس نے آج کچھ کھا (پی) لیا ہے وہ دن کا باقی حصہ نہ کچھ کھائے نہ پیئے۔ اور جس نے کچھ کھایا پیا نہیں وہ روزہ رکھے۔“

یہ اعلان آپ ﷺ نے اس لئے کرایا کہ اہل مدینہ کو ذی الحجہ کی تیسویں شب کو چاند نظر نہ آیا۔ جب (اگلے مہینہ محرم) کی نو تاریخ ہوئی تو نبی پاک ﷺ کی بارگاہ اقدس میں گواہ حاضر ہوئے اور انہوں نے ذی الحجہ کے آغاز سے تیسویں رات کو چاند نظر آنے کی گواہی دی۔ اس طرح سے وہ دن دس محرم کا قرار پاتا تھا۔ تو آپ ﷺ نے اعلان کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ کو درج بالا اعلان کرنے کا حکم دیا۔

اعلان کرنے والے اس صحابی کا اسم مبارک حضرت ہند بن اسماء بن حارثہ اُسلمی رضی اللہ عنہ ہے۔ جس کی تصریح علامہ قسطلانی قدس سرہ نے بخاری کی شرح میں کی ہے۔

(۶) رَمَضَانُ الْمُبَارَك کے روزوں کی فرضیت

بیت المقدس کی بجائے کعبہ معظمہ قبلہ قرار پانے کے ایک ماہ بعد رَمَضَانُ الْمُبَارَك کے روزے فرض ہوئے۔

رَمَضَانُ الْمُبَارَك کے روزوں کی فرضیت شعبان کے نصف یعنی نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد کے اٹھارویں مہینے کے آغاز میں ہوئی۔ لہ

(۷) بارگاہِ نبوی میں درود و سلام پیش کرنے کا حکم

نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود و سلام پیش کرنے کا حکم اسی سال نازل ہوا۔ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (احزاب : ۵۶)

ترجمہ : اللہ اور اس کے فرشتے یقیناً نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو۔

حافظ شامی رحمہ اللہ نے اپنی سیرت کے ابواب الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ ﷺ میں فرمایا ”یہ آیہ مبارکہ نصف شعبان ۲ھ کی شب کو نازل ہوئی۔“

(۸) دورانِ نماز سلام و کلام کی ممانعت

غَزْوَةُ بَدْر کی تیاری سے قبل اسی برس، نماز میں گفتگو اور کلام کی ممانعت نازل ہوئی۔ اس سے پہلے نماز میں ایک دوسرے سے گفتگو کرنا اور ایک دوسرے کو سلام کہنا مباح تھا۔ اس کی ممانعت کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔ (البقرة: ۲۳۸) اللہ تعالیٰ کے لئے عاجز اور خاموش ہو کر قیام کرو۔

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کی حالت میں سلام و کلام سے رک گئے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت ہے۔

(۹) صدقہ فطر کا حکم

عید کے دن سے دو روز قبل نبی کریم ﷺ نے صدقہ فطر کا حکم دیا۔ یہ حکم اموال کی زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے تھا۔ رائج تر قول یہ ہے کہ اموال کی زکوٰۃ پہلے سال فرض ہوئی۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۱۰) نماز عیدین کا حکم

اسی سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عیدین کی نماز کا حکم دیا گیا۔

(۱۱) عید الفطر سے ایک یا دو دن قبل خطبہ نبوی

نبی کریم ﷺ نے عید الفطر سے ایک یا دو روز قبل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں لوگوں کو نماز عید اور صدقہ فطر کی ادائیگی کا حکم دیا۔

(۱۲) اسلام کی اولین عید الفطر کی ادائیگی

قیم شوال المکرم یعنی عید الفطر کے روز نبی پاک صاحب نواک ﷺ نماز کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک نیزہ نبی کریم ﷺ سے آگے آگے لے جایا گیا۔ (اسے زمین میں گاڑ دیا گیا) تو آپ ﷺ نے اسے سُترہ بنا کر نماز عید الفطر ادا فرمائی۔ دراصل یہ نیزہ شاہ حبشہ نجاشی کا تھا۔ اس نے یہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو دیا اور انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دے دیا۔ اس کے بعد یہ نیزہ عیدوں وغیرہ ایام مبارکہ میں نبی کریم ﷺ سے آگے آگے لے جایا جاتا تھا۔

۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا ترجمہ یہ ہے۔ ہم نبی پاک ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کیا کرتے تھے جب کہ آپ ﷺ نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوتے آپ ﷺ اس کا جواب بھی ارشاد فرماتے تھے۔ جب ہم نجاشی (شاہ حبشہ) کے ہاں سے واپس لوٹے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا لیکن آپ ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا (بعد ازاں) فرمایا نماز میں (رب کریم کے ساتھ) مصروفیت ہوتی ہے۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے (ہم میں ہر ایک) اپنے بھائی سے ضرورت کے وقت بات چیت کر لیا کرتا تھا جب آیت کریمہ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ نازل ہوئی تو ہم کو خاموشی کا حکم دیا گیا۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ جلد ۲ صفحہ ۶۵۰

الفرض یہ روایت حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں مذکور ہے۔ ممکن ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہو لیکن مترجم غفرلہ کی نظر سے بخاری شریف میں نہیں گذری واللہ اعلم بالصواب

(۱۳) اولین عید الاضحیٰ

اس سال، ماہ ذی الحجہ میں نبی پاک صاحبِ نولاک ﷺ نے نمازِ عید الاضحیٰ عید گاہ میں ادا فرمائی۔
یہ اولین نمازِ عید الاضحیٰ تھی جو مسلمانوں کے مشاہدہ میں آئی۔

(۱۴) قربانی کا حکم

اسی سال قربانی کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۱۵) نبی پاک ﷺ کی قربانی

نماز عید سے فارغ ہو کر نبی پاک صاحبِ نولاک ﷺ نے عید کے دن چاشت کے وقت سینگوں والے، سیاہ اور سفید (چٹکبرے) رنگ والے دو خسی مینڈھے اپنے دستِ مبارک سے ذبح فرمائے۔ ایک اپنی اور اپنی آل پاک کی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے لے
اس کے بعد آپ ﷺ ہر سال قربانی فرمایا کرتے تھے۔

(۱۶) مُطعم بن عدی کی موت

اس سال کے ابتدائی مہینوں میں، غزوہٴ بدر سے تقریباً سات ماہ قبل مُطعم بن عدی بحالتِ کفر مر گیا۔ یہ شخص قریش کے سرداروں میں سے ایک تھا اور صحابی رسول حضرت جُبر بن مُطعم رضی اللہ عنہ کا والد تھا۔

(۱۷) حضرت اَبُو رَافِع کا ایمان قبول فرمانا

اسی سال حضرت اَبُو رَافِع قَبْطِی رضی اللہ عنہ حلقہٴ بگوشِ ایمان ہوئے۔ یہ حضور رسالت مآب ﷺ کے آزاد فرمودہ غلام تھے۔

حضرت عَبَّاس بن حضرت عَبْدِ الْمُطَّلِب رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت اُمِّ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہا اور حضرت اَبُو رَافِع رضی اللہ عنہ اکٹھے ایمان لائے تھے۔

حضرت اَبُو رَافِع رضی اللہ عنہ حضرت عَبَّاس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوہٴ بدر میں شامل تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے اس لئے اس غزوہ میں شریک نہ تھے۔ غزوہٴ اُحُد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے۔

آپ حضرت سُلَیْمٰنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے خاوند تھے جو نبی کریم ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت ماریہ قبطیہ علیہا السلام کی قابلہ (دایہ) تھیں خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی تمام اولاد کی ولادت میں یہی آپ کی قابلہ تھیں۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی میں اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا نام اُسلم تھا اور یہی زیادہ مشہور ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام ابراہیم تھا۔

ان کے علاوہ آپ کے اسم گرامی میں اور اقوال بھی ہیں۔

(۱۸) اُمّیہ بن ابی صلت کی موت

مشہور شاعر اُمّیہ بن ابی صلت بھی اسی سال مرا۔ اس کے اشعار نصیحتوں اور حکمتوں پر مشتمل ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”اُمّیہ بن ابی صلت ایمان لانے والا ہی تھا۔“

یعنی اسے ایمان لانے کی توفیق نہ ہو سکی۔

ایک حدیث پاک میں ہے۔

”اس کے اشعار میں ایمان ہے اور اس کے دل میں کفر ہے۔“ ۳۰

۱۰ نبی پاک ﷺ کی اولادِ اطہار میں سب سے آخری تھے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۰

۲۰ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے بارے میں دس اقوال ہیں تفصیل کے خواہشمند زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۰ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے جب نبی کریم ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کی خوش خبری دی تو سید عالم ﷺ نے انہیں ایک غلام عطا فرمایا۔ زرقانی صفحہ ایضاً۔

۳۰ ابراہیم حاکم یمن نے مکہ مکرمہ پر پوری قوت سے چڑھائی کی لیکن اللہ رب العزت نے اس کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اور حملہ آوروں کو تباہ و برباد فرما دیا۔ اس واقعہ پر دیگر شعراء کی مانند اُمّیہ بن ابی صلت نے بھی طبع آزمائی کی۔ ان اشعار سے سرکارِ کائنات ﷺ کے اس ارشاد کی واضح تصدیق ہوتی ہے۔ وہ اشعار درج ذیل ہیں۔

إِنَّ آيَاتِ رَبِّنَا لَا تُعَارَىٰ لِبِهِنَّ إِلَّا الْكُفُورُ

ہمارے پروردگار کی نشانیاں چک رہی ہیں جن میں سخت منکر کے علاوہ کوئی شک نہیں کرتا۔

خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ فَكُلٌّ مِنْهُنَّ حَسَابٌ مَقْدُورٌ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

زمانہ جاہلیت میں اس نے بتوں کی عبادت ترک کر دی تھی بہت سی کتابوں کو پڑھا۔ عیسائیت اختیار کر کے راہب بن گیا۔ لیکن جب اسلام کا زمانہ پایا تو ایمان لانے کے شرف سے محروم رہا بلکہ حسد اور سرکشی کر کے اس سے منہ موڑ لیا۔ نعوذ باللہ من ذلک

(۱۹) حبشہ سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حبشہ سے نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے سلام عرض کیا لیکن آپ ﷺ نے جواب ارشاد نہ فرمایا۔

(۲۰) مشرکین سے قتال کی اجازت

اسی سال صفر المظفر کی بارہ تاریخ کو مشرکین سے جنگ مباح کر دی گئی۔ اس سے قبل مشرکین سے جنگ کرنا حرام تھی۔ اور اس بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل کی گئی۔

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا (الحج: ۳۹)

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

اس نے رات دن کو پیدا فرمایا۔ ان میں سے ہر ایک (زبان حال سے) ظاہر کر رہا ہے کہ اس کا اندازہ مقرر ہے۔

لَمْ يَجْلُؤْ النَّهَارَ رَبُّ رَحِيمٌ بِمَهَاةٍ فُجَاعَهَا مَسْجُودٌ
پھر نہایت مہربان رب تعالیٰ نے دن کو سورج کے ساتھ روشن فرمایا جس کی کرنیں بکھری ہوئی ہیں۔

حَبَسَ الْفَيْلَ بِالْمَغَمَسِ حَتَّى ظَلَّ يَحْبُو كَأَنَّهُ مَعْقُودٌ
اس نے مغس میں ہاتھی کو روک لیا۔ حتیٰ کہ وہ ریگنے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔

لَا زِمًا خَلَقَهُ الْجِزَانِ كَمَا قَطَرَ مِنْ صَخْرٍ كَبْكَبٍ مَعْدُودٌ
اس کی گردن کے حلقہ کو زمین کے ساتھ اس طرح لگا دیا گیا گویا کہ کوہ کبکب کی ایک چٹان لڑھکا کر زمین پر پھینک دی گئی ہو۔

كُلُّ ذِيْنِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا ذِيْنَ الْعَنْفَةِ يُوَدُّ

دین حنیفہ (ملت ابراہیمی) کے سوا تمام دین قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں تباہ ہو جائیں گے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۶۳
۶۳ الروض الانف علی سیرہ ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۵۰

ان اشعار میں کتنے بھرپور انداز سے وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، روز قیامت اور دین ابراہیمی کی صداقت کا اعلان کرتا ہے۔ لیکن محبوب رب العالمین ﷺ سے عداوت اختیار کر کے وہ دوزخ کا ایندھن بنا۔ اعاذنا اللہ منہا۔

۱ بخاری صفحہ ۱۶۰ جلد ۱

ترجمہ: وہ لوگ جن سے جنگ کی جاتی ہے انہیں (اب جنگ کی) اجازت ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں یہ سب سے پہلی آیت کریمہ ہے جو جنگ کی اباحت میں نازل ہوئی۔ لہٰذا اس نے ان بہتر آیات کریمہ کو منسوخ کر دیا لہٰذا جو جنگ کی حرمت میں اس سے قبل نازل ہوئی تھیں۔

زاں بعد سورہ برآۃ کی یہ آیت سیف نازل ہوئی۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَأَحْصُرُوهُمْ وَأَقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ۔ (برآۃ: ۵)

ترجمہ: مشرکین جہاں ملیں انہیں قتل کر ڈالو۔ انہیں پکڑ لو ان کا گھیراؤ کرو اور ان کے لئے ہر گھات میں بیٹھو۔

اس آیہ مبارکہ سے پہلے کی نازل شدہ ایک سو بیس آیات مبارکہ منسوخ ہو گئیں، یہ آیت جنگ کی فرضیت کے لئے نازل ہوئی۔ تو اس سے مندرجہ ذیل اقسام کی آیات، جو اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں، منسوخ ہو گئیں۔

۱۔ جنگ کی حرمت پر نازل ہونے والی آیات۔

۲۔ کفار کی جانب سے آغازِ جنگ کی صورت کے علاوہ باقی حالات میں قتال کی ممانعت پر نازل ہونے والی آیات۔

۳۔ جنگ کے مباح ہونے کی آیات جن میں جنگ فرض نہ کی گئی تھی۔

(۲۱) اسلام میں اولین مالِ غنیمت

حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی زیرِ کمان ایک دستہ فخذہ کی جانب بھیجا گیا۔ جس کا ذکر سرایا کے

۱۔ امام نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسے موقوفاً روایت فرمایا جو مرفوع کے حکم میں ہے۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۸۷

۲۔ ان آیات میں سے زیادہ تر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۸۷

۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا اور فرمایا میں تمہارا امیر ایسے شخص کو بناؤں گا جو بھوک اور پیاس میں تم سے زیادہ صبر کرنے والا ہو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ہمارا سپہ سالار بنایا۔ آپ اسلام میں سب سے پہلے انارت کے منصب پر فائز کئے گئے ایک روایت کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امیر المومنین کا لقب عطا فرمایا۔ یاد رہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تاریخ میں سب سے پہلے امیر المومنین کہلانے والے ہیں لیکن آپ خلفاء میں سے ہیں اور حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ خلفاء سے نہ تھے لہٰذا دونوں میں تضاد نہیں ہے زرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۹۷

باب میں گزر چکا۔ اس دستہ کو غنیمت کا مال ملا جو اسلام میں اولین مال غنیمت تھا۔

(۲۲) سریہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کفار کی طعنہ زنی کا جواب

حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی زیرِ کمان ارسال کردہ دستہ پر کفار نے طعنہ زنی کی کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے رجب کی پہلی تاریخ کو جنگ کی اور خون ریزی کی ہے۔ جب کہ وہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔

حقیقتِ حال یہ تھی کہ اس رات حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو چاند نظر نہ آیا انہوں نے گمان کر لیا کہ وہ دن جمادی الاخریٰ کا آخری دن ہے۔ لہذا انہوں نے کفار سے جنگ کی۔ پھر عیاں ہوا کہ واقعی وہ رجب کا پہلا دن تھا۔ اس وجہ سے مشرکین نے انہیں طعنہ دیئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ۔ (البقرة: ۲۱۷)

ترجمہ: آپ سے حرمت والے مہینہ میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

(۲۳) مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کا اولین مقتول

اسی سَرِیہ میں مشرکین میں سے عمرو بن علاء حضرتی مسلمانوں کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا۔ مشرکین کا یہ پہلا مقتول تھا جسے مسلمانوں نے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

(۲۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں کفار کے اولین قیدی:

سَرِیہ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ میں مشرکین کے دو آدمی قید ہوئے۔ ایک کا نام حکم بن کینان رضی اللہ عنہ تھا اور دوسرے کا نام عثمان بن عبد اللہ تھا۔ یہ مشرکین کے اولین قیدی تھے جو مسلمانوں کے ہتھے چڑھے۔

۱۔ عمرو بن علاء حضرتی، حضرت واقد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ انہوں نے اسے تیرے واصلِ جہنم کیا۔ زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۸

۲۔ واقدی نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے حکم کو قید کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرفِ بایمان ہو گیا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۹۸ حضرت حکم بن کینان رضی اللہ عنہ ابو جہل کے باپ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔ اور پیرِ معونہ کے واقعہ میں شہادت پائی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بہن امہ بنت عفان ان کے نکاح میں تھیں زر قانی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۹ حضرت حکم بن کینان رضی اللہ عنہ نے خلوص کے ساتھ ایمان قبول کر لیا، لیکن عثمان مکہ معظمہ چلا گیا اور وہیں بحالتِ کفر مرا۔

(۲۵) اسلام کے اولین سپہ سالار

ایک قول کے مطابق حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اسلام میں سب سے پہلے امیر لشکر تھے۔ لیکن رائج یہ ہے کہ اسلام کے اولین امیر لشکر حضرت حمزہ بن حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہما ہیں جس طرح کہ سَرایا کے باب میں گذر چکا ہے۔

(۲۶) سریہ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے شرکاء کا اعزاز

مشرکوں نے حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی مہم کے شرکاء کے بارے میں کہنا شروع کر دیا کہ عبد اللہ اور ان کے ساتھیوں نے حرمت والے مہینے میں خونریزی کی ہے اس لئے وہ گنہگار ہیں۔ اب اگر ان کے ذمہ (آیہ کریمہ کے نزول پر) گناہ نہ رہا تو ان کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔

اس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی غمگین ہو گئے۔ اور انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا:

”یا رسول اللہ! ہم اپنے ایمان، ہجرت اور جہاد پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔“

اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے شان میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (البقرہ : ۲۱۸)

ترجمہ: جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

(۲۷) غزوہ بدر

اس سال، رمضان المبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں شرکت فرمائی ۲۷ غزوات کے باب

۱ تاریخ میں یہ غزوہ بدر کبریٰ، بدر عظمیٰ، بدر ثانیہ بدر ثانیہ اور بدر فرقان کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۰۶

۲ قرآن کریم میں مذکور یَوْمَ الْفُرْقَان سے مراد بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہی غزوہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت سے نوازا شرک اور اہل شرک کو برباد کیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی تعداد قلیل اور دشمنوں کی فوج کثیر تھی پھر مشرکین پوری (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

میں اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔

(۲۸) بَارِگاہِ نبوی میں زِرّہ کا ہدیہ

نبی کریم ﷺ نے جب غزوۂ بدر کے لئے مدینہ منورہ سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک زِرّہ بطور ہدیہ پیش کی۔ اس کا نام ذاتُ الْفُضُول ہے تھا۔ یہ عمر بھر حضور ﷺ کے پاس رہی۔ یہی وہ زِرّہ تھی جسے آپ ﷺ نے اپنے وصال مبارک سے کچھ عرصہ قبل تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن رکھی تھی۔ ۱۷ بعد از وصال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ قرض ادا کر کے اسے رہن سے چھڑایا۔

(۲۹) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جانثارانہ جذبات:

غزوۂ بدر کی جانب جاتے ہوئے، دورانِ راہ، جب آپ ﷺ روحاء سے روانہ ہو کر صفراء کے قریب پہنچے تو خبر ملی کی مشرکین مکہ آپ ﷺ سے جنگ کی تیاری کر کے مکہ مکرمہ سے نکل آئے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ کیا مشرکین سے جنگ کے لئے پیش قدمی کی جائے؟ حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ جواب دیا اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ! قسم بخدا ہم حضرت مونسِ علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ کو یہ نہیں کہیں گے۔“

(بچلے صفحے کا بقیہ حواشی)

۱ تیاری کے ساتھ سامان جنگ کی وافر مقدار کے ہمراہ حملہ آور ہوئے تھے۔ وہ اپنی تعداد اور سامان جنگ پر بھروسہ کر کے غرور کے پتلے بنے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ اور ان کے پیروکاروں کو فتح عطا فرمائی شیطان اور اس کے لشکر کو رسوا فرمایا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس احسان کا ذکر فرمایا وَلَقَدْ نَعَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرِ وَانْتُمْ اَوَّلَةٌ (آل عمران: ۱۶۳) ترجمہ: ہم نے تمہیں بدر میں فتح عطا فرمائی جب کہ تم قلیل تعداد میں تھے۔

۲ ذاتُ الْفُضُول - فضول فضل کی جمع ہے جس کا معنی زیادتی ہے۔ کیوں کہ یہ زرہ لمبی تھی (یعنی عام زرہ ہوں سے نسبتاً لمبی تھی) اس لئے اس کا نام یہ تھا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۳۷۹

۳ اس یہودی کا نام ابوشم تھا۔ جو کی مقدار میں دو قول ہیں ایک قول کی رو سے وہ تیس صاع تھے اور دوسرے قول کی رو سے ان کی مقدار بیس صاع تھی۔ دونوں کے درمیان تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کی مقدار تیس سے کم اور بیس سے زائد تھی (ہر دو اقوال میں ان کی مقدار اندازاً مذکور ہے) جس نے بیس سے زائد چند کو نظر انداز کیا اس نے بیس صاع روایت کیا اور جس نے ان کو شامل کیا اس نے تیس صاع ذکر کیا۔ ان کی قیمت ایک دینار تھی قرض کی مدت ایک سال تھی۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے چھڑایا زر قانی علی المواہب اللہ فیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۹-۳۸۰

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ۔ (المائدہ: ۲۴) (جا تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھیں گے) بلکہ ہم عرض کرتے ہیں چلے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کا رب جنگ فرمائیں ہم آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ ہم آپ ﷺ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔

اس جواب پر نبی پاک ﷺ مسرور ہوئے اور خوشی سے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک منور ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کا جانثارانہ جواب عرض کیا۔ پھر آپ ﷺ نے انصار سے مشورہ طلب فرمایا۔ ان میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

”یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی ہم شہادت دیتے ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے حق لے کر مبعوث ہوئے۔ ہم نے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے عہد کر رکھے ہیں۔ یا رسول اللہ! اپنے ارادہ مبارکہ پر گامزن ہو جائیے ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اگر ہمارے سامنے سمندر آجائے ہم آپ ﷺ کے ساتھ اس میں کود جائیں گے۔ ہم سے کوئی آدمی پیچھے نہ رہے گا۔ ہم بوقت جنگ بڑے صابر ہیں اور ملاقات کے وقت سچے دوست ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہماری ایسی جانثاریاں آپ ﷺ کو مشاہدہ کرائے گا جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ اللہ کی برکت سے پیش قدمی فرمائیے۔“

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کیا سرور کائنات ﷺ خوش ہو گئے اور غزوہ بدر کے ارادہ سے روانگی اختیار فرمائی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے یہ جواب غزوہ حدیبیہ کی جانب روانگی کے وقت عرض کیا۔

ان دونوں قولوں کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ معروضات

۱۔ شُرکائے بدر کے ان فداکارانہ جذبات کی وجہ سے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے مختلف اوقات میں بر ملا طور پر اپنی اور رب کریم کی خوشنودی کا اعلان فرمایا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا ”اللہ تعالیٰ اصحاب بدر کو باخبر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو چاہو عمل کرو بلاشبہ میں نے تم کو بخش دیا۔“ ایک روایت میں ہے ”میں نے تمہارے لئے جنت واجب کر دی۔“ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ آپ اپنے صحابہ میں اہل بدر کو کیسا شمار فرماتے ہیں“ حضور ﷺ نے فرمایا ”میں تمام مسلمانوں میں سے ان کو سب سے زیادہ صاحب فضیلت شمار کرتا ہوں“ اس پر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا ”ہم بھی ان فرشتوں کو جو غزوہ بدر میں حاضر ہوئے افضل مانتے شمار کرتے ہیں۔“ (مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۷۳)

دونوں موقعوں پر پیش کی تھیں۔

(۳۰) حضرت عائکہ رضی اللہ عنہا کا خواب

غزوہ بدر سے پہلے، نبی پاک صاحب لَولاک ﷺ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی پھوپھی حضرت عائکہ بنت حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے جنگ بدر سے تین یا اس سے زائد راتیں قبل خواب دیکھا جو کفار مکہ کی رُسوائی، بربادی اور ان کے قتل کے مقامات پر مقتول ہونے پر دلالت کرتا تھا۔

تین یا اس سے زائد راتوں کے بعد اللہ رب العزت نے ان کے خواب کو پورا کر دکھایا۔

اس خواب کی تفصیلات علامہ ابن کثیر کی کتاب البدایہ والنہایہ میں مذکور ہیں میں نے اسے اختصار کے پیش نظر درج کتاب نہیں کیا۔

(۳۱) فتح و نصرت کے لئے نبی پاک ﷺ کی دعائیں:

میدان بدر میں نبی کریم ﷺ کا لشکر تین سو سے کچھ زائد نفوس مبارکہ پر مشتمل تھا۔ جب کہ کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں دعا فرمائی اور عرض کی۔

”اے اللہ! میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے پورے فرما۔ اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاکت کی نذر ہو گئی تو قیامت تک تیری عبادت کرنے والا دنیا میں کوئی نہ ہو گا“

آپ ﷺ مسلسل یہ دعا فرماتے رہے اور رب تعالیٰ سے مدد طلب فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ کے مبارک کندھوں سے گر پڑی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر

یہ خواب ابن ہشام نے اپنی سیرت جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ میں بھی درج کیا ہے۔ جس کا ترجمہ یوں ہے۔ حضرت عائکہ رضی اللہ عنہا نے فتنہ سے مکہ معظمہ آنے سے تین راتیں قبل ایک خواب دیکھا جس سے آپ خوفزدہ ہو گئیں۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت عباس بن عبدالمطلب کو بھلا بھیجا اور کہا اے بھائی میں نے آج ایک خوفناک خواب دیکھا ہے مجھے ڈر ہے کہ اس کی تعبیر میں تیری قوم پر کوئی مصیبت اور آفت آنے والی ہے۔ جو میں بیان کروں اسے پوشیدہ رکھنا۔ انہوں نے پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے ایک آتے ہوئے سوار کو دیکھا ہے جو اونٹ پر سوار تھا۔ وہ اُبُلُحِ وادی میں آکر رکا اور اس نے با آواز بلند پکارا۔ اے دھوکے بازو! اپنے گرنے کی جگہوں کی طرف تین دنوں کے اندر نکلو۔ پھر میں دیکھتی ہوں کہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ پھر وہ مسجد میں آیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ لوگ اس کے ارد گرد ہی تھے کہ اونٹ اس کو لے کر خانہ کعبہ پر نمودار ہو گیا۔ پھر اس نے وہی آواز دی کہ اے دھوکے بازو! تین دنوں میں اپنے گرنے کے مقامات کی جانب نکل پھر وہ جبل ابوقبیس پر ظاہر ہوا اور اسی طرح بلند آواز سے پکارا، زان بعد اس نے ایک چٹان پکڑ کر لڑھکا دی وہ نیچے آنے لگی جب پہاڑ کے نیچے پہنچی تو پھٹ گئی۔ مکہ کا کوئی گہرا اور مکان ایسا نہ تھا جس میں اس کا کوئی حصہ نہ گرا ہو۔

عرض کیا۔

”اپنے پروردگار سے آپ کی مناجات آپ کو کفایت کریں گی۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا۔“ ۱

اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ (القمر: ۴۵)

ترجمہ: جتنے عنقریب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گے۔ نبی کریم ﷺ خوش ہو کر اپنے عریش سے نکلے۔ اور یہ آیہ کریمہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تلاوت فرمانے لگے۔
(۳۲) کفار کی جانب کنکریوں کی ایک مٹھی پھینکنا

غزوہ بدر کے دوران نبی پاک ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی لی اور تین بار فرمایا چہرے بگڑ گئے۔ پھر اسے کفار کی جانب پھینک دیا۔ انہی کنکریوں کی بدولت وہ فرار ہو گئے۔ ۲ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نصرت مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔

اس وقت یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔

۱ امام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ کا حال اتم و اکمل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہیں کوئی اس قسم کا وہم نہ کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے وعدہ رب پر وثوق نہ فرمایا اور یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وعدہ رب کے صدق پر رسول اللہ ﷺ سے پہلے یقین رکھتے تھے، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی نظر مبارک اللہ رب العزت کے وسعت علم اور اس کے ادب کے مقام میں تھی۔ (وقت معین پر وقوع وعدہ کے لئے) اسباب و شرائط ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ پر واجب نہیں کہ ان قیود و اسباب اور شرائط کو بیان فرمائے۔ بسا اوقات اس کی حکمت بالغہ کا اقتضاء بترو کتمان میں ہوتا ہے تاکہ بندوں کی نظر میں سطوت ربوبیت ظاہر ہو۔ وہ شرائط اور اسباب، علم الہی میں تو ہوتے ہیں لیکن بندوں کی نظر ان پر نہیں ہوتی اس حقیقت کے اوزار کے بندے پر اپنی بندگی اور رب تعالیٰ کی ربوبیت کی شانِ عظمت واضح انداز میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ مقام معرفت صفات حق اور ملاحظہ حقیقت میں اعلیٰ، ارفع اور اتم ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظر بظاہر حکم شریعت پر تھی کیوں کہ شریعت میں صدق وعدہ حق واقع ہے۔ اسی طرح حق جل و علانیٰ روزِ اُحد، اُحزاب، حنین اور داخلہ مکہ میں وعدہ فرمایا مگر اس کے شرائط کو مخفی رکھا۔

مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

۲ مشرکین کے لشکر کا کوئی فرد ایسا نہ بچا جس کی آنکھوں اور نتھنوں میں وہ غبار اور کنکریاں نہ پڑی ہوں۔ انہیں اپنی پڑ گئی۔ آنکھوں سے وہ مٹی اور کنکریاں نکالنے لگے اور مسلمان انہیں جہنم رسید کرنا اور قید کرنا شروع ہو گئے (یہ نبی پاک ﷺ کا عظیم معجزہ تھا)

زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۰

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتُ إِذْ رَمَيْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

(۱۱) انفال: ۱۷

ترجمہ: تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مار دیا۔ اور اے محبوب جب آپ نے کنکریاں ان کی جانب پھینکیں تو آپ نے نہیں پھینکی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔

(۳۳) کُفَّار کی مدد کے لئے شیطان کا اپنے لشکر سمیت آنا اور بھاگ جانا

غزوہ بدر کے دنوں میں ابلیس، سراقہ بن مالک مدحی کی صورت میں آیا۔ اس کے ساتھ شیاطین کا لشکر تھا جو انسانوں کی شکلوں میں تھا۔ لہ شیطان اپنے لاؤ لشکر سمیت مشرکین کی مدد کے لئے آیا تھا۔ مشرکین کے ہاں آکر وہ ان سے کہنے لگا۔ ”آج تم پر کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ میں تمہارا مددگار ہوں۔“

جب دونوں لشکر آمنے سامنے آئے اور ایک دوسرے کے ساتھ برسرِ پیکار ہو گئے۔ تو شیطان نے کثیر ملائکہ کو نبی پاک ﷺ کی مدد کے لئے نازل ہوتے دیکھا۔ اس پر وہ اپنے لشکر سمیت اٹے پاؤں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

مشرکین میں سے کسی نے اس سے کہا

”اے سراقہ! تو تو کہتا تھا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں اور اب بھاگ کیوں رہا ہے۔“

تو ابلیس کہنے لگا

”مجھے وہ کچھ دکھائی دے رہا ہے جس کے دیکھنے سے تمہاری آنکھیں قاصر ہیں یعنی مجھے آسمان سے

اترنے والے فرشتے نظر آرہے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی سزا بڑی شدید ہے۔“

(۳۴) نزول ملائکہ

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے۔ پہلے ایک ہزار

فرشتہ نازل ہوا۔ جس طرح کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لے لشکر قریش نے جب آگے بڑھنے پر اتفاق کر لیا اور روانہ ہونے لگے تو انہیں بنی بکر بن عبد اور اپنے مابین لڑائی یاد آگئی وہ کہنے لگے ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر چھپے سے حملہ نہ کر دیں۔ اس پر شیطان سراقہ بن مالک کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس کا لشکر بنی مدح کے آدمیوں کی شکل کا تھا۔ زرقانی علی الموابب جلد ۱ صفحہ ۴۲۳

۲۰ شیطان کا ہاتھ اس وقت مشرکین میں سے ایک شخص کے ہاتھ میں تھا۔ جس کے نام کے بارے میں دو قول ہیں۔ (۱) عیمر بن وہب

(۲) ہشام۔ ان ہر دو کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور صحابیت کے شرف سے نوازا۔ زرقانی علی الموابب جلد ۱ صفحہ ۴۲۳

انی ممدکم بالف من الملكة مردفین۔ (الانفال: ۹)

ترجمہ: میں پے در پے نازل ہونے والے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرماؤں گا۔

زاں بعد دو ہزار فرشتے مزید آگئے اس طرح انکی تعداد تین ہزار ہو گئی۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

ان یمدکم بثلاثة آلاف من الملكة منزلین۔ (آل عمران: ۱۲۴)

ترجمہ: کہ وہ تمہاری تین ہزار نازل ہونے والے فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائے گا۔

اس کے بعد مزید دو ہزار آگئے اس طرح ان کی کل تعداد پانچ ہزار ہو گئی۔ جیسا خود رب العزت نے فرمایا۔

یمدکم ربکم بخمسة آلاف من الملكة مسومین۔ (آل عمران: ۱۲۵)

ترجمہ: تمہارا پروردگار پانچ ہزار نشان زدہ ملائکہ سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

(۳۵) حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا تلوار بن جانا

غزوہ بدر میں جنگ کے دوران حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ حضرت عکاشہ بن محسن اسدی رضی اللہ عنہ کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ گئی۔ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجوروں کے پچھلے کی جڑ عطا فرمادی اور فرمایا اسی سے جنگ کرو۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حاصل کی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں آکر تلوار بن گئی۔ لے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکہ کے اختتام تک شدید جنگ کی۔

اس کے بعد حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ وہ تلوار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ اور لڑائی کے جوہر دکھاتے رہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔

(۳۶) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا تلوار میں تبدیل ہو جانا

غزوہ بدر کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ بھی ظہور پذیر ہوا۔ کہ جنگ کے روز حضرت سلمہ بن حریس رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار بھی ٹوٹ گئی، زر قانی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہتے رہ گئے۔

لے عکاشہ رضی اللہ عنہ (ع + ک + ا + ش + ہ) یا (ع + ک + ا + ش + ہ) یہ ان باسعادت افراد میں سے ہیں جو بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ صحیحین میں ایسا ہی ہے۔ زر قانی علی المواہب اللدیہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۰

لے وہ سفید ٹوٹے کی تلوار بن گئی۔ اس کا نام طون رکھا گیا حضرت عکاشہ کی شہادت عید صدیقی میں ہوئی مہمدین سے جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے اور علی بن کعبہ اسدی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ زر قانی علی المواہب اللدیہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۰-۴۳۱

آپ ﷺ کے پاس لڑائی کے لئے کوئی ہتھیار نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ابنِ طاب لے کھجوروں کے کچھوں کی جڑوں میں سے ایک جڑ ہاتھ میں تھما دی اور فرمایا اس کے ساتھ جنگ کرو۔ وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں آکر ایک عمدہ تلوار بن گئی۔ تمام غزوات میں آپ ﷺ کے ہاتھ میں جنگ کے لئے وہی تلوار رہی۔ آپ ﷺ کی شہادت تک وہ آپ ﷺ کے پاس رہی۔ انکی شہادت جسراؤ عبیدہ کے دن ۸۴ھ میں ہوئی۔

(۳۷) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ کا ٹھیک ہو جانا

اسی غزوہ میں آپ ﷺ کے معجزات میں سے یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا۔ اس دن حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا تو وہ فی الفور ٹھیک ہو گئی۔ ۲۷ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوہ احد میں پیش آیا۔ اس کی تفصیل غزوہ احد میں مذکور ہوگی۔ انشاء اللہ۔

(۳۸) حضرت معوذ بن عفرآء رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے بازو کا ٹھیک ہونا

معجزات نبویہ میں سے ایک معجزہ غزوہ بدر کے دن یہ بھی رونما ہوا کہ حضرت معاذ بن عفرآء رضی اللہ عنہ یا حضرت معوذ بن عفرآء رضی اللہ عنہ کا بازو کٹ گیا ۳۷

زانح تر قول یہ ہے کہ یہ حضرت معوذ بن عفرآء رضی اللہ عنہ کا بازو تھا۔ وہ اپنا ہاتھ اٹھائے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ نبی اطہر ﷺ نے اس پر اپنا لعابِ دہن مبارک لگایا اور اپنی جگہ پر جوڑ دیا وہ اسی طرح جڑ گیا جس طرح

۱ ابن طاب۔ مدینہ طیبہ کی کھجوروں کی ایک قسم ہے۔ جس کی نسبت ایک شخص کی جانب ہے۔ جو مدینہ منورہ کا باشندہ تھا۔ زر قانی جلد ۱ صفحہ ۴۳۱

۲ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے کوئی آدمی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تم کون ہو تو اس نے فی البدیہ یہ شعر پڑھے۔

أَبُونَا الَّذِي سَأَلْتُ عَلَى الْخَدِّ عَيْنُهُ قَرَدَتْ بِكَفِّ الْمُصْطَفَى آيَمًا رَدَّ

(ہمارے جدِ امجد وہ ہیں جن کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تو نبی کریم ﷺ نے اسے اچھے انداز سے اپنی جگہ لوٹا دیا۔)

فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ لِأَوَّلِ أَمْرِهَا فَبَا حُسْنًا مَا عَيْنٌ وَ يَا حُسْنًا مَا عَادَتْ

(وہ پہلی حالت پر لوٹ آئی وہ آنکھ کتنی خوبصورت تھی اور وہ رخسار کتنا حسین تھا) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اسے اچھا صلہ اور انعام عطا فرمایا۔ زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۶

۳ عکرمہ بن ابوجہل یا ابوجہل نے آپ ﷺ کا بازو کاٹ دیا تھا۔ کٹنے کے بعد وہ بازو تھوڑے سے چڑے کے ذریعے جسم کے ساتھ لٹک گیا۔ جب اس بازو سمیت جنگ کرنا دشوار ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے اس بازو کو پاؤں کے نیچے رکھا اور انگڑائی لی وہ جسم مبارک سے علیحدہ ہو گیا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۳۱ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بعد میں مشرف بہ ایمان ہو گئے۔

کہ وہ کتنے سے پہلے تھا۔

(۳۹) رومیوں کے غلبہ سے مسلمانوں کا خوشی منانا:

غزوہ بدر میں فتح کے دن یہ خبر بھی ملی کہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔ یہ خبر مسلمانوں کے لئے مسرت پر مسرت تھی۔ ایک خوشی بدر میں فتح کی اور دوسری خوشی رومیوں کی ایرانیوں کے خلاف فتح کی تھی۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اس فتح کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

الم ○ غلبت الروم ○ فی اذنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبن ○
فی بضع سنین ○ (الروم : ۱-۴)

ترجمہ : قریب کے ملک میں اہل روم مغلوب ہو گئے۔ وہ اپنی مغلوبیت کے بعد چند ہی سالوں میں غلبہ حاصل کر لیں گے۔

اس وعدہ کا ذکر کتاب کے پہلے حصہ میں ۸/ بعثت نبوی یعنی ہجرت سے قبل کے واقعات میں ہو چکا ہے۔
(۴۰) حضرت عبداللہ بن سہیل رضی اللہ عنہ کا لشکر کفار سے نکل کر مسلمانوں کے لشکر میں آنا

حضرت ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو قرشی عامری رضی اللہ عنہ ایام غزوہ بدر کے دوران مشرکین کی صفوں سے بھاگ کر مسلمانوں میں آئے۔ ۱۰ ایمان قبول فرمایا اور جنگ میں شرکت فرمائی اس کے بعد کے تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

ان کے بھائی حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ ۸ ہجری کو مشرف بہ ایمان ہوئے جس کا ذکر اسی سال کے واقعات کے ضمن میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

(۴۱) خوش بخت پوتا، باپ اور دادا جنہوں نے بدر میں شرکت فرمائی

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے لشکر میں حضرت یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ ان کے صاحبزادے حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت اخنس بن حباب بن حبیب رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ان تین کے سوا معلوم نہیں کسی اور باپ بیٹے اور دادا (تین پشتوں) نے جنگ بدر میں شرکت فرمائی ہو۔

۱۰ حدیث میں جو صلح نامہ تحریر کیا گیا اس پر بطور گواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی گواہوں کے نام یہ ہیں۔ ابو بکر صدیق۔ عبدالرحمن بن عوف۔ عمر بن خطاب۔ سعد بن ابی وقاص۔ محمود بن مسلمہ۔ رکرز بن حفص۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس صلح نامہ کے کاتب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۶۸ ۱۰ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۳۲

(۴۲) عاص بن سعید کا قتل ہونا

غزوہ بدر میں مشرکین سے عاص بن سعید بن عاص قرشی اموی جہنم رسید ہوا۔ ۱۔

(۴۳) ابو سائب کا قتل ہونا

اسی غزوہ میں ابو سائب صنیعی بن عائد بن عبد اللہ قرشی مخزومی جو مشرکین کے لشکر میں شامل تھا، مارا گیا۔ اس کے صاحبزادے حضرت سائب بن ابی سائب رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور مخلص مومن تھے۔

(۴۴) مالک بن عبد اللہ کا جہنم رسید ہونا

جنگ بدر میں ہی مشرکین کی جانب سے مالک بن عبد اللہ بن عثمان مارا گیا۔ ۲۔ یہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

(۴۵) عمرو بن عبد اللہ اور حذیفہ بن ابی حذیفہ کا مقتول ہونا

مشرکین کے لشکر سے، غزوہ بدر میں، عمرو بن عبد اللہ بن جَدعان تنحی اور حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ مخزومی مارے گئے۔

(۴۶) حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ٹھیک ہونا

اس غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک میں ایک تیر آگیا جس سے وہ آنکھ حلقہ سے باہر نکل آئی اور رخسار پر بہہ گئی۔ لوگوں نے کٹ دینے کا ارادہ کر لیا لیکن نبی کریم ﷺ نے اس آنکھ میں لعاب دہن لگا دیا جس سے وہ ٹھیک ہو گئی۔ بعد میں یہ تمیز نہیں ہو سکتی تھی کہ کون سی آنکھ زخمی ہوئی تھی۔

۱۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا ابن ہشام جلد ۲/۳۵۶۔

۲۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ کی تعریف میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ نِعَمَ الشَّرِیْکُ السَّائِبُ لَا یُشَارِیْ وَلَا یُصَارِیْ۔ ”سائب بہت اچھا شریک ہے۔ (باوجود اس کے کہ اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جائے جو باعث غضب ہو) وہ غضبناک نہیں ہوتا اور نہ ہی جھگڑا کرتا ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/صفحہ ۳۶۰۔

۳۔ مالک بن عبید اللہ بن عثمان لشکر کفار سے قید ہوا اور بحالت قید اس کی موت ہوئی اس لئے اسے مقتولین میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/صفحہ ۳۶۳۔

۴۔ حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/صفحہ ۳۶۳۔

(۴۷) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگنا اور اس کا ٹھیک ہونا

اسی جنگ میں حضرت رفاعہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک میں ایک تیر آگیا جس سے وہ پھوٹ گئی۔ نبی پاک ﷺ نے اس پر لعاب دہن مبارک لگایا اور دعا فرمائی۔ آپ ﷺ کی آنکھ ٹھیک ہو گئی اور اس میں کوئی تکلیف باقی نہ رہی۔

(۴۸) مالِ غنیمت کی حلت

غزوہ بدر میں یا اس سے پہلے غنیمت کا مال مسلمانوں کے لئے حلال قرار پایا اور اس بارے میں یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا۔ (الانفال: ۶۹) غنیمت کا مال جو تمہیں ملے اسے کھاؤ وہ تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ ہے۔“

(۴۹) ذُو الْفَقَار

غزوہ بدر میں ذُو الْفَقَار (ذ + و + ا + ل + ف + ق + ا + ر) نبی کریم ﷺ کی ملکیت میں آئی۔ ذُو الْفَقَار میں فاء پر زبر اور زیر دونوں درست ہیں۔ اس سے پہلے وہ عاص بن مُنَبِّہ کی ملکیت میں تھی۔ ایک قول کی رو سے وہ بُنِیہ بن حُجَّاج کی ملکیت تھی۔ یہ دونوں بدر کے میدان میں جہنم رسید ہوئے۔ یہ تلوار مالِ غنیمت میں سے نبی کریم ﷺ نے اپنے لئے مُنْتَبَخ فرمائی اس کے بعد یہ تلوار آپ ﷺ کے پاس رہی۔ تمام غزوات میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھی۔ وصال نبوی کے بعد وہ تلوار ترکہ نبوی لے میں تھی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ تلوار اپنی بظاہر حیات مبارکہ میں حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمادی تھی لیکن یہ صحیح بخاری کی تصریح کے مخالف ہے۔

(۵۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جدِ امجد حضرت سائب رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

غزوہ بدر کے دنوں میں حضرت سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مُطَلِّب بن عبد مناف قرشی

لے انبیائے کرام علیہ السلام کا ترکہ عام آدمیوں کی مانند ان کی اولاد میں تقسیم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ امت کے غُراء کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔ خود محبوب رب العالمین ﷺ نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔

مطلبی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

یہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے والد کے دادا کے دادا تھے۔

حضرت سائب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شافع رضی اللہ عنہ تھے جن کی نسبت سے آپ شافعی کہلاتے ہیں۔ انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور ایمان لائے۔ جب کہ وہ جوانی چڑھ رہے تھے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یوں ہے:

محمد بن اذریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب رضی اللہ عنہ سے تقریب اور تذکرۃ القاری میں اسی طرح مذکور ہے۔

(درج بالا نسب نامہ سے ظاہر ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے والد حضرت اذریس رضی اللہ عنہ ہیں ان کے دادا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دادا حضرت سائب رضی اللہ عنہ ہیں۔) اسی لئے ہم نے کہا کہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ حضرت امام شافعی قدس سرہ کے والد کے دادا کے دادا ہیں۔

(۵۱) حضرت حُبیب بن اساف رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا۔

مسلمانوں کا لشکر بدر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ دورانِ راہ حضرت حُبیب (خ + ب + ی + ب) بن اساف بن عتبہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ پھر بدر، احد اور خندق میں شریک رہے۔

یہ وہی صحابی ہیں کہ بدر کی جنگ کے دوران چوٹ کے باعث ان کے جسم میں ایک طرف کچی آگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا اور اسے درست فرمایا۔ چنانچہ وہ فی الفور ٹھیک ہو گئے۔ اور اس کے بعد بَرَکَتِ نبوی سے وہ مشرکین کو قتل فرمانے لگے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اُمیہ بن خلف کو آپ ﷺ نے قتل کیا تھا۔ ۱۰

۱۰ حضرت سائب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں قریش کے علم بردار تھے۔ جنگ میں قیدی ہوئے۔ قذیہ دے کر آزاد ہوئے اور ایمان لے آئے۔
۱۱ اُمیہ بن خلف کے قاتل کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ واقعہ یہ کہ حضرت حُبیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں وہ قتل ہوا۔ ابن اسحاق کے نزدیک انصار کے قبیلہ بنی نازن کے ایک آدمی کے ہاتھوں مارا گیا۔ مستدرک میں ہے حضرت رافعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار اس کے جسم میں گھونپ دی۔ ابن ہشام نے کہا اس کے قتل میں مطلقہ بن عمرو، خارجیہ بن زید اور حُبیب بن اساف رضی اللہ عنہ شریک تھے۔ ایک قول کے مطابق اسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا۔ تمام کے درمیان تحقیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کہا جائے کہ تمام مذکور صحابہ و کرام رضی اللہ عنہم اس کے قتل میں شریک تھے۔ یہ اُمیہ کہ کرمہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شہید

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ان کی بیوہ حضرت خنیبہ بنت خازجہ بن زید رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمایا تھا۔

(۵۲) غزوہ بدر میں شریک ہونے والے سات بھائی

بکیر بن عبد یلیل لیشی بن عدی بن کعب بن لؤی کے چار صاحبزادے میدان بدر میں موجود تھے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت ایاس رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عاقل رضی اللہ عنہ (۳) حضرت خالد رضی اللہ عنہ (۴) حضرت عامر رضی اللہ عنہ
ان میں سے حضرت ایاس رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام پذیر تھے۔ اس وقت مشرف بہ ایمان ہوئے تھے۔
باقی تین بھائی اس کے بعد، لیکن غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے۔ یہ چاروں غزوہ بدر میں شریک تھے۔
ان میں سے حضرت عاقل رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ علامہ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے اسد الغابہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

تذکرۃ القاری محل رجال البخاری کے مولف نے فرمایا:

”حضرت ایاس رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عامر رضی اللہ عنہ بھی دار ارقم کے دنوں میں ایمان لائے۔“

ہر دو اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ (ممکن ہے دونوں اسی زمانہ میں ایمان لائے ہوں)

علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے، موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں فرمایا۔

ان (چار) بھائیوں کے ماں کی جانب سے تین بھائی اور بھی جنگ بدر میں حاضر تھے۔ ان کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت معوذ رضی اللہ عنہ (۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عوف رضی اللہ عنہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

سزائیں دیتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کم زور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسے دوزخ کا ایندھن بنایا۔ مقتول ہونے سے پہلے اسے اپنے لڑکے علی بن امیہ کے قتل کا صدمہ برداشت کرنا پڑا جسے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ بیٹے کے قتل پر امیہ نے ایک چیخ ماری اس کی اس طرح کی چیخ پہلے نہیں سنی گئی۔ بعض علماء کا بیان ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی اور فرمایا:

هَبِيئًا زَادَكَ الرَّحْمَنُ فَضْلًا فَقَدْ أَدْرَكْتَ نَارَكَ يَا بِلَالُ۔ (اے بلال اللہ تعالیٰ نے تیرے مرتبہ کو زیادہ فرما دیا تو نے اپنا بدلہ لے لیا۔) زر قانی علی المواب اللہ نیہ جلد ۱ صفحہ ۴۲۸۔

ان ساتوں بھائیوں کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت عَفْرَاء بنت عُبَیْدُ النَّصَارِیَہ نَجَارِیَہ رضی اللہ عنہا ہے۔ پہلے خاوند حَارِث بن رِفَاعَہ النَّصَارِی کی وفات کے بعد بُکَیْر بن عُبَیْدِیْلِیْل کے حِبالہ عقد میں آئیں۔

بُکَیْر سے ان کے ہاں چار لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں:

- (۱) حضرت ایاس رضی اللہ عنہ ۱۰۰ (۲) حضرت عَاقِل رضی اللہ عنہ ۱۰۰ (۳) حضرت خَالِد رضی اللہ عنہ ۱۰۰
(۴) حضرت عامر رضی اللہ عنہ ۱۰۰

ان سے قبل حارث سے آپ رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے تھے۔

- (۱) حضرت مُعَوِذ رضی اللہ عنہ (۲) حضرت مُعَاوِذ رضی اللہ عنہ ۱۰۰ (۳) حضرت عَوْف رضی اللہ عنہ ۱۰۰

آپ رضی اللہ عنہ کے یہ ساتوں بیٹے جنگ احد میں شریک ہوئے۔ یہ امر عجائبات ۱۰۰ سے ہے کیونکہ ان کے علاوہ کوئی اور سات بھائی جنگ بدر میں موجود نہ تھے۔

۱۰۰ ان چاروں بھائیوں کو راہ حق میں ہجرت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ الاصابہ جلد ۱- صفحہ ۸۹

۱۰۰ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ فتح مصر میں بھی شریک تھے۔ ۳۴ھ میں وصال پایا۔ الاصابہ صفحہ ۸۹

۱۰۰ حضرت عَاقِل رضی اللہ عنہ کا پہلا نام غَافِل (غین اور فاء کے ساتھ) تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل فرمادیا۔ بعض علماء نے بیان کیا کہ ذَا الرِّقْمِ میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ الاصابہ جلد ۲- صفحہ ۲۴۷ آپ رضی اللہ عنہ میدانِ بَدْر میں شہید ہوئے۔ الاصابہ جلد ۱- صفحہ ۸۹

۱۰۰ رجیع کے معرکہ میں شہادت پائی۔ الاصابہ جلد ۱- صفحہ ۸۹

۱۰۰ حضرت عامر رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ الاصابہ جلد ۱- صفحہ ۸۹

۱۰۰ آپ رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ اولیٰ میں شریک ہوئے جہاں اوس اور خزرج قبیلوں کے چھ افراد سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ غزوہ بدر میں شامل تھے اور ابو جہل کو واصل جہنم کرنے میں اپنے برادر حضرت معوذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ الاصابہ جلد ۳ / صفحہ ۴۲۸

۱۰۰ جنگ بدر میں جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے کس عمل سے راضی ہوتا ہے فرمایا جب ننگے سر جنگ میں شریک ہو جائے۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ اتار دی اور دشمن سے لڑنے لگے، یہاں تک کہ شہادت کے مقام پر فائز ہو گئے۔ الاصابہ جلد ۳- صفحہ ۴۲

۱۰۰ علامہ محمد بن حبیب المتونی ۴۴۵ھ نے اپنی کتاب الجبر میں غزوہ بدر کے اس قسم کے چند عجائبات کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- (۱) ام ابان بنت عقبہ بن ربیعہ وہ خاتون ہیں جن کے دو بھائی لشکر اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ، دو بھائی لشکر کفار کے ساتھ، ایک چچا مسلمانوں کی فوج میں، دو سرا چچا کفار مکہ کے لشکر میں، ایک ماموں مسلمانوں کے ہمراہ اور دو سرا ماموں کفار مکہ کے ساتھ تھا۔ باپ لشکر کفار میں شامل تھا۔ (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۵۳) حضرت ابو عمارہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بدر میں شرکت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت خزیمہ بن ثابت بن فاکہ رضی اللہ عنہ بھی غزوہ بدر میں شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمارہ تھی۔ انصار کے قبیلہ اؤس سے تعلق تھا۔ اوس کے بیٹے خلمہ کی اولاد سے تھے۔ آپ کا لقب ”ذو الشہادتین“ تھا کیونکہ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو مردوں کے برابر قرار دے دیا تھا۔ اس کا باعث ایک طویل قصہ ہے جو علامہ ابن اثیر کی کتاب اسد الغابہ وغیرہ میں مذکور ہے۔

سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ بدر میں شریک ہوئے اس کے بعد تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رائج قول یہی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ آپ جنگِ اُحد میں شریک نہ ہوئے اس کے بعد کی جنگوں میں شامل رہے۔

(۵۴) حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت

بدر کے میدان میں اہل ایمان کی جانب سے حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ اس کے بعد بھی ان کا ذکر خیر آئے گا۔

(۵۵) حضرت حارثہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ بدر میں مسلمانوں میں سے حضرت حارثہ بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ ربیع: (ر + ب + ی + ع) یاء پر تشدید اور زیر کے ساتھ، اسم تصغیر کے صیغہ کے ساتھ۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

(۲) عائکہ بنت سعید بن زید وہ بی بی ہیں جس کے والد ماجد اور چچا نبی پاک ﷺ کے ہمراہ لشکر اسلام میں اور دو ماموں مشرکین کے ہمراہ تھے۔

(۳) زینب بنت ابی سلمہ وہ ہیں جن کے والد ماجد اور ایک چچا لشکر اسلام میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ دو سرا چچا لشکر کفار میں، ایک ماموں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور دو سرا ماموں مشرکین کی فوج میں شامل تھا۔

(۴) حضرت جلیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا کے یکے بعد دیگرے ہونے والے چار خاوند اور ایک بھائی لشکر اسلام میں شریک تھے۔

(۵) حضرت جلیلہ بنت ابی عامر رضی اللہ عنہا کے یکے بعد دیگرے ہونے والے دو خاوند، بیٹا اور بھتیجا لشکر اسلام میں شریک تھے۔

(۶) حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہا کے والد ماجد، نانا پاک اور خاوند لشکر اسلام میں شامل تھے۔

تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو البحر صفحہ ۳۹۹ تا صفحہ ۴۰۳۔

یہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام تھا۔ جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔
ان کے والد کا نام سراقہ بن حارث بن عبدی انصاری ثجاری تھا۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”وہ جنت الفردوس میں ہیں جو کہ جنتوں میں سب سے برتر ہے۔“

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ محافظین لہ میں سے تھے۔ سامان کی حفاظت کرتے ہوئے ہی آپ ﷺ شہید
ہوئے۔ انصار میں سے سب سے پہلے میدان بدر میں شہادت کا درجہ پانے والے آپ ﷺ ہی تھے۔ باقی
شہداء کے ضمن میں آپ ﷺ کا ذکر آگے بھی آئے گا۔

(۵۶) مُشرکوں کے مقتولین کے مقامات قتل کی نشاندہی

جنگ بدر کے وقوع کے دو یا اس سے زائد دن قبل نبی کریم ﷺ زمین پر مختلف مقامات کی نشاندہی
فرمانے لگے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مُشرکین کے مقامات قتل دکھانے لگے۔ اور فرمایا یہاں فلاں قتل ہو گا۔ یہ
فلاں کے قتل ہونے کا مقام ہے۔

نبی پاک ﷺ نے جس طرح خبر دی تھی۔ اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ سے اشارہ
فرمودہ جگہ سے ادھر ادھر قتل ہونے میں کسی نے تجاوز نہ کیا۔ یہ بھی حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں سے
ایک عظیم معجزہ تھا۔

(۵۷) حضرت عُمیر بن حُمام رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسی سال، غزوہ بدر میں، حضرت عُمیر بن حُمام رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔

عُمیر تصغیر کے صیغہ کے ساتھ (عُ + مَ + نِ + ر) ہے اور حُمام حاء کے پیش کے ساتھ (حُ + مَ + ا + م) ہے۔
آپ ﷺ کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں۔ جن کو تناول فرما رہے تھے۔ جب سنا کہ نبی پاک ﷺ اس
شخص کو جنت کی خوشخبری دے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جائے تو آپ ﷺ نے کھجوروں کو پھینکا

لہ آپ ﷺ سامان کی حفاظت پر متعین تھے۔ جنگ میں شرکت نہ فرمائی۔ ایک تیر آیا جو گلے میں آگیا جس سے آپ ﷺ کی شہادت
ہو گئی۔ جنگ کے بعد آپ ﷺ کی والدہ حضرت رُبیعہ رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آپ ﷺ کو
معلوم ہے مجھ کو حارثہ سے کتنا پیار تھا۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میری کون سی دینہ آپ ﷺ دیکھیں گے میں اس کی شہادت پر جو کچھ
کہوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت ایک ہی نہیں بلکہ کئی ہیں اور حارثہ جنت الفردوس میں ہیں۔ عیون میں ہے کہ آپ ﷺ کے
قاتل کا نام حبان بن عرقہ ہے۔ زر قانی شرح المواہب جلد ۸ صفحہ ۴۴۴۔

تلواری اور جنگ شروع فرمادی یہاں تک کہ آپ ﷺ شہید ہو گئے۔ ۱۷
(۵۸) شہدائے بڈر ۲

اسی سال غزوہ بڈر میں اہل ایمان میں سے چودہ افراد نے جام شہادت نوش فرمایا۔ ان میں سے چھ
مہاجرین سے تھے اور آٹھ انصار سے۔ مہاجرین میں کچھ قریش سے تھے اور بعض ان کے حلیف تھے۔ قبیلہ
قریش سے تین افراد تھے۔ (۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عمر بن ابی وقاص قرشی
زہری رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت صفوان ۲ بن وہب رضی اللہ عنہ: یہ ابن بیضاء قرشی فہری کے نام سے مشہور تھے۔

(۳) حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ قدیم الاسلام تھے۔

آپ ﷺ کا پاؤں دشمن کے وار سے کٹ گیا۔ بڈر کے میدان میں آپ ﷺ نے وصال نہ فرمایا۔ بلکہ
زخمی حالت میں آپ ﷺ کو بڈر سے مدینہ منورہ لایا جا رہا تھا کہ دورانِ راہ بڈر سے واپسی پر صفراء کے
مقام پر جان دے دی۔ مسلمانوں نے آپ ﷺ کو وہیں سپرد خاک کر دیا۔ آپ ﷺ کی قبر انور وہیں
ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ ۳

جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے۔ یہ بات خلاف حقیقت ہے۔
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قبر ربہ میں ہے۔

۱۷ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جنت کی طرف بڑھو جس کا عرض آسمان اور زمین ہیں“ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واہ واہ کہنے لگے
آپ ﷺ نے پوچھا تم واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو عرض کیا ”اس امید پر کہ میں بھی جنتی ہوں گا“ سرکارِ دو عالم ﷺ فرمانے لگے تو
جنتیوں سے ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کھجوریں نکال کر کھانے لگے پھر فرمانے لگے اگر میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ
بہت لمبی زندگی ہے۔ جو کھجوریں پاس تھیں ان کو پھینک دیا اور جنگ میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ شہادت کا مقام حاصل کر لیا۔
آپ ﷺ کے قاتل کا نام خالد بن اُلم تھا۔ الاصابہ جلد ۲ - صفحہ ۳۱ - یہ انصار میں سے جنگ کے اندر قتل ہونے والے سب سے
پہلے شہید تھے۔ اسی روز حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان مَوَاحَات کرائی
ہوئی تھی۔ اسد الغابہ جلد ۲ - صفحہ ۲۹۰

۱۷ آپ کے قاتل کا نام طعیمہ بن عدی ہے زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔

۱۷ مصنف رحمہ اللہ کے زمانہ میں تو یہی حالت تھی مزارات شریفہ محفوظ تھے۔ زائرین کی سہولت کی خاطر ان پر بختہ عمارات بنی ہوئی
تھیں لیکن اب سعودی حکومت نے تمام مزارات کو مسمار کر دیا ہے۔ حصولِ برکت کے لئے حاضری سے حکومت کے کارندے
روکتے ہیں۔

قریش کے حلفاء میں سے بھی تین شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

(۱) حضرت عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت منجج لہ یمنی رضی اللہ عنہ یہ حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

یہ دونوں بنی عدی کے حلیف تھے۔

(۳) ذوالشمالین لہ حضرت عمیر بن عبد بن عمرو بن فضلہ خزرجی رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ بنو زہرہ کے حلیف تھے۔

یہ ذوالیدین لہ کے علاوہ دوسرے صحابی ہیں۔ حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے نماز قصر کے بارے میں سرکارِ دو عالم ﷺ سے عرض کیا، کیا نماز کم ہو گئی ہے یا آپ کو نسیان ہو گیا ہے۔

انصار میں سے قبیلہ خزرج سے چھ افراد شہید ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت عمیر بن حُمام رضی اللہ عنہ: یہ بنی سلمہ میں سے تھے۔ ان کا ذکر ابھی گزرا ہے۔

(۲) حضرت یزید بن حارث رضی اللہ عنہ: یہ ابن قُثم کے نام سے معروف تھے۔ بنی حارث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔

(۳) حضرت رافع لہ بن مُعلیٰ رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت حارثہ بن سراقہ بن حارث رضی اللہ عنہ: بنی نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے سلمان

کی حفاظت پر مامور تھے اور اسی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ۵

۱۔ آپ رضی اللہ عنہ میدان بدر میں مسلمانوں میں سے سب سے پہلے زخمی ہونے والے اور سب سے پہلے شہید ہونے والے ہیں۔ عابر بن حُضری نے ایک تیر مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس روز فرمایا: منجج سید الہدایں ہیں۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ میرے بعض مشائخ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن اس امت کے شہداء میں سے سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو پکارا جائے گا۔ زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔

۲۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی میں اختلاف ہے، عمیر، حارث، عمرو بن عبد عمرو بن فضلہ خزاعی، خلف بن اُمیہ آپ رضی اللہ عنہ کے نام مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ سے کام کرتے تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱۔ صفحہ ۴۴۴

۳۔ آپ کے دونوں ہاتھ قدرتی طور پر بہت دراز تھے اس لئے اس نام سے مشہور ہو گئے۔ ذوالیدین کا معنی ہے دو ہاتھوں والا۔

۴۔ بذل القوہ کے مطبوعہ نسخہ میں ابن قُثم فاء اور حاء کے زبر کے ساتھ ہے مطبوعہ نسخہ کی تحقیق امیر احمد عباسی نے کی ہے۔ لیکن ابن ہشام کے معتقہ نسخہ میں ہر دو حروف پر پیش ہے۔ اس کے محقق محمد محی الدین عبد الحمید ہیں۔

۵۔ ان کے قاتل عکرمہ بن ابوجہل تھے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔ جو اس وقت کفار کی جانب سے لڑ رہے تھے۔ بعد میں ایمان سے مشرف ہوئے۔

(۵) حضرت عوف بن عفراء رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ

یہ دونوں بھائی تھے۔ ان کے تیسرے بھائی حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ میدان بدر میں شہید نہ ہوئے بلکہ وہ بدر میں زخمی ہوئے۔ اور غزوہ بدر کے بعد مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔

بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک حیات رہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک زندہ رہے۔

اوس کے قبیلہ سے دو افراد شہید ہوئے۔ ان دونوں کا تعلق بنی عوف سے تھا۔ ان کی تفصیل ذیل میں

ملاحظہ ہو:

(۱) حضرت سعد بن خیشمہ رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت مبشر بن عبدالمؤذر بن زئیر رضی اللہ عنہ

(۵۹) آیہ کریمہ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ كَانَزُول

غزوہ بدر کے ایام میں حضرت عمر بن حُمام رضی اللہ عنہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا اور ان کے ساتھی شہداء بدر کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءُ (البقرہ: ۱۵۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔

(۶۰) طالب بن ابی طالب کی گمشدگی

غزوہ بدر کے دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے برادر اکبر طالب بن ابی طالب گم ہو گئے۔ جن انہیں اچک کر لے گئے۔

۱ ابن اسحاق نے روایت کیا کہ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا رب تعالیٰ اپنے بندے پر بہت زیادہ کس طریقے سے راضی ہوتا ہے۔ تو سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ دشمنوں میں بغیر زہر پئے گھس جائے اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زہر اتار پھینکی تلوار ہاتھ میں لی۔ جنگ کرتے کرتے شہادت کی موت حاصل کر لی۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۴۔

۲ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ میں شامل ہوئے۔ انصار کے نقباء میں سے ایک تھے۔ ان کے والد حضرت خیشمہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔ باپ مینا دونوں کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لمبے بن عدی یا عمرو بن عبدود نے (بدر میں) شہید کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد اُحد کے میدان میں شہید ہوئے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۴۵۔

طالب، ابُو طالب کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔ اس کی موت بحالت کفر ہوئی۔ ابُو طالب کی اولاد سے طالب کے علاوہ سب کی موت ایمان پر ہوئی۔ اس کے باقی تینوں بھائیوں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا تھا۔

(۶۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

نبی کریم ﷺ جب غزوہ بدر سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے لیکن انہوں نے مدینہ منورہ ہجرت نہ کی بلکہ مکہ مکرمہ ہی میں اقامت پذیر رہے۔ اپنے ایمان کو کفار سے مخفی رکھا۔

۸/ھ میں فتح مکہ سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت فرمائی۔

صحیح یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے ۸/ھ میں ایمان قبول فرمایا اور اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت فرمائی۔ نبی کریم ﷺ جب فتح مکہ کے لئے جا رہے تھے تو ابواء کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات سرکارِ دو عالم ﷺ سے ہوئی۔ وہ خود حضور ﷺ کے ہمراہ فتح مکہ مکرمہ میں شامل ہو گئے۔

فتح مکہ اور اس کے بعد کے غزوات جیسے غزوہ حنین، غزوہ طائف اور غزوہ تبوک میں شرکت فرمائی۔ جیسا کہ ۸/ھ کے واقعات میں آ رہا ہے۔

۱۔ یہ حضرت علی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے بڑے بھائی تھے۔ ابُو یزید کنیت تھی۔ فتح مکہ کے سال ایمان لائے۔ ایک قول کی رو سے صلح حدیبیہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے اور ۸/ھ کے آغاز میں ہجرت کی۔ بدر میں لشکرِ قریش میں شامل تھے۔ قیدی ہوئے۔ ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فدیہ ادا کیا۔ انسب قریش کے عالم تھے۔ بہت جلد مُنکبت جواب دینے کا ملکہ حاصل تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ قریش میں چار افراد ایسے ہیں جن کو لوگ اپنے جھکڑوں میں حاکم بناتے تھے۔ ۱۔ عقیل، ۲۔ جُزئمہ، ۳۔ حوِیطب، ۴۔ ابُو جہم۔ جنہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وصال فرمایا لیکن تاریخ بخاری اصغر میں صحیح سند کے ساتھ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات واقعہ حرہ سے پہلے یزید کی حکومت میں ہوئی۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۴۹۴۔

۲۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ۲۵ یا ۳۱ نفوسِ قدسیہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے۔ حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ انہیں اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ کہا کرتے تھے۔ نبی پاک ﷺ کی جانب سے انہیں ابُو النساکین کنیت عطا فرمائی گئی تھی۔ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی، نجاشی شاہ حبشہ اور اس کے پیروکار آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ وہاں سے جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ منورہ آئے تو نبی پاک ﷺ نے خود ان کا استقبال فرمایا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ جنگِ مؤتہ میں شہادت پائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ شہادت کے وقت جسم پر ستر سے زائد زخم تھے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے میں نے جعفر کو فرشتوں کے ہمراہ جنت میں مجبورِ نواز دیکھا ہے۔ جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔ الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹۔ (اختصاراً)

(۶۲) حضرت اَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللہ عَنْہُ لہ کا قبولِ اسلام

نبی اکرم ﷺ جب غزوہ بدر سے فارغ ہو چکے تو اسی سال حضرت اَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللہ عَنْہُ مشرفِ بایمان ہوئے۔

آپ ﷺ کا اسم گرامی عُوَیْمَر تھا۔

آپ ﷺ کے باپ کے نام میں اختلاف ہے۔

بعض علماء اس کا نام عامر تحریر کرتے ہیں۔

بعض نے مالک روایت کیا ہے۔

اور بعض کے نزدیک آپ ﷺ کے والد کا نام ثعلبہ تھا۔

(۶۳) حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللہ عَنْہُ کے لئے ”اَبُو تراب“ کنیت

اسی سال حضرت سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رَضِيَ اللہ عَنْہُ کو اَبُو تراب کنیت عطا فرمائی۔

سید جمال الدین قدس سرہ نے رُوْمَةُ الْأَحْبَاب میں اسی طرح لکھا ہے:

”حضرت علی رَضِيَ اللہ عَنْہُ کو اپنے ناموں میں سے سب سے زیادہ محبوب یہی نام تھا۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں لکھا:

”نبی کریم ﷺ نے غزوۃ العِصِیرہ کے ایام میں آپ ﷺ کو اَبُو تراب کنیت عطا فرمائی۔“

اس غزوہ کا تذکرہ پہلے ہو چکا کہ یہ ۴ھ کے ماہ جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخرہ میں ہوا۔

لہ حضرت اَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللہ عَنْہُ قیس، عاقل اور حکیم تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی مَوَاقَات حضرت سلمان فارسی رَضِيَ اللہ عَنْہُ سے فرمادی۔ آپ ﷺ کے بارے میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: عُوَیْمَرٌ حَکِیْمٌ اَمْتِی ”عُوَیْمَر میری امت میں حکیم ہیں۔“ اُحُد کے مابعد سمات میں شریک رہے۔ اُحُد میں شرکت کے بارے میں اختلاف ہے۔ واقدی کے بقول ۳۲ھ کو خلافتِ عثمانی میں دمشق میں انتقال فرمایا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا اَنْصَار میں سے ہر بزرگ آدمی شاعر ہے۔ آپ ﷺ شعر کیوں نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا میں نے بھی شعر کہے ہیں پوچھا کیا کون سے؟ فرمایا: یُرِیدُ الْمَرْءُ اَنْ یُّوتِیَ مِنْہُ + وَیَأْبِی اللہُ اِلَّا مَا ارَادَا۔ ”ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ میری آرزو میں پوری ہوں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے علاوہ باقی پوری نہیں ہونے دیتا۔“ یَقُولُ الْمَرْءُ فَاَنْدَرْتُ وَمَالِی + وَتَقْوِی اللہُ اَفْضَلُ مَا اسْتَفَادَا۔ ”آدمی کہتا ہے میرے فائدہ اور میرے مال میں اضافہ ہو حالانکہ خوفِ الہی تمام مفید چیزوں سے افضل ہے۔“ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب بہامش جلد ۳/ صفحہ ۶۰۵۔

(۶۴) حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول فرمانا

اسی سال، غزوہ بدر کے تھوڑا عرصہ بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا۔

حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں کفار کی جانب سے قیدی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا فدیہ آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا فدیہ ادا کیا جا چکا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمالیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۱ھ کے بعد ۸ھ کے ماہ صفر میں ایمان لائے۔ چنانچہ ان کے ایمان کا ذکر ۸ھ کے واقعات میں آئے گا۔

نبی کریم ﷺ اپنی دعائے قنوت میں جن کمزور اہل ایمان کے لئے دعا فرماتے ان میں حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب میں مندرج ہے۔ ۱

(۶۵) حضرت خنیس بن حذافہ بن قیس رضی اللہ عنہ کا وصال

غزوہ بدر سے فراغت کے بعد جب اللہ کے حبیب ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت خنیس بن حذافہ بن قیس قرشی سہمی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ ان کے وصال کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔

۱ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو زبان رسالت مآب ﷺ سے سیف اللہ کا خطاب عطا ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ موتہ میں نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچنے سے قبل ہی شہادت کا اعلان فرمادیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا زید نے علم سنبھالا ہے، پھر فرمایا وہ شہید ہو گئے، پھر فرمایا اسے جعفر نے ہاتھ میں لیا، فرمایا وہ بھی شہید ہو گئے، پھر فرمایا جھنڈا ابن رواحہ نے تھاما، پھر فرمایا وہ بھی مرتبہ شہادت کو پہنچے۔ اس گفتگو کے دوران آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ پھر فرمایا اب اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید) نے اسے سنبھالا ہے۔ (آپ واقعات جنگ بیان فرماتے رہے یہاں تک (آپ ﷺ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمادی ہے۔

۲ نبی پاک صاحب لواء ﷺ نماز عشاء کی آخری رکعت میں جب سمع اللہ لمن حمد کہہ لیتے تو آپ ﷺ یہ دعا فرماتے اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ، ولید بن ولید، سلمہ بن مشام کو نجات عطا فرما۔ الہی کمزور مسلمانوں کو رہائی عطا فرما، الہی کفار بنی مضر کو اپنے شدید غضب سے روند ڈال، الہی حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کی مانند ان پر قحط مسلط فرما۔ بخاری جلد ۲/ صفحہ ۹۳۶، جلد ۱/ صفحہ ۳۱۱، جلد ۱/ صفحہ ۱۱۳۔

آپ ﷺ کا وصال جنگِ بدر میں پہنچنے والے زخموں کے باعث ہوا۔
ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کا وصال غزوہٴ اُحد کے بعد ہوا۔
پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

(۶۶) غزوہٴ بدر کے بعد نماز شکرانہ

غزوہٴ بدر کے بعد جب سرورِ کائنات ﷺ کو مسلمانوں کی فتح و نصرت کی خوشخبری سنائی گئی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے اور دو گانہ نفل شکرانہ کے ادا فرمائے۔

(۶۷) قیدیوں کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آراء

غزوہٴ بدر سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے کفار کے قیدیوں سے فدیہ لینے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو فدیہ لینے کا اشارہ کیا لیکن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے روکا اور عرض کیا:

(یا رسول اللہ!) ان سے فدیہ وصول نہ فرمائیے بلکہ ان کو قتل کر دیجئے تاکہ زمین ان کی نجاست سے پاک ہو جائے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے ان سے فدیہ وصول فرمایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق وحی نازل فرمائی۔

(۶۸) فدیہ کی وصولی کے بارے میں آیہ کریمہ کا نزول

فدیہ کی وصولی کے بارے میں اسی سال یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (الأنفال-۶۸)

ترجمہ: (اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو تم پر فدیہ لینے کی وجہ سے دردناک عذاب نازل ہوتا۔)

(۶۹) حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال حضرت ثابت بن ضحاک بن خلیفہ انصاری اشہلی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

جناب رسالت مآب ﷺ کے وصال مبارک کے دن ان کی عمر آٹھ برس تھی۔ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ

نے اسد الغابہ میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

(۷۰) غزوہ بدر میں مبارزت

جنگ بدر میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تین صحابہ کرام نے تین کفار سے مقابلہ فرمایا۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ عتبہ بن ربیعہ، ۲۔ شیبہ بن ربیعہ، ۳۔ ولید بن عتبہ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو قتل کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ولید کو جہنم رسید کیا۔ پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ پلٹ کر عتبہ کو لقمہ اجل بنایا۔

(۷۱) مبارزین کے بارے میں آیات کریمہ کا نزول

غزوہ بدر کے دوران ان چھ افراد (تین مسلمان اور تین کافر جنہوں نے ابتداء میں باہمی مقابلہ کیا) کے بارے میں:

هَذَا اِنْ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِى رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ (الحج-۱۹)

ترجمہ: دشمنوں کے یہ دو گروہ اپنے رب کے بارے میں لڑے۔ کافروں کے لئے آگ کے کپڑے تیار کئے جا چکے ہیں۔

وغیرہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

(۷۲) ابو جہل کا قتل ہونا

جنگ بدر کے دوران اس امت کافر عون یعنی ابو جہل بن ہشام واصل جہنم ہوا۔ صحابیہ رسول حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے دو لخت جگروں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں کے ساتھ اس کا کام تمام کرنے میں شریک تھے۔

۱۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا بدر کے دن میں صف میں تھا میں نے اپنے دائیں بائیں دو کم عمر نوجوان دیکھے۔ ان میں ایک نے دوسرے سے چھپا کر مجھ سے کہا چچا جان! مجھے ابو جہل دکھائیے۔ میں نے اس سے پوچھا تمہیں اس سے کیا کام ہے۔ تو وہ کہنے لگا میں نے رب تعالیٰ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ دوسرے نے بھی مجھ سے پوشیدہ طور پر پہلے نوجوان کی طرح ابو جہل کا پتہ پوچھا۔ تو مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ میں ایسے کم عمر نوجوانوں کے درمیان کھڑا ہوں۔ میں نے ان دونوں کو اشارہ سے اس کا پتہ بتا دیا۔ وہ دونوں باز کی طرح اس پر حملہ آور ہوئے یہاں تک کہ اسے زخمی کر دیا۔ یہ دونوں حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے بیٹے معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہ تھے۔ صحیحین کی ایک اور روایت ہے کہ اسے حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ زر قانی علی المواہب۔ جلد ۱ صفحہ ۳۲۸۔

(۷۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ابو جہل کے سر کو قلم کرنا

(جنگ کے خاتمہ پر) نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:
”ابو جہل کو ڈھونڈو کس حال میں ہے؟“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا کہ جان ابھی اس کے جسم میں باقی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کے سینے پر سوار ہو گئے۔ تلوار سے اس کا سر قلم کیا اور لا کر نبی کریم ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے اللہ کی تعریف فرمائی اور سجدہ شکر ادا فرمایا۔

(۷۴) مشرکوں میں سے چند مقتولین کے نام

غزوہ بدر میں مشرکین کے ستر سردار اور بہادر مارے گئے۔ ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:
امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، حضرت مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ کا بھائی طعیمہ بن عدی، زمعہ بن اسود نیز اس کے دو بھائی، حارث بن اسود اور عقیل بن اسود، ابوالنختری، بنیہ بن حجاج، منبہ بن حجاج، اسود بن عبد الاسد مخزومی مشرکین میں سب سے پہلا مقتول یہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۷۵) چند مشرک قیدیوں کے نام

غزوہ بدر میں ستر مشرکین قیدی ہوئے جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:
(۱) سہیل بن عمرو قرشی عامری، (۲) ابووداعہ بن صبرہؓ سہمی یہ حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ کا والد تھا جو صحابی رسول تھے۔

۱۔ نیز ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ تا ۳۶۷۔

۲۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ میں ابووداعہ بن صبرہ بن سعید بن سعد درج ہے۔ بدر کے قیدیوں میں سے یہ پہلا ہے جس کا فدیہ ادا کیا گیا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے حضرت مطلب رضی اللہ عنہ نے ادا کیا۔ کتاب مذکور کے جلد ۲/۲۹۲ میں ہے۔ قیدیوں میں ابووداعہ بن صبرہ سہمی بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مکہ میں اس کا ثروت مند، ہوشیار تاجر لڑکا ہے گویا کہ وہ اپنے باپ کے فدیہ کی ادائیگی کے لئے تمہارے پاس آچکا ہے۔ قریش نے آپس میں کہا اپنے قیدیوں کے فدیہ کی ادائیگی میں جلد بازی نہ کرو ورنہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی تمہارے ساتھ سخت سلوک کریں گے۔ ابووداعہ کے لڑکے مطلب، (جس کے بارے میں نبی پاک ﷺ نے مندرجہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے تھے) نے کہا تم درست کہتے ہو، جلد بازی سے کام مت لو۔ لیکن خود راتوں رات وہاں سے کھٹک آیا۔

(۳) حَنْظَلَه، (۴) عَمْرُو: یہ دونوں ابوسفیان صخر بن حرب کے بیٹے تھے۔

(۵) ابوالعاص بن زبج بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی مخبشمی۔ یہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔

(۶) عُقْبَه بن ابی معیط قرشی عجلانی۔

(۷) نضر بن حارث مشرکین کے لشکر سے سب سے پہلے ہونے والا قیدی بھی تھا۔ لشکر کفار سے واصل جہنم اور قیدی ہونے والوں کے اسماء کی پوری تفصیل سیرت شامیہ اور مواہب لدنیہ کی شرح الزرقانی میں مندرج ہے۔ تفصیل کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

(۷۶) نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کا قتل ہونا

غزوہ بدر سے واپسی پر جب نبی کریم ﷺ صفراء کے مقام پر پہنچے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا نضر بن حارث کو جہنم رسید کریں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل فرمادیا۔ جب عرق الطیبہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت عاصم بن ثابت بن ابی اقلع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عقبہ بن ابی معیط کو قتل کریں۔ بموجب ارشاد آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔

نضر بن حارث وہی بد بخت تھا جو عجمی ممالک سے افسانوں اور قصہ کہانیوں کی کتابیں خرید کر مکہ مکرمہ لاتا تا کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات مبارکہ سے معارضہ کر سکے اور لوگوں کو آپ ﷺ سے برگشتہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ - (لقمان: ۶)

ترجمہ: اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو بہلاوے کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے گمراہ کر سکیں۔ اور یہی وہ بد بخت تھا جس نے یوں کہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ۔ (الانفال: ۳۲)

۱۔ متن کتاب میں ابی اقلع یعنی فاء کے ساتھ تحریر ہے لیکن درست ابی اقلع یعنی قاف کے ساتھ ہے۔ ملاحظہ ہو زرقانی علی المواہب جلد ۱/ صفحہ ۴۴۸۔

ترجمہ: اے اللہ (حضرت محمد ﷺ) کا لایا ہوا یہ دین اگر برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا دے۔

اہل بَیْر کا اجماع ہے کہ نَفَر بحالت کفر مقتول ہوا لیکن علامہ ابن مندہ رحمہ اللہ کو وہم ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ وہ بحالت اسلام مرا۔ علامہ ابن اثیر وغیرہ حفاظ نے ان کے قول کو غلط قرار دیا ہے۔

(۷۷) اَبُو لَئِب کی موت

غزوۂ بَدْر کی فراغت سے سات راتوں کے بعد نبی اکرم ﷺ کا چچا اَبُو لَئِب بن عبد المطلب مر گیا۔ مرضِ عَدَسہ میں مبتلا ہو کر یہ بحالت کفر مرا۔

مرضِ عَدَسہ میں مسور کے دانے کے برابر جسم کے مختلف مقامات پر زخم ہو جاتے ہیں جس کے باعث مریض مر جاتا ہے۔ اہل عرب اس بیماری کو شدید منخوس سمجھتے تھے اور اسے شدید متعدی مرض (ایک سے دوسرے کو لگ جانے والی بیماری) خیال کرتے تھے۔ ۷۷

(۷۸) حضرت عُمَر بن اَبُو سَلَمَہ رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال حبشہ میں حضرت عُمَر بن اَبُو سَلَمَہ عبد اللہ بن عبد الأسد مخزومی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے سوتیلے لڑکے تھے۔ ان کی والدہ حضرت اُمّ سَلَمَہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جو بعد میں اُمّ المؤمنین یعنی سرکارِ دو عالم ﷺ کی زوجہ مطہرہ بنیں۔

۷۷ ابن مندہ کا کہنا ہے کہ نَفَر غزوۂ حُثَیْن میں حاضر ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے اسے ایک سواونٹ عطا فرمائے۔ وہ مولفہ قلوبِ مسلمین میں سے تھا اور لطف یہ کہ انہوں نے اس قول کو ابن اسحاق کی جانب منسوب کر دیا۔ علامہ زرقانی قدس سرہ العزیز شرح مواہب جلد ۱/۴۹۹ میں فرماتے ہیں جو کچھ ابن اسحاق نے فرمایا اور جس پر اہل مغازی اور اہل بَیْر کا اجماع ہے، وہ یہ کہ وہ جنگِ بَدْر کے بعد بحالت قید قتل کیا گیا۔

۷۸ عَدَسہ طاعون کی جنس کی ایک بیماری ہے۔ جس میں مسور کے دانے کی مانند جسم کے مختلف حصوں میں پھنسیاں نکل آتی ہیں۔ اکثر مریض اس سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اَبُو لَئِب جب اس مرض میں مبتلا ہوا تو اس کی اولاد بھی اس سے الگ ہو گئی۔ اس کی ہلاکت کے تین دن کے بعد تک بیماری لگ جانے کے خوف کے باعث کوئی اس کی نعش کے قریب نہ گیا۔ جب انہیں خدشہ ہوا کہ لوگ انہیں برا بھلا کہیں گے تو اولاد نے ایک گڑھا کھودا اور ایک لکڑی کے ذریعے اسے اس گڑھے میں دھکیل دیا۔ اور اس پر پتھر پھینکے یہاں تک کہ اس کی لاش ان کے نیچے دب گئی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب کبھی اس کے مدفن کے پاس سے گذرتیں تو اپنا چہرہ مبارک ڈھانپ لیتیں۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱/صفحہ ۴۵۲۔ عَدَسہ چچک کی ایک قسم ہے۔ ترجمہ ابن ہشام جلد ۱/صفحہ ۷۴۵۔

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے وصال مبارک کے وقت ان کی عمر نو برس تھی۔

(۷۹) میدانِ بذر میں مقتول کفار سے خطابِ نبوی

غزوہ بذر سے فراغت کے بعد نبی پاک ﷺ نے تین روز تک میدانِ بذر میں قیام فرمایا۔ تیسرے روز آپ ﷺ اس پرانے کنویں پر تشریف لائے جس میں لشکرِ کفار سے جہنم رسید ہونے والوں کو ڈالا گیا تھا۔ اے آپ ﷺ اس کے کنارہ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

”اللہ رب العزت نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے درست پایا کیا تم نے بھی اپنے رب کا

وعدہ درست پایا ہے؟“ اے

پھر آپ ﷺ نے (اسی موقع پر) فرمایا:

”میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں تم اسے ان سے بڑھ کر نہیں سن رہے ہو۔“

اسے بخاری مسلم اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے روایت فرمایا۔

(۸۰) معجزہ نبوی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی غزوہ میں آپ ﷺ کا ایک معجزہ وقوع پذیر ہوا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ (جو لشکرِ کفار میں شامل تھے) اور قید ہوئے۔ جب یہ قرار پایا کہ کفار سے فدیہ وصول کیا جائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بہانہ کیا کہ (میرے پاس فدیہ ادا کرنے کے لئے) مال نہیں ہے۔ تو نبی پاک ﷺ نے ان سے فرمایا:

”اس سونے سے فدیہ ادا کرو، جسے تو اور تیری زوجہ اُمّ الفضل نے بذر کی طرف روانہ ہوتے وقت

اپنے گھر میں دفن کیا تھا اور وصیت کی تھی کہ اگر میں اس سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے تین

بیٹوں فضل، عبد اللہ اور قثم کا ہے۔“

۱۔ مشرکین میں سے ستر افراد میدانِ بذر میں لقمہ اجل بنے۔ جن میں ان چوبیس کو نبی پاک ﷺ کے حکم مبارک سے اس کنویں میں پھینکا گیا۔ یہ سب ان میں سے سرغنہ تھے۔ باقی مقتولین کو دوسرے مقامات پر ڈالا گیا۔ یہ کنواں بنی النار میں سے ایک آدمی نے کھودا تھا۔ لہذا وہ اس نام کے کنوئیں میں ڈالے جانے کے مستحق تھے۔ زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۱۔

۲۔ نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دربارِ رسالت میں عرض کیا۔ آپ ﷺ ان بدنوں سے جو ارواح سے خالی ہیں کیسے گفتگو فرما رہے ہیں۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ میری بات کو سن اور سمجھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا وہ جواب نہیں دے سکتے۔ زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۳۔

اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”آپ ﷺ نے سچ فرمایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں کیوں کہ یہ وہ راز ہے جسے میرے اور اُمّ الفضل کے بغیر کوئی اور نہیں جانتا۔“ یہ معجزہ ان کے ایمان لانے کا باعث ہوا۔ ۱۷

(۸۱) معجزہ نبوی اور حضرت عمیر بن وہب جمعی رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت رسالت مآب ﷺ جب بدر سے فراغت پا کر مدینہ منورہ تشریف فرما ہو چکے تو حضرت عمیر بن وہب جمعی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ اس سے پہلے حالت کفر میں قریش کے شیطانوں میں سے ایک شیطان تھے۔ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایذا دیتے تھے۔

وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ نبی پاک ﷺ کے روبرو پر خلوص ایمان قبول کیا۔ زان بعد وہ مکہ مکرمہ واپس آگئے اور مشرکین قریش کو ایذا پہنچانے لگے جس طرح قبل ازیں مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔

ان کے اسلام قبول کرنے کا باعث یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سامنے اس رازدارانہ گفتگو کا اظہار فرمادیا جو انہوں نے صفوان بن امیہ جمعی سے حطیم کعبہ میں مکہ شریفہ میں کی تھی۔ ۱۸

انہوں نے آپ ﷺ کے اس معجزے کا مشاہدہ فرمایا جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ سچے رسول ہیں لہذا وہ ایمان لے آئے۔

۱۷ حضرت ابو زافع رضی اللہ عنہ (جو نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے) نے فرمایا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ اسلام ہمارے گھر میں داخل ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا اور میں ایمان لا چکے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اس لئے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۲۸۹۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے پہلے ایمان لا چکے تھے لیکن قریش کے خوف کے باعث ان کے لشکر میں شامل تھے۔

۱۸ اس گفتگو کا خلاصہ یوں ہے کہ غزوہ بدر کے بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ حطیم کعبہ میں بیٹھے تھے۔ صفوان کہنے لگا اتنے آدمیوں کے مارے جانے کے بعد زندگی کا کوئی لطف نہیں۔ عمیر کہنے لگا تم ٹھیک کہتے ہو لیکن کیا کروں مجھ پر قرض ہے جس کی ادائیگی کی کوئی سبیل نہیں میرے بچے چھوٹے ہیں۔ اگر ان کے ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں ابھی جا کر محمد ﷺ کو قتل کر دیتا۔ میرا اس کے پاس جانے کا معقول بہانہ بھی ہے کہ میرا لڑکا ابھی تک وہاں قید ہے۔ صفوان نے اس کے جوش کو غنیمت جانا اور کہا تمہارا قرض میرے ذمہ وہ میں ادا کروں گا۔ تمہارے خیال کو اپنے اہل عیال کی طرح پالوں گا۔ ان باتوں سے تم بے فکر ہو جاؤ۔ عمیر نے اس معاہدہ کے بعد تلوار کو زہر میں بھلویا اور نبی کریم ﷺ کے قتل کے ارادہ سے مکہ سے روانہ ہو گیا۔ مدینہ پہنچ کر مجلس نبوی میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس خفیہ معاہدہ کو ظاہر فرمادیا جو عمیر اور صفوان کے درمیان طے پایا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بے اختیار کہنے لگے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ طبری (اردو ترجمہ) جلد ۱ صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰۔

(۸۲) حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح

اسی سال جب ماہ صفر کے کچھ ایام باقی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح لے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے منعقد ہوا۔ یہ نکاح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہ نبوت میں آنے کے ساڑھے چار ماہ بعد ہوا۔ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اس وقت انیس برس اور ڈیڑھ ماہ تھی۔ کیونکہ آپ کی ولادت باسعادت صحیح قول کی رو سے تعمیر کعبہ کے دنوں میں نزول وحی سے پانچ برس قبل ہوئی تھی۔ جیسا کہ علامہ ابن علان نے اذکار نووی پر اپنی شرح میں لکھا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت خاتونِ جنت کی ولادت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کے بیستیسویں سال میں ہوئی۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر اس وقت ۲۴ سال اور ڈیڑھ ماہ تھی۔ کیوں کہ آپ ۳۰ میلاد نبوی میں متولد ہوئے۔

(۸۳) حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی رخصتی

اسی سال حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی رخصتی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں، غزوہ بدر کے بعد، ذی الحجہ میں عمل میں آئی۔ اس وقت نبی پاک ﷺ کی ہجرت مدینہ کو بائیس ماہ ہونے کو تھے۔ ایک قول کی رو سے یہ رخصتی ۸۳ھ کو غزوہ احد کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ لیکن راجح پہلا قول ہے۔

لے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا۔ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا میں ان کے نکاح کے بارے میں حکم الہی کا انتظار کر رہا ہوں۔ زان بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا تو حضور ﷺ نے وہی جواب ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد حضرت امّ ائمن رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ترغیب دی۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بارے میں رسالت مآب ﷺ سے شرم رکھتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور مدعا عرض کیا۔ تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے یا مہربان! فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا۔ اس وقت آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ اس کیفیت کے ختم ہونے پر فرمایا: ”اے انس! جبریل امین علیہ السلام آئے اور کہا حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کروں۔ اے انس! جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر اور جماعت انصار کو بلا لاؤ۔“ جب سب حاضر ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ نے ایک بلغِ خطبہ ارشاد فرمایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ ایک طباقِ کجوریں لیکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لٹا دیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی زہرہ چار سو اسی درہم میں فروخت کی۔ (اس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خریدا اور بعد میں وہ زہرہ واپس فرمادی۔ (تاریخ ابن خلدون حاشیہ اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۷۴) اس رقم سے عطر اور خوشبو خریدی گئی اور جیز کا سامان خریدا گیا۔ اختصار از مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۱۹۲۔

(۸۴) حضرت مسور بن مخزومہ رضی اللہ عنہما کی ولادت

اسی سال حضرت مسور بن مخزومہ رضی اللہ عنہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ۱۷ رَحْلَتِ نبوی کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سن ولادت کے دنوں کے علاوہ ۸ برس تھی۔ یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔ ۱۷

(۸۵) مروان بن حکم کی پیدائش

مروان بن حکم بن ابی العاص بن اُمیہ قریشی اموی کی پیدائش بھی اس سال ہوئی۔ اس کی عمر بھی رَحْلَتِ رسالت مآب ﷺ کے وقت آٹھ سال تھی۔

(۸۶) حضرت شقران رضی اللہ عنہ کا نبی پاک ﷺ کی ملکیت میں آنا

اسی سال، غزوہ بدر کے بعد حضرت شقران رضی اللہ عنہ: (ش + ق + ز + ا + ن) نبی پاک ﷺ کی ملکیت میں آئے۔ یہ اسی لقب سے مشہور تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام صالح تھا۔

یہ حبشی غلام تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں بارگاہِ نبوی میں غزوہ بدر کے بعد ہدیہ پیش کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے خرید کر آزاد فرمادیا تھا۔ یہ ان افراد میں سے تھے جنہیں وصالِ نبوی کے بعد آپ ﷺ کو غسل دینے کا شرف حاصل ہوا۔

(۸۷) حضرت سائب بن یزید کندی رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت سائب بن یزید کندی رضی اللہ عنہ اسی سال پیدا ہوئے۔ یہ ابنِ اُختِ نمیر کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ اپنے والد سمیت حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر سات برس تھی۔ یعنی اس میں ولادت اور حج کے سالوں کے زائد ایام شامل نہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کی ولادت ۸/۳ھ کو ہوئی۔

۱۷ ذی الحجہ ۸/۳ھ کے بعد آپ کے والد آپ کو لے کر مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ سے چار ماہ کم سن تھے۔ آپ قیصر صاحبِ فضل و دین تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مدینہ منورہ رہے پھر مکہ مکرمہ آ گئے۔ یزیدی عہد میں جب مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے اہل مکہ پر سنگ باری کی گئی تو منجیق کا ایک پتھر لگنے سے آپ رضی اللہ عنہ واصلِ جنت ہو گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر بائیس برس تھی۔ استیعاب علی حاشیہ جلد ۳ صفحہ ۴۱۶، ۴۱۷۔

۱۷ والدہ کا نام شفا یا عاتکہ تھا۔ الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۴۱۶۔

۳/ ہجری کے واقعات

(۱) حضرت حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا ام المومنین بننا:

اس سال شعبان کے مہینے میں سرور کائنات ﷺ نے حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی لہ بیٹی حضرت حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے نکاح فرمایا۔ لہ علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ عَلَیْہِ نے اپنی سیرت کی کتاب کے حصہ ”ابوابُ حَوَادِثِ بَنی اَلْہِجْرَۃ“ (بعد از ہجرت نبوی کے سالوں میں پیش آنے والے واقعات) میں اسی طرح فرمایا ہے۔

علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ عَلَیْہِ کے اس قول کی بنیاد وہ روایت ہے جس میں ہے کہ حضرت حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے (پہلے) خاوند حضرت خُنَیس بن حِذَافَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا وصال غزوہ اُحُد سے قبل ہوا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا انتقال ان زخموں کے باعث ہوا جو غزوہ بدر میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو پہنچے تھے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی وفات بدر اور اُحُد کے غزوات کے درمیان ہوئی۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے ساتھ ۳ھ میں غزوہ اُحُد کے بعد نکاح

لہ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی مندرجہ ذیل بیٹیاں تھیں۔

(۱) حضرت حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا - نبی پاک ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خُنَیس بن حِذَافَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے نکاح میں تھیں۔

(۲) حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا - حضرت عبدالرحمن بن زید بن خطاب کے نکاح میں تھیں۔ ان سے عبداللہ نامی لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

(۳) حضرت رُقَیَّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا یہ حضرت اُمّ کلثوم بنت علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ حضرت ابراہیم بن نعیم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے نکاح

میں آئیں۔

(۴) حضرت زَیْنَب رَضِیَ اللہُ عَنْہَا - حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے نکاح میں آئیں۔ زان بعد حضرت معمر بن عبداللہ بن عبداللہ

کے جبالہ عقد میں آئیں ان کے لڑکے کا نام عثمان بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تھا۔ البحر صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲ اس تفصیل سے ام المومنین حضرت

حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی جانب سے نبی کریم ﷺ کے ہمزلف افراد کی تفصیل بھی معلوم ہوگئی۔

لہ آپ کا مہر چار سو درہم تھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۲۳

فرمایا جبکہ آپ کے خاوند حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کی شہادت غزوہ اُحد میں ہو چکی تھی۔
حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الاصابہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

غزوہ اُحد نصف شوال ۳ھ کو پیش آیا۔ اس روایت کی رو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ذی قعدہ کے آخر یا ذی الحجہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ لیکن پہلا قول اصح ہے اس کی تصحیح کو الاصابہ میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

اسی سال حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ سے نکاح فرمایا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المساکین کے نام سے مشہور ہیں کیونکہ آپ کثرت سے صدقہ فرمایا کرتی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے بعد ان سے نکاح فرمایا۔ یہ غزوہ بالاتفاق شوال ۳ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اس مہم میں ان کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ ان کی عدت کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو یا تین ماہ رہیں۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ربیع الاول یا ربیع الآخر ۴ھ کو آپ کا وصال ہو گیا۔

پہلا قول (یعنی آپ کا وصال ربیع الاول ۴ھ میں ہوا) صحیح ہے۔

خدمت نبوی میں رہنے کی مدت میں نکاح اور وصال مبارک کے دونوں مہینے شامل نہیں ہیں۔
بعض علماء فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان المبارک ۳ھ میں نکاح فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب نولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آٹھ ماہ تک رہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بقول

لہٰذا ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مرتبہ و مقام کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق دے دی۔ تو جناب جبریل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ! آپ رجوع فرمائیں کیونکہ یہ کثرت سے نماز ادا کرنے والی اور روزہ رکھنے والی ہیں۔ نیز یہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گی۔“ یہ حدیث کئی طریقوں سے مروی ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو زر قانی علی المواہب اللدیہ جلد ۳ صفحہ ۲۳

لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبیدہ بن حث بن مطلب کے نکاح میں تھیں اور اس سے پہلے عمرو بن حث کے حوالہ نکاح میں تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد تھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۳۲۵ لیکن الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۵ میں ہے کہ عبیدہ بن حارث کے نکاح سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طفیل بن حارث کے نکاح میں تھیں۔ ایک قول کی رو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جسے صاحب بذل القوہ رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے۔

بعض ربیع الاول ۱۴ھ اور بقول دیگر ربیع الآخر ۱۴ھ میں ہوا۔

حضرت رسالت مآب ﷺ کی بظاہر حیات مبارکہ میں ازواج النبی ﷺ سے صرف ان کا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

یہ قول اس روایت پر مبنی ہے جس کی رو سے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی باندی تھیں۔ زوجہ مطہرہ نہ تھیں۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال

اسی برس، ربیع الاول کے مہینہ میں، حضرت رقیہ بنت رسول اکرم ﷺ کے بطن سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لخت جگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

بعض علماء فرماتے ہیں ان کا وصال چار برس کی عمر مبارک میں ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا باعث یہ ہوا کہ ایک مرغ نے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں چونچ ماری جس کی وجہ سے چند دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ ۱۷

حضور سرور کائنات ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ کو قبر میں دفن فرمایا۔

(۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح

اس سال ربیع الاول میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ ۱۸ جو سرکار کائنات ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی رخصتی اسی سال جمادی الآخرہ میں ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت بعثت نبوی سے پہلے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے عمر میں چھوٹی اور

۱۷ جب حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے انہیں اپنی گود میں لیا اور فرمایا اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ (اللہ تعالیٰ صرف رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے) زر قالی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۹۸

۱۸ نبی پاک ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں تو میں ایک کی وفات کے بعد دوسری کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کرتا چلا جاتا یہ جبرئیل ہیں۔ جنہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ میں اس (ام کلثوم) کا نکاح تیرے ساتھ کر دوں۔“ نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میں نے ام کلثوم کا نکاح عثمان کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی وحی سے کیا ہے۔“ (زر قالی علی المواہب اللہ نیہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۰)

خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔ تذکرۃ القاری میں اسی طرح لکھا ہے۔
اس قول کی رو سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے چونتیسویں برس میں ہوئی۔

(۵) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال جب رمضان المبارک نصف بیت چکا تھا، حضرت امام حسن بن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(۶) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا شکم مادر میں تشریف فرما ہونا

ذوقعدہ کے مہینہ میں، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے پچاس روز بعد، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔

(۷) حرمتِ شراب

اسی سال شراب کے حرام ہونے کا حکم ہوا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ حرمت شراب کا حکم چوتھے سال ہوا۔ جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ لہ

لہ شراب کے بارے میں قطعی حرمت کا حکم بدرجہ نازل ہوا مدارج النبوت اردو ترجمہ سے اسکا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) شراب کی حرمت کے بارے میں سب سے پہلے یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔

وَمِنْ لَّمَزَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا۔ (۶۷- النحل)

(کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ اور عمدہ خوراک تیار کرتے ہو۔)

یہ آیت مبارکہ اگرچہ اباحت میں عام تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کی مانند دیگر صحابہ کرام اس سے اجتناب فرماتے تھے کیونکہ شراب نوشی سے کئی قباہتیں پیدا ہوتی تھیں۔

(۲) زان بعد یہ آیت مبارکہ شراب کے متعلق نازل ہوئی۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا۔ (البقرہ: ۲۱۹)

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے کتاب سیکھنے کا حکم

اس سال نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے کتاب سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

بقیہ حواشی (۱) اے میرے محبوب! آپ سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ انہیں فرمادیجئے کہ ان

دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے منافع بھی ہیں۔ لیکن ان کا گناہ نفع سے بڑھ کر ہے۔

اس آیت کے نزول پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الہی میں دعا مانگی کہ ”اے اللہ! ہمارے لئے شراب کے بارے میں

واضح حکم نازل فرما۔“

(۳) ایک روز حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے محفل ضیافت میں شراب کے استعمال کے بعد امامت فرمائی اور قرآن مجید کی آیات

کی تلاوت میں ان سے خطا ہو گئی۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ - (النساء: ۴۳)

(اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ تم کو تمیز ہو جائے جو تم پڑھتے ہو۔)

اس پر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ترک کر دیا۔

(۴) ایک روز ایک انصاری نے محفل ضیافت قائم فرمائی۔ جس میں اونٹ کا گوشت اور شراب پیش کی گئی۔ شراب کے نشہ میں بعض

شرکائے محفل ایک دوسرے پر تخاصم کرنے لگے جس کی وجہ سے جھگڑا ہو گیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سر مبارک میں

زخم آگیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے دوبارہ وہی پہلی دعا مانگی اور عرض کیا الہی شراب کے متعلق ہمارے لئے

واضح حکم نازل فرما۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور شراب قطعی حرام قرار پائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ

تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ - (المائدہ: ۹۰-۹۱)

(اے ایمان والو! بلاشبہ شراب، جوا، پانسہ پھینکنا اور تیروں سے فال نکالنا سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔ تم ان سے بچو تاکہ فلاح

پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب نوشی اور جوا کھیلنے سے تم میں عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں ذکر الہی اور نماز سے

روک دے تو کیا تم باز آؤ گے۔)

نبی کریم ﷺ نے اس حکم کا اعلان مدینہ طیبہ کے بازاروں میں کرا دیا جس کے نتیجے میں تمام اسلامی معاشرہ شراب کی برائی سے

پاک ہو گیا۔ جن گھروں میں شراب کے ٹکے تھے ان کو بہا دیا گیا چنانچہ شراب مدینہ منورہ کی گلیوں میں بننے لگی۔

”مجھے خطرہ ہے کہ وہ میری کتاب کو بدل دیں گے“ لے
ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم ۴/۵ میں ہوا۔ اس کا ذکر عنقریب آتا ہے۔

(۹) نمازِ خوف

اس سال نبی کریم روف رحیم ﷺ نے غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاع میں نمازِ خوف ادا فرمائی۔ القبط نے اسی طرح فرمایا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ نماز ۴/۵ میں ادا کی گئی۔ شامی نے اپنی سیرت کے ”أَبْوَابُ الْحَوَائِث“ میں اسی طرح لکھا ہے۔

(غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاع کے وقوع کے زمانے کے بارے میں ایک قول قارئین نے پڑھ لیا کہ ۴/۵ میں یہ غَزْوَةُ وقوع پذیر ہوا لیکن اس کے بارے میں اور اقوال بھی ہیں جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔)
بعض علماء نے فرمایا کہ غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاع ۵/۵ میں پیش آیا۔
بعض نے اس کا سن وقوع ۸/۵ تحریر فرمایا۔

بعض دوسروں نے ۷/۵ لکھا ہے۔ یہ آخری قول اصح ہے یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”الصَّحیح“ کی کتاب الْمَغَازِی میں اس غزوہ کا ذکر ہجرت کے ساتویں سال میں غَزْوَةُ خَيْبَرَ کے بعد کیا ہے۔

جمہور علماء نے فرمایا صَلَوةِ خَوْف کا حکم سب سے پہلے غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاع میں نازل ہوا اس صورت میں نمازِ خوف کے نزول کے وقت یہ سارے اقوال جاری ہوں گے (جو غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاع کے وقوع کے بارے میں مروی ہیں)۔

کچھ علماء نے فرمایا نمازِ خوف کا حکم غَزْوَةُ غُصَّافَان میں نازل ہوا اور بعض کا ارشاد ہے کہ غَزْوَةُ ذِی قُرْدُ میں۔ بہر صورت یہ دونوں غَزَوَات ۸/۵ میں پیش آئے۔ جیسے کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔

لے الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۵۶۱ میں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور عرض کیا گیا یہ بنی نَجَّار سے ہے اور اس نے سترہ سورتیں پڑھ لیں ہیں میں نے آپ ﷺ کو سنا کہ تو آپ ﷺ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا یہودیوں سے کتابت سیکھو کیونکہ مجھے ان سے اپنی کتاب کے بارے میں ڈر ہے نصف ماہ کے اندر میں اس میں طاق ہو گیا۔ میں نبی پاک ﷺ کے خطوط ان کی جانب لکھنے لگا اور جب ان کا خط آتا تو میں آپ ﷺ کو پڑھ کر سنا تا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ میں نے سُرَّیانی زبان سترہ ایام میں سیکھ لی۔ استیعاب میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے کاتب بھی رہے۔ ملاحظہ ہو استیعاب علی ہوامش الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۵۵۲

(۱۰) غَزْوَةُ أُحُد

اس سال، شوال کے مہینہ میں جنگِ اُحُد پیش آئی۔ اس کا ذکر غزوات کے باب میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

(۱۱) ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت

اس غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ستر افراد نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(۱۲) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ اُحُد میں حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ آپ سید الشہداء اور آقائے نامدار ﷺ کے چچا تھے۔

آپ کی شہادت ہفتہ کے روز نصف شوال، ۳ھ کو ہوئی لہٰذا یہ تاریخ غزوہ اُحُد کے بارے میں منقول اقوال میں سے سب سے زیادہ مشہور قول پر مبنی ہے جن کا ذکر باب الغزوات میں گزر چکا ہے۔

۱۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا کے علاوہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے (ابونائب کی لونی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے نبی پاک ﷺ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا اس طرح یہ تینوں رضاعی بھائی تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۷۴ سرکار دو عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کی والدہ ہالہ بنت اُمیہ آپس میں چچا زاد بہنیں تھیں۔ مناقب سید الشہداء (اردو ترجمہ) مولفہ سید جعفر بن حسن برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ۔

۲۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ عنہ (جو اس وقت مشرف باسلام نہ تھے) کا بیان ہے حمزہ رضی اللہ عنہ کی صورت اب تک میری نظروں میں ہے وہ لوگوں کو اپنی تلوار سے کاٹ رہے تھے۔ خاکی رنگ کے اونٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی آپ رضی اللہ عنہ اسے گرا دیتے اتنے میں رباع بن عبد العزیٰ سے آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ میں نے اپنا بھالا ہاتھ میں ہلایا جب میں بالکل قریب آگیا اور مطمئن ہو گیا کہ حملہ کار مر ہو گا تو میں نے وہ بھالا آپ رضی اللہ عنہ پر پھینکا جو ان کے پیڑ پر لگا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے پار ہو گیا۔ حملہ کے بعد وہ میری طرف جوابی حملہ کے لئے بڑھے لیکن زمین پر گر پڑے میں آپ رضی اللہ عنہ کے روح نکلنے کا انتظار کرتا رہا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی رُوح پرواز کر گئی میں نے آگے بڑھ کر بھالا آپ رضی اللہ عنہ کے جسم سے نکال لیا۔ سیرت ابن ہشام ۱۵ تا ۱۸ جلد ۳ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۷-۲۳۶۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت زہرہ پنے ہوئے تھے اکیس مشرکوں کو جہنم رسید کیا پھر آپ کا پاؤں پھسلا آپ وادی میں پشت کے بل گر پڑے جس سے زہرہ آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ سے کھل گئی اسی جگہ کو وحشی نے نشانہ بنایا۔ مناقب سید الشہداء (اردو ترجمہ) سید جعفر برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ۔

(۱۳) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے ”اَسَدُ اللہِ وَرَسُولہ“ کا خطاب لے

اسی سال، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں، آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد نبی پاک صاحب نواک ﷺ نے فرمایا:

”فرشتے آسمانوں میں (حضرت امیر) حمزہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا شیر کہہ کر پکارتے ہیں۔“

حضرت امیر حمزہ اور دیگر شہداء رضی اللہ عنہم کی نماز جنازہ کا ذکر انشاء اللہ اس کے بعد فصل میں آئے گا۔

(۱۴) حضرت مُصعب بن عُمیرؓ اور حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہما کی شہادت

اسی غزوہ اُحُد میں مسلمانوں میں سے حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ (اسم مکبر کے صیغہ کے ساتھ) بن جحش رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی اور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے پھوپھی زادہ تھے۔ ۳۵ سرایا کے باب میں اس کا ذکر آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

(۱۵) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک قبر میں دفن کرنا:

نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھانجے حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ۳۵ کو غزوہ اُحُد کے بعد ایک قبر میں دفن فرمایا۔

۳۵ مگر کہ سے فراغت کے بعد نبی پاک ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور فرمایا ”آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے بڑھ کر میرے لئے کوئی اور مصیبت نہ ہوگی۔ اس مقام سے بڑھ کر غصہ انگیز مقام پر کھڑا ہونے کا مجھے اس سے قبل اتفاق نہیں ہوا“ پھر فرمایا ”میرے پاس جبرئیل امین آئے اور کہا کہ حمزہ کے بارے میں آسمانوں میں تحریر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے شیر ہیں“ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۷۷

۳۵ حضرت مُصعب رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام ابن قنہ نیشی تھا۔ قاتل نے آپ رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ ﷺ سمجھ کر شہید کر دیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد وہ پکار کر کہنے لگا میں نے ”محمد“ ﷺ کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۱۸

۳۵ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام اُمّہ بنت عبد المطلب تھا۔ البدایہ والنہایہ - ابن کثیر جلد ۳/ صفحہ ۴۳

۳۵ اپنے ماموں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرح ان کی نعش مبارک کا مُثلہ کیا گیا تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک سے دل نکالا گیا تھا لیکن حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نہیں نکالا گیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳/ ۴۹، البدایہ والنہایہ جلد ۳/ ۴۳

(۱۶) حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اسی سال، غزوہ اُحد میں، حضرت ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ نے بھی شہادت پائی۔

(۱۷) غزوہ اُحد کے بعد نبی کریم ﷺ کی دعا:

غزوہ اُحد میں مشرکین، جب مسلمانوں کو میدان میں چھوڑ کر واپس پلٹ گئے تو نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا۔

”برابر کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب کی شاہدوں“

اس ارشاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ۔ اَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ وَلَا هَادِيَ لِمَا اضَلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَا هَدَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ۔

اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ النِّعِمَ الْمُقِیْمَ یَوْمَ الْقِیْمَةِ وَالْاَمْنَ یَوْمَ الْخَوْفِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَائِدُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَنَا اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزِیْنَهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَیْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَالْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَايَا وَلَا مُفْتُونِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِیْنَ یُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ عَلَیْهِمْ دَائِرَةَ السُّوْءِ وَاجْعَلْ عَلَیْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں روایت کیا ہے۔ (ترجمہ) اے اللہ سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ الہی جسے تو فراخی عطا فرمائے اسے کوئی تنگ نہیں کر سکتا ہے اور جس کو تو تنگی دے اسے فراخی دینے والا کوئی نہیں۔ جسے تو گمراہ فرمائے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں اور جسے تو راہ راست پر چلا دے اسے

کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ جس سے تو (اپنی نعمتیں) روک لے اسے دینے والا کوئی نہیں اور جس کو تو عطا فرمائے اسے روکنے والا کوئی نہیں۔ جس کو تو دور کرے کوئی اس کو قریب نہیں کر سکتا اور جس کو تو دولت قرب عطا فرمائے اسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

الہی! ہم پر اپنی برکتیں، رحمت، فضل اور رزق فراخ فرما۔ الہی! میں تجھ سے قیامت کے دن ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کا طلب گار ہوں اور خوف کے وقت اُمن کا خواہاں ہوں۔

الہی! جو کچھ تو نے ہمیں عطا فرمایا اور جو کچھ تو نے ہم سے روک لیا سب کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔
الہی! ایمان کو ہمارے لئے محبوب بنا، اسے ہمارے دلوں میں مزین بنا۔ کفر، نافرمانی اور گناہوں کو ہماری نظروں میں ناپسندیدہ بنا دے، ہمیں ہدایت یافتہ بنا دے۔

الہی! اسلام پر ہماری وفات ہو۔ شرمندگی اور کسی فتنہ میں مبتلا کئے بغیر ہمیں نیکو کاروں کے ساتھ ملا۔
الہی! اپنے رسولوں کو جھٹلانے والے اور اپنی راہ سے روکنے والے کافروں پر لعنت فرما۔ ان پر غم کی مصیبت نازل فرما۔ ان پر اپنا عذاب اور سزا اتار۔ اہل کتاب میں سے کفر کرنے والوں پر لعنت فرما۔

(۱۸) میت پر رونے، پیٹنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت:

اس سال، غزوۂ اُحُد سے فراغت کے بعد، مُردوں پر نوحہ، چہروں پر تھپڑ مار کر پیٹنے اور گریبان چاک کرنے وغیرہ کی حُرمت کا حکم نازل ہوا۔ اس سے قبل یہ افعال حرام نہ تھے حتیٰ کہ اَیام اُحُد میں بھی (ان کی اباحت برقرار تھی) یہی وجہ ہے کہ شہدائے اُحُد پر عورتوں نے نوحہ کیا بین کئے جب حضرت رسالت مآب ﷺ نے عورتوں کا نوحہ سماعت فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

”خُمرہ ﷺ پر رونے والیاں نہیں ہیں؟“

اس پر صحابیات رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر خُمرہ رضی اللہ عنہ پر نوحہ اور بین کئے جس طرح انہوں نے اپنے عزیز شہداء پر کئے تھے۔ جب وہ اس سے فارغ ہو گئیں تو نوحہ کرنے کی حُرمت کا حکم نازل ہوا اور مسلمان عورتوں کو اس کے بعد نوحہ سے روک دیا گیا۔

لے معنف علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد جہنی پر مسامحت ہے بلکہ کچھ عرصہ تک میت پر بین کر کے رونے کی اجازت رہی چنانچہ ایک مدت تک معمول رہا کہ انصار کی عورتیں جب کسی میت کے گھر جاتیں تو پہلے حضرت خُمرہ رضی اللہ عنہ پر روتی تھیں۔ مناقب سید الشہداء امیر حمزہ مولفہ سید جعفر بزرنجی اردو ترجمہ مع حواشی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ ۱۷ میں اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

(۱۹) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر کا مثلہ ۱۷:

جنگ اُحد میں مشرکوں نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کا مثلہ کر دیا۔ (یعنی آپ کے ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹ ڈالے) جنگ سے فراغت کے بعد نبی پاک صاحبِ لَولَاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

”بالضرور میں حمزہ رضی اللہ عنہ کے مثلہ کے بدلے میں ستر کفار کا مثلہ کروں گا۔“

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ
اَلْخُلُوعُ - ۱۲۶
اگر تم سزا دو تو اتنی دو جتنی تم کو تکلیف دی گئی۔

۱۷ البدایہ والنہایہ جلد سوم جزو چار صفحہ ۴۹

۱۸ ہند بنت عتبہ اور اس کے ساتھ مشرک عورتوں نے بڑی بے دردی سے شہدائے اُحد کی لاشوں کا مثلہ کیا۔ انہوں نے شہداء کے ناک اور کان کاٹ لئے۔ ہند ان عورتوں کی سرغنہ نے تو ان شہداء کے کان اور ناک دھاگہ میں پرو کر پاؤں میں جھانجھروں کی جگہ اور گلے میں ہار کی جگہ پہن لئے۔ اور اپنے پاؤں، گلے اور کانوں میں پہننے کے زیورات (حضرت) وحشی رضی اللہ عنہ کو انعام کے طور پر دے دیئے۔ اس نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ مبارک نکال کر چبایا لیکن نکل نہ سکی اور پھینک دیا۔ ایک چٹان پر چڑھ کر یہ شعر پڑھنے لگی۔

لَحْنُ جَزَيْنَاكُمْ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ صَعِيرٍ

(ہم نے بدر کی جنگ کا تمہیں بدلہ دیا ہے ایک جنگ کے بعد دوسری جنگ شعلوں سے بھرپور ہوتی ہے) نیز اس نے یہ شعر بھی کہا۔

خَفِيْتُ مِنْ حَمْزَةٍ نَفْسِي بِأَحَدٍ حِينَ بَقَرْتُ بَطْنَهُ عَنِ الْكَبَدِ

(میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال کے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا ہے) سیرت ابن ہشام۔ ص ۴۱، ۴۲ ج ۳۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی لاش کو اس حال میں دیکھا مسلمان عورت کے شایانِ شان کمالِ مبرا کا مظاہرہ فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر ان کے لئے استغفار فرمایا اور چل دیں۔ سیرت ابن ہشام ص ۴۸ ج ۳ شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پچاس سے متجاوز تھی۔ البدایہ والنہایہ جلد دوم جزو چہارم ص ۶۳ مسلمان شعراء آپ رضی اللہ عنہ کے مرقیہ میں اشعار کے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد سوم البدایہ والنہایہ جلد سوم جزو چار اللہ تعالیٰ کی شان کریں ملاحظہ ہو کہ اسی ہند کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی جس کے بعد اس کے حالات اور گفتگو میں تبدیلی آگئی اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہوا

الزرقانی علی المواہب ص ۴۷ ج ۲

(۲۰) مشرک عورتوں کے ڈھول کی تھاپ پر گانے:

غزوہ احد میں، ہند بنت عتبہ اور دیگر مشرک عورتیں کفار مکہ کو جوش دلانے کی خاطر دف اور ڈھول بجا کر یہ اشعار گاتی تھیں۔

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقٍ نَمَشِي عَلَى النَّمَارِقِ
مَشَى الْقَطَا الْعَوَانِقِ وَالْدَّرُّ فِي الْمَخَارِقِ
وَالْمِسْكُ فِي الْمَفَارِقِ إِنْ تَقَبَّلُوا نُعَانِقِ
وَ نَفْرُشُ النَّمَارِقِ أَوْ تَدْبِرُوا نَفَارِقِ
فِرَاقٍ غَيْرِ وَامِقِ

ترجمہ ہم رات کو آنے والوں کی بیٹیاں ہیں۔ ہم تکیوں پر چلتی ہیں جس طرح لمبی گردن والے بھٹ تیر چلتے ہیں۔ ہم نے کانوں ناکوں میں موتی پننے ہوئے ہیں۔

ہماری مانگوں میں کستوری بھری ہوئی ہے۔ اگر تم پیش قدمی کرو گے ہم تم کو گلے سے لگائیں گی۔ اور (تمہارے لئے) تکیے بچھائیں گی۔ اور اگر تم نے پیٹھ پھیری ہم تم سے جدا ہو جائیں گی۔ جس طرح نہ چاہنے والا آدمی اپنے ساتھی سے جدا ہو جاتا ہے۔

(۲۱) نبی کریم ﷺ کی دعا:

غزوہ احد میں اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ نے نہایت عاجزی سے فتح و نصرت کی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے عرض کیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاءُ تَهْلِكُ هَذِهِ الْعَصَابَةُ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ بَعْدَ هَذَا الْیَوْمِ

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد و پیمان یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے۔ کہ یہ جماعت ہلاک ہو جائے تو آج کے بعد روئے زمین پر تیری عبادت نہیں ہوگی۔

۱۔ جب دونوں فوجیں مقابلہ کے لئے تیار ہو گئیں اور حملہ کے لئے قریب ہو گئیں تو ہند اپنی ساتھ والی عورتوں کے ساتھ مردوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی جن کے پاس ڈھول تھے ہند یہ شعر پڑھنے لگی جس کا مقصد مردوں کو جنگ پر ابھارنا تھا۔ اس کے مزید اشعار کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ جلد ۲ جزو ۳۔ ص ۱۷

ایک قول یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے یہ دعا غزوۂ بدر میں فرمائی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دعا غزوۂ خندق میں کی۔

پہلی روایت (غزوۂ اُحُد میں اس دعا کا مانگنا) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔

دوسری روایت، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن جریر اور بیہقی نے نقل فرمائی ہے۔

تیسری روایت ابن سعد نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مرسل نقل فرمائی ہے۔

ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے ان تمام مواقع پر یہ دعا فرمائی ہوگی کیونکہ ایسا ہونے میں کوئی منافقت نہیں۔

(۲۲) مُشْرِك شاعر ابُو عَزَّة عَمْرُو بن عَبْدِ اللہ کا خاتمہ

اسی سہل، غزوۂ خمراء الاسد کے دوران، نبی پاک ﷺ نے مشہور شاعر ابُو عَزَّة عَمْرُو بن عَبْدِ اللہ النخعی کے بارے میں فرمایا:

لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جَحْرِ مَرْتَيْنِ۔

(ترجمہ) مومن ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنگ نہیں کھاتا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابُو عَزَّة مذکور پہلے غزوۂ بدر میں قید ہوا۔ دربار نبوی میں یوں عرض کرنے لگا۔

”میں محتاج، فقیر، عیالدار اور بیٹیوں کا باپ ہوں آپ مجھ پر کرم فرمائیں۔“

نبی کریم ﷺ نے اس پر کرم فرمایا اور اسے رہا فرمادیا۔ لیکن شرط یہ لگائی آپ کے خلاف کسی مشرک کی مدد نہیں کرے گا۔ رہا ہو کر وہ مکہ مکرمہ آگیا لے وعدہ کو توڑ ڈالا اور جنگِ اُحُد میں دوبارہ اس نے مشرکوں کی مدد کی۔

ابُو عَزَّة نے ربیعیہ میں صل کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں ایک قصیدہ لکھا۔ پانچ اشعار سیرت ابن ہشام جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۰ میں درج ہیں جن میں پہلا شعر یہ ہے مَنْ مَبْلَغَ عَنِّي الرَّسُولُ مُحَمَّدًا، بِتَكَ حَقٌّ وَطَمَلِيكَ حَبِيْدًا۔ (مَنْ جَوِيْرِي جَبَّ سَ عَ حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ تَكْ پَنچائے كَ آپِ حَقِّ ہیں اور تَكْ الملِك حَبِيْد ہے۔)

غزوہ اُحُد میں وہ دوبارہ قیدی ہوا لہٰذا اس نے نبی پاک ﷺ سے التجا کی کہ دوبارہ اس پر کرم فرمایا جائے اور دربارِ نبوی میں دوبارہ تضرع و زاری کرنے لگا اور عرض کرنے لگا۔

”اے محمد (ﷺ) مجھ پر دوبارہ احسان فرمائیے“ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے دوبارہ مکہ جانے کی مہلت نہیں دوں گا کیونکہ وہاں جا کر تو کتنا پھرے گا دیکھو میں محمد ﷺ کو دوبارہ دھوکا دے آیا ہوں۔“

نبی پاک ﷺ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمادیا اور فرمایا: ”مومن ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنگ نہیں کھاتا۔“ یہ نبی پاک ﷺ کے جوامع الکلم سے ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور سے یہ جملہ سننے میں نہیں آیا تھا۔

وضاحت: ابو عرّہ کی دوبارہ گرفتاری، غزوہ اُحُد کے بعد ہونے کا ذکر جس طرح کہ ہم نے اوپر نقل کیا ہے، بعض کتابوں میں مذکور ہے، لیکن بعض کتب سیرت میں یوں بھی مذکور ہے کہ اس کی دوسری بار گرفتاری خمرَاءُ الْأَسَد کی مہم میں ہوئی۔ غزوہ خمرَاءُ الْأَسَد، غزوہ اُحُد کے متصل بعد وقوع پذیر ہوا۔ اس کا ذکر اسی فصل میں عنقریب آ رہا ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ اس کی دوبارہ گرفتاری غزوہ خمرَاءُ الْأَسَد میں ہوئی لیکن چونکہ یہ دونوں غزوات متصل یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہوئے اس وجہ سے خمرَاءُ الْأَسَد میں ہونے والے واقعہ کو (مجازاً) غزوہ اُحُد کی جانب منسوب کر دیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۳) نبی پاک ﷺ کا دوزیر ہیں زیب تن فرمانا

غزوہ اُحُد میں محبوبِ خدا ﷺ نے اوپر تلے دوزیر ہیں زیب تن فرمائیں۔

لے کفار کا لشکر اُحُد کی جانب روانگی کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ صفوان بن امیہ، ابو عرّہ کے پاس آیا اور کہنے لگا تو شاعر ہے۔ اپنی شاعری سے ہماری مدد کر اور ہمارے ساتھ چل اس نے کہا مجھ پر (حضرت) محمد (ﷺ) نے احسان کیا ہوا ہے میں اس کے خلاف مدد نہیں کر سکتا تو صفوان کہنے لگا اچھا اپنے جسم کے ساتھ ہماری مدد کر اللہ تعالیٰ ضامن ہے کہ میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو جنگ سے صحیح سالم واپس آیا تو میں تجھے مال و دولت عطا کروں گا اور اگر تو جنگ میں کام آ گیا تو تیری بیٹیوں کو میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ رکھوں گا۔ فراخی اور تنگی میں وہ اکٹھی رہیں گی۔ اس پر ابو عرّہ لشکرِ کفار کے ساتھ نکل کھڑا ہوا کفار کو ابھارنے کے لئے وہ شعر کہنے لگا اس سلسلہ میں اس کے دو شعر سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۴ اور البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ثانی جزو رابع صفحہ ۱۱ پر درج ہیں۔

(۲۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا اعزاز

اسی سال، غزوہ اُحد میں، حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے والدین کریمین رضی اللہ عنہما ہر دو کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا:

اِزْمِ فِدَاكَ ابْنِي وَامِّي۔ اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیر چلاؤ۔

علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پر قربان ہونے میں بھی نبی کریم ﷺ نے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا ہر دو کو جمع فرمایا تھا۔ یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے۔ ۱۷
ان دو کے علاوہ کسی اور شخصیت کے لئے نبی پاک ﷺ نے یہ الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔

(۲۵) معجزہ نبوی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ کا ٹھیک ہو جانا

صحیح تر قول کی رو سے اسی سال، غزوہ اُحد میں، نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک زخمی ہو گئی۔ چوٹ لگنے کے باعث وہ اپنی جگہ سے نکل کر رُخسار پر ڈھلکنے لگی۔ لوگوں نے چاہا کہ اسے کاٹ ڈالیں لیکن نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی ہتھیلی مبارک سے دبا کر اپنا لعاب دہن مبارک لگا دیا۔ جس سے وہ فی الفور ایسی ٹھیک ہو گئی کہ لوگ پہچان نہ سکتے تھے کہ دونوں آنکھوں میں سے کونسی زخمی ہوئی تھی۔ ۱۸

۱۷ نبی پاک ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت اور تیر اندازی کی درگئی کے لئے بھی دعا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے راہِ خدا میں دورانِ جنگ تیر اندازی کی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو فتح ایران کے لئے امیر لشکر مقرر فرمایا۔ ایران کا اکثر حصہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلاف کے زمانہ میں آپ گوشہ نشین ہو گئے اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ جب تک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک امیر پر اتفاق نہ کر لیں ان کے متعلق آپ کو کوئی خبر نہ دی جائے آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلہ پر یثرب کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئے جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بوسیدہ جبّہ طلب فرمایا جو اُون کا بنا ہوا تھا اور فرمایا مجھے اس میں دفن کیا جائے جنگِ بدر میں مشرکین کا مقابلہ میں نے اسی جبّہ کو پہن کر کیا تھا۔

الاستیعاب صفحہ ۱۸ تا ۲۷

۱۸ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو دفعہ مجھے فِدَاكَ ابْنِي وَامِّي (میرے ماں باپ تجھ

پر قربان ہوں) فرمایا ایک دفعہ جنگِ اُحد میں اور دوسری بار غزوہ قُرَظہ میں۔ الاستیعاب علی حاشیہ جلد ۸ صفحہ ۵۸۲

۱۹ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ غزوہ اُحد میں میری دونوں آنکھیں زخمی ہو کر رُخساروں کو ڈھلک آئیں۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے حلقوں میں رکھ کر لعاب دہن مبارک لگا دیا جس سے

وہ روشن ہو گئیں۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۲ جزو ۲ صفحہ ۳۵

(۲۶) معجزہ نبوی حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں لکڑی کا تلوار بن جانا

جنگِ اُحد کے دوران حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک سے تلوار ضائع ہو گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی ایک شاخ جس پر سے پتے کاٹ دیئے گئے تھے، تمھادی۔ وہ شاخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ یہ تلوار عُرْجُون کے نام سے موسوم ہوئی۔ اے

(۲۷) معجزہ نبوی-----کمان کی تانت کا لمبا ہو جانا

(۲۸) نبی پاک ﷺ کے وانت مبارک کا ٹوٹنا

غزوہ اُحُد ہی میں نبی کریم ﷺ کا دانت مبارک ایک پتھر لگنے سے ٹوٹ گیا۔ یہ پتھر بد بخت عُتبہ بن ابی

۱۷ یہ تلوار آپ ﷺ کی شہادت تک آپ کے ہاتھوں میں رہی۔ اسی جنگ میں آپ ﷺ ابوالجلم بن انض بن شریق ثقفی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کا قاتل ابوالجلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ الزرقانی علی المواہب اللہ فیہ جلد ۲/ صفحہ ۴۳

۱۸ ”بغترکی“ عباسی خلیفہ مُعْتَصِم باللہ کے اُمراء سے تھا۔ یہ تلوار اس کے ہاتھوں بغداد میں فروخت کی گئی۔ الزرقانی علی المواہب اللہ فیہ جلد ۲/ صفحہ ۴۳

وَقَاصُ نے پھینکا تھا۔ اے جو صحابی رسول حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ یہ دانت مبارک نبی پاک ﷺ کے نچلے دانتوں میں دائیں جانب کا رباعی دانت تھا۔

(۲۹) چہرہ اقدس پر زخم

اسی سال، غزوہ اُحُد میں، نبی کریم ﷺ کا چہرہ اقدس زخمی ہو گیا۔ اے آپ ﷺ کے رُخسار مبارک پر زخم آئے۔ خود کے دو حلقے اس رُخسار مبارک میں اتر گئے۔ یہ پتھر عبد اللہ بن قُثمہ کافر نے پھینکا تھا۔ اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

ان کفار کے حق میں بددعا فرمائیے جنہوں نے آپ ﷺ کو زخمی کیا اور تکلیف دی۔

آپ ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔ اے

اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ: بارالہا! میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیونکہ یہ جانتے نہیں۔

ایک روایت کی رو سے آپ ﷺ نے ”میری قوم کو ہدایت عطا فرما“ کی بجائے بارگاہ ربوبیت میں عرض کیا ”میری قوم کو بخش دے۔“

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے کفار کے لئے ہمیشہ ہدایت اور بھلائی کی دعا فرمائی لیکن عُتبہ اور ابن قُثمہ کے

اے اس بد بخت نے آپ ﷺ کو چار پتھر مارے ایک پتھر سے آپ کا دانت مبارک ٹوٹ گیا۔ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۳۸۴

اے زخمی ہونے پر نبی کریم ﷺ ایک گڑھے میں گر پڑے جسے ابو عامر راہب فایق نے میدان جنگ میں کھود رکھا تھا تاکہ مسلمان اس میں گر کر زخمی ہوں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ہاتھ سے پکڑا اور اٹھایا۔ شدید جنگ میں نبی پاک ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ۳۹ یا ۳۵ زخم آئے اور آپ کی دو انگلیاں انکشت شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی شل ہو گئیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب جنگ اُحُد کا ذکر فرماتے تو کہا کرتے وہ دن طلحہ رضی اللہ عنہ کا دن تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸

اے وہ دو حلقے نبی کریم ﷺ کے رُخسار مبارک میں اس شدت سے پیوست تھے جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا تو ان کے سامنے کے دو دانت اکڑ گئے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رُخسار مبارک سے وہ حلقے نکالنے کی خدمت سرانجام دی۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۳۹

اے جب زخموں سے خون بنے لگا تو نبی پاک ﷺ نے کوئی چیز لے کر اسے صاف فرمانا شروع کر دیا اور فرمایا اگر یہ خون زمیں پر گرا تو کفار پر عذاب آ جائے گا۔ پھر کمال شفقت و غم سے آپ ﷺ نے قوم پر رحم کے لئے دعا فرمائی۔ (الزرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۴۱)

حق میں آپ ﷺ نے بددعا فرمائی جس کا ذکر ابھی آ رہا ہے۔

(۳۰) معجزہ نبوی۔۔۔۔ دعا کی قبولیت

اسی سال، نبی پاک ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ آپ ﷺ نے غزوہ اُحد میں عُتبہ بن ابی وقاص کے بارے میں بددعا فرمائی۔ یہ وہ بد بخت ہے جس نے آپ ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کا ایک دانت مبارک ٹوٹ گیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں یہ بددعا فرمائی۔

”اے اللہ! ایک سال سے پہلے وہ کفر کی حالت میں مر جائے۔“

نبی پاک ﷺ نے جس طرح فرمایا ویسے ہی وقوع پذیر ہوا۔ ایک سال سے پہلے پہلے وہ بحالت کفر مر گیا اور جہنم رسید ہوا۔ لے

(۳۱) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ قبولیت دعا

اسی سال، قبولیت دعا کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ عَبْدُ اللہ بن رُمَہ کافر جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے نے غزوہ اُحد میں آپ ﷺ کو ایک پتھر مارا۔ نبی پاک ﷺ نے اس کے حق میں بددعا فرمائی۔

”اللہ تعالیٰ تجھ کو ذلیل و رسوا کرے۔“

زیادہ زمانہ نہ گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی ساند مسلط فرما دیا جس نے اسے سینگ مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس طرح اس کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا فرمائے۔

لے حضرت حُثَیْب بن عَمَیْرؓ نے عُتبہ بن ابی وقاص کے بارے میں یہ شعر کہے اِذَا اللّٰهُ جَازٰی مَعْشَرًا بِفَعَالِهِمْ + وَنَصْرِهِمِ الرَّحْمٰنُ رَبِّ الْمَشَارِقِ (جب اللہ تعالیٰ جزاء عطا فرمائے گا۔ جماعت (مسلمین) کو اپنے اعمال (صالحہ) کی اور رب رحمن کی مدد کی، جو تمام عالم کا پروردگار ہے) فَاخْزَاكَ رَبِّيْ يَاعُتْبِيْبُ بْنُ مَالِكٍ + وَلَقَاكَ قُبْلَ الْمَوْتِ اِحْدٰى الْبَوَارِقِ (اے عُتبہ بن مالک میرا رب تجھے رسوا فرمائے گا اور مرنے سے قبل تجھے کسی دہشت ناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔) بَسَطَتْ يَمِيْنًا لِّلنَّبِيِّ تَعْمَدًا + فَاَدْمِيْتُ فَاَهْ قُطِعَتْ بِالْبَوَارِقِ (تو نے نبی پاک ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا اور آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو خون آلود کر دیا اللہ تعالیٰ کرے وہ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔) فَهَلَّا ذَكَرْتَ اللّٰهَ وَالْمَنْزِلَ الَّذِيْ + تَصِيْرُ اِلَيْهِ عِنْدَ الْبَوَارِقِ (کیا تجھے اللہ تعالیٰ اور آخرت کی وہ منزل یاد نہیں جس کی طرف تجھے زمانہ کی آفتوں میں سے کسی آفت کے نازل ہونے پر جانا پڑے گا۔) سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۸۔

الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳

(۳۲) معجزہ نبوی-----مدد کے لئے فرشتوں کا نزول

غزوہ اُحد میں ہی ایک اور معجزہ نبوی وقوع پذیر ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے کفار سے شدید جنگ کی۔
جبریل امین علیہ السلام اپنے گھوڑے جیزوم پر نازل ہوئے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام اور دیگر فرشتے نازل ہوئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بعض فرشتوں کو شدید جنگ کرتے دیکھا۔ انہوں نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ کفار کی گردنیں کٹ کر گر رہی ہیں جبکہ کسی آدمی نے ان پر حملہ کیا اور نہ ہی کسی انسان نے ان کو للکارا ہے۔
امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی ”الحج“ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔
”میں نے اُحد کے دن، نبی کریم ﷺ کے داہنی جانب دو فرشتوں کو دیکھا جو شدید جنگ میں مصروف تھے۔ ان کے بدنوں پر سفید لباس تھے۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔“

(۳۳) حضرت ثابت، حضرت عمرو، حضرت اوس اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کی شہادت

اسی سال، جنگ اُحد میں، مسلمانوں کے لشکر سے شہادت پانے والوں میں مندرجہ ذیل نفوسِ قدسیہ شامل تھے۔

(۱) حضرت ابوالدھاح ثابت بن الدھاح رضی اللہ عنہ

(۱۱) حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

۱ حضرت ثابت بن دھاح رضی اللہ عنہ وہی صحابی رسول ہیں کہ جب غزوہ اُحد میں نبی کریم ﷺ کی شہادت کی خبر پھیل گئی اور لشکر اسلام میں بددلی پھیل گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انصار کو آواز بلند پکارا اور کہا اگر حضرت رسالت مآب ﷺ شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ توحی و قیوم ہے۔ اپنے دین کی حمایت میں لڑو۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سمیت کفار پر حملہ فرمادیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، جو اس وقت لشکر کفار میں تھے، کے نیزہ سے شہید ہو گئے۔ الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۱۹۱ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۱۹۵

۲ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بہت لنگڑا کر چلتے تھے۔ آپ کے چار بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک شیر کی مانند تھا۔ نبی پاک ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہتے تھے۔ جنگ اُحد کے دن انہوں نے چاہا کہ اپنے والد کو روک لیں۔ وہ کہنے لگے آپ تو معذور ہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا میرے لڑکے مجھے اس وجہ سے جنگ سے روکتے ہیں اور آپ کے

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

- (III) (I) حضرت اُوس بن ثابت رضی اللہ عنہ لے یہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔
- (IV) (I) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ لے یہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مدینہ منورہ میں بارہ نقباء میں سے تھے۔ جنگ اُحد میں سب سے پہلے جام شہادت نوش فرمانے والے یہی تھے۔ ان کو حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ سمیت ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

(۳۴) حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ اُحد میں حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ لے آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ کفار بد نہاد نے آپ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو اتنا بگاڑ دیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت رُبیع بنت نضر رضی اللہ عنہا کے بغیر کوئی آپ رضی اللہ عنہ کو پہچان نہ سکا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

- ۱۔ ہمراہ خروج سے مجھے محروم رکھنا چاہتے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ جنت میں اسی طرح نگرا کر چلوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہ پر جہاد فرض نہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ معذور ہیں۔ لیکن وہ بیٹوں سے کہنے لگے مجھے نہ روکو شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ لشکر میں شریک ہوئے اور شہادت کا مرتبہ پایا رضی اللہ عنہ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۴۱۴۰
- ۲۔ حضرت اُوس بن ثابت بن حزام رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ، جنگ بدر اور غزوہ اُحد میں شریک رہے اور وہیں جام شہادت نوش فرمایا۔ علامہ واقدی کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک حیات رہے۔ الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۸۰
- ۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے چھیالیس سال بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب نہر کھودی گئی اور شدائے اُحد کے مزارات کو کھودا گیا تو میں نے اپنے والد کو قبر میں اسی طرح پایا گویا وہ سو رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ زخم پر تھا جب اسے ہٹایا گیا تو خون اس زخم سے پھوٹ پڑا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ فرمایا اور پوچھا تو کیا چاہتا ہے تو انہوں نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجے تیری راہ میں جنگ کروں اور شہادت حاصل کروں۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد دوم جزو رابع صفحہ ۴۵۴۳
- ۴۔ (جنگ اُحد میں جب مسلمانوں کو وقتی طور پر ہزیمت اٹھانا پڑی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی غلط خبر مشہور ہو گئی تو مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے۔) اس وقت حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ انصار و مهاجرین کی ایک جماعت کے پاس پہنچے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ وہیں تھے انہوں نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آکر دریافت فرمایا تم کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید ہو چکے (اب ہم جنگ کس لئے کریں) تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم کس لئے زندہ رہو گے۔ تم بھی اپنی جانیں اسی راہ میں نثار کر دو جس راہ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی قربان فرمائی۔ یہ (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی مانند دیگر شہدائے اُحد ﷺ کے حق میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ - (۲۳- الاحزاب)
 ”ایمان والوں سے ایسے افراد بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا اپنا عہد پورا کر دیا۔“
 (۳۵) کفار کا جہنم رسید ہونا

جنگ اُحد میں بہت سے کافر قتل ہوئے جو تعداد میں تیرہ یا اس سے زائد تھے۔ بعض کا ذکر ابھی آرہا ہے۔

المواہب اللدنیہ کی شرح میں علامہ زر قانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:
 ”حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں تمیں سے زائد کفار قتل ہوئے زالا بعد آپ ﷺ نے شہادت پائی۔“
 (۳۶) ابی بن خلف کا جہنم رسید ہونا

غزوہ اُحد میں لشکر کفار سے دشمن خدا ابی بن خلف قتل ہوا یہ اُمیہ بن خلف کا بھائی تھا جو اس سے پہلے جنگ بدر میں واصل جہنم ہوا۔

ابی نے تلوار کے ساتھ غزوہ اُحد میں، نبی پاک ﷺ پر حملہ کر دیا تاکہ آپ کو شہید کر دے۔ جب وہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے قریب ہوا نبی پاک ﷺ نے اپنے ہاتھ میں موجود ایک نیزہ اسے دے مارا۔ جس سے اس کی پسلیاں اور ہنسی کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ذلیل و رسوا ہو کر اپنے انجام کو پہنچا۔ لہ
 نبی پاک ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک سے قتل کیا۔ آپ ﷺ کے اس ارشادِ مقدس کے مطابق

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

فرما کر دشمن کا رخ کیا جنگ کرتے کرتے جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ ﷺ کے بھتیجے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر ستر زخم گئے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۱۰۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ جلد ۲۔ جزو ۴ صفحہ ۳۲، ۳۳

لہ ابی بن خلف، نبی پاک ﷺ سے مکہ مکرمہ میں ملا اور کہتا ”اے محمد میں اپنے گھوڑے کو ہر روز ایک مد (ایک پیانہ کا نام ہے) مکی کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر تجھے قتل کروں گا۔“ تو آپ ﷺ فرماتے ”میں انشاء اللہ تجھے قتل کروں گا“ جب زخمی ہو کر قریش کے پاس پہنچا تو اسے بظاہر گردن میں تھوڑی سی خراش آئی تھی۔ کہنے لگا خدا کی قسم محمد (ﷺ) نے مجھے مار ڈالا ہے وہ کہنے لگے تو نے دل چھوڑ دیا ہے تجھے کچھ زیادہ زخم نہیں آیا اس نے کہا ”وہ مجھے مکہ میں کہتے تھے کہ میں تجھے قتل کروں گا“ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مارا جاتا“ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۲، ۳۳

وہ شدید غضب الہی کا مورد ہوا۔

أَشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: جسے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ موت کے گھاٹ اتار دیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب ہوتا ہے۔

(نیزہ کھانے کے متصل بعد وہ واصلِ جہنم نہ ہوا) بلکہ زندگی کی کچھ رمتق اس میں باقی تھی اس لئے کفار اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے جب ”مَرَّ الظُّهْرَانِ“ پہنچے تو وہ واصلِ جہنم ہوا۔

مَرَّ الظُّهْرَانِ مکہ مکرمہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔ اسے اب ”وَادِئِ فَاطِمَةَ“ کہتے ہیں۔

(۳۷) أَبُو عَامِرٍ رَاهِبٌ لَهْ أَوْرَ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ كَاوَاَصِلِ جَهَنَّمَ هُونَا

غزوہٴ اُحُد میں، لشکرِ کفار سے، أَبُو عَامِرٍ رَاهِبٌ اور طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لَهْ بن عَبْدِ الْعُزَّى قُرَشِي عَبْدُ رِي جَمَحِي مارے گئے۔

طَلْحَةَ مذکور کے بھائی عُثْمَانُ لَهْ بن أَبِي طَلْحَةَ اور سَعِيدُ لَهْ بن أَبِي طَلْحَةَ بھی اس جنگ میں کام آئے۔ یہ عُثْمَانُ حضرت شَيْبَةَ بنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا باپ تھا۔ اسے حضرت عَلِي الرَضَا بنِ أَبِي طَالِب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے غزوہٴ اُحُد میں موت کے گھاٹ اتارا۔ یوں عُثْمَانُ بحالت کفر مرا۔

لَهْ أَبُو عَامِرٍ سب سے پہلا شخص تھا جس نے یہ جنگ چھیڑی۔ اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نکلا اور پکار کر کہنے لگا میں أَبُو عَامِر ہوں مسلمانوں نے کہا نہ تیرے لئے مرحبانہ خوش آمدید۔ اس نے کہا میری قوم پر میرے بعد ایک شرنازل ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ قُرَیْش کے غلام بھی تھے (طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۸۳) یہ شخص مدینہ طیبہ کا رہنے والا تھا نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلا گیا تھا۔ اس کے ساتھ پچاس نو عمر لڑکے بھی تھے قُرَیْش کو کہا کرتا تھا اگر محمد (ﷺ) سے مقابلہ ہوا تو اُس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔ (تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۲۳۳) یہ بد بخت حضور کریم ﷺ کے نورِ نبوت کے ظہور سے پہلے آپ ﷺ کے حالات اور آپ ﷺ کی بعثت کی خبریں دیا کرتا تھا بعثت کے بعد مکر ہو گیا اور اپنے قول سے برگشتہ ہو کر نبی پاک ﷺ سے جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ (ترجمہ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

طَلْحَةَ بنِ أَبِي طَلْحَةَ کے ہاتھ میں کفار کا علم تھا۔ اس نے پکار کر کہا مجھ سے کون جنگ کرے گا مقابلہ کے لئے حضرت عَلِي الرَضَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نکلے انھوں نے اس کے سر پر ایسا وار کیا کہ اس کی کھوپڑی پھٹ گئی اور گر پڑا اس پر نبی کریم ﷺ بہت مسرور ہوئے آپ ﷺ نے آواز بلند تکبیر کی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کی۔ (طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۸۳)

طَلْحَةَ بنِ أَبِي طَلْحَةَ کے بعد لشکرِ کفار کا علم عُثْمَانُ بنِ أَبِي طَلْحَةَ نے اٹھایا وہ یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا إِنَّ عَلَى أَهْلِ الْبَلَاءِ حَقًّا + أَنْ تَخْصِبَ الصَّعْدَةَ أَوْ تَنْدَقَا۔ (علم بردار پر لازم ہے کہ اس کا نیزہ خون آلود ہو یا ٹوٹ جائے) حضرت امیرِ حمزہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے اس پر حملہ کیا اور شانہ پر اس زور کا تلوار سے حملہ کیا کہ تلوار ہاتھ اور بازو کو کاٹی ہوئی کر تک پہنچ گئی، اور اس کا پیچھڑا نکلا ہو گیا۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

عثمان کے بیٹے حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن مشرف بہ ایمان ہوئے۔

حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی (طلحہ بن ابی طلحہ کے بیٹے) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے سات ماہ قبل ایمان لے آئے اس کا ذکر ۸/۷ کے واقعات میں آرہا ہے۔

(۳۸) چار مشرک بھائیوں کا قتل ہونا

جنگِ اُحد میں، اسی سال، مسافع بن طلحہ قرشی عبذری مارا گیا اس کے تین بھائی حارث بن طلحہ، جلاس بن طلحہ اور کلاب بن طلحہ بھی قتل ہوئے۔

(۳۹) شریح بن قارظہ کا مارا جانا

غزوہ اُحد میں مشرکین میں سے شریح بن قارظہ بھی اپنے انجام کو پہنچا۔

(۴۰) سباع بن عبد العزیٰ کا جہنم رسید ہونا

مشرکین کے لشکر سے، جنگِ اُحد کے دن، سباع بن عبد العزیٰ خزاعی غسانی بھی مارا گیا۔ یہ وہی ہے جسے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے للکارتے وقت فرمایا تھا۔

اے اُمّ انمار کے بیٹے! ارے عورتوں کا ختنہ کرنے والی کی اولاد! ۴۰ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے تو دشمنی کرتا ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

(طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۸۴ اردو ترجمہ) متن کی روایت کہ عثمان بن ابی طلحہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اپنا انجام کو پہنچا کسی دوسری کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۴۰ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ نام نا درست لکھا ہے۔ اصل نام سبغید بن ابی طلحہ نہیں بلکہ ابوسعد بن ابی طلحہ ہے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۰۱۹۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۸۴ وغیرہ کتب۔ ابوسعد کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا۔ حوالہ کیلئے درج بالا کتب ملاحظہ ہوں۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس پر تیر مارا جو اسکے گلے میں لگا کتے کی طرح اسکی زبان باہر نکل پڑی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

۴۱ مسافع بن طلحہ اور جلاس بن طلحہ، حضرت عامر بن ثابت بن ابی اقلع رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں، کلاب بن طلحہ اور حارث بن طلحہ، حضرت قرظان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ ایک قول کے مطابق کلاب کے قاتل حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۸۱)

۴۲ سباع بن عبد العزیٰ کی ماں اُمّ انمار، شریح بن عمرو بن وہب ثقفی کی لونڈی تھی۔ جو مکہ مکرمہ میں (عورتوں کے) ختنہ کا کام کرتی تھی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۵

(۴۱) اَرْطَاة بن شَرْحِیْل کا واصلِ جہنم ہونا

غزوہ اُحُد میں ہی، مشرکین کی جماعت سے اَرْطَاة سے بن شَرْحِیْل بن ہِشَام بن عَبْدِ مَنَاف اپنے انجام کو پہنچا۔

سَبَاع، اَرْطَاة اور عُثْمَان بن ابی طَلْحَة عَبْد رِی جی جن کا ذکر اوپر گذر چکا، تینوں حضرت امیرِ حِزْبِ رَضِیْعَہ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

(۴۲) حضرت عبد اللہ بن جُبَیْر رَضِیْعَہ کی شہادت

جنگِ اُحُد میں حضرت عبد اللہ بن جُبَیْر بن نُعْمَان اَنْصَارِی اَوْسِی رَضِیْعَہ شہید ہوئے۔ وہ خَوَات بن جُبَیْر کے بھائی تھے۔

نبی کریم ﷺ نے آپ رَضِیْعَہ کو اس دن تیراندازوں کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ رَضِیْعَہ کے ساتھ پچاس تیرانداز تھے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے ان کو حکم دے رکھا تھا۔

”دو پہاڑوں کے درمیان اس جگہ کو مت چھوڑنا۔ خواہ ہم غالب آئیں یا مغلوب ہو جائیں۔“ جب کفار مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت عبد اللہ بن جُبَیْر رَضِیْعَہ اور آپ رَضِیْعَہ کے بعض ساتھی نبی پاک ﷺ کے فرمانِ اُتدس پر ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ آپ رَضِیْعَہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا لیکن آپ رَضِیْعَہ کے زیادہ ساتھی غنیمت کا مال جمع کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ ۳۰

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے حکم کے تجاوز کو ناپسند فرمایا مسلمانوں پر ہزیمت مسلط فرمادی اور کفار کو بظاہر غلبہ نصیب ہو گیا۔ اس سے مسلمانوں پر جو گزری سو گزری۔

۱۔ اَرْطَاة بن شَرْحِیْل، لشکر کفار کے علم برداروں میں سے تھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۵

۲۔ تیرانداز جس پہاڑ کی چوٹی پر متعین تھے اس کا نام کوہِ مینین تھا۔ ایک جماعت جس کی تعداد دس سے کم تھی حضرت عبد اللہ رَضِیْعَہ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۸۴) حضرت عبد اللہ بن جُبَیْر رَضِیْعَہ اس دن اپنے سفید لباس کی وجہ سے نمایاں تھے۔ (تاریخ طبری اردو جلد ۱ صفحہ ۲۲۹)

۳۔ تیرانداز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اجتہادی خطا تھی۔ وہ سمجھے کہ دشمن بھاگ چکا ہے لہذا اب مالِ غنیمت جمع کرنے میں فرمانِ رسول ﷺ کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خطا معاف فرمادی۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ (آل عمران: ۱۵۲) اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرمادیا۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بڑے فضل فرمانے والا ہے۔

اللہ رب العزت نے حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی شانِ رفیع میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔
 مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا۔ (تم میں سے کچھ دنیا چاہتے تھے) یہ الفاظ ان کے بارے میں ہیں جو مالِ دنیا کی جانب مائل ہوئے۔

وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ (اور تم میں سے کچھ آخرت چاہتے تھے) یہ الفاظ ان کے حق میں نازل ہوئے جو اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے۔

لَمْ صَرْفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ۔ پھر اس نے تمہیں ان سے ہٹا دیا تاکہ تم کو آزمائش میں ڈال دے۔ (۱۵۲- آل عمران)

(۴۳) حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ اُحد میں حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی شہادت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے عہدِ نبوی میں قرآن مجید جمع کیا تھا۔

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک میں بہت اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں ان کا نام قیس بن سکن تھا۔ بعض نے اس کے علاوہ دیگر نام بھی ذکر فرمائے ہیں۔

(۴۴) امام زہری رضی اللہ عنہ کے دادا کی غزوہ اُحد میں شرکت

حضرت امام محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کے دادا عبد اللہ بن شہاب جنگِ اُحد میں کفار کے لشکر کے ساتھ تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور نبی کریم ﷺ کی جانب تیر پھینکا جس سے آپ ﷺ زخمی ہو گئے۔ لیکن اس کے بعد وہ ایمان لے آئے رضی اللہ عنہ یہ عبد اللہ جن کا ذکر ہوا اَصْفَر تھے۔ اور امام زہری رضی اللہ عنہ کے دادا تھے۔ حضرت عبد اللہ اکبر رضی اللہ عنہ جو حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ کے نانا تھے۔ وہ پہلے ایمان لا چکے تھے۔ حبشہ کی جانب انہوں نے ہجرت میں شرکت فرمائی۔ لیکن ہجرتِ مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ میں ہی ان کی رحلت ہو گئی۔ حافظ سیلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الروض الانف میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

(۴۵) حضرت مخیرق رضی اللہ عنہ کی شہادت

یہودی قبیلہ بنی نضیر کے ایک (عالم) حضرت مخیرق رضی اللہ عنہ نے غزوہ اُحد میں شہادت پائی۔

آپ ﷺ غزوہ اُحُد سے ایک سال پہلے ایمان لائے تھے۔ جنگ اُحُد میں شرکت فرمائی اور شہادت کا رتبہ پایا۔

آپ ﷺ بہت سی جائیدادوں اور سات باغات کے مالک تھے۔ غزوہ اُحُد میں جانے سے قبل آپ ﷺ نے وصیت فرمائی اگر میں اس غزوہ میں کام آجاؤں تو میرا سارا مال حضور اکرم ﷺ کی ملکیت ہوگا آپ ﷺ جو چاہیں کریں۔ جب نبی پاک ﷺ غزوہ اُحُد سے واپس تشریف لائے ان جائیدادوں اور باغات کو آپ ﷺ نے وقف فرمادیا۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا وقف تھا۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہودی علماء سے حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ اور حضرت مخیرئق ﷺ، دو حضرات کے بغیر کوئی اور ایمان نہ لایا۔

(۳۶) حضرت ابو حَبَّہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ احد میں حضرت ابو حَبَّہ بن ثابت بن نَعْمَان بن اُمیہ النَّصَارِی بَدْرِی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ ابو حَبَّہ اَبُ + حَبَّ + بَ + ہ۔ اس کے تلفظ میں حانقطہ کے بغیر ہے اور باء پر تشدید ہے۔ لہ
آپ ﷺ سے ابن حَزْم رضی اللہ عنہ نے حدیث معراج کا ایک حصہ روایت کیا ہے جو صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہے۔ حضرت ابن حَزْم رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو حَبَّہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ارسال ہے۔
حضرت ابو حَبَّہ رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی میں اختلاف ہے۔ ایک قول ہے کہ آپ کا نام عمرو تھا اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی اس بارے میں منقول ہیں۔

(۳۷) حضرت عبید بن تیہان رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ احد میں حضرت عبید بن تیہان رضی اللہ عنہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔
تیہان: تَ + یَ + ہ + ا + ن۔ یعنی تا کی زیر اور یائے مشدودہ کی زیر سہ کے ساتھ اس کے بعد الف اور نون ہیں۔

لہ آپ ﷺ کے اسم مبارک کے تلفظ میں اختلاف ہے۔ ابو حَبَّہ یعنی با کے ساتھ۔ ابو حَبَّہ یعنی یاء کے ساتھ اور ابو حَبَّہ یعنی نون کے ساتھ مروی ہے۔ حاشیہ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۷۷

لہ آپ ﷺ غزوہ بدر میں بھی شریک تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۳۳۴

لہ سیرت ابن ہشام (معتد ایڈیشن) جلد دوم صفحہ ۳۳۴ اور جلد سوم صفحہ ۷۷ میں یا کی زیر کی بجائے زیر (تیہان) کے ساتھ درج ہے۔

(۳۸) حضرت سعد بن ربيع رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ احد کے دوران مسلمانوں کے لشکر سے حضرت سعد بن ربيع بن عمرو بن ابی زہیر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ نے شہادت کا مرتبہ پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ تیسری بیعت عقبہ میں شامل تھے۔ مدینہ منورہ کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ان کے درمیان عقد مَوَاحَات کرایا تھا۔ لہ

(۳۹) حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کی شہادت

لشکر اسلام سے، غزوہ اُحد کے دن، شہادت پانے والوں میں سے حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد بن ربيع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ باقی شہداء کو بھی اسی طرح ایک قبر میں دو دو یا تین تین اکٹھا دفن کیا گیا۔

حضرت سعد بن ربيع رضی اللہ عنہ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ ان کا نسب ابو زہیر پر اکٹھا ہو جاتا ہے۔

حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر تھے۔ ان کی صاحبزادی حضرت حبیہہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

یہ وہی حضرت حبیہہ رضی اللہ عنہا ہیں جن سے اس وصیت کا تعلق ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دو بھائیوں اور دو بہنوں کے بارے میں فرمائی تھی۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تھا میری ایک بہن تو (حضرت) اسماء رضی اللہ عنہا ہیں دوسری میری ہمشیرہ کونسی ہے۔ تو حضرت

لہ جنگ سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سعد بن ربيع زندہ ہیں یا شہید ہو گئے ہیں۔ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دیکھ کر آتا ہوں وہ میدان کارزار میں گئے۔ دیکھا کہ سخت زخمی ہیں صرف سانس باقی ہے انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے بھیجا ہے کہ دیکھ آؤں کہ تم زندہ ہو یا اللہ کو پیارے ہو چکے ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا کام تمام ہو چکا ہے۔ اور فرمایا نبی پاک ﷺ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ سعد آپ ﷺ سے عرض گزار ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بہترین جزا دے جو کسی نبی کو اپنی امت سے دی گئی ہے اور فرمایا اپنی قوم کو میرا سلام کہنا اور ان کو پیغام دینا کہ اگر تمہاری موجودگی میں دشمن کسی طرح سے آپ ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا تمہارے پاس دیکھنے کو آنکھیں ہیں۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۲۴۴

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ (حضرت) خَارِجہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی (حضرت حَبِیبہ رضی اللہ عنہا) کے شکم میں ہے۔ میرا خیال ہے اس کے ہاں بچی کی ولادت ہوگی۔ چنانچہ ان کے از شاد کے مطابق ان کی وفات کے بعد حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی۔ اسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامات سے شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت خَارِجہ بن زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید رضی اللہ عنہ تھے جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے وصال کے بعد گفتگو فرمائی۔ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کی مانند یہ بھی صحابی تھے۔

ایک قول کے مطابق بعد از وصال کلام فرمانے والے ان کے والد حضرت خَارِجہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے۔ صحیح روایت پہلی ہے۔ علامہ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے اسد الغابہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

(۵۰) شہادت حضرت حَنْظَلہ رضی اللہ عنہ

غزوہ احد میں صحابی رسول حضرت حَنْظَلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ جو غُیْل مَلَائِکَہ کے نام سے مشہور ہیں، نے بھی شہادت پائی۔

اس نام کی وجہ یہ ہے کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ نے اُحُد کی جانب نکلنے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل میں دیر نہ کی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی اہلیہ سے جماع کرنے کے باعث حالت جنابت میں تھے اور جلدی کے باعث آپ رضی اللہ عنہ کو غسل سے فراغت کا موقع نہ مل سکا۔ چنانچہ غسل کئے بغیر ہی آپ رضی اللہ عنہ غزوہ اُحُد کے لئے نکل آئے جس میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہادت کا مرتبہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کے لئے فرشتے نازل فرمائے جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔ لہ

(۵۱) غَزْوَةُ اُحُد کے متعلق آیات قرآنیہ کا نزول

اسی سال، غَزْوَةُ اُحُد کے بارے میں ساٹھ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ اہل ایمان کی کارگزاری اور مشرکین پر عتاب ان آیات میں مذکور ہے۔

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ - (۱۲۱- آل عمران)

(جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو اپنے گھر سے نکلے اور مسلمانوں کو جنگ کی جگہوں پر مقرر فرماتے تھے) سے شروع ہوتی ہیں اور مسلسل ساٹھ آیات میں مندرجہ بالا مضامین مذکور ہیں۔

(۵۲) حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کی ولادت

اسی سال، حضرت عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر انصاری اوسے پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت غزوہ اُحد سے پہلے ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ غنیل ملائکہ کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کی شہادت، جیسا کہ ابھی ذکر ہوا۔ غزوہ اُحد میں ہوئی۔

وصالِ حضرت رسول کریم ﷺ کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سات سال تھی۔ اس میں آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کے سال (کے مہینے اور دن) شامل نہیں۔

(۵۳) حضرت اُمّ سلیطہ رضی اللہ عنہا کا مشرف بہ ایمان ہونا

غزوہ اُحد میں، اسی سال، حضرت اُمّ سلیطہ بنت عبید بن زیاد انصاریہ نجاریہ مازنیہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول فرمایا۔

حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

”جنگ اُحد میں آپ رضی اللہ عنہا ہمیں پانی پلانے کے لئے مشکیزے اٹھا کر لاتی تھیں۔“

(۵۴) بنی قینقاع کی بد عہدی لے

اسی سال، بنی قینقاع نے عہد شکنی کی۔ آپ ﷺ نے ان کی سرکوبی کے لئے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَأَنْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ۔ (الانفال: ۵۸)

ترجمہ: اگر کسی قوم سے آپ کو خیانت (عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو ان کا عہد ان کو اسی طرح واپس کر دیجئے۔

لے امام ابن جریر طبری نے غزوہ بنی قینقاع کو غزوہ اُحد سے پہلے بیان فرمایا ہے۔ نیز یہ صراحت بھی کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے بُدر اور اُحد کے درمیان جنگ کی۔ (تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۶) اس جنگ میں لشکر اسلام کے علم بردار حضرت امیر خنزہ رضی اللہ عنہ تھے اور جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی چھوٹے جھنڈے تھے (طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

(۵۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نزول آیات

اسی سال، جب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بنی قینقاع کے یہودیوں کی سفارش لے کی تو یہ آیات ان کے حق میں نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ۔ المائدہ (۵۱ تا ۵۶)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! یہودیوں اور نصاریٰ کو دوست مت رکھو۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جو ان سے دوستی رکھے گا بے شک وہ انہی میں سے ہوگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو ہدایت پر نہیں لگاتا۔ تم ان لوگوں کو جن کے دلوں میں مرض لہ ہے، دیکھتے ہو کہ وہ ان میں دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم کو خدشہ ہے ہم پر کوئی آفت نہ آ پڑے۔ امید ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے فتح یا کسی اور معاملہ کا ظہور فرمادے جس کے بعد یہ اپنے پوشیدہ دلی خیالات پر شرمندہ ہوں گے۔ مسلمان کہیں گے کیا یہ وہی ہیں جو بڑے مبالغہ سے قسمیں کھاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال غارت ہوئے جس سے وہ ناکام ہو گئے۔ اے ایمان والو! جو آدمی تم میں سے اپنے دین سے منہ موڑے اللہ تعالیٰ عنقریب ایسی قوم ان کی جگہ پر پیدا فرمادے گا جو اسے محبوب ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ مومنوں پر نرمی کرنے والے اور کفار پر سختی کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا انہیں خوف نہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، علم والا ہے۔ تمہارے لئے مددگار اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور ایمان دار لوگ ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ایمان والوں سے دوستی رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کا گروہ بلاشبہ غالب ہے۔“

لہ بنو قینقاع نے جب نبی کریم ﷺ سے جنگ کی تو حلیف ہونے کی وجہ سے بنو قینقاع کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا وہی تعلق تھا جو عبد اللہ ابن ابی کا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے (ان سے عہد شکنی ملاحظہ فرما کر) نبی کریم ﷺ کے سامنے ان کا حلیف ہونے سے دستبرداری اختیار فرمائی اور ان سے علیحدگی کا اعلان فرما دیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۴۲۸، ۴۲۹

لہ ان سے کچھ آیات عبد اللہ بن ابی کے بارے میں اور کچھ حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

لہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ابن سلول ہے۔

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۵۶) یہود بنی قینقاع کے بارے میں آیات مبارکہ کا نزول

بنی قینقاع جنگ سے پہلے اپنی شجاعت اور جنگ کے بارے میں علم پر فخر سے ڈیگیں مار کر کہنے لگے۔ ”محمد (ﷺ) قریش پر صرف اس لئے غالب آگئے کہ انہیں جنگ کے متعلق علم نہ تھا۔ اگر وہ ہم سے جنگ کرے تو اسے پتہ چل جائے گا کہ ہم ہی جنگجو لوگ ہیں وہ ہم پر بالکل غالب نہیں آسکتے۔“

اس پر قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ (آل عمران-۱۱) (اے محبوب! آپ ﷺ کفار سے فرما دیجئے کہ عنقریب (دنیا میں) تم مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) دوزخ کی جانب اکٹھے کئے جاؤ گے) سے شروع ہونے والی چند آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

یہ آیات مبارکہ بھی اسی سال نازل ہوئیں۔

(۵۷) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

اسی سال، جب نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ غزوہ اُحُد سے فارغ ہو چکے تو حضرت عمرو بن امیہ بن خویلد ابوامیہ ضمیری رضی اللہ عنہ مشرف بہ ایمان ہوئے۔

غزوہ اُحُد میں آپ ﷺ بحالتِ کفر کفار کے لشکر میں شامل تھے زاں بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی ہدایت عطا فرمائی۔

سب سے پہلے آپ ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ بِرِ مَعُونَةٍ میں شامل تھے اس روز اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مشرکین کے ہاتھ سے بچالیا۔

(۵۸) حضرت اُصَیْرَم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

غزوہ اُحُد کے دوران، حضرت اُصَیْرَم رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اُصَیْرَم (اُ + ص + ی + ر + م) تصغیر کے صیغہ کے ساتھ ہے اور بعض کا کہنا ہے یہ مکبر صیغہ کے ساتھ ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

۴۳ یہ اس لئے فرمایا کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ، اللہ اس کے رسول ﷺ اور ایمان داروں سے محبت کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بنی قینقاع کی محبت اور ان کے حلیف ہونے سے علیحدگی کا اعلان فرمادیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲/ صفحہ ۲۲۹

آپ ﷺ کا اسم گرامی عمرو بن وقش انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ ایمان لانے کے بعد ابھی اللہ تعالیٰ کو کوئی سجدہ نہ فرمایا تھا کہ اُحد کے میدان میں شہادت کا رتبہ حاصل کر لیا۔ مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنتیوں میں سے ہیں۔ ۱

(۵۹) مُعْتَب بن قُثَیْر مَنَافِق کے متعلق آیت مبارکہ کا نزول

اسی سال، غزوہ اُحد میں، مسلمانوں کے لشکر میں شامل ایک منافق مُعْتَب بن قُثَیْر کہنے لگا۔ ۲
”اگر ہماری بات مانی جاتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

يَقُولُونَ لَوْ كَان لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا۔ (آل عمران: ۱۵۴)
(وہ کہتے ہیں اگر معاملہ ہمارے بس میں ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔)

(۶۰) حضرت عَبْدُ الرَّحْمَنِ بن عَوْف رضی اللہ عنہ کا زخمی ہونا

غزوہ اُحد میں، اسی سال، حضرت عَبْدُ الرَّحْمَنِ بن عَوْف رضی اللہ عنہ کو اکیس زخم لگے۔ آپ ﷺ کا پاؤں اتنا زخمی ہو گیا کہ آپ ﷺ اس کی وجہ سے لنگرا کر چلتے تھے۔ سامنے کے دودانت جڑ سے اکھڑ گئے۔

۱ حضرت ابُو ہُرَیْرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ مجھے ایسے شخص کے بارے میں بتاؤ جو جنت میں داخل ہو گیا لیکن اس نے نماز بالکل نہیں پڑھی۔ جب لوگوں کو پتہ نہ چلتا تو وہ آپ ﷺ سے پوچھتے آپ ﷺ بتائیں وہ کون ہے تو آپ ﷺ بتاتے وہ حضرت اُمَیْرُ بن قُثَیْر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۹)

۲ مُعْتَب بن قُثَیْر نے غزوہ خُندَق کے دوران کہا تھا کہ محمد ﷺ تو ہم سے وعدہ کرتے تھے کہ ہم قیصر اور کسریٰ کے خزانے کھا جائیں گے اور آج یہ حال ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے خوف ہو کر پاخانہ کے لئے نہیں نکل سکتا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۳۸ جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ مسجد ضرار بنانے والے بارہ افراد میں سے ایک یہ تھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۸۶ مُعْتَب بن قُثَیْر کی سیرت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ غزوہ بَدْر میں لشکر اسلام میں داخل تھے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۳۵۔ نیز آیت کریمہ وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ (۷۵۔ التوبہ) (اور ان میں وہ بھی جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو مال عطا فرمائے تو ہم صدقہ و خیرات کریں گے اور نیکو کاروں سے ہو جائیں گے) اسی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۰۹) نیز ابن ہشام کا اپنا کہنا ہے کہ مُعْتَب بن قُثَیْر منافقین میں سے نہیں تھے میرے سامنے یہ اس اہل علم نے بیان کیا جس پر مجھے وثوق ہے جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ جلد ۳ صفحہ ۲۳۸

(۶۱) حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

غزوہ اُحُد سے پہلے حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری خزرجی، مازنی رضی اللہ عنہ مشرف بہ ایمان ہوئے۔ آپ نبی کریم ﷺ کے وضو مبارک کی کیفیت کو بیان فرمانے والے ہیں۔ اس کے بعد غزوہ اُحُد اور مابعد مہموں میں شریک رہے۔

۱۳ / نبوی کے واقعات میں (ان کے ہم نام) حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ انصاری، خزرجی، حارثی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا مذکور ہو چکا ہے۔ جن کو اذان کے طریقہ کے متعلق خواب آیا تھا۔ یہ ان نفوس مبارکہ سے تھے جو تیسری بیعت عقبہ میں مشرف بہ ایمان ہوئے۔

(۶۲) حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ بن عبد اللہ کنانی لیشی رضی اللہ عنہ کی ولادت اسی سال ہوئی۔

علامہ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے اسد الغابہ میں فرمایا:

”حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ کے آٹھ سال

پائے۔“

محدثین رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ روئے زمین پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سب سے آخر میں آپ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال مکہ مکرمہ میں ۱۱۰ھ میں ہوا۔

بعض علماء فرماتے ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ عنہ نے حج کے دوران مکہ مکرمہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی تھی۔

(۶۳) دار النذوہ میں کفار کا جنگ اُحُد کے لئے صلاح و مشورہ

جنگ اُحُد سے پہلے کفار قریش مکہ مکرمہ میں دار النذوہ میں جمع ہوئے اور جنگ میں جانے کا ایکا کر لیا۔

۱۴ آپ رضی اللہ عنہ شاعر فصیح، عاقل، فاضل اور حاضر جواب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بہت لمبی عمر پائی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایک شعریوں ہے۔ وَمَا شَابَ رَأْسِي مِنْ سِنِينَ تَتَابَعْتُ + عَلَيَّ وَلَكِنْ شَيْبَتُنِي الْوَقَائِعُ۔ میرے سر کے بال کثیر سال گزرنے کے باعث سفید نہیں ہوئے مجھے تو حادثات و واقعات نے بوڑھا کر دیا ہے۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۴ / صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷

انہوں نے اس میں خرچ کرنے کے لئے کثیر مال جمع کیا۔ لہٰذا اس پر اللہ رب العزت نے یہ وحی نازل فرمائی۔
 اِنَّ الَّذِيْنَ يَنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصَّدَّقُوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَسَيَنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ ثُمَّ يَغْلَبُوْنَ۔ (الانفال: ۳۲)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے لئے خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عنقریب انہیں خرچ کریں گے پھر ان کے لئے وہ مال حسرت بن جائیں گے اور پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے۔

(۶۴) حضرت یمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگِ اُحد میں شہادت پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت یمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جنگ کی شدت میں مسلمانوں نے انہیں غلطی سے، لشکرِ کفار کا فرد سمجھ کر اپنی تلواروں سے شہید کر دیا۔ لہٰذا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی شہادت تک پکارتے رہے کہ یہ میرے والد ہیں۔ یہ میرے والد ہیں۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ والد ماجد شہید ہو گئے ہیں تو قتل کرنے والوں سے فرمایا ”اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے وہ ارحم الراحمین ہے۔“

یہ کہا اور تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

(۶۵) شہدائے اُحد کی نمازِ جنازہ

نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ پھر باقی شہداء کی نماز اس طرح پڑھی کہ ہر شہید کے جنازہ کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے اور اس کی نماز ادا کرتے۔ اس طرح حضرت امیر

۱۔ مشرکین جو بدر میں آئے تھے جب مکہ کو لوٹے تو اس قافلہ کو، جسے ابوسفیان (مسلمانوں کے حملہ سے بچا کر لایا تھا دارُ النَّدْوۃ میں ٹھہرا ہوا پایا، سردارِ ان قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا ہم لوگ نہایت خوش ہوں گے اگر تم اس قافلے کے نفع سے محمد (ﷺ) کی طرف جانے کے لئے سامانِ مہیا کرو ابوسفیان نے کہا میں پہلا شخص ہوں جسے یہ منظور ہے اور عُبْدِ مَنَاف کی ساری اولاد میرے ساتھ ہے۔ مالِ فروخت ہو کر سونا جمع ہوا کل ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا۔ معمول یہ تھا کہ ایک دینار کے ساتھ ایک دینار نفع لیتے تھے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۹

۲۔ غزوہ اُحد میں دو صحابی خود مسلمانوں کے ہاتھوں غلطی سے شہید ہو گئے ان میں سے ایک یہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔ (طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۸۶)

حَمْزَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی نمازِ جنازہ ستر لہ بار پڑھی گئی۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر شہید کی نماز ادا فرمائی اور ہر جنازہ حضرت امیر حمزہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے پہلو میں رکھا جاتا پھر نماز ادا کی جاتی۔ اس طرح بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حمزہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ پر ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی حقیقتاً آپ ﷺ نے آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی نماز جنازہ ستر بار نہیں پڑھی۔ ۷۰

علمائے احناف نے اسی روایت کو بنیاد بنا کر فرمایا کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ ایک قول کے مطابق حضرت رسالت مآب ﷺ نے شہدائے احد کی نماز ادا نہ فرمائی۔ اس روایت کی بنا پر شافعی علماء کا کہنا ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ ادا نہ کی جائے۔

(۶۶) حضرت مالک بن سنان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی شہادت اور تدفین

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے والد ماجد حضرت مالک بن سنان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ لوگ انہیں وہاں سے اٹھالائے تاکہ جنت البقیع میں انہیں دفن کیا جائے۔ جب ان کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے ہر شہید کو اپنے مقام پر دفن کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اسے منتقل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تولانے والے جس مقام پر پہنچے تھے انہوں نے اس جگہ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو دفن کر دیا۔ آج مدینہ منورہ میں آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی قبر انور پر گنبد ہے ۷۰ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۴۸ میں ہے کہ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ پر ۷۲ مرتبہ نماز جنازہ ادا کی گئیں۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے پاؤں پر پھیلاتے تو سر ننگا ہو جاتا چنانچہ وہ چادر آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے سر پر پھیلا دی گئی اور پاؤں پر اوڑھ لیا ڈال دی گئی ایک روایت ہے کہ حنظل ڈال دی گئی۔ قبر میں آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جحش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اور حضرت مُعَیْب بن عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ہیں۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی قبر انور پر عظیم گنبد ہے۔ یہ گنبد خلیفہ الناصر لدین اللہ کی والدہ نے ۵۹۰ھ / ۱۱۹۳ء کو تعمیر کیا تھا۔ مناقب سید الشہداء امیر حمزہ سید جعفر بن حسن برزنجی (اردو ترجمہ) سعودی تسلط پر وہ گنبد دیگر مقابر اور گنبدوں کی طرح زمین بوس کر دیا گیا۔ ترکی عہد میں آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے مزار اقدس پر حکومت کی جانب سے اعزازی طور پر فوجی پہرہ ہوتا تھا جیسا کہ اس زمانہ کی تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے۔

۳۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی دعوت سے متاثر شاہ سعود کے لشکر نے جب حجاز مقدس پر قبضہ کر لیا، انہوں نے تمام گنبدوں اور مزارات شریفہ ہتھار کر کے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعض مزارات شریفہ اور گنبدوں کی تصاویر قدیم مطبوعہ کتابوں اور رسالوں میں ملتی ہیں۔ علامہ نور الدین علی بن احمد سہودی قدس سرہ نے اپنی کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ کی تالیف سے ۸۸۶ھ میں فراغت حاصل کی آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حضرت مالک بن سنان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی قبر انور کے بارے میں تحریر کرتے ہیں اس پر ایک قدیم تعمیر شدہ گنبد ہے۔ جلد ۳ صفحہ ۹۲۳

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے بھی ۱۱۳۶ھ میں اس کی زیارت کی ہے۔
(۶۷) اَبُو سَفْیَانِ کَا نَبِیْ اَکْرَمُ ﷺ، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھنا

اسی سال، غزوہ اُحُد میں، اَبُو سَفْیَانِ بن حَرْب نے حضرت رسالت مآب ﷺ کے بارے میں پوچھا اور کہا:

”کیا مسلمانوں میں محمد (ﷺ) موجود ہیں۔“

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ”اس کا جواب مت دو“ چنانچہ مسلمان خاموش رہے۔
پھر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا اور کہا ”کیا مسلمانوں میں اَبُو قُحَافَہ کا بیٹا موجود ہے۔“

مسلمان خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا اور کہا۔

”کیا مسلمانوں میں عُمَر بن خُطَّاب موجود ہے۔“

مسلمان اس کے سوال پر بھی خاموش رہے۔

یہ دیکھ کر اَبُو سَفْیَانِ کہنے لگا۔

”یہ مارے جا چکے ہیں اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔“

اس پر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے صبر نہ ہو سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”دشمن خدا! تم نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ رکھا ہے تاکہ تجھے قتل کریں۔“

اَبُو سَفْیَانِ اس پر اپنے بت کی تعریف کرنے لگا اور کہنے لگا۔

”ہیل! تجھے برتری نصیب ہو۔ ہیل! تجھے برتری نصیب ہو۔“

نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

”اب جواب دو“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اسے جواب میں کیا کہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا! تم کہو اللہ تعالیٰ برتر و بالا ہے۔“

اَبُو سَفْیَانِ کہنے لگا ”ہمارا معبود عزّیٰ ہے۔ تمہارا کوئی عزّیٰ موجود نہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جواب دو۔

جانثاروں نے عرض کیا، جواب میں کیا کہیں۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تم انہیں کہو اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔“

(۶۸) شہدائے احد کی شان میں نزولِ آیاتِ کریمہ

جب نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ غزوہٗ اُحد سے فارغ ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے اُحد کے شہدائے احد کی شان میں قرآن مجید کا یہ حصہ نازل فرمایا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ۔ (الاحزاب: ۲۳)

ترجمہ: ”مسلمانوں میں سے ایسے افراد ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا ان میں سے

بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔“

(۶۹) شہدائے احد کی شان ارفع میں کلامِ الہی کا مزید نزول

اسی سال، جب آپ ﷺ غزوہٗ اُحد سے فراغت پا چکے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ
فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ (آل عمران: ۱۶۹-۱۷۰)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو گئے انہیں مردہ ہرگز ہرگز نہ سمجھو۔ بلکہ وہ تو اپنے رب کے

ہاں زندہ ہیں۔ انہیں رِزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کچھ اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اس

سے وہ خوش ہیں۔

(۷۰) مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے آیاتِ قرآنیہ کا نزول

جنگِ اُحد کے بعد، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے صحابہ غزوہٗ میں ہزیمت، اور ستر افراد کے شہید ہونے پر غمگین ہو گئے اور کہنے لگے۔

”یہ کچھ کہاں سے آگیا“ یعنی کس کے باعث ہمیں ہزیمت اٹھانا پڑی اور ہمارے ستر افراد مارے گئے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت دینے اور غم کے ازالہ کے لئے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی۔

اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَهَا قُلْتُمْ اَنَّى هَذَا۔ (آل عمران: ۱۶۵)
ترجمہ: کیا (یہ حقیقت نہیں کہ) جب تم پر مصیبت پڑی تم (پہلے) دو گنا غارت ان پر ڈھا چکے تھے اور تم
کنے لگے یہ مصیبت کہاں سے آگئی۔

(۷) غَزْوَةُ خَزَاءِ الْأَسَدِ

اسی سال، غزوہ اُحُد کے ایک دن بعد سہ نبی کریم ﷺ خَزَاءِ الْأَسَدِ کی مہم کے لئے نکل آئے۔
کفارِ قریش کو خیال تھا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے ہمراہ جنگ کے لئے روانہ
نہ ہوں گے کیونکہ انہیں اُحُد کے میدان میں قتل و ہزیمت کا داغ برداشت کرنا پڑا ہے۔
جب حضرت رسول کریم ﷺ نے خَزَاءِ الْأَسَدِ کے لئے کوچ کا ارادہ فرمایا اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں
ایک آواز دینے والے سہ کو بھیجا تا کہ وہ جنگ کے لئے آواز دے۔ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ کے
لئے تیار ہو کر نکل پڑے۔ ۳

اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور ان کی شان میں قرآن مجید کا یہ حصہ نازل فرمایا۔
الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ احْسَنُوا مِنْهُمْ
وَاتَّقُوا اَجْرٌ عَظِيمٌ۔ (آل عمران: ۱۸۲)

(ترجمہ) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کو مانا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگ چکے
تھے۔ ان میں نیک و کار اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

- ۱۔ غَزْوَةُ خَزَاءِ الْأَسَدِ ۱۶ شوال یا ۸ شوال بروز اتوار ہجرت کے تیسویں مہینے میں واقع ہوا (زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۵۹)
- ۲۔ نبی کریم ﷺ کی جانب سے اس غزوہ پر کوچ کا اعلان فرمانے والے حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ زر قانی علی المواہب اللدنیہ
جلد ۲/ صفحہ ۵۹۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۹۲
- ۳۔ اس غزوہ میں صرف وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے جو غزوہ اُحُد میں شریک تھے۔ صرف حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھے جن کو نبی
کریم ﷺ نے خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی وہ جنگ اُحُد میں شریک نہ تھے۔ وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض
کیا میرے والد نے مجھے میری بہنوں کی نگرانی کے لئے چھوڑ دیا تھا اس لئے جنگ میں حاضر نہ ہو سکا۔ اب اجازت دیجئے۔ اس پر
آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۹۲

(۷۲) حَمْرَاءُ الْأَسَدِ کی مہم کے لئے مسلمانوں کو کفار کے خوفزدہ کرنے کے لئے حیلے اور

مسلمانوں کا جواب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت، جب نبی پاک ﷺ نے حَمْرَاءُ الْأَسَدِ کی جانب نکلنے کا ارادہ فرمالیا تو کفار مکہ نے انہیں جنگ کے لئے نکلنے سے خوفزدہ کرنے کے لئے نعیم بن مسعودؓ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب بھیجا تا کہ وہ ان سے کہے کفار مکہ تم سے جنگ کے لئے اکٹھے ہو چکے ہیں ان سے ڈرو، ورنہ تمہیں مزید قتل اور ہزیمت کا داغ اٹھانا پڑے گا جس طرح اس سے پہلے غزوہ اُحُد میں تمہارے ساتھ گذر چکا ہے۔

نعیم جب مسلمانوں میں پہنچا اور انہیں خوف زدہ کرنے تو لگا نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے فرمایا:

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ترجمہ: ”ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کی شان میں یہ آیات مبارکہ نازل فرمائی۔

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا
حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمَسَّ لَهُمْ سُوءٌ

(آل عمران: ۱۷۲، ۱۷۳)

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ، جنہیں لوگ کہنے لگے کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہو چکے ہیں، ان سے ڈر جاؤ، تو

ان کے ایمان بڑھ گئے اور کہنے لگے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ پھر وہ (مہم

سے) اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ اس طرح واپس آئے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیات غزوہ بدر الموعود سے تھوڑا پہلے نعیم بن مسعودؓ کی واقعہ میں

نازل ہوئیں جبکہ ابوسفیان بن حرب نے اسے نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو خوف زدہ کرنے اور کفار مکہ کے لشکر کی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

نعیم، اصحاب رسول ﷺ سے کہنے لگا۔

”مکہ کے لوگ تمہیں ختم کرنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں ان سے ڈر جاؤ۔“

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو جواب اسے دیا وہ پیچھے گذر چکا ہے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

(۷۳) حَمْرَاءُ الْأَسَدِ کی مہم کے دو کافر قیدی اور ان کا انجام

حَمْرَاءُ الْأَسَدِ کی مہم میں اصحاب نبی ﷺ نے کفار سے دو قیدی پکڑ لئے جن میں سے ایک مُعَاوِیَہ بن مُغیرَہ

بن اُمیہ تھا اور دوسرا ابو عرۃ شاعر تھا۔

نبی پاک ﷺ کے حکم سے دونوں قتل کر دیے گئے۔ غزوۂ بدر میں نبی پاک ﷺ نے ابو عرۃ پر احسان (کر کے اسے چھوڑ) دیا تھا اور شرط یہ لگائی تھی کہ دوبارہ کفار کی مدد کیلئے مت لکنا۔ ابو عرۃ نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور دوبارہ جنگ کے لئے کفار کی مدد میں نکل آیا۔ اس پر حضرت رسالت مآب ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا جس کی بنا پر وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا اس کی تفصیل اس فصل سے پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

۴/ ہجری کے واقعات

(۱) سورہ الحشر کا نزول

بنی نضیرؑ کے ساتھ غزوہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق سورہ الحشر کا اکثر حصہ یعنی ابتدائے سورہ سے لے کر اِنَّهُمْ اَفِي النَّارِ خَالِدِينَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَاءُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الحشر: ۱-۱۷) تک نازل فرمایا۔ ۱۷

ان آیات مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے:

آسمانوں اور زمین کی سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ (۱) وہ وہی ہے جس نے اہل کتاب کے ان کفار (بنو نضیر) کو پہلی بار اکٹھا کر کے نکال دیا۔ تمہیں وہم و گمان بھی نہ تھا کہ وہ اپنے گھروں سے نکل جائیں گے۔ وہ گمان کرتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے بچالیں گے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی جگہ سے آپڑا کہ ان کو اس کا خیال تک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے۔ اے عقل والو! (ان کی اس حالت کو دیکھ کر) عبرت حاصل کرو۔ (۲) اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ لکھ دیا ہوتا تو دنیا ہی میں ان کو (قتل کی) سزا دیتا آخرت میں ان کے لئے دوزخ کا عذاب تو تیار ہے۔ (۳) یہ (سب کچھ ان پر) اس لئے (بیٹا) کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ (۴) کھجور کے جن درختوں کے تنے تم نے کاٹ دیئے یا انہیں جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور اس لئے تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسول کو ان سے دلایا تم کو اس پر نہ گھوڑے دوڑانے پڑے نہ اونٹ، لیکن اللہ

۱ بنو نضیر: بن + ض + ی + ر۔ یہودیوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔ عرب میں باہر سے آکر آباد

ہوا تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۷۹

۲ یہ سترہ آیات کریمہ ہیں۔

اپنے رسولوں کو جس پر چاہے تسلط عطا فرمادیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۶) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بستیوں کے رہنے والے کافروں سے دلایا وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، آپ کے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، اور مسافروں کا حق ہے تاکہ وہ مال تم میں سے اُمراء کے قبضہ میں نہ آجائے اور جو کچھ رسول اللہ تم کو دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب فرمانے والا ہے۔ (۷) یہ مال ان محتاج مہاجروں کا حق ہے جو اپنے گھروں اور اموال سے نکال دیئے گئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طالب ہیں۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ (۸) یہ مال ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان کی ہجرت سے قبل دارالاسلام اور ایمان میں قرار پذیر تھے، جو لوگ ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں یہ ان سے محبت کرتے ہیں، مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے یہ اس مال کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور انہیں اپنے آپ سے مقدم رکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود بھوکے ہی کیوں نہ ہوں۔ جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھے جائیں وہ لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ (۹) اس مال کے حق دار وہ بھی ہیں جو ان کے بعد آئے وہ یوں دعائیں مانگتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم پر ایمان لانے میں سبقت لے گئے۔ بخش دے، ایمان والوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں کوئی کینہ نہ رہنے دے، اے ہمارے رب! تو بڑی شفقت اور رحمت والا ہے۔ (۱۰) کیا آپ نے ان منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائیوں سے جو اہل کتاب سے کفار ہیں) کہتے ہیں۔ اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ہم تمہارے ساتھ ہی نکل جائیں گے اور تمہارے متعلق کسی کی بات نہ مانیں گے اور تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ (۱۱) اگر انہیں جلاوطن کیا گیا یہ منافق ان کے ہمراہ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اگر ان کی مدد کے لئے نکلے بھی تو پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے اس کے بعد ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ (۱۲) بلاشبہ منافقین کے دلوں میں تمہارا خوف اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔ (۱۳) یہ لوگ مل کر تم سے کبھی جنگ نہ کر سکیں گے مگر محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کی اوٹ میں۔ ان کی آپس کی لڑائی بڑی تیز ہے بظاہر تو تو ان کو متفق خیال کرتا ہے لیکن ان کے دل جدا جدا ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بے عقل قوم ہیں۔ (۱۴) ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو کچھ عرصہ پہلے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے آخرت میں تو ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (۱۵) ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ جب وہ انسان سے کہتا ہے کافر ہو جا جب وہ کفر اختیار کر لیتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے میں تو تجھ سے بری ہوں میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا

ہوں (۱۶) ان دونوں کا انجام یہی ہے کہ یہ دونوں ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جائیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

(۲) بنی نضیر کے درختوں کو جلا دینا

اسی سال، غزوہ بنی نضیر کے دوران، نبی پاک ﷺ نے ان کے کھجور کے درختوں کو جلا ڈالا جس کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ۔ (الحشر: ۵) لہ

(ترجمہ) جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے یا انہیں جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور اس لئے تھا کہ وہ فاسقوں کو رسوا کرے۔

(۳) بنی نضیر کی جلا وطنی

غزوہ سے فراغت کے بعد، بنو نضیر کو اپنی زمینوں اور گھروں سے جلا وطن کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جلا وطنی تقدیر میں لکھ رکھی تھی۔ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمُ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ (الحشر: ۳)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں جلا وطن ہونا نہ لکھ دیا ہوتا تو ان کو دنیا میں عذاب فرماتا۔ ان

لہ نبی پاک ﷺ نے حضرت ابولہٰلہ مازنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ان درختوں کے کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت ابولہٰلہ رضی اللہ عنہ غزوہ کے درخت کاٹنے اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے درخت کاٹنے (یہ دونوں کھجور کی قسمیں ہیں۔) ان دونوں سے اس کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو حضرت ابولہٰلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غزوہ کے پودوں کا کاٹنا ان کی زیادہ جلن کا باعث تھا (کیونکہ غزوہ انتہائی قیمتی کھجور ہے) اس لئے میں وہ کاٹتا تھا اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے یقین تھا کہ درخت غنیمت میں مسلمانوں کو ملیں گے تو میں لین کاٹتا (جو کم قیمت کھجور ہے) اور غزوہ ان کا بہترین مال تھا۔ جب غزوہ کا کوئی درخت کٹتا تو عورتیں اپنے گریبان چاک کر لیتیں اپنے رُخساروں پر پیٹیں اور ہلاکت کی دعا مانگتیں۔ درختوں کے کٹنے اور جلنے کا عمل دیکھ کر یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو پکارا اور کہنے لگے آپ ﷺ تو فساد سے منع کرتے ہیں اور اسے عیب شمار کرتے ہیں آپ ﷺ کے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عمل کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا فیصلہ ہے۔ اس پر بعض اہل ایمان کے دلوں میں کچھ خیالات آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرما کر اہل ایمان کے فعل کی تصویب فرمادی۔ الزرقانی علی المواہب اللدیہ جلد ۲ صفحہ ۸۲

کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب تیار ہے ۱
(۴) غزوہ بنی نضیر کا مال فے ۲

اسی سال، اس غزوہ سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو بنو نضیر کے اموال، فے کے طور پر عطا فرمائے۔ یہ اموال صرف آپ ﷺ کے تصرف میں تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان سے کچھ حصہ نہ تھا۔ جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کو واضح فرمایا ہے۔

وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْ جَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (الحشر: ۶)
ترجمہ: اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں سے اپنے رسول کو دلویا تم نے نہ اس پر گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرمادیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

(۵) منافقین کی یہودیوں کے ساتھ دوستی

اسی سال، غزوہ بنو نضیر کے دوران، رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں نے بنو نضیر سے دوستی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

لَئِنْ أَخْرَجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نَطِيعُ فِیْكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ (الحشر: ۱۱)

ترجمہ: اگر تمہیں (مدینہ سے) جلاوطن کیا گیا ہم تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کا حکم نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔

۱ اختیار ڈال دینے کے بعد نبی پاک ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو ان کے جلاوطن کرنے کا حکم مقرر فرمایا۔ وہ نہایت قیمتی ساز و سامان، عورتوں اور بچوں سمیت مدینہ منورہ سے نکلے۔ ان کا ساز و سامان سات سو اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ خیبر کے یہودیوں کے پاس چلے گئے۔ ان میں صرف دو افراد نے ایمان قبول کیا۔ ایک کا نام حضرت یامین بن عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے کا نام ابو سعد بن وہب رضی اللہ عنہ تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدیہ جلد ۲ صفحہ ۸۴، ۸۵

۲ کفار سے جنگ کرنے کے بعد جو مال مسلمانوں کے ہاتھ آئے اسے غنیمت کہتے ہیں۔ اس مال کا ۱/۵ فی سبیل اللہ الگ کر کے باقی ۴/۵ مجاہدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور جو مال جنگ کے بغیر مسلمانوں کو ملے اسے ”فے“ کہتے ہیں۔ یہ سب کا سب بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے بنو نضیر کے مکانات، کھیت اور باغات مسلمانوں کے قبضہ میں آئے چونکہ اس غزوہ میں جنگ کی نوبت نہ آئی تھی اس لئے وہ سارے کا سارا نبی کریم ﷺ کے اختیار و تصرف میں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی تردید فرماتے ہوئے فرمایا:

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَئِنْ اُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْلُوا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلِّيَنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَنْصُرُوْنَ ۝ (الحشر: ۱۱، ۱۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اگر یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا وہ ان کے ہمراہ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی وہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر مدد کے لئے نکلے بھی تو پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

(۶) شراب کی حرمت

اسی سال، ربیع الاول کے مہینہ میں شراب حرام کی گئی۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں غزوہ بنی نضیر کے اواخر، غزوہ حُدَیبِیَّہ کے بعد فرمایا:

”شراب کی حرمت ۴ھ میں غزوہ اُحُد کے بعد غزوہ بنو نضیر کے ایام میں ہوئی۔“

ایک قول کے مطابق ۸ھ صلح حُدَیبِیَّہ کے سال اور ایک دوسرے قول کی رو سے ۸ھ فتح مکہ کی مہم

سے پہلے یہ حرمت نازل ہوئی“

علامہ زرقانی نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں فرمایا:

”حرمت شراب کے بارے میں راجح قول (۴ھ) پر یہ اعتراض ہے کہ حرمت شراب کے اعلان کے

وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ لوگوں کو شراب پلا رہے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اعلان حرمت سن کر شراب

کے مشکوں کو توڑ دیا تھا۔ یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ۴ھ کو بچے تھے وہ کس طرح اپنی کم

سنی میں مشکوں کو توڑ سکتے تھے۔

یہ اعتراض باطل ہے کیوں کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے، حضرت

انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس برس تھی اس حساب سے ۴ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۴ برس بنتی ہے اس حقیقت کے

پیش نظر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت اتنے کم سن ہوں کہ مشکے نہ توڑ سکیں“

(۷) حرمت شراب کی آیات مبارکہ

اسی سال، جب شراب حرام کی گئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور قرعہ کے تیر سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔ لہذا ان سے بچو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور دشمنی ڈال دے نیز اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے تم کو روک دے تو کیا اب بھی باز نہ آؤ گے۔

ان دو آیات میں حرمت شراب کی بارہ یا اس سے بھی زائد وجوہات مذکور ہیں جن کو مفسرین نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

(۸) شراب کی تحریم پر ایک وہم کا دفعیہ

اسی برس، جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان شہداء کے بارے میں تردد ہوا جنہوں نے اس حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے جنگِ اُحد میں اپنی جانوں کا نذرانہ رب تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے اُحد کے دن کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبح صبح شراب پی پھر وہ شہید ہو گئے کیا ان کے اس عمل کے باعث ان پر کوئی گناہ لازم ہوا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمادی۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○ (المائدة: ٩٣)

ترجمہ : ایسے لوگوں پر جو ایمان والے اور نیک اعمال کرنے والے ہوں اس چیز (کی حرمت کے نزول سے پہلے) کھانے میں کوئی گناہ نہیں جب وہ پرہیزگار ایمان دار، اور نیک اعمال کرنے والے ہوں۔ پھر پرہیز کرنے والے اور ایمان لانے والے ہوں پھر پرہیز کرنے والے اور نیکو کار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں سے محبت فرماتا ہے۔

(۹) صَلَوةٔ خَوْفٍ کا حکم

نمازِ خوف کا حکم اسی سال نازل ہوا۔

ایک قول کے مطابق یہ حکم ۷/۱ھ کو نازل ہوا۔
اس کی تفصیل ۷/۲ھ کے واقعات میں گذر چکی ہے۔

(۱۰) یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کرنا

نبی پاک صاحبِ لَولَاک ﷺ نے، اسی سال، ایک یہودی مرد اور عورت کو سنگسار فرمایا۔

(۱۱) حضرت امام حُسَینِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی ولادت باسعادت

اسی سال، شعبان المعظم کی پانچ یا تین تاریخ کو حضرت امام حُسَینِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی ولادت مبارک ہوئی۔

(۱۲) ام المومنین حضرت زینب بنت خُزَیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا وصال مبارک

اسی سال، ام المومنین حضرت زینب بنت خُزَیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا وصال مبارک ہوا۔

صحیح قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات ربیع الاول میں ہوئی۔

ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کے وصال کا سانحہ ربیع الآخر میں پیش آیا۔

تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر ۷/۳ھ کے واقعات میں گذر چکا ہے جہاں آپ ﷺ کے نکاح کا بیان ہے۔

(۱۳) حضرت اَبُو سَلَمَہ عَبدُ اللہ بن عَبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا وصال

اس سال، جُمادى الاولیٰ میں، حضرت اَبُو سَلَمَہ عَبدُ اللہ بن عَبدُ اللہ قُرَشی مَخْزُومِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا وصال ہوا۔

یہ ام المومنین حضرت اُمّ سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے نبی کریم ﷺ سے نکاح سے قبل، خاوند تھے۔

وَصَال کا باعث یہ ہوا کہ جنگِ اُحُد ۷/۳ھ میں جو آپ ﷺ کو زخم لگا وہ پھر ہرا ہو گیا اور آپ ۷/۸ھ

جُمادى الاولیٰ کو وَاَصِل جُحی ہو گئے۔

زائج قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات ۸/۱ جُمادى الآخرہ ۷/۴ھ کو ہوئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ

آپ ﷺ کی وفات ۷/۳ھ کو ہوئی۔

حضرت اَبُو سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی عدت وفات چار ماہ دس دن مکمل ہونے کے بعد حضرت رَسالت مآب ﷺ

نے ان سے نکاح فرمالیا۔ شوال ۷/۴ھ سے کچھ روز باقی تھے کہ آپ ﷺ نے ان سے خُلُوت فرمائی۔

حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۱۴) نبی پاک ﷺ کا حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

۴ھ کے ماہ شوال کے چند دن باقی تھے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ۱۵ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ نکاح ۳ھ کو ہوا۔ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ المواہب اللدنیہ کی شرح میں علامہ زر قانی رحمہ اللہ نے اسی طرح نقل فرمایا ہے۔

تمام اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم سے، حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا سب سے آخر میں وصال ہوا۔ آپ کا وصال یزید بن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے زمانہ میں ۸۳ھ کو ہوا۔ یہ قول اصح ہے۔ اس وقت حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ایک سال اور کچھ ماہ گزر چکے تھے۔ اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم میں سے، جو وصال نبوی کے وقت زندہ تھیں، سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ ان کا وصال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہوا۔

(۱۵) حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کی ولادت ۱۵ھ

حضرت زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہما کے جد امجد، حضرت عبد اللہ بن ہشام بن عثمان قرشی تمیمی رضی اللہ عنہ کی ولادت اسی سال ہوئی۔

آپ کی والدہ حضرت زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا انہیں بچپن میں اٹھا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں

۱۵ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے ہاں سے میرے پاس آئے اور کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے ایک ارشاد مبارک سنا ہے۔ جس نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو جب کوئی مصیبت آئے اور وہ بوقت مصیبت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (ہم اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) کہے پھر یہ دعا مانگے اَللّٰہُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مَصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْہَا (الہی مصیبت میں مجھے پناہ عطا فرما۔ اور اس نعمت سے بہتر مجھے عطا فرما جو اس مصیبت میں چھن گئی ہے) اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان سے یہ دعا یاد کر لی۔ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھی، پھر یہی دعا مانگی کہ اے اللہ! اس مصیبت میں مجھے پناہ عطا فرما۔ اور اس سے بہتر نعمت مجھے عطا فرما۔ پھر میں نے دل میں سوچا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر میرے لئے کون ہو گا۔ جب میری عدت ختم ہوئی نبی کریم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں کھال رنگ رہی تھی میں نے قہر کے پتے اپنے ہاتھوں سے دھوئے اور آپ ﷺ کو اجازت دی۔ میں نے چمڑے کا ایک سرخانہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی آپ ﷺ کے لئے رکھا آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ اور مجھے نکاح کا پیام دیا الخ۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲ جزو ۴ صفحہ ۹۲

۱۶ حالات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ الاستیعاب فی اَسماء الصحاب علی حاشی الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۰

حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور آپ ﷺ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

(۱۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا وصال

اسی سال، حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ ۱۷

(۱۷) وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ الْخُ كاشان نزول

اس برس، طعیمہ بن ابیرق الجمن نے حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر چوری کی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ لیکن طعیمہ بھاگ کر مکہ مکرمہ چلا آیا۔ یہاں آکر اس نے دوبارہ چوری کی۔ اس پر اہل مکہ نے اسے قتل کر دیا۔

نبی پاک ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ اہل مکہ سے جھگڑا کریں کہ کیوں اسے قتل کر دیا اس کا ہاتھ کیوں نہ کاٹا۔ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَانًا أَثِيمًا (النساء: ۱۰۶)

ترجمہ: آپ ﷺ ان لوگوں کی جانب سے جھگڑانہ کریں جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے گناہ گار کو پسند نہیں فرماتا۔

(۱۸) بَیْرُ مَعُونَةَ کا سَریّہ

اسی سال، بَیْرُ مَعُونَةَ کا افسوس ناک واقعہ پیش آیا۔ اس مہم میں ۱۷ قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ ستر

۱۷ نبی پاک ﷺ نے کفن کے لئے اپنی قیض مبارک عطا فرمائی ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا أَبُو طَالِب کے بعد ان سے بڑھ کر میرے ساتھ نیک سلوک کرنے والا کوئی اور نہیں۔ نبی کریم ﷺ ان کی ملاقات کے لئے تشریف فرماتے اور انکے گھر آرام فرماتے تھے۔ الاصابہ جلد ۴/۳۸۰ ایک بار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اِشْتَبَرَق کا ایک حَلَّہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے پھاڑ کر فاطمہ نامی ان چار عورتوں کی اوڑھنیاں بنا دیں (۱) حضرت فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ (۲) فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا (۳) فاطمہ بنت امیر حمزہ رضی اللہ عنہا۔ راوی نے چوتھی عورت کا نام نہیں لیا۔ شاید وہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں الاصابہ جلد ۴/۳۸۱ صفحہ ۳۸۱

۱۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں شہید کر دیئے گئے۔ وہ ایسا گروہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے شیریں پانی لاتا۔ لکڑیاں چٹا جب رات ہوتی تو السَّوَارِی (ستونوں) کی طرف نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تاریخ (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

کے ستر نفوسِ قدسیہ، جو اس مہم میں شامل تھے، سب شہید ہو گئے۔ صرف ایک جن کا اسم گرامی حضرت عمر بن امیہ صمری رضی اللہ عنہ ہے بچے۔ انہوں نے واپس آکر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اس مہم کے تمام واقعات یعنی ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی شہادت وغیرہ امور بیان فرمائے۔

(۱۹) بعض شہدائے بَیْرِ مَعُونَه

اسی برس، ماہ صفر میں، بَیْرِ مَعُونَه کی اس مہم میں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اے یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد فرمودہ غلام تھے۔ نیز حضرت خزام بن ملحان رضی اللہ عنہ، حضرت سلیم بن ملحان رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ یہ دونوں بھائی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔

(۲۰) قُتُوْتِ نَازِلَه

بَیْرِ مَعُونَه کی مہم کے بعد نماز فجر میں قُتُوْتِ نَازِلَه کا آغاز ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ تک قُتُوْتِ نَازِلَه پڑھی۔ آپ ﷺ رعل، ذکوان، عقبہ اور لحيان کے لئے بد دعا فرماتے تھے ۱۔ اس کے بعد یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔

لَيْسَ لَكُمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ۔ (آل عمران: ۱۲۸)

ترجمہ: اس معاملہ کے آپ ﷺ مالک نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان پر توجہ فرمائے یا انہیں عذاب دے کیوں کہ وہ ظالم ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے قُتُوْتِ ترک فرمادی جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب میں ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) طبری اردو جلد ۱ صفحہ ۳۹۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کسی پر رسول اللہ ﷺ کو اتنا

رنجیدہ ہوتے نہیں دیکھا جتنا کہ اصحابِ بَیْرِ مَعُونَه پر۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۸

۱۔ جبار بن مسلمی نے قتل کرنے کے لئے جب آپ ﷺ کو نیزہ مارا تو انہوں نے فرمایا واللہ میں کامیاب ہو گیا اور آپ ﷺ آسمان کی جانب اٹھالے گئے۔ آپ ﷺ کے قاتل جبار نے جب آپ ﷺ کا اٹھایا جانا دیکھا تو وہ اسلام لے آیا۔ تاریخ طبری اردو جلد ۱ صفحہ ۳۹۲

۲۔ نبی پاک ﷺ کی دعا یہ تھی: اے اللہ مضر پر اپنی گرفت مضبوط فرما۔ اے اللہ یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح ان پر قحط نازل فرما۔

اے اللہ! بنی لحيان، عَصَل، قَارِه، زَغَب، رعل عقبہ پر گرفت فرما کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی

ہے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱/۳۹۶

(۲۱) حضرت خُثَیبؓ اور حضرت زیدؓ کی شہادت

اسی سال، صفر کے مہینہ میں، حضرت خُثَیب بن عدیؓ اور حضرت زید بن دُشَہؓ کو مکہ مکرمہ میں شہید کر دیا گیا۔ سَرَاہِیَا کے باب میں، سَرِیَہِ رَجِیع کے ضمن میں ان کی شہادت کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۲۲) شہادت سے قبل حضرت خُثَیبؓ کی نماز

حضرت خُثَیبؓ کو مشرکین جب شہید کرنے لگے تو آپؓ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ یہ نماز ہر اس مسلمان کے لئے سنت ہے جو شہید کرنے کے لئے قیدی بنایا گیا ہو۔

وضاحت:

سنت نبی کریم ﷺ کے فعل، قول اور تقریر کو کہا جاتا ہے یہ نماز اس لئے سنت ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کی حیات مبارکہ میں ایسا کیا اور نبی کریم ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔

(۲۳) حضرت خُثَیبؓ کو سولی پر چڑھانا

اسی برس، مشرکین نے حضرت خُثَیبؓ کو زندہ سولی پر چڑھایا آپؓ اسلام کے پہلے فرد ہیں جنہیں سولی دیا گیا۔ پھر انہیں تَعِیم کے مقام پر شہید کر دیا گیا۔

سولی پر چڑھاتے ہوئے مشرکوں نے حضرت خُثَیبؓ کا چہرہ مبارک قبلہ سے پھیر دیا۔ لیکن وہ لکڑی جو سولی کے لئے نصب کی گئی تھی پھر گئی اور آپؓ کا چہرہ مبارک قبلہ کی سمت ہو گیا۔ یہ امر آپؓ کی کرامتوں میں سے ایک تھا۔ اَبُو سُرُوْعہ عُبَیہ بن حَارِث نے آپؓ کو شہید کیا۔

زاں بعد حضرت اَبُو سُرُوْعہؓ ۸/ھ میں توفیق الہی سے داخل اسلام ہو گئے۔ اس کا ذکر ۸/ھ کے واقعات میں آئے گا۔

۱۔ یہ نماز حضرت زیدؓ نے بھی ادا فرمائی لیکن حضرت خُثَیبؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے پہلے ادا فرمائی طبقات ابن

سعد اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۶

۲۔ حضرت حَسَّان بن ثابتؓ نے حضرت خُثَیبؓ کی شہادت اور آپؓ کے قاتل خاندان کی مذمت میں بہت سی نظمیں کہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ تا ۱۸۳۔ خود حضرت خُثَیبؓ نے بھی اپنی شہادت سے قبل اشعار ارشاد فرمائے اشعار ملاحظہ ہوں سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۱ البدایہ والنہایہ جلد ۲ جزو رابع صفحہ ۶۵، ۶۹ تاریخ طبری

اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۶

(۲۴) حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ کے جسدِ اطہر کی مدینہ منورہ آمد

نبی کریم ﷺ کو جب حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ کے سولی پر چڑھائے جانے اور شہادت کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ”تم میں سے کون ہے جو خُصیب کو سولی کی لکڑی سے اتار کر ہمارے پاس لائے“

حضرت زُبیر بن عَوَّام رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! ہم یہ کریں گے“ وہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور شہادت کے چالیس روز بعد، رات کے وقت تنعیم میں آپ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک تک پہنچے انہوں نے اسے اس طرح ترو تازہ پایا گویا کہ انہیں اسی دن شہید کیا گیا ہو آپ رضی اللہ عنہ کے جسدِ اطہر میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ زخم پر تھا جس سے خون رس رہا تھا۔ اس خون کی رنگت تو خون جیسی تھی لیکن اس کی خوشبو کستوری جیسی تھی ستر مشرکین اس کے ارد گرد سو رہے تھے۔ ان دونوں نے حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ کو سولی سے اتارا، حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے گھوڑے پر ڈالا اور دونوں آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ لے آئے۔

(۲۵) حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی شان میں آیہ مبارکہ کا نزول

اسی سال، حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ (البقرہ: ۲۰۷)

ترجمہ : اور کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان کو بھی صرف کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر بہت مہربان ہے۔

۱۔ حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ کے جسدِ اطہر کا مدینہ منورہ لایا جانا جس طرح کہ مصنف رحمہ اللہ نے بیان کیا محل نظر ہے ایک روایت کے مطابق آپ عجل سے نیچے زمین پر آتے ہی نظروں سے غائب ہو گئے اور دوسری روایت کے مطابق کہ حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے گھوڑے پر ڈال لیا۔ اور مدینہ منورہ کی جانب چل پڑے۔ لیکن محافظوں نے پیچھا کیا جب وہ قریب آ گئے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی نعش مبارک کو زمین پر ڈال دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک نظروں سے غائب ہو گئی گویا زمین نے اسے نکل لیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بَلِغُ الْأَرْضِ کہتے ہیں یعنی جسے زمین نے نکل لیا ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ لقب مدارج النبوت ترجمہ اردو جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۹ وغیرہ کتب میں موجود ہے زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۷۳

(۲۶) حضرت عبدالرحمن بن زید رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال، امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھتیجے، حضرت عبدالرحمن بن زید بن خطاب قرشی عدوی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے وصال مبارک کے دن آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سات برس تھی۔
زاں بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ جن سے حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما متولد ہوئے۔

(۲۷) نماز قصر کا حکم

اسی سال، سفر کی حالت میں نماز قصر کا حکم نازل ہوا۔

(۲۸) نماز قصر کے بارے میں آیہ مبارکہ کا نزول

اسی بارے میں یہ آیہ مبارکہ، اس سال نازل ہوئی۔

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ

ترجمہ: جب تم زمین پر سفر کرو تو نماز قصر پڑھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ (النساء: ۱۰۱)

(۲۹) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کی کتاب پڑھنے کے متعلق ارشاد نبوی

اسی سال، نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہودیوں کی کتاب کی تعلیم حاصل کریں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حکم نبوی ۳ھ کو ہوا تھا جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔

(۳۰) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح

اسی سال، ذی قعدہ کی پہلی تاریخ کو نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے

۱۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام لُبَابہ بنت ابولُبَابہ تھا۔ پیدائش کے وقت نہایت دبے پتلے تھے۔ ان کے نانا حضرت ابولُبَابہ ان کو کپڑے میں لپیٹ کر بارگاہ نبوی میں لائے حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیدائش کے اعتبار سے ان سے چھوٹا بچہ نہیں دیکھا نبی کریم ﷺ نے ان کی حمیک فرمائی سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے وصال فرمایا۔ الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۶۹

نکاح فرمایا۔ یہی قول رائج ہے۔ ۱۷

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ یہ نکاح ۵/۵ھ کو ہوا۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اس وقت ۳۵ برس تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے آپ کا وصال ہوا۔ ۱۸
(۳۱) پردے کا حکم

اسی سال، ذی قعدہ کے مہینہ میں، ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی کاشانہ نبوت میں رخصتی کے دن مسلمان عورتوں کے لئے پردہ کا حکم نازل ہوا۔ بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ یہ حکم ۱۲ھ کو نازل ہوا۔ قولِ اول رائج ہے۔ اس کی تصریح علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی سیرت کی کتاب میں فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

”ان ہر دو قولوں کی رو سے پردے کا حکم غزوۂ بنی مُصطلق اور غزوۂ اخزاب سے قبل نازل ہوا۔ کیوں کہ غزوۂ بنی مُصطلق شعبان ۵/۵ھ کو اور غزوۂ اخزاب شوال ۵/۵ھ کو پیش آیا“

۱۷ دیگر اہمات المومنین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتی تھیں کہ ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اولیاء نے کیا لیکن میرا نکاح خود باری تعالیٰ نے فرمایا ہے (قرآن مجید میں ہے زوجہ نکھا) اور میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کی خبر ملی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گر گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزہ رکھتے نماز ادا فرماتے اپنے ہاتھ سے کام کر کے آمدنی کو فقراء و مساکین پر خرچ فرمادیتے۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۳
۱۸ آپ کا وصال ۱۲ھ کو ہوا۔ عمر مبارک اس وقت پچاس برس تھی۔ ایک قول کے مطابق ۵۳ برس تھی۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۴

۵/ ہجری کے واقعات

(۱) حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کا حرم نبوی میں داخل ہونا

اس سال ماہ محرم میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے حضرت ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ایک قول کے مطابق ان کے والد کا نام زید بن عمرو تھا۔ یہودی قبیلہ بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا بنی قریظہ سے ہونے کا قول زیادہ قوی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا بنی نضیر سے تھیں لیکن بنی قریظہ میں شادی شدہ تھیں۔ غزوہ بنی قریظہ میں مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھوں قید ہو کر آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے حرم کے لئے منتخب فرمایا۔ آپ نے ایمان قبول فرمایا نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا اور ان سے نکاح فرمایا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ بدستور آپ رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں رہیں اس صورت میں آپ رضی اللہ عنہا ازواجِ مطہرات سے نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی باندی تھیں۔ باندی ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ ان سے مباشرت فرماتے تھے۔ زیادہ مشہور اور قوی قول یہی ہے۔ لہ

لہ ابن اسحاق سے ابن ہشام نے اپنی سیرت اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ان کی ولادت عمرو بن جُنافہ لکھی ہے نیز لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کی پیش کش کی لیکن انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے اور آپ رضی اللہ عنہ دونوں کے لئے آسان ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر اپنی ملکیت برقرار رکھی۔ ابتدا میں آپ رضی اللہ عنہا اسلام سے تعصب رکھتی تھیں اور صرف یہودیت پر رضامند تھیں۔ اس وجہ سے نبی پاک ﷺ نے کچھ عرصہ کے لئے ان سے علیحدگی اختیار فرمائی۔ ایک روز آپ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے۔ کہ پیچھے سے جو توں کی آواز سنی فرمایا ثعلبہ بن سعید آ رہے ہیں تاکہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کی خوش خبری دیں۔ چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ریحانہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۶۳، ۲۶۵ البدایہ والنہایہ جلد ۲ جزو ۲ صفحہ ۱۲۸۔ ان کی وفات حضور اکرم ﷺ کی رحلت سے قبل حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت ہوئی اور بقیع میں مدفون ہوئیں۔ ایک قول ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئیں قولِ اول صحیح تر ہے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۸۴۰ ان کا ذکر اسی باب کی فصل دہم کے عنوان نمبر ۳ میں آ رہا ہے۔

(۲) حضرت جُویریہ بنت حَارِث رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

بنی مُضَطَلِق کے غَزْوہ سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جُویریہ بنت حَارِث بن اَبی ضَرَار سے نکاح بھی اسی سال فرمایا تھا۔ یہی رائج قول ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ نکاح ۸ھ کو ہوا۔ اس اختلاف کی وجہ بنیاد غزوہ بنی مُضَطَلِق کے بارے میں اختلاف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ میں قیدی ہو کر آئیں۔ لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرما کر نکاح فرمایا آپ کا مہر چار سو درہم تھا۔

نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس برس تھی۔

(۳) حضرت جُویریہ رضی اللہ عنہا کا خواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی مُضَطَلِق پر حملہ سے قبل اُمّ المؤمنین حضرت جُویریہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ایک چاند مدینہ منورہ سے چلا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں آ گیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سچا کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح نبوی میں آنے کے بارے میں چند روایات ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ تقسیم غنیمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثَابِت بن قیس بن ثَمَّاس انصاری رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کو مکاتب بنا دیا۔ چنانچہ وہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور مالِ کتابت میں اعانت کی درخواست پیش کی۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو اس سے بہتر معاملہ کی رغبت ہے وہ عرض کرنے لگیں وہ کیا ہے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا بدل کتابت میں ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں وہ عرض پر داز ہوئیں کہ ٹھیک ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوہ بنی مُضَطَلِق سے واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ آپ کو وَدِیْعَت کے طور پر ایک انصاری کے حوالے فرما دیا۔ اور ان کی حفاظت کا حکم دیا۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ان کے والد حَارِث بن اَبی ضَرَار اپنی لڑکی کا بَڈیہ لے کر حاضر ہوئے۔ وادی عَقِش پہنچ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بَڈیہ کے اونٹوں سے دوپند فرمائے۔ حضرت حَارِث رضی اللہ عنہ نے ان کو عَقِش کی کسی گھاٹی میں چھپا دیا، اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے عرض کیا آپ نے میری لڑکی کو پکڑ لیا ہے یہ اس کا بَڈیہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عَقِش کی فلاں فلاں گھاٹی میں چھپا دیا ہے اس پر حضرت حَارِث رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھ کر ایمان قبول کر لیا اور عرض کیا ان اونٹوں کی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خبر نہ تھی۔ حضرت حَارِث رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کے دو لڑکے اور قوم کے بہت سے افراد نے ایمان قبول کیا انہوں نے وہ دونوں اونٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے اور حضرت جُویریہ رضی اللہ عنہا واپس ان کے سپرد کر دی گئیں۔ وہ بھی مشرف بہ ایمان ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کے لئے ان کے والد کے پاس پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا۔ ان کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا۔ تیسری روایت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت ثَابِت بن قیس سے خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر ان سے نکاح فرمایا اور چار سو درہم مہر دیا۔ سیرت ابن ہشام

(۴) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا ایمان لانا

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد حضرت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ بھی اسی سال مشرف باسلام ہوئے۔ غزوہ بنی مصلط میں آپ قید ہوئے اور زال بعد ایمان لائے۔

(۵) مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کی کھدائی

غزوہ خندق سے چند روز قبل، نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔

(۶) خندق کی کھدائی کے دوران معجزہ نبوی

اسی سال، معجزات نبوی میں سے یہ معجزہ صادر ہوا کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک بہت بڑی چٹان ظاہر ہوئی جس پر کوئی سخت پتھر، کدال اور بیچہ اثر نہ کرتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے توڑنے سے عاجز آ گئے۔ اس پر نبی کریم ﷺ خود خندق میں داخل ہوئے کدال ہاتھ میں لیا اور اس سخت چٹان پر ضرب لگائی۔ آپ ﷺ کی اس ایک ضرب سے وہ ریت کے ٹیلے کی مانند ہو گئی اور نرمی میں ریت کی طرح ہو گئی۔

(۷) دوران خندق نبی کریم ﷺ کا شعر پڑھنا

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے جب خندق میں کدال سے ضرب لگائی تو آپ ﷺ نے یہ مصرعے پڑھے۔

بِسْمِ اللَّهِ وَبِهِ بَدِينَا
يَا حَبْدًا رَبَّنَا وَحَبَّتْ دِينُنَا

ترجمہ: ”ہم اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے آغاز اور ابتدا کرتے ہیں۔ اگر ہم اس کے بغیر کسی اور کی عبادت کریں تو یہ شقاوت ہوگی۔ کتنا ہی اچھا رب ہے اور کیسا اچھا ہمارا دین ہے۔“
بدینا میں دال کے نیچے زیر اور یا کے سکون کے ساتھ تلفظ ہوگا۔ جس کا معنی وہی ہے جو بد انا (ہم نے شروع کیا) کا ہے۔

(۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے دعائے نبوی اور ان کی جانثاری کا عہد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب خندق کی کھدائی میں مشغول تھے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر دہرائے۔

لَا هُمْ لَا عِيشَ إِلَّا عِيشَ الْآخِرَةِ

فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةَ

ترجمہ: ”اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی بخشش فرما۔“
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ سنا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے جواب میں یوں عرض کیا۔

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا
ترجمہ: ”ہم نے زندگی بھر کے لئے (اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت) محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ جہاد کی بیعت کر لی ہے۔“

(۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار دہرانا

غزوہ خندق کے دوران، جب خندق کی کھدائی جاری تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر دہراتے جاتے تھے۔

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
ترجمہ: اے اللہ! اگر تیری ذات پاک نہ ہوتی ہمیں ہدایت نہ ملتی، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی ہم نماز ادا کرتے۔

فَأَنْزَلْنَا سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَلَبَّيْتَ الْأَقْدَامَ إِنْ لَأَقَيْنَا
ترجمہ: ”الہی! ہم پر ضرور اطمینان نازل فرما۔ اگر ہمارا دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔“

إِنَّ الْأَلَىٰ قَدْ بَغَوْنَا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبِينَا
ترجمہ: ”بلاشبہ ان لوگوں نے ہم پر سرکشی کی ہے جب انہوں نے کسی فتنہ کا ارادہ کیا ہم نے اس سے انکار کر دیا۔“

لفظ ”أَبِينَا“ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تکرار سے ارشاد فرماتے اور اس پر اپنی آواز مبارک کو بلند فرماتے تھے۔

(۱۰) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ طعام میں برکت

غزوہ خندق کے دنوں میں، نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ظاہر ہوا۔ کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ کھانا قلیل مقدار میں تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے ایک

صاع جو کی روٹیاں پکائی ہیں اور ایک بکری کا سال بھر کا بچہ ذبح کیا ہے۔ لہذا آپ ﷺ چند اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانے پر تشریف لے آئیں۔

نبی کریم ﷺ ایک ہزار افراد کے ساتھ ان کی دعوت پر تشریف لائے وہ سب کے سب تین دن سے بھوکے پیاسے تھے نہ کوئی چیز کھائی تھی نہ ہی پی تھی۔

نبی پاک ﷺ نے روٹی اور گوشت کا سالن منگوایا۔ آپ ﷺ نے ان میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا۔ سب نے سیر ہو کر کھایا لیکن کھانا ابھی بچا ہوا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھروالوں نے کھانا نیز اپنے پڑوسیوں کے گھروں میں تحفہ کے طور پر بھی بھیجا۔

اس کی پوری تفصیل صحیح بخاری ص ۱۷۰ اور دیگر کتابوں میں موجود ہے۔

(۱۱) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ کھانے میں برکت

ایام خندق میں، نبی پاک صاحب نولاک ﷺ کا یہ معجزہ بھی صادر ہوا کہ حضرت ام غامرہ سلمیہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں کھجور، گھی اور ستو کا مرکب ایک بڑے پیالے میں پیش کیا۔ تمام اہل خندق، جن کی تعداد تین ہزار تھی، نبی کریم ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ان تمام افراد نے سیر ہو کر کھایا لیکن وہ ابھی اسی طرح باقی تھا۔

(۱۲) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ طعام میں برکت

نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے یہ معجزہ بھی ایام خندق کے دوران ظاہر ہوا۔ کہ حضرت عمرہؓ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت بشیر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کھانے کے لئے کپڑے کے ایک کونے میں کچھ کھجوریں لائیں۔ وہ دونوں حضرات خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا ”ادھر لاؤ۔“ انہوں نے وہ کھجوریں آقائے نامدار ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں میں ڈال دیں جن سے وہ بھر گئیں۔

۱۔ ملاحظہ ہو صحیح البخاری جلد ۲ صفحہ ۵۸۸، ۵۸۹

۲۔ سیرت ابن ہشام میں یہ معجزہ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی سے مروی ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ نے یہ کھجوریں ان کو دیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اور اپنے ماموں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے لئے لائی تھیں۔ ملاحظہ ہو سیرت ابن

ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۳۳

نبی کریم ﷺ نے ایک کپڑا بچانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ کپڑا بچا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے کسی آدمی سے ارشاد فرمایا۔ اہل خندق میں اعلان کر دو کہ کھانے کے لئے آجائیں۔
تمام اہل خندق ان کھجوروں کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ سب نے جی بھر کر کھجوریں کھائیں لیکن کھجوریں ابھی تک باقی تھیں۔

(۱۳) حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلبؓ کی شجاعت

غزوہ خندق کے دوران، ایک یہودی اپنے ساتھ دس یہودیوں کو لے کر مدینہ منورہ کے ایک قلعہ کی طرف خفیہ طور پر آیا۔ اس قلعہ میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات، امہات المؤمنین اور دیگر مسلمانوں کی مستورات تھیں۔ نبی پاک ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت حضرت عبد المطلبؓ بھی ان میں شامل تھیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرامؓ دشمن سے جنگ میں مصروف تھے۔ انہیں اس کی اطلاع نہ تھی۔

یہودی نے قلعہ پر چڑھنا شروع کر دیا۔ حضرت صفیہؓ نے لوہے کی ایک سلاخ لی نیچے اتر کر یہودی پر سخت حملہ کر دیا اور اس کے سر کو کچل کر اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کا سر کاٹا اور یہودیوں کی جانب اسے پھینک دیا (یہ حال دیکھ کر باقی حملہ آور) واپس پلٹ گئے۔ نبی پاک ﷺ کو واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے بنی قریظہ کے مال غنیمت سے مردوں کے برابر انہیں حصہ عطا فرمایا۔ ۷۷

۷۷ آپ ﷺ شعر بھی کہتی تھیں۔ چنانچہ اپنے والد ماجد حضرت عبد المطلبؓ کی وفات۔ بھائی حضرت امیر حمزہؓ کی دردناک شہادت پر ان کے مرثیے سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۸۱ اور جلد ثالث ۱۵۶ پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

۷۸ اس واقعہ کی بعض موضوع روایات میں یوں بھی مذکور ہے (ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۴۶) کہ حضرت حسان بن ثابتؓ بھی اس قلعہ میں موجود تھے حضرت صفیہؓ نے انہیں یہودیوں کے اس فعل کی خبر دی لیکن انہوں نے ان کا مقابلہ کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ اس روایت کے بارے میں ابن ہشام کے حاشیہ کا خلاصہ یوں ہے کہ علماء کرام کے ایک گروہ نے اس حدیث کا انکار فرمایا ہے۔ جن میں ابوذر شارح سیرت بھی ہیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت حسانؓ سے اس درجہ کی بزدلی نہایت بعید امر ہے۔ آپ ﷺ نے کثیر شعرا کی جو لکھی ان کی کینہہ صفات کا ذکر فرمایا جواب میں انہوں نے بھی اشعار میں آپ ﷺ کی جو میں اشعار کہے جو موجود ہیں لیکن کسی بھی شاعر نے آپ کی جو میں لکھے شعروں میں آپ کی جانب بزدلی کی نسبت نہیں کی۔ اگر آپ ﷺ میں یہ صفت موجود ہوتی تو اس کے ذکر کرنے سے کبھی نہ رکتے۔ حاشیہ ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۴۶۔ علامہ ابن عبد البرؒ نے فرمایا یہ روایت منقطع الاسناد ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو بہتر ہے کہ یہ توجیہ کی جائے کہ حضرت حسان بن ثابتؓ اس روز کسی بیماری کے باعث شریک جنگ نہ ہو سکے۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۱۲

(۱۴) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا اعزاز

غزوہ خندق کے دوران حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا۔

”اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ۔“ (تیر پھینکو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔) اس ارشاد مبارک میں نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ اور والد ماجد ﷺ کو جمع فرمایا ہے۔
پیچھے گزر چکا کہ غزوہ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہی شرف حاصل ہوا۔

(۱۵) غزوہ خندق کے دوران منافقین کی شرارتیں

غزوہ خندق کے دوران، نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوش خبری دی کہ عنقریب وہ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو فتح کریں گے۔

عبداللہ بن ابی، معتب بن قیس اور ان کے بعض منافق ساتھی کہنے لگے کہ ”(حضرت) محمد (رسول اللہ ﷺ) ہمیں دھوکا دیتے ہیں کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں سے کھائیں گے ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سے کوئی بھی اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے لئے نہیں جاسکتا۔“

بعض منافقین کہنے لگے ”اے یثرب والو! تم دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہذا بھاگ جاؤ۔“ ان میں سے ایک گروہ نے تو مدینہ منورہ کو چھوڑنے کی نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگنی شروع کر دی وہ کہنے لگے ہمارے گھر دشمنوں سے محفوظ نہیں ہیں ہمیں اجازت دیجئے تاکہ ہم مدینہ منورہ سے نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں چند آیات کریمہ نازل فرمائیں جن کا آغاز یہ ہے۔

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اِلَّا غُرُوْرًا (الاحزاب: ۱۲)

ترجمہ: ”جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، کہنے لگے ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے صرف دھوکے کے وعدے کر رکھے ہیں۔“

(۱۶) حضرت ثعلبہ بن عثمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت ثعلبہ بن عثمہ سلمہ بن عدی بن ناتی انصاری رضی اللہ عنہ، غزوہ احزاب کے دوران شہید ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں بھی شرکت فرمائی تھی۔

(۱۷) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ خندق کے دوران، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل (بازو کی وہ رگ جس سے فصد کھولتے ہیں) کٹ گئی۔ تیر انداز کا نام جہان بن قیس بن عرقہ ہے۔ زخمی ہونے کے کچھ دن بعد تک حضرت سعد رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال اس وقت ہوا جب نبی کریم ﷺ غزوہ خندق اور غزوہ بنی قریظہ سے فارغ ہو چکے تھے۔

(۱۸) غزوہ احزاب میں نبی کریم ﷺ کی دعا

غزوہ خندق یا اس کے اختتام پر نبی کریم ﷺ نے کفار کے لشکروں کے لئے مسجد فتح میں تین دن، پیر، منگل اور بدھ کے روز، یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ مُجْرِيَ السَّحَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ هَازِمَ الْاَحْزَابِ۔ اَللّٰهُمَّ اَهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

ترجمہ: اے اللہ اے کتاب کو نازل فرمانے والے! بادلوں کو چلانے والے! جلد حساب لینے والے! لشکروں کو شکست دینے والے! اے اللہ! ان کو شکست دے دے ان کو خوف زدہ فرما دے۔ آپ ﷺ نے یہ دعا بھی فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَامِنْ رُّوعَاتِنَا

ترجمہ: اے اللہ ہماری پردہ پوشی فرما۔ ہمارے خوف کو اطمینان میں تبدیل فرما دے۔ نبی کریم ﷺ نے یوں بھی دعا فرمائی۔

يَا صَرِيحَ الْمَكْرِ وَبَيْنَ يَا مُجِيبِ الْمُضْطَرِّينَ اكْشِفْ هَمِّيْ وَغَمِّيْ وَكَرْبِيْ فَاِنَّكَ تَرَى مَا نَزَلَ بِيْ وَبِاصْحَابِيْ۔

سلمہ بذل القوه میں ثعلبہ بن عثمہ درج ہے لیکن صحیح نام ثعلبہ بن عثمہ۔ عین معجمہ کے ساتھ یا ثعلبہ بن عثمہ عین مملہ کے ساتھ ہے

ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۷۱، ۷۲، ۳۳ ج ۳ ص ۲۷۳ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۲۶

ترجمہ: اے بتلائے رنج لوگوں کے فریاد رس! اے عاجز و لاچار لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والے! میرے فکر، غم اور رنج کو دور فرما دے۔ تو جانتا ہے جو مجھ پر اور میرے صحابہ پر آفت آپڑی ہے۔

(۱۹) حضرت سعد بن جبّہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے نبوی

غزوہ خندق کے دوران حضرت سعد بن جبّہ بن ملہ انصاری رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے ساتھ شدید جنگ فرمائی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا نیز ان کی اولاد اور نسل میں برکت کی دعا فرمائی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ چالیس افراد کے چچا، چالیس کے ماموں اور بیس کے والد تھے۔

قاضی القضاۃ حضرت ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن جیش بن سعد بن جبّہ رضی اللہ عنہ آپ ہی کی اولاد سے تھے۔

جبّہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام تھا اور اسی نسب سے آپ مشہور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کی جانب سے نسب یوں ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن مجیر بن بجیلہ۔

(۲۰) جنگ میں مصروفیت کے باعث نماز کی قضا

جنگ کی شدت کے باعث، جنگ خندق کے دنوں میں ایک روز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز عصر فوت ہو گئی۔ سورج کے غروب ہونے تک اسے ادا نہ فرما سکے۔ ابھی تک نماز خوف کا حکم بھی نازل نہ ہوا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے خلاف یہ بددعا فرمائی:

مَلَأَ اللَّهُ تَعَالَى بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نماز عصر سے روک رکھا۔

غروب آفتاب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جماعت کے ساتھ قضا کیا۔ ہر نماز (عصر اور مغرب) کے لئے الگ اذان اور اقامت پڑھی گئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس دن مسلمانوں کی تین نمازیں یعنی ظہر، عصر اور

مغرب قضا ہو گئیں۔ چنانچہ انہوں نے عشا کے وقت میں انہیں ادا فرمایا۔

(۲۱) کفار کی ہزیمت

کفار نے غزوہٴ اُحزاب میں مدینہ منورہ کا ایک ماہ تک محاصرہ جاری رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہوا اور ایسے لشکروں کو بھیجا جو کفار کو نظر نہ آتے تھے چنانچہ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے۔

(۲۲) کفار پر شدید سرد ہوا کا مسلط ہونا

اسی برس، غزوہٴ خندق کے آخر میں، نبی پاک ﷺ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوب پاک ﷺ کی دعا قبول فرمائی۔ ان پر ایک شدید سرد ہوا بھیج دی جس سے ان کے خیمے اور سائبان پھٹ گئے۔ ان کی ہانڈیاں اور برتن الٹ گئے۔ کجاوے دب گئے اور خیموں کی طنابیں اور کھونٹے ٹوٹ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لشکر بھیجے کہ ان کی آنکھوں کی روشنی (کچھ دیر کے لئے) ختم کر دیں اور بلند آواز سے تکبیریں کہیں تاکہ ان کے دل دہشت سے بھر جائیں۔ چنانچہ وہ خوف زدہ ہو گئے اور بغیر جنگ کے شکست خوردہ ہو کر پلٹ گئے۔

یہ سب نبی پاک ﷺ کی دعائے مبارکہ کے نتیجہ میں تھا۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں۔

فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا وَّجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا (الاحزاب: ۹)

ترجمہ: ”ہم نے ان پر شدید ٹھنڈی ہوا اور ایسے لشکر بھیجے جو تمہیں دکھائی نہ دیتے تھے۔“

نیز فرمایا:

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ (الاحزاب: ۲۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کفار کو اپنے غیظ و غضب سمیت لوٹا دیا۔ وہ بھلائی نہ حاصل کر سکے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے جنگ کی کفایت فرمائی۔

(۲۳) حضرت خَلاد بن سُوید رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسی سال، غزوہٴ بنی قریظہ کے دوران، مسلمانوں میں سے حضرت خَلاد بن سُوید بن ثعلبہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت چکی کے ایک پتھر سے ہوئی۔ جو بنی قریظہ کی

ایک عورت نے آپ پر پھینکا تھا۔ اس عورت کا نام بَنَانہ تھا۔ اسی پتھر سے آپ شہید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”ان کے لئے دو شہیدوں کے برابر ثواب ہے۔“

وہ عورت آپ ﷺ کے قصاص میں قتل کر دی گئی۔ دورانِ جنگ (عہد حضرت رسالت مآب ﷺ میں) اس کے سوا کوئی عورت قتل نہیں کی گئی۔ ۱۔

اسی سال، بنی قریظہ کے خلاف مہم میں، مشرکین میں سے، یہودیوں کا سردار حُجّی بن اخطب مارا گیا۔ یہ شخص زوجہ رسول، ام المومنین حضرت صفیہ بنت حُجّیؓ کا والد تھا۔ نبی پاک ﷺ سے یہ شدید دشمنی رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کفر کی حالت ہی میں اس کا خاتمہ فرمادیا۔

(۲۴) حضرت ابولُبَابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ

غزوہ بنی قریظہ کے ایام میں، حضرت ابولُبَابہؓ بن عبدالمُنْذِرِ النَّصَارِی اُوسی رضی اللہ عنہ کی خطا سے توبہ بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

تفصیل اس کی یہ ہے:

جب نبی کریم ﷺ نے بنی قریظہ پر غلبہ حاصل فرمایا اور ان کو یقین ہو گیا کہ اب نجات نہیں مل سکے گی

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ وہ عورت قتل ہونے سے پہلے میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اس قدر ہنس رہی تھی کہ اس کے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے۔ اتنے میں کسی نے اس کا نام لے کر پکارا۔ میں نے پوچھا کیوں بلایا ہے اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی کیونکہ میں نے ایک جرم کیا ہے لوگ اسے لے گئے اور اس کی گردن مار دی گئی حضرت ام المومنینؓ فرماتی ہیں باوجود اس بات کے کہ وہ جانتی تھی کہ میں ماری جانے والی ہوں پھر بھی وہ اس قدر ہنس رہی تھی اور خوش مزاج تھی میں نے اس کے علاوہ کسی اور کو ایسا نہیں دیکھا۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۰

۲۔ غزوہ بنی نضیر میں یہ دیگر کئی یہودیوں کے ہمراہ خَیْبَر کو چلا گیا۔ وہاں کے لوگوں نے اس کی سرداری کو تسلیم کر لیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۹۳ غزوہ احزاب میں کفار کو مسلمانوں پر حملہ پر انگیزہ کرنے والوں میں سے ایک یہ بھی تھا۔ اپنے دیگر ساتھیوں سمیت مکہ مکرمہ گیا اور ان سے کہنے لگا حملہ میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۲۹ جنگ احزاب میں بنی قریظہ کے سردار کُعب بن اسد قرظی کے پاس آیا اور اسے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے عہد توڑنے پر آمادہ کر لیا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶ بنی قریظہ کے محاصرہ میں یہ یہودی ان کے قلعے میں پناہ گزین ہوا۔

ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ (ان اور دیگر شرارتوں کی وجہ سے) مقتول ہوا ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۶۰

۳۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے۔ رِقاء یا مُبَشِّر یا بُشیر نام تھا۔ زر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۳۱

انہوں نے نبی پاک ﷺ سے استدعا کی کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیجا جائے تاکہ وہ ان سے مشورہ کریں اور گفتگو کر لیں۔ کیونکہ ان کی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے جان پہچان تھی۔ نبی پاک ﷺ نے ان کی استدعا کے مطابق آپ ﷺ کو ان کی طرف بھیج دیا۔

انہوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر ہم نبی پاک ﷺ کے حکم پر قلعوں سے اتر آئے تو کیا سلوک کیا جائے گا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حلق کی جانب اشارہ فرمایا۔ گویا انہیں بتا دیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَتَكُمْ (الانفال: ۲۷)
ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔“

اس آیہ مبارکہ کے نزول پر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا کہ انہوں نے اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے وہ مدینہ منورہ چلے گئے اور مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لیا اور قسم اٹھائی کہ توبہ قبول ہونے سے قبل کوئی بھی آپ کو اس ستون سے نہ کھولے گا۔ ۱۷

اللہ تعالیٰ نے پندرہ ایام کے بعد آپ ﷺ کی توبہ قبول فرمائی ۱۷ اور آپ کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا (التوبہ: ۱۰۲)
ترجمہ: اور دوسرے کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا۔ نیک اور برے عمل ملا لئے۔

۱۷ شدید گرمی کا موسم تھا اور اس دوران حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ کمزوری کے باعث آپ ﷺ کی سماعت اتنی متاثر ہو گئی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ اور بصارت ختم ہونے کے قریب تھی زر قانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۳۲

۱۸ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت صبح صادق سے کچھ پہلے نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تھے۔ توبہ کے نزول پر نبی کریم ﷺ مسکرانے لگے تو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے وجہ دریافت کی سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں انہیں اس کی خوشخبری دے دوں فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو اجازت ہے۔ وہ اپنے حجرہ مبارکہ کے دروازے پر کھڑی ہوئیں۔ اور فرمایا اے ابولبابہ! مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہو چکی ہے۔ اس پر لوگ ان کو کھولنے کے لئے آگے بڑھے لیکن انہوں نے فرمایا ”مجھے نبی کریم ﷺ اپنے دست مبارک سے کھولیں گے تو میں آزاد ہوں گا۔“ حضور رسالت مآب ﷺ نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور آپ کو آزاد فرمایا سیرت ابن ہشام جلد ۳/ صفحہ ۲۵۶

نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے دستِ اقدس سے کھولا۔ مدینہ منورہ میں وہ ستون اب تک مشہور ہے اس پر ”اُسْطُوَانَهٗ اِبْنِ لُبَابَهٗ رَضِيَ اللہ عَنْہُ“ لکھا ہوا ہے۔

(۲۵) بَنِي قُرَيْظَةَ کے بارے میں آیہ مبارکہ کا نزول

اسی سال، بنی قریظہ کے بارے میں یہ آیہ نازل ہوئی۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ ۝

(احزاب: ۲۶، ۲۷)

ترجمہ: جن اہل کتاب نے (غزوہ احزاب میں شریک) ان (کفار) کی مدد کی (اللہ تعالیٰ نے) ان کو قلعوں سے نیچے اتارا ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا۔ بعض کو تم قتل کرنے لگے اور کچھ کو قید کر لیا۔

ان کی زمینوں، گھروں اور ان کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا۔

(۲۶) قَبِيلَةُ بَنِي مُزَيْنَةَ کی آمد

رجب کے مہینہ میں، حضرت بلال بن حارث مزی مزیؓ اپنے خاندان بنی مزیٰ کے چار سو افراد کے ساتھ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کیا۔ سارا قبیلہ مشرف باسلام ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں واپس اپنے گھروں میں جانے کی اجازت عطا فرمائی، اور ان سے فرمایا۔

”تم جہاں بھی رہو مُہاجرین میں داخل ہو۔“

اجازت نبوی پا کر وہ واپس اپنے گھروں میں لوٹ آئے۔

حضرت بلال بن حارثؓ بنی مزیٰ میں سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے۔ فتح مکہ کے دن مزیٰ قبیلہ کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں وادی عقیق کی زمین عطا فرما رکھی تھی۔

حضرت بلال بن حارثؓ کے وفد کے بعد حضرت ضمام بن ثعلبہؓ کی سربراہی میں وفد آیا جس کی تفصیل عنقریب (متصل بعد عنوان کے تحت) درج ہے۔

(۲۷) حضرت ضمام بن ثعلبہؓ کی بارگاہ نبوی میں حاضری

اسی سال، حضرت ضمام بن ثعلبہؓ، اپنی قوم، بنی سعد بن بکر سے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ سے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور دیگر احکام شرع کے بارے میں پوچھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں

مذکور ہے۔

زاں بعد وہ اپنی قوم کی جانب واپس لوٹے اور انہیں خبر دی چنانچہ وہ سارے کے سارے ایمان لے آئے۔ لے

علمائے سیر کی ایک جماعت کا ارشاد ہے کہ حضرت ضمام رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں آمد ۵/۵ھ کو ہوئی۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔

”صحیح یہ ہے کہ حضرت ضمام رضی اللہ عنہ ۹/۵ھ کو بارگاہ نبوی میں شرف یاب ہوئے۔“

علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں جزم کے ساتھ فرمایا یہی درست ہے۔ لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جذب القلوب میں فرمایا۔
”ان کی آمد ۱۰/۵ھ میں ہوئی تھی۔“

(۲۸) وفد عبد القیس کی حاضری

بعض علمائے کرام نے فرمایا اسی سال ماہ رجب میں قبیلہ عبد القیس کا وفد دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ مضر بن نزار بن معد بن عدنان سے ربیعہ کی اولاد میں سے ایک بڑا قبیلہ تھا۔ یہ لوگ جوثا میں مقیم تھے۔ جو بحرین کے قریب ایک گاؤں ہے۔

چودہ سواروں پر مشتمل یہ وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں حضرت منذر بن عابد عبدی عصری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے ان کا لقب اشج تھا۔ نیز حضرت جابر بن معلی عبدی رضی اللہ عنہ بھی اس وفد میں تھے۔

یہ وفد مدینہ منورہ میں دس روز قیام پذیر رہا۔ وہ نبی پاک ﷺ سے شریعتِ مطہرہ کے احکام دریافت کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، نماز قائم رکھنے، زکوٰۃ کی ادائیگی اور رَمَضَانَ الْمُبَارَك کے روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں۔ دُبَاءُ لَہِ نَقِیرَ لَہِ حَتْمَ لَہِ اور مَزَقَّتَ لَہِ سے روکتا ہوں۔ (یعنی ان برتنوں کے استعمال سے منع کرتا ہوں)۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتب میں مذکور ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا کہ مدینہ منورہ، مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جَوَامَا علاقہ بخَرْن میں نماز جمعہ پڑھی گئی۔ ۵۰

یہ جو ہم نے ذکر کیا کہ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ کی آمد ۵/۵ھ میں ہوئی، فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحریر، اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ لیکن جمہور علمائے سیرت نے فرمایا وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ کی آمد ۵/۸ھ کو ہوئی۔ بعض دیگر علماء نے فرمایا کہ یہ وَفْدِ ۵/۹ھ کو آیا۔

ان اقوال میں سے بعض کی تطبیق ۵/۹ھ کے واقعات میں آئے گی۔ انشاء اللہ

(۲۹) وَفْدِ مُزَيْنَہ کی آمد

اسی برس، رجب کے مہینہ میں، مُزَيْنَہ کا وَفْدِ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ وَفْدِ چار سوا افراد پر مشتمل تھا۔ حضرت نَعْمَانُ بْنُ مُقَرِّن بن عَائِدِ مُزَيْنِ رضی اللہ عنہ حضرت بَلَال بن حَارِثِ مُزَيْنِ رضی اللہ عنہ اور حضرت خَزَاعِی بن عَبْدِ سُنَم بن عَفِیفِ مُزَيْنِ رضی اللہ عنہ اس وَفْد میں شامل تھے۔ یہ آخری ان کے بت کے ذریعہ تھے۔

وَفْد کے تمام افراد مشرف بہ ایمان ہو گئے اور اپنے علاقہ میں لوٹ گئے۔ مدینہ منورہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے والا یہ سب سے پہلا وَفْد تھا۔ اس وَفْد کا کچھ ذکر ہم نے ابھی پیچھے کر دیا ہے۔

(۳۰) گھوڑے سے گرنے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم اور داہنی جانب پر خراشیں

ذی الحجہ کے مہینہ میں نبی پاک صاحبِ لَوَاکِ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر غابۂ تشریف فرما ہوئے۔ اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے مبارک سے گر پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور داہنی کمر پر خراشیں آئیں۔ جس کے

۱۔ کدو کے گودے کو نکال کر برتن کی شکل میں کدو کا خول جس میں نَبِید (شراب) بناتے تھے۔

۲۔ نَقِیر لکڑی کی جڑ جس کو کھود کر اس میں نَبِید (شراب) بناتے ہیں۔

۳۔ حَتْم سبز رنگ کی ٹھلیا جس میں نَبِید بنایا کرتے تھے۔

۴۔ مَزَقَّت ایسا برتن جس پر تار کول جیسی چیز ملی ہوئی ہو۔

۵۔ صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۱۲۲ جلد ۸ صفحہ ۶۲

باعث آپ ﷺ اپنے گھر میں قیام پذیر رہے۔ آپ ﷺ نے چند روز تک گھر میں بیٹھ کر نماز ادا فرمائی کیونکہ آپ ﷺ مسجد میں نہ آسکتے تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ واقعہ ۹ھ کو پیش آیا۔ وہاں بھی اس کا ذکر آرہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۱) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ وفد عبد القیس کی آمد کی پیشگی خبر

نبی کریم ﷺ کے معجزات مبارکہ میں سے اس سال یہ معجزہ بھی وقوع پذیر ہوا کہ آپ ﷺ نے وفد عبد القیس کی آمد سے قبل ان کے آنے کی اطلاع دے دی۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو کے دوران ارشاد فرمایا۔

”ادھر سے سوار افراد کا ایک گروہ عنقریب تمہارے پاس آنے والا ہے وہ اہل مشرق میں سب سے بہتر ہوگا۔“

اس ارشاد نبوی کے جلد ہی بعد ان کی آمد ہو گئی۔

(۳۲) گھڑ دوڑ

ایک قول کی رو سے حضرت رسالت مآب ﷺ نے اسی سال گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ کرایا۔ بعض علماء نے فرمایا یہ مقابلہ ۸ھ کو منعقد ہوا تھا۔

(۳۳) مدینہ منورہ میں زلزلہ

اسی سال، مدینہ طیبہ میں زلزلہ آیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی تقدیر پر رضامند کرنا چاہتا ہے۔ تم اس سے راضی ہو جاؤ“

(۳۴) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات

اس برس، ماہ ذی الحجہ میں، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”آپ رضی اللہ عنہ کا وصال، نبی کریم ﷺ کی غزوہ اُحزاب سے فراغت کے پچیس دن بعد ہوا۔ آپ ﷺ

شوال ۵ھ کو غزوہ اُحزاب کے لئے تشریف لے گئے۔“

بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ”جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اس کے باعث عرش الہی جنبش سے کرنے لگا۔“
ابن عائد اور سیلی نے روایت کیا۔

”آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے زمین پر فرشتوں کا نزول صرف اس دن ہوا۔“
ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دے کر مرفوعاً نقل کیا۔
”بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔“

پہلے مذکور ہو چکا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات یوم خندق میں اس تیر کے باعث ہوئی جس سے آپ کی ”رگِ اکمل“ زخمی ہو گئی تھی۔ اسے ابن حبان بن عرقہ نے پھینکا تھا۔
(۳۵) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی والدہ ماجدہ ام سعد بن معاذ، جن کا اسم گرامی کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا تھا، نے وصال فرمایا۔
(۳۶) حضرت ام سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہا کا انتقال

جن دنوں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ دؤمۃ الجندل میں مصروف تھے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ آپ کا نام عمرہ بن سعد بن عمرو انصاریہ رضی اللہ عنہا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اسی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس غزوہ پر روانہ ہو گئے تھے جس کے باعث وہ اپنی والدہ کی نماز جنازہ اور دفن میں شرکت نہ کر سکے۔

۱۔ یہ حدیث پاک دس بلکہ اس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے حضرت ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا متواتر طریقوں سے یہ ثابت اللفظ ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۳۹

۲۔ علمائے کرام نے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات پر عرش الہی کی جنبش کرنے کے مختلف مفہومات ذکر فرمائے ہیں۔ تفصیل کے لئے زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۴۰ ملاحظہ ہو۔

۳۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے کسی نے مٹی بھر مٹی لی پھر اسے دیکھا تو وہ کستوری تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرما کر سبحان اللہ سبحان اللہ کہا، اور جب حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کھودنے والوں میں شامل تھا۔ آپ کی قبر کھودتے ہوئے کستوری کی خوشبو پھیل گئی۔ زرقانی علی المواہب اللہ جلد ۲/ صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳

۴۔ انصار کی مشورات میں آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ سب سے پہلے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت فرمائی تھی۔ زرقانی علی المواہب جلد ۲/ صفحہ ۱۴۱

جب لشکرِ اسلام اس مہم سے واپس آیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔
 ”یا رسول اللہ! میری والدہ ماجدہ اچانک انتقال فرما گئی ہیں اگر انہیں گفتگو کا موقع ملتا تو ضرور صدقہ کرتیں اگر میں صدقہ کروں تو کیا ان کے لئے کفایت کرے گا۔“
 نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

”ہاں۔“

انہوں نے پوچھا کونسا صدقہ سب سے بہتر ہے۔

حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

”لوگوں کو پانی پلانے کا بندوبست کرو۔“

اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا اور فرمایا:
 ”یہ اُمّ سعد رضی اللہ عنہا کے لئے ہے۔“

(۳۷) چاند گرہن

اسی برس جمادی الآخرہ کے مہینہ میں، چاند گرہن لگا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز خسوف ادا فرمائی۔

یہودیوں نے اس موقع پر ہاتھ دھونے کے برتن بجانے شروع کر دیئے اور کہنے لگے چاند پر جادو کر دیا گیا ہے۔

علامہ ابن اشیر رحمہ اللہ نے اسد الغابہ میں لکھا ہے۔

”خسوفِ قمر کی یہ سب سے پہلی نماز تھی۔“

لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی سیرت میں لکھا

”خسوف کی سب سے پہلی نماز ۸ھ میں ادا کی گئی۔“

(۳۸) قریش کا گرفتارِ مصیبت ہونا نبی پاک ﷺ کا اظہارِ خیر سگالی

اسی سال، قریش کو ایک مصیبت پیش آئی۔ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اظہارِ ہمدردی کے لئے ان کے پاس روانہ فرمایا۔

(۳۹) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

ایک قول کی رو سے اسی سال، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مشرف بہ

ایمان ہوئے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ۸/ھ میں ایمان لائے۔ یہی قول اصح ہے۔ جیسا کہ ۸/ھ کے واقعات میں آ رہا ہے۔

(۴۰) غزوہ بنی مُضَلِّق

اسی سال، شعبان میں، غزوہ بنی مُضَلِّق وقوع پذیر ہوا۔ اسے غزوہ مُرْسِیع بھی کہتے ہیں۔ لہ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ غزوہ شعبان ۸/ھ میں پیش آیا۔ مغازی کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۴۱) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی گمشدگی

اسی سال، اس غزوہ میں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا تھا۔

(۴۲) واقعہ اِفک

اسی سال، واقعہ اِفک پیش آیا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ علامہ ذہبی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ اسی سال پیش آیا۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۸/ھ کو پیش آیا۔

(۴۳) واقعہ اِفک سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹ سے جو آپ رضی اللہ عنہا پر تراشا گیا تھا، بریٰ الذمہ قرار دیا۔ چنانچہ آپ کی برأت اور اس سے متعلق امور کے بارے میں اٹھارہ آیات لے نازل فرمائیں۔ ان آیات مبارکہ کا آغاز اِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ (النور: ۱۱) سے ہوتا ہے اور اُولٰٓئِکَ مُبَرَّرُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ (النور: ۲۶) پر یہ مضمون ختم ہوتا۔ ان آیات کریمہ کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

لہ حضرت رسول کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنی مُضَلِّق لڑنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں ان کا سردار حارث بن ابی ضرار ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا باپ تھا۔ اس اطلاع پر آپ ﷺ خود ان کے مقابلہ پر نکلے نہایت شدید جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی مُضَلِّق کو شکست دی اور ان کے بہت سے آدمی کام آئے۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۲۱۲، ۲۱۳ لہ یہ آیات اٹھارہ نہیں بلکہ سولہ ہیں۔

جن لوگوں نے یہ بہتان (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) تراشا وہ تمہیں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔ اس (بہتان) کو تم اپنے حق میں برانہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ان میں سے ہر کسی کو جتنا کچھ اس نے کیا، گناہ ہوا اور جس نے اس بہتان طرازی میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا اس کے لئے بہت بڑی سزا ہے۔ (۱۱) کیوں نہیں جب تم نے اسے سنا تو مومن مردوں اور عورتوں نے آپس میں نیک گمان کیا؟ اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو صریح جھوٹ ہے۔ (۱۲) (یہ بہتان میں حصہ لینے والے لوگ) اپنے اس بہتان پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ سو جب یہ لوگ چار گواہ نہ لاسکے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ (۱۳) اگر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے تو جس بہتان کو تم نے تراشا تھا، اس کے بدلے میں، تم پر سخت عذاب واقع ہو جاتا۔ (۱۴) جب تم اس بہتان کو اپنی زبانوں سے نقل کر رہے تھے تو اس وقت تم ایسی بات اپنے مومنوں سے کہہ رہے تھے جس کی تمہیں خبر تک نہ تھی۔ تم اسے ہلکا سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔ (۱۵) اور کیوں نہ تم نے کہا جب تم نے اسے سنا، ہم کو مناسب نہیں کہ ایسی بات زبان سے کہیں۔ اے اللہ تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ (۱۶) اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی حرکت دوبارہ نہ کرنا۔ اگر تم صاحب ایمان ہو۔ (۱۷) اللہ تعالیٰ تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے علم والا عظیم حکمت والا ہے۔ (۱۸) جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ (۱۹) اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بن چکے ہوتے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت رحم فرمانے والا اور مہربان ہے۔ (۲۰) اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو کیونکہ وہ تو بے حیائی اور بری بات کا حکم دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی توبہ کر کے کبھی بھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پاک فرما دیتا ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ (۲۱) اور جو لوگ بزرگی اور فراخی والے ہیں، وہ اہل قرابت، مساکین اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں انہیں چاہئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۲۲) بلاشبہ جو لوگ، پاک دامن، غافل، ایمان والی مستورات پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے۔ ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ (۲۳) جس دن ان کے خلاف، ان کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں، ان کے کرتوتوں کی گواہیاں دیں گے۔ (۲۴) اس دن اللہ تعالیٰ ان کو پورا پورا درست بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ برحق اور واضح فرمانے والا ہے۔ (۲۵) گندی عورتیں

گندے مردوں کے لائق ہیں۔ اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہیں۔ پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور ستھرے مرد، پاک عورتوں کے لائق ہیں۔ وہ ان بہتانوں سے پاک ہیں جو (منافق) تراشتے پھرتے ہیں۔ ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔ (النور: ۱۱ تا ۲۶)

(یہ تمام آیات یک بار نازل نہیں ہوئیں بلکہ) ان میں سے بعض آیات مبارکہ پہلے نازل ہوئیں اور کچھ دوسری بعد میں۔ بہر حال ان آیات مبارکہ کے نزول سے ام المومنین حضرت صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کی برأت ظاہر ہو گئی۔ منافقین اور بہتان تراشوں کی خوب رسوائی ہوئی۔

(۳۴) تیمم کا حکم

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بنی مُضَلِیق سے واپس تشریف لا رہے تھے اور بہتان تراشی کے قصہ کا آغاز تھا آیت تیمم نازل ہوئی۔

علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ آیت تیمم کیا سورہ المائدہ کی آیت ہے یا سورہ النساء کی آیت ہے۔ صحیح بات جو صحیح بخاری میں مذکور ہے یہ ہے کہ یہ سورہ المائدہ کی آیت ہے۔

قبل ازیں تیمم اس امت میں درست نہ تھا بلکہ سابقہ امتوں میں بھی یہ مشروع نہ تھا۔ کیونکہ یہ اس امت کے خصائص سے ہے۔ لہ

(۳۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہ

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل ہو چکی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اپنے خالہ زاد حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ پر آئندہ کچھ خرچ نہ کریں گے کیونکہ انہوں نے واقعہ اُفک میں بات چیت سے حصہ لیا تھا۔ اس سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان پر اپنا مال خرچ فرماتے تھے اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہ غریب تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَلَا يَأْتِلْ أَوْلُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ
وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (النور: ۲۲)

ترجمہ: ”مال دار اور فراخ دست قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں

لہ تیمم کا مشروع ہونا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برکت کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۱۰۱

ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دیں گے۔“

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے۔ چنانچہ انہوں نے جتنا مال ان پر خرچ کرتے تھے اسے بحال فرما دیا۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میں اسے ان سے نہیں روکوں گا۔

(۴۶) بہتان تراشوں پر حدِ قذف

قرآن مجید میں جب حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی نازل ہو چکی تو نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار افراد پر حدِ قذف جاری فرمائی جنہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی۔ ان کے نام یہ ہیں:

عبداللہ بن ابی بن ابی سلول (منافق)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت مسطح بن اثامہ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ بنت محش رضی اللہ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی اسی کوڑے لگوائے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ کسی پر حدِ قذف جاری نہیں کی گئی تھی۔

(۴۷) عزل کے بارے میں ارشادِ نبوی

غزوہ بنی مصلط میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو لونڈیاں غنیمت کے طور پر حصہ میں عطا فرمائیں۔ ان پر شہوت نے غلبہ پایا وہ ان سے مباشرت کرنا چاہتے تھے لیکن انہیں خوف تھا کہ اگر ان لونڈیوں کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو وہ ان کی ام ولد بن جائیں گی اور ان کی فروخت ان پر حرام ہو جائے گی۔ اس پر انہوں نے عزل کا ارادہ کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نہ تم پر لازم ہے کہ عزل نہ کرو۔ قیامت تک جس روح نے دنیا میں جنم لینا ہے وہ جنم لے کر رہے

گی۔“

(۳۸) عبد اللہ بن ابی منافق کی ریشہ دوانیاں

غزوہ بنی مُضَلِّق میں یہ واقعہ پیش آیا کہ مُہاجرین رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی نے انصار رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی کو سینہ پر ہاتھ مار کر دھکا دیا۔

(دھکا دینے والے مہاجر کے نام میں اختلاف ہے بعض علماء فرماتے ہیں) کہ ان کا نام حضرت جہجہ بن قیس غفاری رضی اللہ عنہ تھا لیکن بعض کے نزدیک ان کا نام حضرت جہجہ بن مسعود بن سعد رضی اللہ عنہ تھا۔ اسی طرح انصاری کے نام میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ ایک روایت کی رو سے ان کا نام حضرت سنان بن فروہ جہنی رضی اللہ عنہ تھا جبکہ دوسری روایت کے مطابق حضرت سنان بن تیم بن اوس رضی اللہ عنہ تھا۔ اس واقعہ پر مہاجرین نے اپنے مہاجر بھائیوں کو مدد کے لئے پکارا اور انصار نے اپنے انصار بھائی بندوں کو۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے یہ آوازیں سنیں تو فرمایا:
 ”جاہلیت کی پکار کا کیا موقع ہے اسے چھوڑو۔ یہ قابلِ نفرت ہے۔“
 رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے یہ سنا تو کہنے لگا
 کیا مہاجرین نے ایسا کیا ہے؟
 پھر (انصار کو) کہنے لگا۔

”جو (حضرت) رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد لوگ ہیں ان پر خرچ نہ کرو وہ بھاگ جائیں گے۔“
 اس نے یوں بھی کہا۔

”اگر ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے تو معزز آدمی، ذلیل آدمی کو وہاں سے نکال دے گا۔“
 اس منافق نے معزز سے اپنی ذلیل ذات مراد لی اور دوسرے لفظ سے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ ارفع مراد لی۔

حضرت زید بن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ نے اس منافق کی یہ بات سن لی انہوں نے اس کی یہ بات نبی پاک کی بارگاہ میں عرض کر دی۔

عبد اللہ ابن ابی آیا اور اس نے اس بات سے صاف انکار کر دیا اور اس پر قسم بھی اٹھالی۔
 حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
 ”شاید تمہارے کانوں نے سننے میں غلطی کی ہے۔“

حضرت زید رضی اللہ عنہ نہایت غمگین ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ اذا جاءك المنافقون نازل فرمائی جس میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق اور اس منافق کی تکذیب تھی۔ ۱۔
 اللہ تعالیٰ نے اس منافق کی پہلی بات کی اس آیت سے تردید فرمائی۔
 وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ (المنافقون: ۷)
 ترجمہ: ”آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کی ملکیت ہیں لیکن منافقوں کو اس کی سمجھ نہیں۔“
 اللہ تعالیٰ نے اس کی دوسری بات کا رد یوں فرمایا:
 وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون: ۸)
 ترجمہ: ”عزت اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافقوں کو علم نہیں۔“
 ان آیات کے نزول پر نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔
 ”اے زید! اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق فرمادی۔“
 اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔

۱۔ جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو اس بد باطن عبد اللہ بن ابی کی بات بتائی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پاس تھے انہوں نے عرض کیا اسے قتل کروادیں۔ اس پر حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں میں اس بات کا چرچا ہو جائے گا کہ محمد ﷺ خود اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں۔ میں اسے پسند نہیں کرتا (تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۲) بعد میں عبد اللہ ابن ابی کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کی حرکت کا علم ہوا تو وہ دربار رسالت میں عرض کرنے لگے۔ آپ مجھے حکم دیں میں ابھی اس کا سر کاٹ کر لاتا ہوں لیکن نبی کریم ﷺ نے درگزر سے کام لیا (تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۳) اس واقعہ کے بعد پھر جب کبھی وہ بات کرتا خود اس کی قوم برا کہتی، ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی اس پر نبی پاک ﷺ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا اب بتاؤ اگر میں تمہارے مشورے کے مطابق اسی دن اسے قتل کروا دیتا تو اس کی قوم جوش میں آجاتی اور آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو خود اس کی قوم والے اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب مجھے محسوس ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی کارروائی میرے مشورے سے زیادہ باعث برکت تھی۔ تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۳۱۵

۶/ ہجری کے واقعات

(۱) نمازِ استسقاء

اس سال، رَمَضانُ الْمُبَارَک میں، لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے۔ وہ بارگاہِ نبوی میں بارش کا مطالبہ لے کر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں عاجزی، تواضع اور صدقہ کا حکم دیا۔ پھر ان کو لے کر عید گاہ کی جانب نکلے وہاں دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی اور دوسری رکعت میں سورہ الغاشیہ پڑھی۔ نیز پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔ اس کے بعد ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ لوگ ابھی اپنی جگہوں سے اٹھے بھی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے کئی دنوں تک رات دن بارش ہوتی رہی۔

(۲) نزولِ باران میں ستاروں کو حقیقی مؤثر جاننے والا کافر ہے

جب لوگ بارش سے سیراب ہو چکے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آج رات کچھ لوگوں نے صبح کی اس حال میں کہ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور

۱۔ یہ نماز بغیر اذان و اقامت کے تھی اور قرات میں جُز فرمایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ مذہب حنفی میں مفتی بہ قول

کے مطابق استسقاء میں نماز جماعت اور خطبہ کے ساتھ مسنون ہے مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۳۴۳

۲۔ اس خطبہ مبارکہ کا جتنا حصہ محفوظ ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے تمام تعریف اللہ

تعالیٰ کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے بڑا مہربان نہایت احسان فرمانے والا ہے۔ روزِ جزاء کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا

کوئی معبود نہیں۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تیرے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں جو تو ارادہ فرماتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ!

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے ہم محتاج بندے ہیں۔ ہم پر بارش نازل فرما اور اس نازل ہونے والی بارش کو ہمارے لئے ایک

مدت تک قوت اور بُلَاف کا سامان بنا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۱

ستاروں (کے حقیقی مؤثر ہونے کا) انکار کرتے ہیں اور کچھ میرا انکار کرتے ہیں اور ستاروں (کی تاثیر) پر ایمان رکھتے ہیں جن لوگوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش عطا ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کی تاثیر کا انکار کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے کہا کہ فلاں ستارے کے طلوع کے باعث بارش ہوئی وہ میرے مؤثر ہونے کا انکار کرتے ہیں اور ستاروں پر ایمان رکھتے ہیں“ لہ

بعض علماء فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے یہ ارشاد ۸/۱۱۱ ھ حدیث کی مہم کے دنوں میں فرمایا بعض دیگر علماء نے فرمایا یہ ۱/۷ ھ کا واقعہ ہے جس طرح کہ ۱/۷ ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

(۳) عینس کی جانب فوج کشی

اسی سال، جمادی الاولیٰ میں، لیکن دوسرے قول کی رو سے جمادی الاخریٰ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو عینس کی جانب مہم پر بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے کفار قریش کے کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا جن میں حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی تھے جو نبی کریم ﷺ کی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے گزارش کی کہ انہیں اپنی پناہ میں لے لیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ اور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا ”میں نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے“ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اے زینب! جسے تو نے پناہ دی وہ ہماری پناہ میں ہے“ اس کے بعد حضرت رسالت مآب ﷺ نے ان کی پناہ کا اعلان فرمادیا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے جو مال لیا تھا اسے واپس فرمادیا۔

لہ اگر یہ اعتقاد ہو کہ چاند جب فلاں منزل میں آجاتا ہے تو یقیناً بارش ہوتی ہے اور ناممکن ہے کہ بارش نہ ہو اس کے خلاف اگر چاند فلاں منزل میں نہ آئے تو ہرگز بارش نہ ہوگی (ستاروں کی حرکت کو بارش کے ہونے یا نہ ہونے میں مؤثر حقیقی سمجھے) تو یہ اعتقاد اور الفاظ کفر ہیں۔ لیکن اگر یہ اعتقاد ہو اور کہے کہ جب چاند فلاں منزل میں آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی تخلیق سے بارش ہوتی ہے اگر حق تعالیٰ نہ چاہے تو نہیں ہوتی اگر چاند اس منزل میں نہ آئے اور حق تعالیٰ چاہے کہ بارش ہو تو ہو جاتی ہے جس طرح اسباب علوی اور سماوی فراہم ہونے پر ہوتی ہے تو کفر نہ ہو گا مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۱

لہ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اسے حصص یعنی صاد کے ساتھ لکھا علامہ زرقانی نے اسے ثابت رکھا۔ ملاحظہ ہو مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۵۵۔ امام المغازی و اقدی نے المغازی جلد اول صفحہ ۳۵۰، ۳۵۱، ۵۵۳، ۶۲۸ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد ۲ صفحہ ۳۳۲ میں صاد کے ساتھ ہی تحریر فرمایا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کا اس کو سین کے ساتھ لکھنا جہنی برہمن ہے۔

(۴) حضرت اَبُو الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا ایمان لانا

اس مہم کے بعد حضرت اَبُو الْعَاصِ بن رَیْح رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے ایمان قبول کر لیا۔ اے نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کو پہلے نکاح ہی پر ان کے سپرد فرما دیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نئے نکاح اُس کے بعد ان کے ہاں روانہ فرمایا

بعض دیگر علماء کا ارشاد ہے کہ حضرت زینب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کی یہ رخصتی ۷/۱ھ میں ہوئی جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔
(۵) اَبُو رَافِعِ سَلَامِ بن ابی الحَقِیق کا قتل اور معجزہ نبویہ

رمضان المبارک اسی سال حضرت عبداللہ بن عتیک انصاری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو اَبُو رَافِعِ سَلَامِ بن ابی حَقِیق یہودی کی جانب مہم پر بھیجا گیا۔

ایک قول کی رو سے یہ مہم رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینہ میں روانہ ہوئی۔
اس مہم میں حضور اکرم ﷺ کا ایک معجزہ رونما ہوا کہ اَبُو رَافِعِ کو قتل کرنے کے بعد، واپسی پر چاندنی رات میں سیڑھی سے گرنے کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عتیک رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی پنڈلی ٹوٹ گئی اور پاؤں ٹل گیا۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے اس پر پٹی باندھ لی۔ اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے انہیں ارشاد فرمایا ”اپنا

اے حضرت اَبُو الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مسلمانوں کے ہاتھوں سے رہائی پا کر سارا مال لے کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ ہر مالک کو اس کا مال پہنچایا۔ پھر پوچھا کیا میرے پاس کسی کا مال ہے جو ابھی تک اس نے وصول نہ کیا ہو، انہوں نے جواب دیا نہیں پھر پوچھا کیا میں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا سب نے کہا ہاں ہم نے آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو وعدہ پورا کرنے والا اور کریم پایا ہے اس پر آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے ایمان کا اعلان کر دیا پھر فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے ایمان کا اعلان اس لئے نہ کیا کہ تمہیں خیال ہو کہ میں تمہارا مال کھا جاؤں گا اب اللہ تعالیٰ نے وہ مال تم پر واپس لوٹا دیا اور میں اس سے فارغ ہو چکا اس لئے اب اپنے ایمان کا اعلان کیا پھر وہاں سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آ گئے۔ زر قانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۶

اے یہ دونوں روایتیں بظاہر متضاد ہیں لیکن فی الحقیقت متضاد نہیں کیونکہ پہلی روایت جس میں ہے کہ پہلے نکاح پر ہی نبی پاک ﷺ نے حضرت زینب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کو خاوند کے سپرد فرما دیا اس کا معنی ہے کہ پہلے نکاح میں جو مہر وغیرہ مقرر تھا سپردگی کے موقع پر اس میں اضافہ نہ فرمایا بلکہ اسی مہر پر نکاح ثانی ہوا اور وہ اپنے خاوند کے ہاں تشریف لے گئیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں نص قطعی وارد ہے لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ (مشرک عورتیں مسلمان مردوں پر حلال نہیں اور نہ ہی مشرک مرد مسلمان عورتوں کے لئے حلال ہیں) حضرت زینب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کے اسلام کے باعث ان میں تفریق ہو چکی تھی۔ لہذا نکاح جدید ضروری تھا۔ اسی پر آج امت کا عمل ہے فقہاء میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں، ماخوذ از ر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸

اے سَلَامِ بن ابی حَقِیق، کنانہ بن ابی حَقِیق کا بھائی تھا جو ام المومنین حضرت صفیہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کا پہلا خاوند تھا۔ مدارج النبوت (اردو ترجمہ) جلد ۲ صفحہ ۱۸۸۔ اپنے خاوند کے قتل کے بعد آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

پاؤں پھیلاؤ“ آپ ﷺ نے پھیلا دیا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے دستِ شفا پھیر دیا اسی وقت وہ ٹھیک ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تکلیف تھی ہی نہیں۔ لہ

(۶) معجزہ نبوی

اسی سال، شوال کے مہینہ میں، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی اسیر بن رزام یہودی کی جانب مہم کے دوران ایک معجزہ ظاہر ہوا ہے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب اسیر مذکور نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے سر کے اوپر زخم لگایا تو نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ان کے زخم پر پھونک ماری اور دعا کی۔ اس روز کے بعد اس زخم میں نہ درد ہوا اور نہ ہی پیپ ظاہر ہوئی۔

(۷) صلح حدیبیہ

حدیبیہ کی مہم بھی اسی سال روانہ ہوئی اس مہم کا انجام صلح ۲ پر ہوا جس طرح کہ ہم نے غزوات

۱۔ ابو رافع تاجر تھا۔ سرزمینِ حجاز میں ایک قلعہ کے اندر رہتا تھا۔ جنگوں میں اسلام کے خلاف مشرکوں کی اعانت کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے چار ساتھیوں (ان کے اسماء کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مواہب لدنیہ زر قانی جلد ۲ صفحہ ۱۶۵) سمیت اس کے قتل کے لئے روانہ ہوئے غروبِ آفتاب کے قریب قلعہ کے نزدیک پہنچ گئے۔ مویشی چراگاہ سے واپس قلعہ میں داخل ہو رہے تھے ساتھیوں کو ایک جگہ بٹھایا اور خود قلعہ کے بالکل قریب آکر سر کو لپیٹا اور اس طرح بیٹھ گئے گویا قضائے حاجت میں مشغول ہوں دربان نے سمجھا شاید یہ قلعہ کا کوئی باشندہ ہے۔ آواز دی اے بندہ خدا! اگر آنا چاہتا ہے جلدی کر کیونکہ میں قلعہ کا دروازہ بند کرنے والا ہوں انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اور قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ اور گدھوں کے اصطبل میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ دربان نے دروازہ بند کیا چابی طاقت میں رکھی اور چلا گیا کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے چابی اٹھائی اور تالا کھول دیا۔ جب لوگ سو گئے تو آپ ﷺ ابو رافع کی تلاش میں نکلے اسے دیکھا بالا خانہ میں ہے اور قصہ خوان اسے افسانہ سنا رہا ہے۔ افسانہ ختم ہوا تو کئی دروازوں سے گذرے جن میں سے ہر ایک کو اندر سے بند کر دیا بالآخر ابو رافع کے کمرہ میں پہنچے وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ سو رہا تھا اس کا نام لے کر پکارا وہ جاگ اٹھا اور پوچھا کون ہے آپ ﷺ نے اس پر تلوار سے وار کیا لیکن وار خطا ہو گیا۔ اس پر ابو رافع چلانے لگا آپ ﷺ کمرہ سے باہر نکل کر پھر اندر داخل ہوئے آواز بدل کر اس سے پوچھا کیا معاملہ ہے اس کے جواب پر آپ ﷺ نے اس پر پھر حملہ کیا لیکن وار کارگر نہ ہوا پھر تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر اتنا زور لگایا کہ تلوار اس کی پشت سے پار ہو گئی۔ اور اس کا کام تمام ہو گیا پھر تمام دروازے کھولے جب بالا خانہ سے نیچے اترنے لگے تو زمین پر گر پڑے جس سے پنڈلی ٹوٹ گئی۔ مارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۰۔

۲۔ صلح نامہ کے دفعات اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے انتہائی تکلیف دہ تھے اور وہ اس کے نتیجے میں بے حد بے چین اور غمگین ہوئے لیکن فی الحقیقت وہ مسلمانوں کے حق میں بہت شاندار نتائج کی حامل تھی۔ چنانچہ مارج النبوت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ اسلام میں صلح حدیبیہ کے برابر کوئی فتح نہ تھی۔

کے باب میں پہلے بیان کر دیا ہے۔

(۸) احرام نبوی اور کفار کی جانب سے رکاوٹ

حَدِیثِیہ کی طرف جانے سے پہلے نبی کریم ﷺ نے عُمَرہ کے لئے احرام زیب تن فرمایا اور مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ذی قعدہ کی پہلی تاریخ پیر کے روز مدینہ طیبہ سے روانگی ہوئی ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ایک ہزار تین سو افراد تھے۔ بعض روایتوں میں ان کی تعداد چودہ سو اور بعض میں پندرہ سو بھی آئی ہے۔ درست قول درمیانہ ہے۔

مدینہ منورہ پر حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ حضرت نمیلہ بن عبد اللہ لیشی رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا بعض دیگر علماء نے فرمایا کہ حضرت ابو رُہم کثوم بن حصین غفاری رضی اللہ عنہ نائب تھے۔

آپ ﷺ نے اپنے ہمراہ ستر اونٹ لئے ان پر حضرت ناجیہ بن جندب سلمیٰ رضی اللہ عنہ کو نگران بنایا جو ان کو ہانک رہے تھے اور چرا بھی رہے تھے۔

جب آپ ﷺ حدِیثِیہ کے مقام پر پہنچے تو کفار مکہ نے آپ ﷺ کو روک لیا اس پر نبی اکرم ﷺ نے اپنا سر منڈوایا، اونٹوں کو ذبح کیا اور عُمَرہ کے احرام سے فارغ ہو گئے۔ مسلمانوں نے بھی ایسے ہی کیا اس سال عمرہ نہ کر سکے بلکہ آئندہ سال یعنی ۷ھ کو آپ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

(۹) حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کا بارگاہ نبوی میں حاضر ہونا

حدیبیہ کی مہم سے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے (یعنی صلح نامہ لکھا جا چکا) تو مدینہ منورہ واپسی سے پہلے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ ایمان قبول کر کے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کا نام حضرت عاص بن سہیل بن عمر قرشی عامری رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ سے کچھ عرصہ پہلے مکہ مکرمہ میں ایمان قبول کیا تھا۔ پاؤں میں بیڑیاں پہنے وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچے۔ ایمان لانے کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ کے والد نے ان سے یہ

۱۔ تکمیل صلح کے بعد سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اونٹ نحر فرمائے اور سر منڈوایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی بعض نے سر منڈوایا اور بعض نے بال ترشوائے۔ ذبح ہونے والے اونٹوں میں ابو جہل کا اونٹ بھی شامل تھا۔ مشرکین نے چاہا کہ سو اونٹ دے کر اس کو بچالیں لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ نے قبول نہ فرمایا اور خود اپنے دستِ اقدس سے اسے ذبح فرمایا کل بیس اونٹ آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے ذبح فرمائے مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۷۱

سلوک کیا تھا۔ فتح مکہ کے دنوں میں ان کے والد بھی مشرف بہ ایمان ہو گئے تھے۔ اس کا ذکر ۸/۵ کے واقعات میں آئے گا۔

(۱۰) حضرت اَبُو بَصِیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا بارگاہِ نبوی میں آنا

حَدِیثِیہ کی مہم سے فراغت کے بعد، واپسی سے قبل، حضرت اَبُو بَصِیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ایمان قبول کر کے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا اسم گرامی حضرت عتبہ بن اسید بن جاریہ ثقفی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

اسید، الف کی زیر کے ساتھ (ا + ی + ن + و) ہے۔

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حدِیثِیہ کے مقام پر ہی دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اس سے بہت عرصہ پہلے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ایمان قبول کر چکے تھے۔

حضرت اَبُو بَصِیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت اَبُو جَنْدَل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کفار مکہ کی ایذا سے بھاگ کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے تھے آپ ﷺ نے دوبارہ انہیں مکہ مکرمہ لوٹا دیا کیونکہ کفار نے صلح میں یہ شرط رکھی تھی۔ ۱۔ کہ صلح کی مدت کے دوران ہم میں سے جو شخص مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے گا اسے آپ ﷺ لوٹا دیں گے۔ اس پر حضرت اَبُو بَصِیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت اَبُو جَنْدَل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کفار کے ہاتھوں سے بھاگ گئے۔ مدینہ طیبہ اور شام کے درمیان ڈیرہ ڈال لیا۔ ۲۔ وہ کفار مکہ کو مار ڈالتے اور ان کے مال لوٹ لیتے۔ ۳۔ ان دونوں صحابیوں کا معاملہ تفصیل کے ساتھ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔

۱۔ کفار کے ساتھ اس شرط پر صلح کہ ”جو مسلمان ان کے پاس آجائے وہ اسے واپس لوٹا دیں گے“ کا جواز اب بھی باقی ہے یا نہیں اس بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور اس کا ناخ سرور کائنات ﷺ کا یہ ارشاد ہے ”میں اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان ہے“ لہذا اب اس شرط پر کافروں سے صلح جائز نہیں مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۳۶۷

۲۔ کفار کے مظالم سے بھاگ کر وہاں جمع ہونے والوں کی تعداد آہستہ آہستہ بڑھنے لگی اور ان کی تعداد تین سو کے قریب ہو گئی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۳۷۳

۳۔ کفار مکہ اس صورت حال سے تنگ آ گئے اور اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگے چنانچہ انہوں نے اَبُو سُفْیَان کو بارگاہِ نبوی میں بھیجا اور عرض کیا آپ ﷺ اس جماعت کو واپس بلا لیں ہم اس شرط کو ختم کرتے ہیں آئندہ ہم میں سے جو آپ ﷺ کے پاس آئے گا وہ آپ ﷺ کی امان میں ہوگا۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھیج کر انہیں اپنے پاس بلا لیا مدارج النبوت جلد ۴ صفحہ ۳۷۳

(۱۱) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

حدیبیہ کی مہم سے پہلے، اسی سال، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ مشرف بہ ایمان ہوئے۔
حضرت ابو اوفی رضی اللہ عنہ کا نام علقمہ بن خالد اُسلمی تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ حدیبیہ میں حاضر تھے۔ بیعتِ رضوان میں شرکت کی غزوہ حنین اور مابعد جنگوں میں شریک رہے۔ نبی پاک ﷺ کے ہمراہ چھ مہموں میں شامل تھے۔
آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابو اوفی رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔

(۱۲) حضرت خراش بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حدیبیہ کی مہم سے قبل، اسی سال، حضرت خراش بن اُمیہ بن ربیعہ بن فضل کعبی خزاعی رضی اللہ عنہ بھی ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو نضلہ تھی اور بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ بیعتِ رضوان کی۔ حدیبیہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا سر مبارک مونڈا تھا۔
(خراش خاء کی زیر، پھر راء کے ساتھ (خ + ر + ا + ش) ہے۔)

(۱۳) آٹھ بھائیوں کا ایمان لانا

حدیبیہ کی مہم سے پہلے آٹھ بھائیوں نے ایمان قبول کیا ان کے نام یہ ہیں۔

- (۱) حضرت اَسْمَاءُ رضی اللہ عنہ (۲) حضرت ہند رضی اللہ عنہ (۳) حضرت خراش رضی اللہ عنہ
(۴) حضرت ذُو یُبَیْن رضی اللہ عنہ (۵) حضرت حُرَّان رضی اللہ عنہ (۶) حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ (۷) حضرت مالک رضی اللہ عنہ

(۸) ان کا نام ہمیں نہ مل سکا۔

یہ سب خارش بن سعید کے صاحبزادگان تھیں۔ خارش، خاء اور ثا کے ساتھ ہے۔
یہ بنی اُسْلَم سے تھے۔ یہ آٹھوں ایمان لائے، صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ اور بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے۔ ان میں سے حضرت اَسْمَاءُ رضی اللہ عنہ اور حضرت ہند رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ سے تھیں۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے خادم تھے۔

حضرت اَسْمَاءُ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام بھی ہند تھا۔ یہی وہ حضرت ہند رضی اللہ عنہ ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے قبیلہ بنی اُسْلَم کی جانب عاشورہ کے دن یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

”جس نے آج کچھ کھالیا ہے بقیہ دن ہرگز کچھ نہ کھائے اور جس نے نہیں کھالیا وہ روزہ رکھے“

(۱۴) حضرت خُفّاف بن اَیْمَان رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

صلح حدیبیہ کی مہم سے پہلے حضرت خُفّاف بن اَیْمَان رضی اللہ عنہ مشرف بہ ایمان ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی غفار کے امام اور خطیب تھے۔ ایمان قبول کرنے کے بعد حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شریک رہے۔

حضرت خُفّاف رضی اللہ عنہ ان کے والد حضرت اَیْمَان رضی اللہ عنہ اور ان کے دادا حضرت رَحَفہ رضی اللہ عنہ تینوں صحابی تھے۔

خُفّاف، خاء کی پیش، پہلی فافر تشدید کے بغیر (خ + ف + ا + ف) ہے اور ایما الف کی زیر، یا کے سکون، پھر میم زال بعد الف ممدودہ کے ساتھ (ا + ئی + م + آ + ء) غیر منصرف اسم ہے۔ رَحَفہ، را، خاء اور ضاد تینوں پر زبر کے ساتھ (ر + ح + ض + ہ) ہے۔

(۱۵) حضرت اَیْمَاء بن رَحَفہ رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا

حدیبیہ کی جانب روانگی سے پہلے، حضرت اَیْمَاء بن رَحَفہ رضی اللہ عنہما نے ایمان قبول فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خُفّاف رضی اللہ عنہ کے والد ماجد تھے جن کا ذکر پہلے گذرا۔

(۱۶) حضرت عَقِیل بن اَبی طَالِب رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

صلح حدیبیہ سے قبل، حضرت عَقِیل بن اَبی طَالِب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور حضرت علی بن اَبی طَالِب رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس برس عمر میں بڑے تھے۔

(۱۷) حضرت رِفَاعہ بن زَید رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

حدیبیہ سے فراغت اور خیبر پر روانگی سے پہلے حضرت رِفَاعہ بن زَید بن وَهَب رضی اللہ عنہ جد امی صُبَی رضی اللہ عنہ اپنی قوم سمیت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور سب مشرف بہ ایمان ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ کے باقی افراد جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارگاہ نبوی میں حاضر نہ ہو سکے، کی جانب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ ایک خط روانہ فرمایا جس کے نتیجہ میں وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

یہی وہ رِفَاعہ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک غلام پیش کیا جس کا نام بَدْعَم تھا۔ جو خیبر

میں قتل ہوا۔

(۱۸) غزوہ ذی قرد میں نماز خوف

اسی برس، نبی اکرم ﷺ نے غزوہ ذی قرد کے دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت نماز خوف ذی قرد میں ادا فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس جگہ ایک دن اور رات قیام فرمایا۔ مواہب لدنیہ میں اسی طرح لکھا ہے۔ یہ نماز خوف دوسری بار ادا کی گئی۔ پہلی بار اس کی ادائیگی کا ذکر گذر چکا کہ آپ ﷺ نے عُصفان کے مقام پر غزوہ بنی النضیر میں ادا کی، ۸ھ کے غزوات میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ بعد میں غزوہ ذات الرقاع کے بیان میں پڑھیں گے کہ نبی کریم ﷺ نے وہاں بھی نماز خوف ادا فرمائی۔ وہ اس نماز کی ادائیگی کی تیسری بار ہوگی۔

(۱۹) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا رجز

غزوہ ذی قرد میں، دودھ دینے والی اونٹنیوں کو دشمنوں سے چھڑانے کے دوران، تیر اندازی کے وقت حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے لبوں پر یہ شعر تھا

خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ
وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضْعِ

ترجمہ: اسے لو میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کینے لوگوں (پر سختی) کا دن ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے اپنی صحیح میں روایت فرمایا ہے۔

(۲۰) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے ارشاد نبوی

غزوہ ذی قرد کے دوران نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”جب تو مالک ہو جائے تو نرمی اختیار کر“

آپ ﷺ نے یہ ارشاد حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا جب انہوں نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! دشمن پیاسا تھا آپ ﷺ مجھے ایک سو ساتھیوں کے ساتھ دشمنوں میں بھیجتے ہیں ان سے

موسیٰ بھی چھڑا لیتا اور ان سب کو قید بھی کر لیتا۔

(۲۱) گھوڑے سے گر کر نبی کریم ﷺ کو خراشیں آنا

اس سال، غزوہ ذی قرد سے واپسی کے وقت، نبی اکرم ﷺ اپنے گھوڑے سے گر پڑے اور آپ ﷺ

کی دائیں جانب میں خراشیں آئیں۔ آپ ﷺ ان دنوں میں اپنے حجرہ مبارکہ میں نمازیں ادا فرماتے تھے مسجد

میں نہ آسکتے تھے۔ اس بیماری کی مدت ایک ماہ تھی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۵/۵ھ میں پیش آیا۔ ایک قول کی رو سے اس کے وقوع کا سن ۵/۹ھ ہے اس کی تفصیل ۵/۹ھ کے واقعات میں آرہی ہے۔

(۲۲) انگشتی مبارک بنوانا

اس سال کے آخر، ذی الحجہ کے مہینہ میں، ایک قول کی رو سے ۵/۷ھ میں، نبی پاک صاحبِ لُولاک ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ ارد گرد کے بادشاہوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے کیلئے خطوط ارسال کئے جائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”عجمی لوگ ہر کے بغیر خط کو قبول نہیں کرتے“

اس پر آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا اس پر تین سطروں میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ اس طرح نقش کرایا کہ لفظ ”اللّٰہ“ اوپر کی سطر میں ”رَسُوْلُ“ درمیان کی سطر میں اور ”مُحَمَّدُ“ نیچے والی سطر میں تھا۔

اس انگوٹھی سے آپ ﷺ عجمی بادشاہوں کی جانب اپنے خطوط پر مر لگاتے تھے۔ اس کو حضرت یعلیٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے تیار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یعلیٰ بن مُنیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اُمیہ آپ کے باپ کا نام ہے اور مُنیہ آپ رضی اللہ عنہ کی ماں کا۔ آپ رضی اللہ عنہ زر گر تھے۔

(۲۳) بادشاہوں کے نام دعوتی مکتوب

جب سرورِ کونین ﷺ اپنی انگشتی بنوانے سے فارغ ہوئے تو اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں اسلام کی طرف بادشاہوں کو دعوت دینے کی غرض سے ایلیچی لے اور مکتوب ارسال فرمائے۔

اسی ذی الحجہ کے مہینہ میں، ایک دن میں آپ ﷺ نے چھ ایلیچی روانہ فرمائے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- (۱) حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی جانب خط دے کر روانہ فرمایا۔
- (۲) حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کو روم کے بادشاہ قیصر کی طرف بھیجا گیا جس کا نام ہرقل تھا۔
- (۳) حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو حاکم ایران کسری کی جانب بھیجا گیا جس کا نام پرویز بن ہرمز

لے جو قاصد جس بادشاہ کی طرف بھیجا گیا اللہ تعالیٰ نے اسے اس بادشاہ کی زبان الہام فرمادی یہ حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۳۷۵

بن نوشیروان تھا۔

(۴) مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مَقْوُوس کی طرف حضرت حَاطِب بن اَبی بَلْتَعہؓ کو روانہ فرمایا۔ مَقْوُوس نے اسلام قبول تو نہ کیا لیکن حضرت رسالت مآب ﷺ سے صلح کر لی اور تحائف بھیجے جن کا ذکر ۷/۷ کے واقعات میں آئے گا۔

(۵) حضرت شُجَاع بن وَهَبِ اسَدِیؓ کو حَارِث بن اَبی شَعْر غسانی کی طرف روانہ فرمایا جو غُوَطَہ دِمَشَق کا امیر تھا۔ غُوَطَہ دِمَشَق، غین کی پیش کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے دِمَشَق کا شہر اور اس کا ضلع۔ حَارِث نے ایمان قبول نہ کیا بلکہ اس کی موت کفر پر ہوئی جس کا ذکر ۸/۷ کے واقعات میں آئے گا۔

(۶) حضرت سَلِیْط بن عَمْرُو عامِریؓ کو هُوْذہ بن عَلِی حَنَفِی کی طرف یَمَامَہ میں بھیجا هُوْذہ نے اس وقت نہ ہی بعد میں ایمان قبول کیا بلکہ کفر ہی میں دنیا سے انتقال کر گیا اس کا ذکر بھی ۸/۷ کے واقعات میں آ رہا ہے۔ هُوْذہ کو ہا کے زبر کے ساتھ (ہ + و + ذ + ہ) پڑھا جاتا ہے بعض علماء اسے ہا کے پیش کے ساتھ (ہ + و + ذ + ہ) بیان فرماتے ہیں۔

(۲۴) حضرت نجاشیؓ کا ایمان قبول کرنا

اسی سال کے آخر میں، حبشہ کے بادشاہ، نجاشی کے پاس جب حضور کریم ﷺ کا مکتوب گرامی پہنچا، تو اس نے اسے بوسہ دیا، اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور اس کے مضمون کی اطاعت کی۔ اس نجاشی کا نام اَھْمَہ، صاد اور حا کے ساتھ اَرْبَعہ کے وزن پر ہے مگر یہ غیر منصرف ہے (جب کہ اَرْبَعہ منصرف ہے) کیوں علمیت اور تانیث لفظی اس میں جمع ہیں جس طرح طَلحہ میں موجود ہیں۔

(۲۵) نجاشی کا جوابی مکتوب

اس سال کے اختتام یا ۷/۷ کے اوائل میں حضرت نجاشیؓ نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک خط ارسال کیا جو ان کے ایمان لانے اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت پر مشتمل ہے۔ انہوں نے خط کے ہمراہ بارگاہ نبوی میں بہت سے ہدیے اور تحفے بھیجے۔ اپنے بیٹے سمیت بہتر افراد دو کشتیوں میں روانہ کئے تاکہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں نجاشی کے خود حاضر نہ ہو سکنے کی معذرت کریں۔

(۲۶) نجاشی کے چچا زاد بھائی حضرت ذُو مَجَرِّ حبشیؓ کا ایمان لانا

نجاشی کے چچا زاد بھائی حضرت ذُو مَجَرِّ حبشیؓ بھی اسی سال حلقہ اسلام میں داخل ہوئے آپ ﷺ ان

بہتر افراد میں شامل تھے جو دو کشتیوں کے ذریعہ سے پہنچے تھے ان کا ذکر ابھی گزرا ہے۔ آپ ﷺ کے سارے ساتھی واپس حبشہ چلے گئے لیکن وہ خود نبی کریم ﷺ کے پاس رہے آپ ﷺ بارگاہ نبوی کے خادم بن گئے اور واپس تشریف نہ لے گئے۔

(۲۷) أَبُو سُفْيَانِ هُرَاقِل کے دربار میں

اسی سال یا ۱ھ کے آغاز میں روم کے بادشاہ ہُرَاقِل نے حضرت أَبُو سُفْيَانِ بن حَرْبِ رَضِیَ اللہ عنہ سے دس سوالوں کے جواب مانگے جن جوابوں میں سے ہر ایک آنحضرت ﷺ کے دعوائے رسالت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ سوال و جواب صحیح بخاری کی ابتداء اور اسی کتاب کے ایک دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ ذکر ہیں۔

(۲۸) نَحْرُیْن کے بادشاہ حضرت مُنْذِر بن ساوِی رَضِیَ اللہ عنہ کا ایمان لانا

حَدِیث سے واپس لوٹنے کے بعد دوسرے قول کے مطابق ۸ھ میں جُعرانہ سے واپس تشریف لانے سے قبل ۱۲ ذی قعدہ کو حضور نور مجسم ﷺ نے حضرت عَلاء بن حضرمی رَضِیَ اللہ عنہ کو نَحْرُیْن کے بادشاہ حضرت مُنْذِر بن ساوِی تَمِیْمِی دَارِی عُبَیْدِی رَضِیَ اللہ عنہ کے پاس مکتوب مبارک دے کر بھیجا۔ خط پہنچنے پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت مُنْذِر بن ساوِی رَضِیَ اللہ عنہ اپنے دادا عُبْدُ اللہ بن دَارِمِ تَمِیْمِی کی نسبت سے عُبَیْدِی کہلاتے ہیں۔ آپ ﷺ عُبْدُ الْقَیْسِ قبیلہ سے تعلق نہیں رکھتے جس طرح بعض لوگوں کو عُبَیْدِی کی نسبت سے وہم ہوا ہے۔

(۲۹) عُمَان کے دو حکمران کا قبول اسلام

سید جمال الدین رحمہ اللہ کے روضۃ الاحباب میں بیان کے مطابق، اسی سال غزوہ خیبر کے بعد اور علامہ قسطلانی کے مواہب لدنیہ اور علامہ زرقانی کے اس کی شرح میں ارشاد کے موجب ۸ھ میں غزوہ حُتَیْن کے بعد، نبی کریم ﷺ نے حضرت عُبْدُ اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہ عنہ کے ذریعے عُمَان کے دو حکمران کی طرف مکتوب گرامی ارسال فرمایا۔

عُمَان، عین کے پیش اور میم پر تشدید کے بغیر (عُ + م + ا + ن) ایک ملک کا نام ہے جس کی سرحد یمن سے ملی ہوئی ہے اور عرب کی حدود میں شامل ہے۔

ان دو حکمرانوں میں سے ایک کا نام جِنْفَر تھا۔ جو جَعْفَر کے وزن پر عین کی بجائے یا کے ساتھ ہے۔

دوسرے کا نام عَبد، عین کی زبر اور با پر سکون کے ساتھ (ع + ب + د) ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس کا نام عَبد کی بجائے، عید یعنی باکی بجائے یا کے ساتھ تھا ایک قول کی رو سے اس کا نام عَیاد یعنی عین کی زبر یا کی تشدید اور اس کے بعد الف (ع + ی + ا + د) کے ساتھ تھا۔

یہ دونوں حکمران جُلندئی (ج + ل + ن + د + ی) کے بیٹے تھے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کا مکتوب گرامی جب ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ایمان قبول کر لیا اور اطاعت کا اظہار کیا لیکن بارگاہِ نبوی میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی زیارت سے مشرف ہو سکے۔

(۳۰) سورۃ فتح کا نزول

اس سال سورۃ فتح نازل ہوئی جس کا ذکر آگے آئے گا۔

(۳۱) فرضیت حج

صحیح قول کے مطابق اسی سال حج فرض ہوا۔ ایک قول کے مطابق ۱۹ھ میں اور دوسرے قول کی رو سے ۱۰ھ میں فرض ہوا۔

(۳۲) اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اَحْيَا

اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ: ۱۹۶) آیت مبارکہ اس برس نازل ہوئی سرورِ کائنات ﷺ کفار کی عداوت کے خوف سے حج ادا نہ فرما سکے۔ لیکن آپ ﷺ نے اس سال ذی قعدہ کے عمرہ حَڈِیثِیہ کے لئے احرام زیب تن فرمایا اور مشرکوں نے رکاوٹ کی جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۳۳) سورج گرہن

اس سال، نبی اکرم ﷺ حَڈِیثِیہ میں تھے کہ سورج کو گرہن لگا۔ یہ اس گرہن کے علاوہ ہے جو حضرت رسالت مآب ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کے دن لگا تھا۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۰ھ کو ہوا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

(۳۴) حضرت اُوس بن صامت رضی اللہ عنہ کا ظہار

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت اُوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ سے اس سال ظہار فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ زوجہ آپ رضی اللہ عنہ کی چچا زاد تھیں۔ ان کا نام حضرت خولہ بنت ثعلبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا تھا۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا ظہار تھا۔ زمانہ جاہلیت میں ظہار، طلاق شمار ہوتا تھا۔

(۳۵) آیتِ ظہار کا نزول

اسی بی بی کے بارے میں، اس سال، آیتِ ظہار کا نزول ہوا۔ جو یہ ہے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا الْخ (المجادلہ-۱)
ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ نے سن لی اس عورت کی بات جو آپ ﷺ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑا کرتی ہے۔

اس آیت کریمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اس گمان کو رد کر دیا۔ کہ ظہار طلاق ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اسے طلاق شمار کیا کرتے تھے۔ لہ

(۳۶) حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا حضرت جمیلہ بنتِ عاصم رضی اللہ عنہا سے نکاح

اس سال، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت جمیلہ بنتِ عاصم بن ثابت بن ابی اَفلح رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اکثر مورخین کا یہی قول ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا عاصم کی بیٹی نہیں بلکہ بہن تھیں۔

اس زوجہ سے حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔ زان بعد آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تو انہوں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ جن سے حضرت عبدالرحمن بن زید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ اس طرح حضرت عبدالرحمن بن زید رضی اللہ عنہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔ یہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے نانا تھے۔

(۳۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وقف

اسی سال حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فُئِخ کے مقام پر اپنے اموال وقف فرمائے۔

لہ ظہار کے کفارہ کے بارے میں حکم نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنے خاوند سے کہو ایک غلام آزاد کرے۔ انہوں نے عرض کیا ان کے پاس غلام نہیں۔ پھر فرمایا تو دو ماہ کے روزے رکھے تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو بوڑھے ہیں ان میں اتنی ہمت نہیں پھر فرمایا ایک وُثْق کھجوریں ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کرے تو انہوں نے عرض کیا ان کے پاس یہ بھی نہیں۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہم ایک فُزُق کھجور اس کی اعانت کے لئے دیں گے تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں پھر ایک فُزُق میں ان کی مدد کے لئے دوں گی تو فرمایا تو نے ٹھیک کہا اور اچھا کیا جاؤ اور ان کی طرف سے صدقہ کرو۔ رزقانی شرح المواہب اللدیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ فرق ایک بیان ہے دو فُزُق ایک وُثْق کے برابر ہوتے ہیں اور وُثْق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

(۳۸) ہجرت کرنے والی عورتوں کے حق میں آیاتِ کریمہ کا نزول

اس سال، کچھ اہل ایمان مستورات ہجرت کر کے نبی پاک صاحبِ نواک ﷺ کے پاس پہنچ گئیں۔ جن میں حضرت اُمّ کلثوم بنتِ عقیبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا وغیرہا بھی تھیں۔ کفار مکہ نے ارادہ کیا کہ صلح نامہ (حدیبیہ) کی شرط کے مطابق انہیں حضور نبی کریم ﷺ سے واپس لوٹا لیا جائے لیکن آپ ﷺ نے ان کے مطالبہ کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے واپس لوٹانے سے منع فرما دیا اور ان کے بارے میں یہ دو آیات امتحان نازل فرمائیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَاِمْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ
بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ
وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَاتُّوهُنَّ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا
اتَّيْمُنُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا
أَنْفَقُوا ذَلِكَ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ
مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعاقِبْتُمْ فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ (الممتحنة - ۱۰-۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! مسلمان عورتیں (دارالکفر سے) ہجرت کر کے جب تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان کرو لے اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے اگر تم اپنے اس امتحان کی رو سے انہیں مسلمان پاؤ تو انہیں کفار کی طرف واپس مت لوٹاؤ نہ وہ عورتیں ان کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ ہی وہ کافران کے لئے حلال ہیں اور کافروں نے جو کچھ خرچ کیا وہ ان کو ادا کر دو اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کو حق مہر ادا کر دو۔ اور (اے ایمان والو!) تم کافر عورتوں سے تعلق باقی مت رکھو جو کچھ تم نے خرچ کیا ان کافروں سے طلب کر لو اور جو کافروں نے خرچ کیا ہو تم سے مانگ لیں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے ۝ اور اگر تمہاری عورتوں میں سے

۱۔ امتحان یہ تھا کہ دارالحرب سے دارالاسلام کی جانب ہجرت کرنے والی عورت سے حلف لیا جاتا کہ اس نے خاوند کی نافرمانی کی وجہ سے ہجرت نہیں کی اس کی ہجرت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے جب وہ یہ قسم اٹھا لیتی تو اسے واپس نہ لوٹایا جاتا اس کا مہر اس کے خاوند کو واپس کر دیا جاتا تھا۔ الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ مکتبہ فاروقیہ ملتان۔

کوئی عورت کافروں کے پاس رہ جائے اور تمہیں نہ مل سکے پھر تمہاری باری آئے تو جن کی عورتیں ہاتھوں سے نکل گئیں ان کو اتنا مال دو جو انہوں نے (اپنی عورتوں پر) خرچ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

ان آیات مبارکہ کے نزول پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے ہر ایک نے جس کے پاس کوئی کافرہ تھی، اسے طلاق دے دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اس وقت دو کافرہ عورتیں تھیں آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو طلاق دے کر فارغ کر دیا۔ ۱۷

(۳۹) سورۃ الفتح کے نزول پر مسرت

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیبیہ کے مقام سے واپس مدینہ منورہ تشریف لانے کے دوران سورۃ الفتح ۱۸ اس حال میں نازل ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کے نزول پر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔

(۴۰) سورۃ الفتح کی عظمت

حدیبیہ سے مدینہ منورہ واپسی کے دوران سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کی کیفیت میں مشغول تھے اور اپنی سواری پر سوار تھے اور رات کے وقت اسے چلا رہے تھے اس دوران حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ سوال کیا لیکن آپ نے جواب ارشاد نہ فرمایا اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس خوف سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی گناہ یا خطا سرزد ہو گئی ہے، شدید غم میں مبتلا ہو گئے۔

جب وحی سے فراغت پائی فرمایا

۱۷ ان میں سے ایک کے ساتھ امیر معاویہ بن ابوسفیان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔ انسان العیون جلد ۲ صفحہ ۷۱۸

۱۸ سورۃ الفتح میں فتح مبین سے مراد اکثر علماء کے نزدیک حدیبیہ کے مقام پر ہونے والی صلح ہے۔ اب مسلمان کھلے بندوں کفار سے ملنے جلنے لگے ان کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کرنے لگے جس سے عقل مند اسلام کی جانب راغب ہونا شروع ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف چودہ سو افراد تھے اس کے دو سال بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو اس وقت دس ہزار کا جم غفیر بابہ رکاب تھا۔ نیز اس صلح کے نتیجہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد یہودیوں سے پٹنے کا موقع مل گیا یہ صلح خیبر اور مکہ کی فتح کی تمہید تھی۔

”اے عمر! میں نے آپ ﷺ کے سوال کا جواب نہ دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں وحی کی کیفیت میں مشغول تھا مجھ پر سورہ الفتح نازل ہوئی ہے یہ سُورہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے“

(۴۱) گھوڑوں کی دوڑ لے

اسی سال آپ ﷺ نے گھوڑوں کی دوڑ کرائی۔ سدھائے ہوئے گھوڑوں کے لئے دوڑ کا فاصلہ زیادہ رکھا اور غیر سدھائے ہوئے گھوڑوں کے لئے کم۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے سدھائے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ حِیَفاء سے شروع کرائی اور اس کی آخری حد نِیْسَةُ الْوَدَاع رکھی۔ غیر سدھائے گھوڑوں کی دوڑ نِیْسَةُ الْوَدَاع سے مسجد بنی زُرَیق تک کرائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس دوڑ میں حصہ لیا۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں حِیَفاء سے نِیْسَةُ الْوَدَاع یا چھ میل ہے۔ نِیْسَةُ الْوَدَاع اور مسجد بنی زُرَیق کا درمیانی فاصلہ ایک میل ہے۔

(۴۲) اونٹوں کی دوڑ

اسی سال، سرورِ کائنات صاحبِ لولاک ﷺ نے اونٹوں کی دوڑ کرائی۔ ایک اعرابی کا اونٹ قَصْوَاء سے سبقت لے گیا۔ قَصْوَاء نبی پاک ﷺ کی اونٹنی تھی اس سے پہلے کوئی چوپایہ اس سے آگے نہ نکل سکا تھا۔ مسلمانوں پر یہ امر نہایت ناگوار گذرا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ جس چیز کو رفعت عطا فرمائے اسے پستی دے دے“

(۴۳) گھوڑ دوڑ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی جیت

اسی سال، گھوڑ دوڑ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھوڑا دوسرے گھوڑوں سے آگے نکل گیا اور اس نے سبقت حاصل کی۔ یہ دونوں دوڑیں اسلام میں سب سے پہلی دوڑیں تھیں اسد الغابہ میں اسی طرح ہے۔

(۴۴) ام المومنین حضرت صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کا انتقال

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ، حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ، حضرت ام

رُومَان لے بنت عامر بن عُمَیر فراسیہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک اسی سال ہوا۔

اُمّ رُومَان، راء کی پیش کے ساتھ اور بعض علماء کے نزدیک راء کی زیر کے ساتھ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام زینب تھا اور ایک قول کے مطابق وعد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ میں بہت پہلے ایمان قبول کیا اور بعد میں ہجرت بھی کی۔

جب آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تدفین میں شریک تھے آپ رضی اللہ عنہا کی قبر انور میں داخل ہوئے اور ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”جو حور عین میں سے کسی عورت کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے“ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں انتقال فرمایا۔ تذکرۃ القاری میں ہے کہ پہلا قول اصح ہے۔

(۳۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

بنی زُرَیق کے حلیف، لبید بن اعصم یہودی، اللہ تعالیٰ اسے رسوا فرمائے، نے اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ اس بات پر یہودیوں نے اسے براہِ نیغۃ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیلئے اسے تین دینار دیئے۔ ان کے کہنے پر اس نے یہ برا عمل کیا جادو کی ان چیزوں کو ذی اروان کے کنویں کی گہرائی میں ڈال دیا۔ اس جادو کا قصہ حدیث اور سیرت کی مفصل کتابوں میں مذکور ہے۔ علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا: ”جادو کا یہ واقعہ، حدیث سے واپسی کے بعد ۸ھ میں ہوا۔“ لیکن علامہ شامی نے اپنی سیرت میں فرمایا کہ ”یہ جادو، محرم الحرام ۷ھ میں کیا گیا“ اس مناسبت سے اس کا ذکر ۷ھ کے واقعات میں بھی آئے گا۔

(۳۶) سورہ الفلق اور سورہ الناس کا نزول

پہلے بیان کردہ اختلاف کی رو سے، اسی سال یا ۷ھ میں جب اس جادو کو کنوئیں سے نکالا گیا تو سورہ الفلق اور سورہ الناس نازل ہوئیں اس میں ایک دھاگا جس میں گیارہ گرہیں لگائی ہوئی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آیت پڑھتے ایک گرہ کھل جاتی ان دونوں سورتوں کی گیارہ آیات کی تلاوت کی تکمیل پر وہ ساری گرہیں کھل گئیں۔

لے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ آپ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۹

(۳۷) حضرت ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال، محرم یا صفر کے مہینہ میں، اہل یمامہ کے رئیس، حضرت ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے قرطاء کی جانب اپنی مہم کے دوران قید کیا تھا۔ وہ انہیں مدینہ منورہ لے کر آئے اور مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ آزاد ہونے کے بعد انہوں نے غسل کیا اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر ایمان قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا طویل قصہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے راویوں سے مذکور ہے۔

(۳۸) حضرت ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ کا عمرہ

اسلام قبول کرنے کے بعد، اسی سال، حضرت ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ نے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ عمرہ ارشاد نبوی کے مطابق کیا۔

(۳۹) حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے قریش کی رسد پر پابندی

حضرت ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے یمامہ واپس گئے انہیں قریش مکہ کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکاتبت کا علم ہوا تو انہوں نے یمامہ سے اہل مکہ کی جانب آنے والی گندم اور کھانے کی چیزوں کی بندش کر دی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ قحط میں مبتلا ہو گئے اور خون، اونٹوں کے بال اور مردار کھانے لگے۔ اس پر وہ مدینہ منورہ حاضر ہو کر بارگاہ نبوی میں فریادیں کرنے پر مجبور ہو گئے۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ انہیں گندم اور کھانے کی چیزیں بھیجیں، تب انہوں نے ان کی طرف گندم اور اشیائے خوردنی ارسال کیں جس سے وہ خوشیاں منانے لگے اور خوش حال ہو گئے۔ ۲

۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کا نام محمد ہے ان میں سب سے بڑے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۳

۲۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۶

(۵۰) اہل مکہ کے قحط کے بارے میں نزول آیات

اہل مکہ اور ان کے مذکورہ بالا قحط کے بارے میں یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔
وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ○ حَتَّىٰ إِذَا
فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ○
(المومنون: ۷۶-۷۷)

ترجمہ: ہم نے ان کو عذاب سے پکڑا نہ وہ رب کے حضور جھکے اور نہ ہی گڑ گڑائے یہاں تک کہ جب
ہم نے ان پر ایک سخت عذاب کا دروازہ کھولا تو وہ ناامید ہو گئے۔

(۵۱) بھیڑیے کی گفتگو

ایک قول کی رو سے اسی برس، بھیڑیے نے حضرت اُھبان بن اُوس رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی۔ اور
آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی رسالت کی گواہی دی یہی حضرت اُھبان رضی اللہ عنہ کے اسلام
لانے کا باعث ہوا۔

دوسرے قول کے مطابق یہ واقعہ ۸ھ کا ہے اس واقعہ کی کچھ تفصیل ۸ھ کے واقعات میں گزر چکی
ہے۔

(۵۲) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا

حضرت جبیر بن مطعم قرشی ثقیفی رضی اللہ عنہ ایک قول کے مطابق، اسی برس ایمان لائے، بعض علماء فرماتے
ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان مشرف بہ ایمان ہوئے یہ قول پہلے قول کا احتمال بھی رکھتا ہے
کچھ علماء کا ارشاد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں ایمان لائے۔

(۵۳) فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ

حدیبیہ میں قیام کے دوران آنحضور ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ہانڈی کے نیچے
آگ جلا رہے ہیں اور جوئیں آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر گر رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ ”یہ جوئیں
شاید آپ کو تکلیف دے رہی ہیں“ انہوں نے عرض کیا۔
”ہاں“

اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ

اَوْنُسُكُ (البقرہ: ۱۹۶)

ترجمہ: ”پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزے یا صدقہ یا قربانی سے بدلہ دے دے“

آپ ﷺ نے انہیں سرمنڈوانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور آیت میں مذکور تین باتوں میں سے کسی کو اپنانے کا اختیار دے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے روزہ کی تفسیر تین دن کے روزوں، صدقہ کی تفسیر چھ مسکینوں کو کھانا کھانا اور قربانی کی تفسیر ایک بکری ذبح کرنے سے فرمائی۔

(۵۴) وَالِدُهُ مَاجِدَهُ حَضْرَتِ آمِنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كِي قَبْرِ انُور كِي زيارت

اس سال، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ابواء کے مقام پر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کی زیارت فرمائی۔ اس وقت آپ ﷺ غزوہ بنی لحيان سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ یہ مہم ربیع الاول ۸ھ میں عسفان کے قرب و جوار میں آئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ آپ ﷺ کو اس سے روک دیا گیا۔ اس پر آپ ﷺ سخت غمگین ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا وہ ایمان لائیں اور اس کے بعد پھر ان کا انتقال ہو گیا۔

روایت ہے کہ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی طرح دوبارہ زندہ فرمایا ایمان لانے کے بعد وہ بھی انتقال فرما گئے۔

نبی اکرم ﷺ کے والدین کریمین کو ایمان لانے کے لئے زندہ کرنے کی اس حدیث پاک میں اگرچہ محدثین نے کلام فرمایا ہے لیکن ان کا ارشاد ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ لہذا ان کے ایمان کا قول جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵۵) صلوۃ خوف

حدیث کی جانب جانے کے دوران، نبی پاک ﷺ جب عسفان کے مقام پر پہنچے تو مشرکین کا سامنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ظہر اور عصر کے درمیان نماز خوف کا حکم نازل فرمایا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عصر کی نماز، خوف کی نماز کے انداز میں پڑھائی۔ یہ آپ ﷺ کی پہلی نماز خوف تھی۔ علامہ زرقانی قدس سرہ نے مواہب لدنیہ کی شرح کے غزوۃ ذات الرقاع کے ذکر میں اسی طرح فرمایا اور لکھا اسے امام احمد اور چاروں اصحاب سنن نے روایت کیا ہے۔

اس صورت میں آپ ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع میں جو نماز خوف پڑھائی وہ پہلی نماز خوف نہ تھی۔
اس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

(۵۶) گور خر کا شکار

حدیث کی جانب روانگی کے دوران، اسی سال، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے گور خر شکار فرمایا۔ آپ ﷺ اس وقت حالت احرام میں نہ تھے۔ نبی پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق احرام والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے اس کا گوشت تناول فرمایا۔

بعض علماء نے ارشاد فرمایا کہ یہ عمرہ قضا کی جانب روانگی کے دوران کا واقعہ ہے۔ صحیح اور معتمد قول پہلا ہے اور صحیح بخاری میں یہی مذکور ہے۔

(۵۷) نبی کریم ﷺ کا گور خر کا گوشت تناول فرمانا

اسی گور خر، جسے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا، کے بقیہ گوشت سے کچھ نبی کریم ﷺ نے بھی اسی سفر میں تناول فرمایا تھا۔

(۵۸) زندہ گور خر کا ہدیہ واپس فرما دینا

اسی برس، حدیث کی جانب سفر کے دوران، جب حضرت رسالت مآب ﷺ، ابواء یا ودان میں تھے حضرت صعب بن جشمہ لیشی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں زندہ گور خر کا ہدیہ پیش کیا۔ آپ ﷺ حضرت محکم بن جشمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی اور حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔

نبی پاک ﷺ نے اس ہدیہ کو قبول نہ فرمایا جب آپ ﷺ نے ان کے چہرہ پر غم کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ارشاد فرمایا:

”ہم (آپ کے) اس (ہدیہ) کو نہ لوٹاتے مگر (مجبوری یہ ہے کہ) ہم احرام کی حالت میں ہیں۔“ لہ
آپ ﷺ نے زندہ ہونے کے باعث اسے واپس کر دیا اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے پیش کردہ شکار کو قبول فرمایا کیونکہ وہ ذبح شدہ تھا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی سیرت میں یوں فرمایا ہے کہ حضرت

لہ ملکیت کے کسی اختیاری سبب مثلاً خرید، فروخت، ہبہ، صدقہ اور وصیت وغیرہ سے محرم شکار کا مالک نہیں ہو سکتا لیکن ملکیت کے غیر اختیاری سبب مثلاً وراثت سے مالک ہو جائے گا۔ در مختار و رد المحتار۔

صُغْبِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حَدِیثِیہ کے مقام کی جانب روانگی کے دوران گور خربدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔
لیکن بعض علماء نے فرمایا کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کی طرف جانے کے دوران پیش آیا۔
علامہ قسطلانی نے صحیح بخاری کی شرح میں لکھا:

”محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں فرمایا کہ اس واقعہ کا حجۃ الوداع کے رستہ میں پیش آنا ثابت نہیں۔
اسے طبری یا بعض دوسرے لوگوں کے سوا کسی نے ذکر نہیں کیا ہمارے سامنے اس کی صحیح سند موجود نہیں ہے۔“

(۵۹) بیعت رضوان

حدیث کی مسم کے ایام میں، اسی سال، بول کے درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (فتح: ۱۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کر رہے تھے۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی پاک ﷺ سے مرٹنے پر بیعت کی نیز یہ اقرار کیا کہ ہم بھاگیں گے نہیں۔
سب سے پہلے حضرت ابوسنان بن محسن اسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یہ حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور ان سے بیس برس بڑے تھے۔ حضرت ابوسنان رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت سنان رضی اللہ عنہ ہردو نے جنگ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شرکت کی۔
حضرت ابوسنان رضی اللہ عنہ نے غزوہ بنی قریظہ کے دن وصال پایا اور ان کے صاحبزادے حضرت سنان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ۳۳ھ میں وفات پائی۔

(۶۰) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ پانی کا کثیر ہو جانا

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کا ایک معجزہ بھی اسی سال وقوع پذیر ہوا۔ اس کی تفصیل یوں ہے:
حدیثیہ کے مقام پر کنوئیں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی کھینچا اور وہ خشک ہو گیا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے پانی کی قلت کی شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا۔ انہوں نے وہ کنوئیں میں گاڑ دیا اور آپ ﷺ نے اپنے وضو کا پس ماندہ پانی عطا کیا جسے انہوں نے اس کنوئیں میں ڈال دیا۔
اس پر پانی کنوئیں میں اس طرح جوش مارنے لگا جس طرح ہانڈی جوش مارتی ہے۔ پانی اس کثرت سے ہو گیا کہ

ان سب کے لئے کافی ہو گیا۔ لہ
(۶۱) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ کثرتِ آب

حَدِیثِیہ میں قیام کے ایام میں اسی طرح دوسری بار اتفاق ہوا۔ دوبارہ کنوئیں کا پانی اتر گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر شکوہ کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل پڑی تھی اس میں تھوڑا پانی تھا۔ چھاگل کے اس پانی کے سوا ان کے پاس کچھ پانی نہ تھا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک پیالے میں اندیلا اور اپنی انگلیاں پانی میں ڈال دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے اس طرح پانی جاری ہو گیا جس طرح چشموں میں پانی ابلتا ہے۔ سب نے اسے پیا اور وضو کیا۔ اس حدیث پاک کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ ”تم اس دن تعداد میں کتنے تھے؟“ انہوں نے فرمایا: ”ہم ایک لاکھ ہوتے پھر بھی وہ پانی ہمارے لئے کافی ہوتا لیکن اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔“ امام بخاری اور دوسرے محدثین نے اسے روایت کیا ہے۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے بننے والا پانی تمام پانیوں سے افضل ہے۔

(۶۲) دس سال تک صلح کا معاہدہ

حَدِیثِیہ کے مقام پر اسی سال، مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان معاہدہ ہوا کہ دس سال تک آپس میں جنگ نہ کریں گے۔ اس صلح کے لئے ایک تحریر لکھی گئی جسے حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لکھا۔
(۶۳) سُوْرَةُ فَتْحِ کا نزول اور اس کے مشمولات

حَدِیثِیہ سے مدینہ منورہ واپسی کے دوران، رستے میں ہی سورہ فتح نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی بشارتوں سے سرفراز فرمایا۔ فتح مکہ کی بشارت، پہلے پچھلے الزامات سے برأت ان میں داخل تھی۔ فتح خیبر کی بشارت اللہ تعالیٰ نے

وَعَدَكُمْ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ۔ (الفتح: ۲۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم سے کثیر غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کو حاصل کرو گے اور یہ تمہارے لئے اس نے مقدر کر دیں۔

کے الفاظ مبارک سے دی۔ اس میں کثیر غنیمتوں سے مراد خیبر کی غنیمتیں ہیں۔

(۶۴) عُرَیْنِیْن کی جانب مہم

اسی سال کے شوال کے مہینہ میں عُرَیْنِیْن کے تَعَاُقَب میں حضرت کُرْز بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی مہم بھیجی گئی جس طرح کہ سَرَاِیَا کے باب میں گذر چکا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا اسی سال جُمَاوِی الْآخِرَہ میں اور بعض نے فرمایا اسی سال ذی الحجہ کے مہینہ میں یہ مہم ارسال کی گئی۔

(۶۵) حضرت یَسَار رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مُثْلَہ

عُرَیْنِیَّہ قبیلہ کے افراد نے اسی سال حضرت رِسَالَت مَآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد فرمودہ غلام حضرت یَسَار لَہ نَوْبِی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا آپ صلی اللہ عنہ کا مُثْلَہ کیا اور آنکھوں کو پھوڑ دیا۔

(۶۶) عُرَیْنِیْن کے متعلق قرآنی احکام

قبیلہ عُرَیْنِیَّہ کے مذکورہ افراد کے بارے میں یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (المائدہ: ۳۳)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرِ پیکار ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں۔

ان کا بدلہ یہی ہے کہ ان کو گن گن کر قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا مخالف سمت سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے یہ ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ مگر وہ لوگ جو توبہ کریں تمہارے قابو میں آنے سے پہلے

تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (المائدہ: ۳۳-۳۴)

لے حضرت یَسَار رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد فرمودہ غلام تھے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ خوب اچھی طرح نماز ادا کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر کے اونٹوں کی حفاظت اور خدمت کے لئے بھیج دیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۳۳۸

(۶۷) عُرَیْنِیْن کا انجام

ان آیات کے نزول کے بعد نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ان عُرَیْنِیْن ۱۷ کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کٹوا دیئے ان کی آنکھوں کو پھوڑ دیا۔ یہ سزا ان کو حضرت یسار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے ظلم و زیادتی کے قصاص میں دی گئی۔ انہیں سیاہ پتھروں میں سورج کی گرمی میں پھینک دیا یہاں تک کہ وہ داخلِ جہنم ہو گئے۔ ۸۱ھ کے سرایا کے بیان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۶۸) دُؤْمَتُ الْجَنْدَل کی جانب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی مہم

شعبان کے مہینہ میں، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دُؤْمَتُ الْجَنْدَل کی جانب مہم روانہ ہوئی۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اس مہم میں ان کے حکمران کی بیٹی حضرت تمار بنت اَصْنَع بن ثعلبہ بن مغمم کلثیہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنایا۔ وہ ایمان لے آئیں تو مدینہ منورہ واپس لوٹنے سے قبل ان سے نکاح کر لیا۔ ۲۷ھ جس کے بعد ان کے ہاں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی یہ جلیل القدر تابعی اور عظیم المرتبت محدث تھے اس بی بی سے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے سوا ان کی کوئی اور اولاد نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت امراً القیس بن اَصْنَع کلثی رضی اللہ عنہ نے بھی ایمان قبول کر لیا جو بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور صحابیت کا شرف پایا یہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔

۱۷ ان مجرموں میں سے کوئی بھی بچ کر نہ نکل سکا سارے اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ زرقانی شرح المواہب اللدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۴ ان ناپاک مرتدوں کی تعداد آٹھ تھی، اونٹوں کی تعداد پندرہ تھی اور مسلمانوں کا لشکر بیس سواروں پر مشتمل تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۷

۲۷ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے روانگی کے وقت ان سے فرمایا تھا کہ اگر وہ لوگ اطاعت اور ایمان قبول کر لیں تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔ اس قبیلہ کے سردار حضرت اَصْنَع بن عمرو بن ثعلبہ بن حِصْن بن مغمم رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا۔ ان کے ساتھ بہت سے لوگوں نے بھی ایمان قبول کر لیا اور کچھ لوگ جزیہ دینے پر راضی ہو گئے۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے سردار قبیلہ کی بیٹی سے نکاح کر لیا۔ بیٹی کَلْب میں سب سے پہلی یہ خاتون ہیں جو کسی قریشی کے نکاح میں آئیں۔ حضرت اَصْنَع رضی اللہ عنہ دربارِ نبوی میں حاضر نہ ہو سکے لہذا یہ صحابی نہیں زرقانی علی المواہب اللدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱۔

نوٹ: حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے حضرت اَصْنَع رضی اللہ عنہ کے نسب کو اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

۷ / ہجری کے واقعات

(۱) غزوہ خیبر

اس سال حضرت رسالت مآب ﷺ نے خیبر کی مہم سر کی۔

(۲) غزوہ ذات الرقاع

غزوہ ذات الرقاع بھی اسی سال پیش آیا۔ ۱۷

(۳) بکری کا زہر آلود گوشت تناول فرمانا

غزوہ خیبر کے ایام میں حضرت رسول کریم ﷺ نے بکری کا زہر آلود گوشت تناول فرمایا جسے زینب بنت حارث یثویہ نے ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ یہ زینب بنت حارث یثویہ، خیبر کے رئیسوں میں سے ایک رئیس سلام بن مشکم کی بیوی تھی۔

سلام لام کی تشدید کے ساتھ ہے۔ اور مشکم، میم کی زیر، شین کی جزم اور کاف کی زبر کے ساتھ ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کو معاف فرمادیا۔ ۱۸ ایک قول یہ ہے کہ مذکورہ عورت نے اسلام قبول کر لیا اس لئے آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ الاصابہ میں اس کے صحابیہ ہونے کو جزم کے ساتھ ذکر فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے اسے معاف فرمادیا اور اپنی ذات کے لئے اس سے انتقام نہ لیا کیونکہ آپ ﷺ اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ زال بعد جب حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ، جن کا ذکر ابھی آ رہا ہے، کا انتقال ہو گیا تو آپ نے قصاص میں اسے قتل کرا دیا۔

۱۷ اس غزوہ میں پیش آنے والے کچھ واقعات اسی فصل کے آخری صفحات میں ملاحظہ ہوں۔

۱۸ اس عورت سے نبی پاک ﷺ نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہنے لگی میری قوم کو جو تکلیف پہنچی آپ سے مخفی نہیں۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا اگر یہ بادشاہ ہوا تو (اس کے مرنے سے مجھ) کو آرام میسر ہو جائے گا اور اگر یہ نبی ہوگا تو اسے خبر ہو جائے گی۔

سیرت ابن ہشام مع الروض الانف جلد ۲ / صفحہ ۲۴۱

(۴) حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی شہادت

خیبر میں قیام کے دنوں میں حضرت بشر بن براء بن معرور انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ نے زہر کے ساتھ شہادت پائی۔ یہودی عورت (جس کا ذکر اوپر ہو چکا) نے جب آپ ﷺ کی خدمت میں زہر آلود بکری بطور ہدیہ پیش کی تو اس سے حضرت رسالت مآب ﷺ اور حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے گوشت تناول فرمایا۔ نبی پاک ﷺ کو وحی یا فراست نبوت کے باعث اس کی خبر ہو گئی۔ فرمایا ”اس بکری کا گوشت نہ کھاؤ کیونکہ یہ زہر آلود ہے۔“ اسی وجہ سے ان دو حضرات کے سوا کسی نے اس کا گوشت نہ کھایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو اس کے نقصان سے اس وقت محفوظ رکھا لیکن حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ اس لقمہ کے باعث انتقال فرما گئے۔ لہٰذا نبی پاک ﷺ نے آپ کی شہادت کے بعد زینب کو قصاص میں قتل کروادیا جس طرح کہ پہلے گذر چکا ہے۔

ان کے والد ماجد حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ انصار کے بارہ سرداروں میں سے تھے جن کی وفات ۸ھ میں ہوئی۔ ان کی وفات کا ذکر واقعات کے باب میں ۸ھ کی فصل میں ہو چکا ہے۔

(۵) سفر خیبر میں حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدی خوانی

غزوہ خیبر کی طرف جاتے وقت، راستہ میں، حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے جو حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ان شعروں سے حدی خوانی شروع فرمادی۔

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

ترجمہ: اے اللہ اگر تو نہ ہوتا ہم ہدایت نہ پاسکتے نہ ہمیں صدقہ کی توفیق ملتی نہ نماز ادا کرتے۔

فَاغْفِرْ فِدَا لَكَ مَا اقْتَنِينا وَالْقَيْنُ سَكِينَةُ عَلَيْنَا

ترجمہ: ہمیں بخش دے ہماری ہر جمع شدہ پونجی تجھ پر قربان۔ ہم پر اطمینان نازل فرما۔

وَبَيَّتِ الْأَقْدَامَ أَنْ لَا قَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيحَبْنَا آتَيْنَا

ترجمہ: دشمن سے مقابلہ میں ثابت قدم رکھ۔ جب بھی ہمیں (مدد کے لئے) پکارا جائے ہم آمووجود

لہٰذا حضرت بشر رضی اللہ عنہ اس گوشت کے کھانے کے بعد ایک سال تک بیمار رہے پھر وصال فرمایا۔ الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ ایک روایت میں ہے کہ حضرت بشر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ ان کا رنگ سبز اور سیاہ ہو گیا اور اسی وقت انتقال کر گئے۔

ہوتے ہیں۔

وَبِالصَّبَاحِ عَوَّلُوا إِلَيْنَا إِنَّ الَّذِينَ قَدْ بَغَوُوا عَلَيْنَا
ترجمہ: بلاشبہ جن لوگوں نے (اب) ہمارے خلاف بغاوت پیا کر رکھی ہے (کسی وقت) انہوں نے چیخ چیخ کر ہمیں مدد کے لئے پکارا تھا۔

إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا
ترجمہ: جب انہوں نے (ہمیں) گمراہ کرنا چاہا تو ہم نے انکار کر دیا ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں ہو سکتے۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی اس حدی خوانی پر لشکر کے اونٹ بہت تیز چلنے لگے اور سفر پر قوی ہو گئے۔ اس پر حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: ”ہانکنے والا کون ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یہ عامر ہیں۔“ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اس کی بخشش فرمائے۔“

جب خیبر میں جنگ پیا ہوئی تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ مشہور تھا کہ آپ ﷺ کسی غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کے لئے بخشش اور رحمت کی دعا مانگتے تو وہ اس غزوہ میں شہید ہو جاتے۔ یہاں پر بھی ایسے ہی ہوا۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری اور دوسری کتب میں مذکور ہے۔

(۶) حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

غزوہ خیبر سے کچھ عرصہ قبل، حضرت حجاج بن علاط سلمی بنزی رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور نبی پاک ﷺ کے ہمراہ غزوہ خیبر میں شرکت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت مال دار تھے۔ آپ کا سارا مال مکہ مکرمہ میں تھا۔ آنحضور ﷺ سے اجازت طلب کی کہ مکہ مکرمہ جا کر اپنا مال سمیٹ لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اجازت مرحمت فرما دی چنانچہ وہ مکہ معظمہ آئے مال سمیٹا اور کفار مکہ کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار نہ فرمایا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے پھر ان پر اپنا اسلام لانا ظاہر فرمایا۔ اس پر کفار مکہ کو بہت غم و افسوس ہوا۔ لہ

(۷) حضرت جہنم بن صلت رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت جہنم بن صلت بن مخزوم بن مطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی رضی اللہ عنہ نے، اسی سال، غزوہ خیبر سے قبل اسلام قبول فرمایا۔ نبی پاک ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خیبر (کے مال غنیمت) سے تیس وسق عطا فرمائے۔

(۸) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ زخم کافی الفور ٹھیک ہونا

نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ غزوہ خیبر میں بھی وقوع پذیر ہوا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پندلی پر ایک چوٹ لگی۔ آپ ﷺ نے ان کی پندلی پر تین بار پھونک ماری وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئی اور بعد میں کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

(۹) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے واپسی

حضرت رسالت مآب ﷺ جب غزوہ خیبر سے فارغ ہو چکے تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ساتھیوں سمیت حبشہ سے واپس بارگاہ نبوی میں پہنچے۔ لے ان کی واپسی ۷/۵ھ میں خیبر میں ہوئی۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ یہ سولہ مرد تھے۔ لے

(۱۰) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نبوی

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اسی سال نبی پاک ﷺ نے نکاح فرمایا۔ لے

لے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت فتح خیبر کے دن نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور معاف فرمایا۔ سیرت ابن ہشام مع الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۲۵۰

لے ان سولہ مردوں کے اسماء اور ان کے قبائل کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام مع الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱

لے ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قریش مکہ کے مشہور سردار حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی دختر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ اپنے والد سے بہت عرصہ بیشتر اسلام لائیں پہلے عبداللہ بن خثعم کے نکاح میں تھیں اس کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ وہاں شوہر مرتد ہو گیا اس نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ پھر وہ حبشہ ہی میں مر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص انہیں اے ام حبیبہ! اے ام المومنین! کہہ کر خطاب کر رہا ہے۔ اسی عرصہ میں حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے قاصد بن کر نجاشی کے پاس حبشہ میں پہنچے۔ ان کے نام سرکارِ دو عالم ﷺ کے مکتوب میں یہ بھی تھا کہ ام حبیبہ کو نکاح کا پیغام پہنچائیں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے اپنی باندی آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں یہ پیغام پہنچانے کے لئے بھیجی جب آپ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام سنا تو اپنا سارا زیور اس باندی کو انعام کے طور پر عطا فرما دیا۔ حبشہ میں تمام مسلمانوں کی موجودگی میں آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح چار سو مشغال سونے یا چار ہزار درہم مہر کے عوض سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ طے پایا۔ پھر تمام مہاجرین حبشہ کے ہمراہ دو کشتیوں کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہا بھی مدینہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۱۱) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نبی پاک ﷺ کا نکاح

اسی سال، صفر المظفر میں، نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا غزوہ خیبر کی قیدیوں سے میں تھیں نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے لئے منتخب فرمایا۔ لہٰذا انہیں آزادی بخشی اور ان سے نکاح فرمایا۔ ان کی آزادی ان کا مہر قرار پائی۔ پھر ایک حیض تک ان سے استبراء فرمایا اور آپ کے قریب نہ گئے۔ خیبر سے واپسی پر جب آپ رضی اللہ عنہا سدا شہداء پہنچے جو خیبر سے مدینہ منورہ کی جانب آتے ہوئے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ہے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں۔ وہیں آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے زفاف فرمایا۔ تین روز تک ولیمہ کی دعوت رہی۔ گئی، کھجور اور ستو کو ملا کر کھلاتا تیار کر کے چڑے کے دسترخوان پر رکھا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے وہاں تین روز تک قیام فرمایا لوگوں کو دعوت دی انہیں کھانا کھلایا پھر وہاں سے مدینہ طیبہ کی جانب کوچ فرمایا۔

(۱۲) نکاح کی برکت سے قیدیوں کی آزادی

حضور سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ نے جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی قربت کے باعث اپنے تمام قیدیوں کو بغیر فدیہ کے آزاد کر دیا اور وہ سو گھروں کے افراتھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ سات سو سے زائد افراتھے۔

(۱۳) قبیلہ دؤس کی آمد

خیبر کے پیام میں، محرم اور صفر کے درمیان، یمن سے دؤس قبیلہ بارگاہ نبوی میں باریاب ہوا۔ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خاندان ہے۔ ان میں حضرت قحیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ دؤس قبیلہ کے ستر یا اسی گھروں کے افراتھ اس میں موجود تھے۔ ان کی تعداد چار سو ہو گئی۔

(بچے ملنے کا یہ حاشیہ)

منوں بچیں۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تیس سال سے کچھ نام نہ تھی۔ آپ کا وصال ۶۱۰ھ میں ہوا۔ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حالت کرمہ منوں آئے انہوں نے ارادہ کیا کہ ہاپیلی پر بیٹھیں آپ رضی اللہ عنہا نے سرکھوہ غلام رضی اللہ عنہ کے ہنر پر کو جیسے نہ دیا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا ہنر ہے اور تم بھی تک کرو شرک کی نجات سے کہہ دو۔ ماریع اہمیت اور ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۴

لہٰذا نبی پاک ﷺ نے انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہاں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں فرمایا جو آپ رضی اللہ عنہ کی عمارت تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بدعت طافیلی اور اسلام کی خوش بخشی۔ سیرت طیبہ ۲ صفحہ ۴

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے اس وقت ایمان قبول کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت نبوی سے قبل مکہ مکرمہ میں مشرف بایمان ہو چکے تھے۔ خیبر کی غنیمت میں سے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کو بھی حصہ عطا ہوا۔

(۱۴) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نبوی

اسی سال، ذی قعدہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ قضا کے سفر کے دوران، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عمرہ کے لئے یکم ذی قعدہ کو روانہ ہوئے۔ ۴ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ عمرہ کے لئے طواف فرمایا نیز صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ مکہ مکرمہ میں تین رات قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ کی جانب واپس لوٹ آئے۔

تمام امہات المومنین میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سب سے آخر میں نکاح فرمایا۔ لہ بوقت نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں تھے یا بغیر احرام کے تھے اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں۔

موطاء امام مالک اور صحاح ستہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح احرام کی حالت میں کیا۔ صحیح مسلم میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کے وقت حالت احرام میں نہ تھے۔

اختلاف نے پہلی روایت کو رائج قرار دیا چنانچہ ان کے نزدیک محرم کے لئے نکاح کی اجازت ہے لیکن جماع کی اجازت نہیں۔ شافعیوں نے دوسری کو ترجیح دی۔ چنانچہ انہوں نے محرم کے لئے نکاح کی ممانعت فرما دی۔

اس کی تفصیل کا مقام کتب حدیث ہیں۔ یہ اختلاف درحقیقت ایک اور اختلاف کی جانب راجع ہے کہ

۱۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں کا نام ہند تھا۔ ہند تاریخ میں اس لحاظ سے ممتاز مقام رکھتی ہے کہ اسے ایسے داماد عطا ہوئے جو کسی اور عورت کو نصیب نہ ہوئے۔ اس کے داماد مندرجہ ذیل افراد ہیں۔ (۱) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (۳) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۴) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (۶) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ وغیرہ وغیرہ تفصیل کے ملاحظہ ہو۔ کتاب الجبر، مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۳ صفحہ ۸۳۱

آپ ﷺ نے ان سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے نکاح فرمایا وہاں سے واپسی پر۔ پہلی صورت میں آپ ﷺ یقیناً حالتِ احرام میں تھے اور دوسری صورت میں بالیقین احرام کے بغیر تھے۔

میں کہتا ہوں سیرتِ شامیہ، تذکرۃ القاری اور دیگر کتابوں میں ہے ”نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ذی قعدہ میں حضرت مِمْؤُنہؓ سے سرف کے مقام پر نکاح فرمایا واپسی پر آپ ﷺ نے سرف ہی کے مقام پر ان سے زفاف فرمایا اس وقت آپ ﷺ حالتِ احرام میں نہیں تھے۔“

یہ صریح نص ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ان سے بحالتِ احرام نکاح فرمایا کیونکہ آپ ﷺ اسی سال ذی قعدہ کا پورا مہینہ بحالتِ احرام تھے۔ اس میں احناف کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
حضرت رسول کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت مِمْؤُنہؓ سے سرف کے مقام پر نکاح فرمایا جو ان کا مسکن تھا۔ وہیں آپ ﷺ سے زفاف فرمایا، زندگی کے دن گزار کر اسی جگہ آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ اور وہیں دفن ہوئیں۔

سرف مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان، مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا نام تھا جو اب برباد ہو چکا ہے۔ وہاں پر ام المومنین حضرت مِمْؤُنہؓ کی قبر کے سوا کچھ نہیں۔ آپ کی قبر انور پر ایک قبۃ لہ ہے۔ ہم نے ۱۱۳۶ھ کو اس کی زیارت کی۔

(۱۵) عمرہ قضا

حضرت رسول کریم ﷺ نے اس برس عمرہ قضاء کا احرام باندھا اسے عمرہ قصاص، عمرہ صلح اور عمرہ قضیہ بھی کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے یکم ذی قعدہ کو احرام باندھا۔ ذی الحلیفہ سے احرام زیب تن فرمایا اور روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ بارہ سو سوار تھے۔ مدینہ منورہ میں حضرت ابوزرہم کلثوم بن حصیف غفاریؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ بعض علماء نے فرمایا حضرت عوف بن اصبطؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ بعض روایات میں ہے حضرت ابوزرہ غفاریؓ اس وقت آپ ﷺ کے خلیفہ تھے۔

لہ سعودی حکومت کے تسلط کے بعد اس قبۃ کو بمع ساتھ کی دیگر عمارات کے ہٹا کر دیا گیا ہے۔ اب قبر انور کے ارد گرد سنگین چار دیواری ہے جس کا آہنی گیٹ مقفل رہتا ہے جس کے باعث قبر انور تک رسائی ناممکن ہے۔ قبر شریف کا نشان اب بھی موجود ہے لیکن وہ سطح زمین سے بھی پست ہے۔ ۱۴۱۶ھ میں ناچیز مترجم کو سفر حج و زیارت میں وہاں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ حبيب الحج جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ میں ہے کہ ہر سال ماہ صفر کی ۱۲ تا ۱۳ تاریخ کو وہاں آپ ﷺ کا عرس منعقد ہوتا تھا۔ لیکن یہ مبارک تقریب بھی ختم ہو چکی ہے موجودہ نظامِ حکومت اس کا متحمل نہیں۔

مکہ مکرمہ میں چار ذی الحجہ کو داخل ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی مکہ معظمہ میں تین روز گزارے پھر مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔

(۱۶) ہدی کے جانوروں کے نگہبان

عمرہ کی ہدی کے لئے آپ ﷺ نے اپنے ہمراہ ساٹھ اونٹ لئے ان پر حضرت ناجیہ بن جندب سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو نگران مقرر فرمایا۔ حدیثیہ کے سفر ۸۶ھ میں، یہی حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کے ہدی کے اونٹوں پر نگران تھے۔

(۱۷) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی رجز خوانی

عمرہ قضا کے لئے اسی سال، نبی اکرم نور مجسم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار، مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کی اونٹنی کی مہارت تھامے یہ پڑھ رہے تھے۔

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ خَلُّوا وَكُلَّ الْخَيْرِ فِي رَسُولِهِ

ترجمہ: اے کفار کی اولاد! آپ ﷺ کے رستہ سے ہٹ جاؤ، ہٹ جاؤ۔ ہر قسم کی بھلائی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی ذات مقدسہ میں جمع ہے۔

يَا رَبِّ اِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهِ اَعْرِفْ حَقَّ اللّٰهِ فِي قَبُولِهِ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں آپ ﷺ کے ارشادات پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کے قبول میں اللہ تعالیٰ کا حق پہچانتا ہوں۔

الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَىٰ تَنْزِيلِهِ ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَّقِيلِهِ

وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

ترجمہ: قرآن مجید کے نزول (کی صداقت) پر ہم تمہارے اوپر ایسا وار کریں گے جو سردار کو اپنی خواب گاہ سے ہٹا دے گا اور جگری دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا۔ اے

۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار سماعت فرمائے تو فرمایا ”اے ابن رواحہ! رسول اللہ کے سامنے یہ شعر پڑھتے ہو“ نبی پاک ﷺ فرمانے لگے اے عمر! ان کو کچھ نہ کہو۔ شعر پڑھنے سے نہ روکو بلاشبہ ان کے اشعار تیز تر جاتے ہیں اور کفار کے دلوں میں تیروں کی مانند چبھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رجز کے یہ اشعار حضور اکرم ﷺ کے طواف کے وقت پڑھتے جاتے تھے۔

(۱۸) طواف میں رَکَل کا حکم

اس عمرہ کے طواف کے لئے جب نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت، مسجد حرام میں داخل ہوئے تو کچھ کافر مسجد کی ایک جانب بیٹھے تھے وہ کہنے لگے۔ ”یَثْرِب کے بُخار نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔“ اس پر حضرت رسول اکرم ﷺ نے کُفار کے قول کی تردید کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ پہلے تین پھیروں میں رَکَل کریں نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ باقی چار پھیروں میں وقار کے ساتھ چلیں۔ یہ حکم ان پر شفقت اور رحمت کے باعث تھا کہ کہیں وہ تھک نہ جائیں۔

(۱۹) اذانِ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

عمرہ قضا کے ایام میں مسجد حرام کے داخلہ کے وقت نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ معظمہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ۱۷

(۲۰) خانہ کعبہ میں داخل نہ ہونے کی وجہ

عمرہ قضا کے سال حضرت رسالت مآب ﷺ کعبہ میں داخل نہ ہوئے کیونکہ کفار نے اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ ۸ھ کو اس میں داخل ہوئے جب مکہ فتح ہو گیا اور آپ کے حکم سے ان تمام بتوں کو وہاں سے نکال کر توڑ دیا گیا۔ اس کا ذکر ۸ھ کے واقعات میں آئے گا۔

(۲۱) امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمانا

عمرہ قضا کی ادائیگی کے بعد، جب نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ واپسی کے لئے نکلے تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی آپ ﷺ کے پیچھے ہوئی۔ مشہور قول کے مطابق ان کا نام حضرت اُمّہ رضی اللہ عنہا تھا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کا نام حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا تھا بعض ان کے علاوہ بھی نام روایت کرتے ہیں۔

آپ ﷺ اس وقت صغیرا لہن تھیں۔ انہوں نے نبی پاک کو پکارنا شروع کر دیا ”اے چچا! اے چچا! لہ“ حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں ارشاد نبوی کے مطابق اٹھالیا اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ سواری پر بٹھادیا اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

ان کی کفالت کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ وہ سب نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے میں نے اسے مکہ مکرمہ سے اٹھایا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے دعویٰ کیا یہ میری بھتیجی ہے کیونکہ آپ نے میرے اور حضرت امیر خمرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مَوَاحَات کرائی تھی۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ یوں کہنے لگے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے نیز اس کی خالہ میرے گھر میں ہے۔

نبی پاک ﷺ نے انہیں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور ارشاد فرمایا:

”خالہ، ماں کے قائم مقام ہے۔“ لہ

(۲۲) غسان کے بادشاہ کی جانب مکتوب نبوی

اسی سال، دوسرے قول کی رو سے ۸/ھ کو، تیسرے قول کے مطابق ۱۰/ھ کو حضرت رسول اللہ ﷺ نے غسان کے بادشاہ جبکہ بن ائیم غسانی کو اسلام کی طرف دعوت کیلئے مکتوب ارسال کیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کا جواب بھی دیا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا۔ لہ بعض علماء نے فرمایا کہ

لہ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہتی تھیں۔ ان کے والد حضرت امیر خمرہ رضی اللہ عنہ اگرچہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے نسب کے اعتبار سے چچا تھے اور اس لحاظ سے وہ نبی اکرم ﷺ کی چچا زاد بہن تھیں لیکن حضرت امیر خمرہ رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کے رضائی بھائی بھی تھے اور اس رشتہ کے اعتبار سے آپ ﷺ ان کے چچا تھے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۴۲۵

لہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات ﷺ کی اس عنایت پر بہت خوش ہوئے اور کھڑے ہو کر آپ ﷺ کے چاروں طرف ایک پاؤں پر گھومنے لگے حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ نجاشی جب کسی کو اپنی بات سے خوش کرتا تو وہ فحش اس کے ارد گرد ایک پاؤں پر چکر لگاتا تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۶

لہ اس کے ارتداد کا باعث یہ ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایک مرتبہ وہ حج کو آیا طواف میں مشغول تھا کہ ایک قرآزی کا پاؤں اس کے ازار پر پڑا اور وہ کھل گیا اس پر جبکہ نے اس کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا جس سے اس کی ناک پھٹ (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

وہ اسلام پر باقی رہا۔

(۲۳) مصر کے حکمران مُقَوْقِس کی طرف سے بارگاہِ نبوی میں تحائف

مصر اور اسکندریہ کے حکمران مُقَوْقِس نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مندرجہ ذیل تحائف بارگاہِ نبوی میں ارسال فرمائے۔

(۱) نبی کریم ﷺ کی کنیز حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

(۲) ان کی بہن یسیرین

(۳) یعقور: نبی پاک ﷺ کا گدھا مبارک۔

(۴) دُلْدُل: آپ ﷺ کا خچر مبارک۔

(۵) مصر کے قبضہ کی جانب منسوب کتان سے بنے ہوئے بیس عمدہ کپڑے۔

(۶) ہزار مثقال سونا۔

(۷) عمدہ شہد کی ایک ہانڈی۔

(۸) لکڑی سے بنی ہوئی شامی سُرمہ دانی۔

(۹) آئینہ

(۱۰) کنگھی

علاوہ بریں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو سو دینار اور پانچ کپڑے دیئے۔

(۲۴) بُدْ غَم رضی اللہ عنہ کا جان بحق ہونا

اسی سال غزوہ خیبر میں حضرت رسالت مآب ﷺ کے غلام حضرت بُدْ غَم رضی اللہ عنہ جاں بحق ہوئے۔

(۲۵) حضرت نبی کریم ﷺ پر جادو

اسی سال، محرم میں، نبی پاک ﷺ پر جادو کیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ۵۸۱ھ کا واقعہ ہے۔ ۵۸۱ھ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) مگر فرازی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نالاش کر دی جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے قصاص کا حکم دیا جبکہ کہنے لگا میں بادشاہ ہوں اور یہ بازاری آدمی ہے اس کے باوجود آپ قصاص کا حکم دیتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اسلام نے اس کے اور تیرے درمیان مساوات قائم کر دی ہے تم کو اس پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا میں اس دین کو ترک کرتا ہوں اور نصرانیت اختیار کرتا ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر ایسا کرو گے تو تمہاری (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

کے واقعات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

(۲۶) ارشاد نبوی أَصْبَحَ النَّاسُ بَيْنَ مُؤْمِنٍ بِاللَّهِ كَافِرٍ بِالْكَوَكِبِ الْخ

اسی سال، بارش کے بعد، نبی پاک ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

”کچھ لوگوں نے اس طرح صبح کی کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کا انکار کرتے ہیں اور کچھ ستاروں پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔“ اس کے خلاف مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زر قانی میں ہے۔ ”آپ ﷺ نے یہ ارشاد صلح حدیبیہ سے پہلے فرمایا۔ جبکہ رَمَضَانَ المبارک میں آپ ﷺ نے بارش کے لئے دعا فرمائی۔“ ۸ھ کے واقعات میں ہم نے اس پر مفصل کلام کیا ہے جو گزر چکا ہے۔

(۲۷) حضرت زَيْنَبُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کو حضرت ابوالعاص رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے سپرد فرمانا

اسی سال نبی پاک صاحبِ لَؤْلَکِ ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت زَيْنَبُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کو حضرت ابوالعاص بن رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے (ایمان لانے کے بعد) سپرد فرمادیا۔ بعض علماء نے فرمایا یہ سپردگی ۸ھ میں تھی اس کی تفصیل ۸ھ کے واقعات میں گزر چکی ہے۔

(۲۸) حضرت حَاطِبُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا تحائفِ سمیت مُقَوِّقُسْ کے ہاں سے بارگاہِ نبوی میں پہنچنا

حضرت حَاطِبُ لہ بن ابی بَلْتَعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسی سال مُقَوِّقُسْ کے ہاں سے حضرت مَارِیہ قُبْطِیہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا اور دیگر تحائفِ سمیت، جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔

(۲۹) مُتْعَہ کی حُرْمَت

اس سال، غزوہ خیبر کے ایام میں نبی پاک ﷺ نے پہلی دفعہ عورتوں سے مُتْعَہ نکاح سے ممانعت فرمائی۔ اس سے قبل ابتدائے اسلام سے غزوہ خیبر کے دنوں تک یہ حلال تھا۔ زائے بعد فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے اسے دوبارہ جائز قرار دے دیا۔ اس کا دوبارہ جواز غزوہ اُوطَاس کے دن تک رہا۔ اُوطَاس کے تین دن بعد آپ ﷺ نے اسے قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) گردن مار دی جائے گی وہ کہنے لگا مجھے آج رات مہلت دیجئے تاکہ میں سوچ لوں جب رات آئی وہ

روم کی طرف بھاگ گیا اور عیسائی بن گیا اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۸ ص ۷۷۷

لہ جب حضرت حَاطِبُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب مُقَوِّقُسْ کو پہنچایا تو اس نے مکتوب گرامی کا ادب و احترام کیا آپ ﷺ کو

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

اس سے معلوم ہوا کہ مُتْعَہ کی اِباحَت اور حُرْمَت دو دو بار ہوئی یہی درست اور مختار ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔

میں کہتا ہوں حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا وہ صحیح مسلم کی احادیث سے صراحت کے ساتھ مستفاد ہوتا ہے یہی حق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔

پہلی بار حرمت: بخاری اور مسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خَیْبَر کے دن مُتْعَہ نِساء سے منع فرمادیا۔

دوسری بار اجازت: مسلم نے حضرت سُبْرَہ بن مَعْبُد جُہَنی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ آپ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے، فتح مکہ کے سال، جب ہم مکہ مکرمہ داخل ہوئے، مُتْعَہ کی اجازت دے دی۔

دوسری بار حرمت: 1۔ امام مسلم نے سَلْمَہ بن اَكْوَع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا۔ غزوہ اُوْطَاس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین راتوں تک مُتْعَہ نِساء کی رخصت دی پھر اسے منع فرمادیا۔

2۔ امام مسلم نے حضرت سُبْرَہ جُہَنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں نے تم کو مُتْعَہ نِساء کی اجازت دی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت کے دن تک منع فرمادیا۔“

3۔ امام مسلم کی حضرت سُبْرَہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مُتْعَہ سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ آج سے لے کر روزِ قیامت تک حرام ہے۔

(۳۰) غَزْوَةُ خَيْبَرِ مِیْنِ طَرَفِیْنِ کَا جَانِیْ نَقْصَانِ

غزوہ خیبر کے ایام میں مسلمانوں میں سے پندرہ افراد نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور مشرکین کے ۹۳ افراد جہنم رسید ہوئے۔

(۳۱) خَانْگِیْ گَدھُوں کے گوشت کی حرمت

جنگِ خیبر کے دنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

خلوت میں بلایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سنیں وہ کہنے لگا یہ وہی رسول ہیں جن کی تشریف آوری کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی بلاشبہ وہ غالب ہوں گے ان ممالک میں ان کے صحابہ کا قبضہ ہوگا لیکن ایمان کی دولت سے محروم رہا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ

(۳۲) کچا پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

اسی سال، غزوہ خیبر کے دنوں میں، آنحضور ﷺ نے کچا لہسن اور کچا پیاز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت فرمائی۔ ۱۰

(۳۳) کینچلی والے درندے اور پنچے سے شکار کرنے والے پرندے کی حرمت

غزوہ خیبر کے دنوں میں، آپ ﷺ نے کینچیوں والے درندوں اور پنچے کے ساتھ شکار کرنے والے پرندوں کے کھانے سے منع فرمادیا۔

(۳۴) استبراء کے بغیر لونڈیوں سے وطی کی ممانعت

اسی سال، غزوہ خیبر میں، نبی کریم ﷺ نے استبراء سے پہلے قیدی عورتوں کے ساتھ جماع سے ممانعت فرمادی اور فرمایا:

”آگاہ ہو جاؤ! حاملہ لونڈیوں کے ساتھ وضع حمل سے پہلے اور غیر حاملہ لونڈیوں کے ساتھ ایک حیض کے ذریعے استبراء سے پہلے وطی نہ کی جائے۔“

(۳۵) تقسیم سے قبل مال غنیمت فروخت کرنے کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے اسی سال تقسیم سے قبل، مال غنیمت کو فروخت کرنے سے منع فرمادیا۔ ۱۱ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جذب القلوب میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۳۶) مال غنیمت میں چوری کی سزا

اس سال، نبی کریم ﷺ کے مدغم نامی ایک غلام نے غنیمت کے مال سے ایک چادر بغیر اجازت رکھ لی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۰ جب مسلمانوں کا لشکر خیبر پہنچا تو مسلمانوں کو بھوک لگ رہی تھی انہوں نے باغات میں پیاز اور لہسن دیکھے تو انہیں کھانا شروع کر دیا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں پہنچے تو وہاں ان کی بو پھیل گئی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے یہ دونوں چیزیں کھا کر مسجد میں آنے سے روک دیا۔ نیز کسی نبی نے پیاز اور لہسن نہیں کھایا۔ سیرت علیہ جلد ۲ صفحہ ۷۵۱

۱۱ مال غنیمت تقسیم ہو چکنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اسے فروخت کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا خیبر کا مال غنیمت فروخت کرو پھر اس کی برکت کی دعا فرمائی چنانچہ دو دنوں میں وہ سارا مال فروخت ہو گیا حالانکہ گمان تھا کہ عرصہ تک اس کی فروختگی سے فارغ نہ ہوں گے کیونکہ مال کثیر تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۸

”وہ چادر جس کو اس نے تقسیم سے قبل غنیمت سے اٹھالیا تھا اس پر آگ بھڑک رہی ہے۔“
یہ سن کر ایک شخص ایک یادوتے لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
”ایک یادوتے بھی آگ میں لے جانے کا باعث ہوتے ہیں۔“

(۳۷) معجزہ نبوی-----نفاق کا اظہار

غزوہ خیبر میں نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کے ہمراہیوں میں ایک شخص نفاق کے ساتھ اسلام کا دعویدار تھا۔ اس کا نام قاف کی پیش کے ساتھ قُزمان ظفیری تھا۔ یہ شخص انصار کے قبیلہ بنی ظفر سے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ”یہ دوزخی ہے“ جب جنگ کا موقع آیا اس شخص نے سخت جنگ کی یہاں تک کہ اس کو بہت سے زخم آئے۔ بعض لوگ شک کرنے لگے اور کہنے لگے یہ شخص کس طرح دوزخی ہو سکتا ہے جبکہ اس نے اللہ کی راہ میں اس طرح جنگ کی ہے۔ حضرت اکثم بن ابی جؤن خزاعی رضی اللہ عنہ اس کی ٹوہ میں لگ گئے اور دل میں کہنے لگے میں اس کے ساتھ رہوں گا اور اس کا انجام دیکھوں گا۔ وہ شخص زخموں سے نڈھال ہو گیا۔ جب ان کا شدید درد اس نے محسوس کیا تو خودکشی کر لی۔ حضرت اکثم رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر لوٹے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچ کر دکھائی۔ اس نے خودکشی کر لی ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اے بلال! اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نافرمان بندے سے اس دین کی تائید کروا دیتا ہے۔“ یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب میں موجود ہے جس طرح آگے ذکر آئے گا۔

(۳۸) ارشاد نبوی-----”اللہ تعالیٰ فاجر آدمی سے اس دین کی تائید کروا دیتا ہے“

غزوہ خیبر کے ایام میں، قُزمان مذکور نے جب مشرکوں کے ساتھ جنگ کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید فاجر آدمی سے کروا دیتا ہے۔“ جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا:

(۳۹) معجزہ نبوی-----گوشت میں برکت

غزوہ خیبر کے دنوں میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھوک لگی۔ آپ ﷺ نے دو بکریاں ذبح فرمائیں اور ان کا گوشت تمام لشکر میں تقسیم فرمایا ان میں سے کوئی نہ بچا جس نے وہ گوشت نہ کھایا ہو اور سیر نہ ہوا ہو۔ اس لشکر کی تعداد سترہ سو تھی۔

(۴۰) تقسیم غنیمت

خیبر کے فتح ہونے کے بعد، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے اس کے مال، کھیتیاں اور باغات اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمادیئے۔

(۴۱) کھیتوں اور باغات کی بٹائی سے یہودِ خیبر کا حصہ

ان کھیتوں اور باغات پر خیبر کے یہودیوں کو نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے مزدور رکھ لیا۔ اس شرط یہ رکھی کہ جو پھل یا کھیتی ہوگی اس سے نصف ان کو ملے گا اور فرمایا:

”ہم تمہیں اس معاملہ میں اسی شرط پر باقی رکھتے ہیں جس شرط پر اللہ تعالیٰ نے تم کو باقی رکھا۔“

(۴۲) معجزہ نبوی-----ادائے امانت کا غیبی سامان

غزوہ خیبر کے ایام میں، نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ یہودِ خیبر کا ایک حبشی غلام لوگوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اس غلام کا نام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ اسمِ بامسلیٰ بن گئے۔ یعنی آنحضور ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر ایمان قبول کر لیا۔

جب آپ ﷺ ایمان لاچکے عرض کی ”یا رسول اللہ! میرے پاس بکریاں ہیں جو میرے پاس اپنے مالکوں کی امانت ہیں۔ میرے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے مالکوں تک پہنچاؤں۔“

حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: ”اسے مسلمانوں کے لشکر سے نکال دو اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان کے مالکوں کی جانب ہانک دو۔ اللہ تعالیٰ تیری طرف سے امانت پہنچا دے گا۔“

غلام نے نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے حکم کی تعمیل کی ان بکریوں سے ہر بکری بغیر چرواہے کے اپنے مالک کے پاس پہنچ گئی اس طرح نبی کریم ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امانت ادا کر دی۔
زاں بعد اس غلام نے ہتھیار لئے جنگ خیبر کی صف میں داخل ہوا۔ جنگ کی یہاں تک کہ شہادت کا مقام پایا ﷺ۔

اسے یہ معاملہ یہودیوں کی درخواست پر ہوا انہوں نے عرض کی ہم دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں زمین سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقہ پر اسے آباد رکھیں گے نبی کریم ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرمایا۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/ صفحہ ۳۶۲

حضرت رسول اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”میں نے اس کے سر کے پاس دو حُورِ عین دیکھی ہیں۔“

البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اس حبشی غلام نے شہادت کا ارفع مقام حاصل کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے ایک سجدہ بھی نہ کیا۔“

(۴۳) معجزہ نبوی۔۔۔۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا تندرست ہونا

غزوہ خیبر کے ایام میں نبی پاک ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آشوبِ چشم لاحق ہو گیا۔ جس کی بدولت وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہو سکے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا وہ دو آدمیوں کا سہارا لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو گئے۔ آشوبِ چشم کے باعث ان کی آنکھیں درد کر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ لعابِ دہن مبارک ان میں ڈالا اور دعا فرمائی وہ اسی وقت تندرست ہو گئیں گویا کہ ان میں درد تھا ہی نہیں۔ اس کے بعد انہیں جھنڈا عطا ہوا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ اس کے بعد، تمام عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہ آنکھیں دکھیں اور نہ ہی سر میں درد ہوا۔

(۴۴) خیبر میں داخلہ کے وقت دعائے نبوی

نبی کریم ﷺ جب خیبر کی سرزمین میں داخل ہوئے تو اہل خیبر اپنے گدالوں اور پیانوں سمیت آپ ﷺ کو ملے تو آپ ﷺ یوں گویا ہوئے:

”اللہ اکبر۔ خیبر برباد ہوا۔ جب ہم دشمن کی سرزمین میں داخل ہوتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کے دن کا آغاز بہت برا ہوتا ہے۔“

(۴۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اعزاز

غزوہ خیبر کے ایام میں حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں ارشاد فرمایا:

”کل میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور وہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب ہے۔“

سب لوگوں نے وہ رات آنکھوں میں کٹ دی ان میں سے ہر شخص یہ تمنا رکھتا تھا۔ وہ جھنڈا اسے عطا ہو۔ اگلے دن جب صبح ہوئی آپ ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ اور انہیں فرمایا:

”اے علی! ان کے ساتھ جنگ میں جلد بازی نہ کرنا ان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اسلام کے حقوق انہیں بتانا۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اگر آپ کے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“ ۱

یہ الفاظ صحیح بخاری وغیرہ کتب میں ہیں۔ ایک روایت میں ہے: ”ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے: ”مشرق اور مغرب کے درمیان تمام کفار کو مار ڈالنے سے بہتر ہے۔“

(۳۶) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خاندانی اعزاز

غزوہ خیبر سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حنی رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس کا ذکر پہلے بھی اسی فصل میں تفصیل کے ساتھ گذر چکا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا خیبر کی رئیسہ تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے اجداد سے ایک سونبی اور ایک سوادشاہ گذرے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے محبوب رسول ﷺ کی امت میں شامل فرمادیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمایا پھر ان سے نکاح کر لیا۔ یہ ذکر بھی پہلے ہو چکا ہے۔

(۳۷) کنانہ بن ربیع کا قتل

غزوہ خیبر کے ایام میں، ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق مارا گیا۔ وہ بحالت کفر قتل ہوا۔ ۲ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا قیدی ہوئیں اور نبی پاک ﷺ کے حصہ میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں آزاد کیا اور نکاح کر لیا آپ رضی اللہ عنہا کی آزادی کو مہر قرار دیا۔

۱ مطلب یہ ہے کہ ہدایت کرنا موجب ثواب آخرت ہے یہ اس دنیاوی متاع سے افضل و بہتر ہے جو راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔ راہ حق بتانا افضل ترین عمل ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۳

۲ کنانہ بن ابی الحقیق خیبر کے رؤساء میں سے تھا۔ اور قلعہ غموص کا حاکم تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس قلعہ پر حملہ کیا کچھ جنگ کے بعد اہل قلعہ امان کے طالب ہوئے حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر امان دی کہ ہر آدمی اونٹ پر کھانا لاد کر نکل جائے نقدی، تمام ساز و سامان اور اسلحہ چھوڑ جائیں نیز کسی چیز کو چھپا کر نہ رکھیں۔ اگر کسی کا ایسا مال برآمد ہوا جو اس نے نہ بتایا تو اس کے لئے امان کا عہد ٹوٹ جائے گا کنانہ نے سونا، زیور، موتیوں کے ہار اور جواہرات اونٹ کی کھال میں بند کر کے ایک ویرانہ

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۴۸) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب

نبی اکرم ﷺ کے خیبر میں تشریف لانے سے چند دن پہلے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ سورج اور ایک روایت کی رو سے چاند آسمان سے گرا اور آپ کی گود میں آگیا ہے انہوں نے اپنا خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا تو وہ یوں کہنے لگا شاید تجھے اس بادشاہ کی تمنا ہے جو حجاز کی سرزمین سے ہمارے علاقہ میں آیا ہے۔ پھر آپ ﷺ کو اس نے شدید تھپڑ مارا جس سے آپ ﷺ کی آنکھ نیلی ہو گئی۔ سعادت ازیٰ نے آپ ﷺ کی رہنمائی فرمائی آپ ﷺ انہی ایام میں مشرف باسلام ہوئیں کنانہ کے واصل جہنم ہونے، اور قید ہونے کے بعد نبی پاک ﷺ نے آپ ﷺ سے نکاح فرمایا۔

(۴۹) خیبر کے یہودی سرداروں کا مارا جانا

جنگ خیبر میں یہودیوں کے ”شہ سوار اور دلاور مَرَحَب اور اس کا بھائی حَارِث نیز ان کے دو سردار عامر اور یاسر مقتول ہوئے۔

پہلے تین کو شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور چوتھے کو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مار ڈالا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اسے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مَرَحَب کو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ لیکن صحیح روایت جو صحیح مسلم میں ہے۔ یہ ہے کہ اسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مارا تھا۔ جس طرح کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

(۵۰) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور مَرَحَب کا مقابلہ

مَرَحَب نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مبارزت کی دعوت دی تو یوں رجز پڑھنے لگا:

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

میں دفن کئے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے کنانہ کو طلب فرمایا اور خزانہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے انکار کر دیا اور قسم کھالی نبی پاک ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا اور وہ خزانہ نکال لیا۔ اس پر آپ ﷺ نے کنانہ کو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تا کہ وہ اسے اپنے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے عوض قتل کر دیں۔ اس طرح کنانہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۶، ۴۱۷

قَدْ عَلِمْتُ خَيْرُ إِنِّي مَرْحَبٌ شَاكِي السَّلَاحِ بَطْلٌ مُجَرَّبٌ
إِذَا الْحَرْبُ أَقْبَلَتْ تَلْهَبُ

ترجمہ: سارا خیر جانتا ہے کہ میں مَرْحَب ہوں۔ رعب و دبدبے والا ہوں جب جنگ بھڑک اٹھے تو میں تجربہ کار بہادر ہوں۔

اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لئے نکلے تو اس کا جواب یوں دیا۔
أَنَا الَّذِي سَمَّنِي أُمِّي حَيْدَرَهُ كَلَيْتُ غَابَاتِ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهُ
أَكِيلُهُم بِالسَّيْفِ كَيْلَ السُّنْدَرَهُ
ترجمہ: میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے جنگوں کے شیر کی مانند خوفناک شکل والا ہوں میں وسیع پیمانے پر تیزی سے ان میں قتل و خونریزی پھیلا دوں گا۔
اس کے بعد مَرْحَب پر تلوار سے حملہ کیا اس کے سر کو چیر ڈالا اور جہنم رسید کر دیا۔ سُنْدَرَهُ کا معنی یہاں عجلت اور جلدی ہے۔ یعنی میں انہیں جلد موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔
(۵۱) جَامِعُ كَلِمَةٍ۔۔۔۔۔ ارشاد نبوی

غزوہ خیبر میں جب کفار کے ساتھ شدید جنگ شروع ہو گئی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

الآن حمى الوطيس

ترجمہ: اب تنور گرم ہو گیا۔

یہ فقرہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے جوامع کلمات میں سے ایک ہے۔

الوطيس فعيل کے وزن پر ہے جس کا معنی ہے ”تنور“۔

(۵۲) نمریہ حضرت غالب بن عبد اللہ لیشی رضی اللہ عنہ

میثقہ لہ میں رہنے والے بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ دو قبیلوں کی طرف حضرت غالب بن عبد اللہ لیشی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ حضرت اُسماء بن زید رضی اللہ عنہ نے مرد اس بن ہنیک ضمری اور ایک قول کی رو سے سلمیٰ کو لا الہ الا اللہ کہنے کے باوجود قتل کر دیا۔ جب وہ واپس مدینہ منورہ آئے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

لہ بذل القوہ میں اسی طرح ہے جو غلط ہے۔ درست میثقہ: م + ن + ف + ع + ہ (قاف کی بجائے عین کے ساتھ) جیسا کہ زر قانی رضی اللہ عنہ نے مواہب لدنیہ کی شرح جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ میں لکھا ہے۔ علامہ داندی رضی اللہ عنہ نے بھی المغازی جلد ۲ صفحہ ۷۲۶، ۷۲۷ میں اسی طرح لکھا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔“

اس پر حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔

”لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے کو میں کبھی قتل نہ کروں گا۔“

علمائے مغازی نے اسی طرح لکھا ہے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو جس میں قتل کیا اس میں خود حضرت اُسَامَہ رضی اللہ عنہ امیر تھے اور وہ جُہَنَہ کے جلے پتھروں کی جانب ۸/۵ میں بھیجی گئی۔ علماء نے فرمایا یہی رائج بلکہ درست ہے۔ اے

(۵۳) معجزه نبوی ---- رد شمس

حضرت سرور کائنات فخرِ موجودات ﷺ جب خیبر سے واپس ہوئے اور صہبائے میں پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج پلٹ آیا۔

تفصیل یوں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے نماز عصر پڑھ لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھا اس وقت آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک نماز عصر ادا نہ فرمائی تھی وحی الہیہ اور سرور کائنات ﷺ کے ادب کے باعث آپ نے نبی پاک ﷺ کو اطلاع نہ دی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ غروب ہو چکنے کے بعد حضور پاک ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کی۔

”اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔“

اس پر ڈوب چکنے کے بعد سورج دوبارہ طلوع ہوا یہاں تک کہ پہاڑوں اور ٹیلوں پر دھوپ چمکنے لگی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔

یہ حضرت رسالت مآب ﷺ کا معجزہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کو لوٹانے کی اس حدیث کو بعض محدثین نے صحیح کہا۔ بعض نے فرمایا یہ حسن ہے اور بعض نے اسے ضعیف قرار دیا۔ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح یا ضعیف نہیں ہے۔

(۵۴) لَيْلَةُ التَّغْرِيسِ

اسی سال، خیبر سے واپسی سفر کے دوران لَيْلَةُ التَّغْرِيسِ ۱۷ کا واقعہ پیش آیا کہ نبی پاک ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت رات کے آخری حصہ میں راستہ میں اترے نیند ان پر غالب آگئی اور صبح کی نماز نیند ہی میں فوت ہو گئی اور سورج طلوع کر آیا۔ آپ ﷺ نے سورج کے روشن ہونے کے بعد اسے اذان و اقامت اور جماعت کے ساتھ ادا فرمایا اور قرأت باواز بلند کی۔ ۱۷

ایک قول کی رو سے لَيْلَةُ التَّغْرِيسِ کا واقعہ حُدَيْبِیَّہ سے واپسی سفر میں پیش آیا اور ایک قول یہ ہے کہ تبوک سے واپسی کے دوران پیش آیا۔ پہلا قول زیادہ رائج ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الروض الانف میں لکھا کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

۱۷ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/۲۲۸ تا ۲۳۱ میں اس حدیث مبارکہ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں تفصیل کے طالب وہاں رجوع فرمائیں۔

۱۸ تَغْرِيس کا معنی ہے آخر شب کو سونے کے لئے مسافر کا اترنا اور ٹھہرنا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/صفحہ ۲۳۱

۱۹ یہاں ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حدیث پاک میں آیا ہے میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے میں اپنی نیند کی حالت میں بھی تمہاری باتیں سنتا ہوں یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی نیند ناقض وضو نہیں جب دل بیدار رہتا ہے تو طلوع فجر کی خبر کیوں نہ ہو سکی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع و غروب کا معلوم کرنا آنکھ کا کام ہے جب وہ بند ہو تو طلوع و غروب کا علم نہیں ہو سکتا۔ جس طرح کوئی تہ خانہ میں بیٹھا ہو اور اس کے ہر طرف دیوار پر دے پڑے ہوں۔ معلوم ہوا طلوع و غروب معلوم کرنے کے لئے صرف دل کی بیداری کافی نہیں۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس کے بعد ایک اور جواب دیا آپ نے فرمایا یقیناً دل بیدار ہو گا نیند اور خواب کا بھی کچھ اثر نہ ہو گا لیکن ممکن ہے کہ اس وقت مشاہدہ ربانی میں آپ ﷺ اس قدر مُتَشَرِّق ہوں کہ اس مشاہدہ کے ماسوا سے بالکل بے نیاز اور غافل ہوں۔ اس کا باعث عدم ادراک، نسیان، غفلت اور نیند نہیں بلکہ قَلْبِ اطہر پر ایک عظیم حالت کا طاری ہونا تھا جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ

(۵۵) اُحُد سے محبت اور مدنی حرم

خیبر سے واپسی پر جب نبی پاک ﷺ صاحبِ لولاک ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے اور آپ ﷺ کی نظر مبارک جبلِ اُحُد پر پڑی تو فرمایا:

”یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے الہی! مدینہ کے سیاہ پتھروں کے دو قطعوں کی درمیانی جگہ کو میں حرم مقرر کرتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کا حرم مقرر کیا تھا۔“

(۵۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

غزوہ خیبر کے ایام میں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ بنی دؤس سمیت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے وہ اور ان کا پورا وفد ایمان لے آیا ان کی تعداد چار سو تھی۔

(۵۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا مشرف بالایمان ہونا

غزوہ خیبر کے دنوں میں ہی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کعب بن عزیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔
حصین تصغیر کے صیغہ کے ساتھ (ح + ص + ی + ن) ہے اور ابوہریرہ بن حصین خزاعی کعبی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔
ساتھ تصغیر کا صیغہ ہے۔ اس کے بعد کے تمام غزوات میں آپ ﷺ نے شرکت کی۔

(۵۸) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ پاگل کا ٹھیک ہو جانا

غزوہ ذات الرقاع کی جانب سفر کے ایام میں نبی پاک ﷺ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ ایک لڑکے کو پاگل پن تھا۔ اس کی ماں اسے لے کر نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کے جنون کی شکایت کی۔ نبی پاک ﷺ نے اس پر اپنا لعابِ دہن مبارک ڈالا اور دعا فرمائی وہ اسی وقت تندرست ہو گیا۔

(۵۹) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ تین انڈوں سے پورا لشکر سیر ہو گیا

ذات الرقاع کی مہم کے دنوں میں آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا۔ حضرت ملبہ بن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے بارگاہِ نبوی میں لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک پیالہ میں ڈال کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

اے امامِ نبوی ﷺ نے فرمایا طرفین کی جانب سے حدیث مبارکہ میں مذکورہ محبت حقیقت پر محمول ہے لہذا جبلِ اُحُد جنت میں داخل ہو گا جہاں حضور اکرم ﷺ جلوہ افروز ہوں گے مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/۱۹۲

کھانے کا حکم دیا انہوں نے کھانا شروع کر دیا یہاں تک کہ انہیں کھا کر سارا لشکر سیر ہو گیا لشکر میں اس وقت سات یا آٹھ سو افراد تھے انڈے اسی طرح باقی بیچ رہے۔

(۶۰) معجزہ نبوی-----درختوں کا حکم بجالانا

ذات الرقاع میں نبی پاک ﷺ کے معجزات میں سے ایک اور معجزہ صادر ہوا۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے وادی کی جانب نکلے، پردہ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وادی کے کنارے پر دو درختوں کو دیکھا، انہیں طلب فرمایا، وہ دونوں اپنی اپنی جگہوں سے اکھڑے اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئے، شاخوں کو زمین پر ڈال دیا اور پردہ بنا دیا۔ آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے اور پہلے کی طرح اپنی جڑوں پر کھڑے ہو گئے۔

(۶۱) معجزہ نبوی-----ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ وا

غزوۃ ذات الرقاع میں نبی کریم ﷺ کا ایک اور معجزہ ظاہر ہوا۔ کہ لشکر اسلام میں پانی ختم ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وضو کے لئے پانی نہ ملا۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے تھوڑا سا پانی ایک بڑے پیالہ میں ڈالا اور اس میں اپنی انگلیاں ڈال دیں۔ آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹنے لگا سارے لشکر نے پانی پیا، وضو کیا اور پانی جمع کر لیا۔

(۶۲) معجزہ نبوی-----لشکر کی خوراک کا غیبی سامان

ذات الرقاع کی مہم کے دوران حضرت رسالت مآب ﷺ کا ایک اور معجزہ ظہور پذیر ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھوک کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے کھانے کا بندوبست فرمائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساحل سمندر کی جانب نکلے سمندر نے ایک مردہ مچھلی ساحل پر ڈال دی۔ انہوں نے اسے بھونا پکایا اور کھایا یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو گئے۔ وہ مچھلی بہت بڑی تھی۔ اتنی بڑی تھی کہ پانچ آدمی اس کے آبرو کی ہڈی میں بیٹھ گئے۔ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو لے کر اس کا اندازہ کیا کہ لشکر میں سب سے دراز قد اونٹ منگوایا اس پر سب سے دراز قد آدمی کو بٹھایا سوار اس پسلی کے نیچے سے گذرا لیکن وہ اس سے بھی اونچی تھی۔

یہ مچھلی اس کے علاوہ تھی جس کا ذکر سرایا کے باب میں ۸/ھ کی فصل میں سورۃ خبط کے ضمن میں گذر

چکا ہے۔

(۶۳) رَحْمَتِ بَارِی تعالیٰ کے متعلق ارشادِ نبوی

اسی ذاتِ الرَّقَّاع کی مہم میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ایک پرندے کے بچے کو بارگاہِ نبوی میں لائی۔ وہ پرندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چیخنے لگا۔ حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد فرمادیا اور صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

”تمہارا رب، تم پر، اس پرندے کے اپنے بچے پر رحم سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔“

(۶۴) حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کا تلاوت قرآن مجید سے شغف

غزوہ ذاتِ الرَّقَّاع کے ایام ہی کا واقعہ ہے کہ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ایک رات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے پہرہ دینے لگے۔ پہرے کے لئے انہوں نے اپنے لئے آدھی آدھی رات ٹھہرائی۔ حضرت عباد رضی اللہ عنہ رات کا پہلا حصہ جاگے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ رات کا پچھلا حصہ۔ حضرت عباد رضی اللہ عنہ نے رات کے نوافل پڑھنے شروع کئے اور ان میں سورہ کہف کی تلاوت شروع کی۔ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سو گئے۔ مشرکین میں سے ایک آدمی نے حضرت عباد رضی اللہ عنہ پر تیر چلایا خون کے زیادہ خارج ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمزور ہو گئے۔ اس نے دوسرا تیرا چلایا پھر تیسرا تیر پھینکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہ چھوڑی پھر جب بہت سا خون بہہ گیا تو رکوع و سجود کر کے نماز سے فارغ ہوئے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو جگایا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”کافر کی طرف سے پہلا تیر لگنے پر ہی آپ نے مجھے کیوں نہ جگایا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا اس کو قطع کرنا مجھے ناپسند لگا۔“

(۶۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملے کرنے والے کا ایمان قبول کرنا

غزوہ ذاتِ الرَّقَّاع سے واپسی سفر میں حضرت غوث بن حارث رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالتِ غفلت قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر کانٹے دار درختوں والی وادی میں دوپہر کو آرام فرما رہے تھے۔ گرمی شدید تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے ان میں سے ہر ایک نے کسی درخت کا سایہ تلاش کر لیا۔ نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ التَّحِیُّۃ والثناء بھی ایک گھنے درخت کے سایہ میں سو گئے۔ حضرت غوث رضی اللہ عنہ آئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونت لی۔ اور کہنے لگے

”آج میرے ہاتھ سے تم کو کون بچا سکتا ہے؟“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”مجھے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔“

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے حضرت غورث رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کے سینہ مبارک سے ہٹایا ان کے ہاتھوں سے تلوار گر پڑی۔ آپ ﷺ نے وہ تلوار اٹھالی اور حضرت غورث رضی اللہ عنہ پر تان لی اور فرمایا: ”اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟“

اس پر وہ مہشوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو اپنی عظیم حفاظت کے باعث بچالیا۔ (حضرت غورث رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

”قسم بخدا! میں اس کے بعد آپ ﷺ سے جنگ نہ کروں گا اور نہ ہی اس قوم کا ساتھ دوں گا جو آپ سے برسرِ پیکار ہوگی۔“ نبی کریم ﷺ نے ان سے یہ معاہدہ فرمالیا اور انہیں معاف فرمادیا۔ غورث، غین کے زبر کے ساتھ جعفر کے وزن پر (غ + و + ر + ث) ہے بعض علماء نے فرمایا غین کی پیش کے ساتھ (غ + و + ر + ث) ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت غورث رضی اللہ عنہ کے ایمان میں اختلاف ہے۔ علامہ ذہبی نے تجرید میں انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شمار کیا ہے۔ بعض محدثین اور سیرت نگاروں نے آپ کا نام غورث کی بجائے دشور بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔ سید جمال الدین رحمہ اللہ نے روضۃ الاحباب میں لکھا:

”حضرت غورث رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا اور کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔ نبی پاک ﷺ نے انہیں معاف فرمادیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے انہیں اسلام کی دعوت دی۔“

علامہ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی۔“

(۶۶) اَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَلْحَ كَاشَانِ زَوَل

اسی سال، حضرت غورث رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (المائدہ-۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا احسان یاد رکھو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے تم پر سے انکے ہاتھوں کو روک دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

(۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضرت سہیلہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

ذات الرقاع کی مہم سے کچھ روز قبل، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیلہ بنت مسعود انصاریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ وہ بحالت زفاف ہی تھے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ ذات الرقاع کی مہم کے لئے نکل آئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ چل پڑے، زفاف کے باعث اس میں تاخیر نہ فرمائی۔ حضرت سہیلہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان ہی کے بارے میں سرور کائنات ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”آپ نے کنواری عورت سے شادی کی ہے یا بیٹہ سے؟“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ”بیٹہ سے“

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کنواری سے شادی کیوں نہ کی کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے۔“

(۶۸) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ مَرَلِ اونٹ کا قوی ہو جانا

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی میں دورانِ راہ نبی پاک ﷺ کا ایک اور معجزہ ظہور پذیر ہوا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے دیکھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ چلنے سے عاجز آگیا ہے اور لوگوں کے ساتھ چل نہیں سکتا۔ اسی کے باعث حضرت جابر رضی اللہ عنہ عام لوگوں سے پیچھے رہ گئے۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے ہاتھ میں کوڑا لیا اور اونٹ کو اس سے مارا نیز اپنی مبارک زبان سے اس کے لئے دعا فرمائی وہ اونٹ طاقتور اور تیز رفتار ہو گیا نبی پاک ﷺ کی برکت سے تمام لوگوں کے اونٹوں سے آگے آگے چلنے لگا۔

(۶۹) سخاوت نبوی

نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے معجزہ سے جب وہ اونٹ تیز رفتار ہو گیا تو آپ ﷺ نے وہ اونٹ ایک اوقیہ کے عوض حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے خرید لیا۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، اور مدینہ منورہ پہنچ کر اس کی قیمت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

جب مدینہ طیبہ پہنچے تو اس کی قیمت ادا فرمائی حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”تو لو اور زیادہ دو۔“ پھر فرمایا اپنی قیمت وصول کرو اور اونٹ بھی لے جاؤ۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ چاروں معاملات یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضرت سہیلہ رضی اللہ عنہا سے نکاح، نبی پاک ﷺ کا اونٹ خریدنا، قیمت تول کر زیادتی سمیت ادا کرنا، قیمت کے ساتھ اونٹ بھی بہہ فرمادینا، غزوہ تبوک سے واپسی کے ایام میں ہوئے۔ کچھ علماء نے فرمایا کہ فتح مکہ سے واپسی کے ایام میں یہ واقعات گذرے۔

(۷۰) صرار کے مقام پر گائے کو ذبح کرنا

ذات الرقاع کی مہم سے واپسی کے دوران جب حضرت رسالت مآب ﷺ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر صرار کے مقام پر پہنچے تو فتح کی نعمت پر شکرانے اور سفر سے واپسی پر خوشی کے لئے ایک گائے ذبح فرمائی۔ وہ دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت اسی جگہ بسر فرمایا اس کے بعد مدینہ طیبہ داخل ہوئے۔

(۷۱) خواب نبوی کا سچ ہو جانا

اسی سال نبی پاک ﷺ کے خواب کی صداقت ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنے اس ارشاد: لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُؤُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ۔ (الفتح: ۲۷)

ترجمہ: ”اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ، سر منڈوائے ہوئے اور قصر کئے ہوئے بے خوف داخل ہو جاؤ گے۔“

کے ساتھ جو وعدہ فرما رکھا تھا اس خواب کی صداقت کے ساتھ پورا ہوا جب آنحضور ﷺ اسی طرح مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

(۷۲) بادشاہوں کی جانب ایچی

اسی سال، نبی کریم ﷺ نے بادشاہوں کی جانب ایچی روانہ فرمائے نیز اپنے مکتوبات مبارکہ پر مہر لگانے کی انگوٹھی بنوائی۔ ایک قول کی رو سے یہ دونوں معاملات ۸۶ھ میں ہوئے جس طرح کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

(۷۳) مکتوب نبوی کی توہین پر شاہ ایران کو سزا

اسی سال، منگل کی شب، جمادی الاولیٰ اور بعض علماء کے قول کے مطابق جمادی الاخریٰ کی دس تاریخ کو رات کے چھ گھنٹے گزرنے پر، ایران کے بادشاہ پرویز بن ہرمز بن نو شیرواں کو قتل کر دیا گیا۔ یہ وہی تھا جس نے حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکتوب گزائی کو پرزے پرزے کر دیا۔ آپ ﷺ نے انکے بارے میں بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اسے کچل ڈالے۔ درج بالا رات کو دعائے نبوی کی قبولیت کا اظہار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پرویز کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط فرما دیا۔ اس نے اپنی تلوار اسکے پیٹ پر رکھی اور اسے چیر پھاڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مارا گیا۔ پرویز جب مارا گیا تو اسی شب کی صبح کو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ آج رات کسریٰ ایران پرویز مارا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ کی خبر واقعہ کے بالکل مطابق ثابت ہوئی یہ بھی سرور کائنات ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔

۸ / ہجری کے واقعات

(۱) منبرِ نبوی

اس سال، منبر بنوایا گیا۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا منبر تھا۔
منبر کا ۸/ھ میں بنوایا جانا سب سے زیادہ مشہور قول ہے۔ ابن نجار اور دیگر بہت سے علماء نے اس پر جزم فرمایا ہے۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ منبر ۷/ھ کو بنوایا گیا۔
کچھ علماء، فرماتے ہیں کہ ۸/ھ کو بنوایا جیسا کہ گذر چکا ہے۔
منبرِ نبوی کے بنوانے کے بارے میں کچھ تفصیلات آپ اسی فصل میں پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) سُتون کا فراق نبوی میں چلا کر رونا

فراقِ نبوی میں سُتون کے رونے کا واقعہ بھی اسی سال پیش آیا۔ ۱۰ھ
(۳) رسول کریم ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت

اسی سال، ذی الحجہ کے مہینہ میں، نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ ۱۰ھ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نبی کریم ﷺ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔
حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے فتح الباری میں لکھا ہے:
”حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے سال اور مہینہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے سال اور مہینہ میں اختلاف ہے۔“

۱۰ھ اس واقعہ کی تفصیل اسی فصل میں آگے آرہی ہے۔

۱۱ھ نبی کریم ﷺ نے ان کو رضاعت کے لئے حضرت اُمّ بَرزہ خولہ بنت منذر بن زید انصاری رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمایا۔ ان کے خاوند حضرت براء بن اؤس رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کا ایک قطعہ انہیں عطا فرمایا۔ بنی مازن سے تھیں۔ کبھی کبھی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو لے کر مدینہ منورہ آتی تھیں۔ کبھی نبی پاک ﷺ وہاں بھی تشریف لے جاتے۔ گھر میں داخل ہوتے، انہیں اٹھاتے اور چومتے اور پھر واپس تشریف لے آتے۔ انسان العیون جلد ۳ صفحہ ۳۹۴۔

(۴) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا عقیقہ

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے اپنے لخت جگر کا نام، اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے نام پر رکھا۔ اور ولادت کے ساتویں روز آپ رضی اللہ عنہ کے عقیقہ کے لئے دو مینڈھے ذبح فرمائے۔ اسی روز آپ رضی اللہ عنہ کے بال اتارنے کا حکم دیا۔ چنانچہ بتی بیاضہ کے غلام، ابوہند بیاضی نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر کے بال اتارے۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی مساکین کو صدقہ کے طور پر دی جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ بالوں کو دفن کر دیا جائے۔

مذکورہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ساتویں روز رکھا گیا۔ لیکن صحیح بات، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مسلم میں درج ہے، یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ولادت کی شب ہی رکھ دیا گیا تھا۔

(۵) ولادت کی خوشخبری دینے والی کو انعام

جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ متولد ہوئے تو اس وقت دایہ گیری کی خدمت کے لئے حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا لے زوجہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ تھیں۔

یہ دونوں میاں بیوی نبی پاک ﷺ کے آزاد فرمودہ غلام تھے۔ ولادت پر، حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔ وہ بارگاہ نبوی میں خوشخبری کے لئے حاضر ہوئے اور مبارک باد پیش کی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے انہیں انعام میں ایک غلام عطا فرمایا۔ اس غلام کا نام معلوم نہیں۔

(۶) سرکارِ دو عالم ﷺ کی کنیت ”ابو ابراہیم“

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یوں سلام پیش کیا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا اِبْرَاهِيْمَ۔ ”اے ابو ابراہیم آپ پر سلام ہو۔“

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سرکارِ دو عالم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔ جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوی میں ہمہ کر دیا تھا۔ ان کے خاوند حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کا نام ابراہیم تھا۔ ایک قول کی رو سے یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ ہمہ کے طور پر نبی پاک ﷺ کی ملکیت میں آئے ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دور خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب اور خازن تھے۔ انسان العیون للحلی جلد ۳ صفحہ ۳۹۲، ۳۹۳۔

(۷) لختِ جگر رسول ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال

اسی سال حضرت رسالت مآب ﷺ کی لختِ جگر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ۱۷ سالہ کا انتقال ہوا۔ بناتِ طہیات میں سے آپ رضی اللہ عنہا سب سے بڑی تھیں۔ آپ کا وصال ۸/۵ھ کے آغاز میں ہوا۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت ۳۰/ میلاد نبوی میں نزول وحی سے دس سال قبل ہوئی۔

(۸) غسل دینے والی کو نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک

اسی برس، مشہور قول کی رو سے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مردوں کو غسل دینے والی خاتون حضرت اُمّ عطیہؓ سے فرمایا:

”تین، پانچ، سات یا اس سے زیادہ دفعہ جس طرح ۳۷ مناسب ہو، اسے پیری کے پتوں میں اُبلے ہوئے پانی سے غسل دو اور آخر میں کافور استعمال کرو۔“

آخر میں نبی پاک ﷺ نے انہیں ازار ۳۷ عطا فرمایا اور کہا: ”اس میں اسے لپیٹ دو۔“ ۵۷

۱۷ آپ رضی اللہ عنہا حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کی دو اولادیں تھیں۔ ایک کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ تھا۔ جو بلوغ کے قریب پہنچے تھے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنا ردیف بنایا تھا۔ اور دوسری لڑکی تھی جن کا نام حضرت اُمّہ رضی اللہ عنہا تھا۔ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ۔ جلد ۲ صفحہ ۵۴۳۔ حضرت اُمّہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ بہت پیار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے اور حضرت اُمّہ رضی اللہ عنہا کو دوش مبارک پر بٹھائے ہوئے تھے جب رکوع جاتے تو زمین پر اتار دیتے اور سجدے سے سر مبارک اٹھا کر قیام کی طرف آتے تو دوش اقدس پر بٹھا لیتے تھے۔ حضرت سیدہ اُمّہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت علی المرتضیٰ کے فرزند حضرت محمد اوسط رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷۸۲۔

۱۸ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت سَوَدہ بنت زَمْعہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸۲۔

۱۹ اس سے مقصود اختیار دینا نہیں بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ تین مرتبہ سے تکفایت و پاکیزگی حاصل ہو جائے تو یہی مشروع ہے ورنہ اس سے زیادہ مرتبہ کریں یہاں تک کہ تکفایت حاصل ہو جائے۔ واجب ایک مرتبہ ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸۲۔

۲۰ اس حدیث سے صالحین کے تبرکات سے تبرک لینے کا استحباب ثابت ہے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷۸۳۔

۲۱ نبی پاک ﷺ کی تین صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ، حضرت اُمّ کلثومؓ اور حضرت زینبؓ کی قبورِ جنت البقیع میں قریب قریب ہیں سعودی تسلط سے قبل ان تینوں قبروں پر ایک گنبد تعمیر تھا جسے ”قُبۃ بناتِ النبی“ کہتے تھے۔ جسے سعودی حکومت نے مسمار کر دیا ہے۔

(۹) جنگِ مَوْتِہ کے علمِ بَزْدَارُوں کی شہادت

اسی سال کے جُمادی الاولیٰ کے مہینہ میں شام کی سرزمین میں جنگِ مَوْتِہ لڑی گئی۔ جس میں حضرت زید بن حارثہؓ، کلثیؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ ہاشمیؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ انصاریؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

ان کی شہادت کا واقعہ ”بابِ سَرَايَا“ میں سَرِيَّةِ مَوْتِہ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے اسلام لانے اور ہجرت بجانب حبشہ کا ذکر ۱۵ نبوی کے واقعات کی فصل میں ہو چکا ہے۔

(۱۰) معجزہ نبوی --- مدینہ منورہ میں مَوْتِہ کے شہداء کے ناموں کا اعلان

اسی برس نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہؓ تینوں کی شہادت کی خبر اپنے صحابہ کرامؓ کو شہادت کے دن ہی دے دی۔ جب کہ مدینہ منورہ اور مَوْتِہ کے درمیان اٹھائیس روز کی مسافت تھی۔ لہ

(۱۱) حضرت جعفرؓ کی جنت میں پرواز کی خبر

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ جن کی شہادت، جنگِ مَوْتِہ میں ہوئی، کے متعلق نبی کریم ﷺ نے اسی سال خبر دی کہ آپ ﷺ نے انہیں یا قوت کے پروں کے ساتھ جنت میں فرشتوں کے ہمراہ پرواز کرتے دیکھا ہے۔

(۱۲) حضرت جعفرؓ کے وصال پر ماتم سے ممانعت

جنگِ مَوْتِہ کے بعد اسی سال حضرت جعفرؓ کے گھر کی مستورات آپ ﷺ کی شہادت پر رونے لگیں۔ نبی پاک ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”انہیں روک دو۔“

ایک آدمی نے انہیں روکا لیکن انہوں نے رونا ترک نہ کیا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا:

لہ احادیثِ کریمہ میں آیا ہے کہ جب سپاہِ اسلام لشکرِ کفار کے مقابل کھڑے ہوئے تو اس وقت نبی کریم ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کی نظر مبارک سے حجابات اٹھ گئے اور اہلِ مَوْتِہ کے تمام حالات بچشمِ خود اس طرح ملاحظہ فرما رہے تھے جس طرح یہ میدانِ کارزار میں خود تشریف فرما ہو کر معاینہ فرما رہے ہوں۔ آپ ﷺ یہ (علمِ بَزْدَارُوں کی شہادت بیان) فرماتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے جاتے تھے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۴۶۰۔

”ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو۔“ ۱۰

یہ حدیث پاک صحیح بخاری اور دیگر کتب میں موجود ہے۔

(۱۳) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کا خطاب

فتح مؤتہ کے بعد ۱۰ھ، نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ فتح عطا کی تھی، سیف اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

(۱۴) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ”طیار“ کا خطاب

اسی سال نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ”طیار“ کا لقب عطا فرمایا۔ ان کی شہادت جنگ مؤتہ میں ہوئی۔

(۱۵) حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

اسی سال، فتح مکہ کے دنوں میں حضرت عتاب ۳۰ھ ابن اسید رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو مکہ مکرمہ میں نماز اور حج کے لئے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ ان کی امارت میں اس سال لوگوں نے حج کیا۔

(۱۶) ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ کی وصولی

مجوس ہجر سے نبی اکرم ﷺ نے اسی سال جزیہ وصول فرمایا۔

۱۰ھ ان عورتوں کا رونا نوحہ کے ساتھ تھا ورنہ بغیر نوحہ کے رونا ممنوع نہیں ورنہ اس میں اتنا مبالغہ کیوں فرماتے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ۔ صفحہ ۴۶۲

۱۰ھ سرکارِ دو عالم ﷺ جب مدینہ منورہ میں جنگ مؤتہ کے حالات بیان فرما رہے تھے اسی وقت فرمایا اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد نے علم لیا اور ان کے ہی ہاتھ پر فتح حاصل ہوگی۔ اس دن سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا لقب سیف اللہ ہو گیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۴۶۰۔

۳۰ھ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں وہ مکہ مکرمہ کے عامل رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عتاب رضی اللہ عنہ کا وصال ایک ہی روز ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت بزرگ اور نیکو کار تھے۔ آپ کے اخلاص کا اندازہ آپ رضی اللہ عنہ کے اس حلیہ ارشاد سے کیا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس منصب پر مجھے مقرر فرمایا اس کے عوض مجھے صرف دو کپڑے ملے جو میں نے اپنے غلام کیمان کو دے دیئے۔ الاستیعاب جلد ۳/ صفحہ ۱۵۳ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کا ارادہ ترک کر دیا تو حضرت عتاب رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح فرمایا جن سے حضرت عبد الرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی الاصابہ جلد ۲/ صفحہ ۴۵۱۔

(۱۷) ام المومنین حضرت سَوَدَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا اپنی باری سے دست بردار ہونا

اسی سال نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سَوَدَہ بنت زَمْعَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو کبر سنی کے باعث طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے اپنی باری حضرت عَائِشَہ صَدِیقَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو بہہ کر دی۔ انہوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی زوجات سے میرا حشر ہو۔ میں نے اپنی باری کا دن حضرت عَائِشَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو بہہ کر دیا ہے۔“

نبی پاک ﷺ نے ان کو طلاق نہ دی اور ان کی باری کے دن سرکارِ دو عالم ﷺ حضرت عَائِشَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے ہاں ہوتے۔

(۱۸) حضرت کَعْب بن زُهَیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا ایمان لانا

اسی سال حضرت کَعْب لہ بن زُهَیْر بن ابی سُلمی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مشرف بایمان ہوئے۔

ابی سُلمی سین کے پیش کے ساتھ (س + ل + م + ی) ہے۔

ابی سُلمی کا نام رَبِیعہ بن رِیاح ہے۔

رِیاح (ر + ی + ا + ح) راء کی زیر اور اس کے بعد یاء کے ساتھ ہے۔

زیادہ رائج یہ ہے کہ حضرت کَعْب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ۹/ھ کو ایمان لائے۔ جس طرح کہ ان کا ذکر ۹/ھ کے واقعات

میں آرہا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۹) فاطمہ بنت ضحاک سے نکاح اور علیحدگی

اسی سال، ذی قعدہ کے مہینے میں، حضرت رسالت مآب ﷺ نے فاطمہ بنت ضحاک سے نکاح فرمایا جب آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لائے اور قریب ہوئے تو وہ کہنے لگی: ”میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔“

لہ حضرت کَعْب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے باپ زُهَیْر کی وفات بعثت نبوی سے قبل ہوئی۔ زُهَیْر اور اس کے دونوں بیٹے حضرت کَعْب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت زُحَیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے دونوں بیٹے حضرت مُعَبَّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرت عَوَّام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سب شاعر تھے۔ حضرت کَعْب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا نبی کریم ﷺ کی مدح میں مشہور قصیدہ ہے جو ”بَانتُ سَعَاد“ سے شروع ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس قصیدہ کا نام ”بَانتُ سَعَاد“ مشہور ہے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے یہ قصیدہ سماعت فرما کر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو چادر مبارک عطا فرمائی تھی۔ الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶۔

الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۷، ۲۹۸۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے۔ اپنے خاندان میں چلی جاؤ۔“ ۱۷
(۲۰) مُلِیکَہ بنت کعب سے نکاح اور علیحدگی

اسی سال کے رمضان المبارک میں، نبی کریم ﷺ نے مُلِیکَہ بنت کعب یثیہ کنانیتہ سے نکاح فرمایا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ خاتون کنانیتہ نہیں بلکہ کندیہ تھی۔ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ نے اس کے والد کے قتل کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے قتل کر دیا۔

بعض عورتوں نے اسے بھڑکایا اور کہا کہ ”اس سے نکاح کرتے تجھے شرم نہ آئی جس نے ابھی ابھی تیرے باپ کو قتل کرایا ہے۔“ اس نے بھی رب کی پناہ مانگی تو آپ ﷺ نے اسے علیحدہ کر دیا۔

(۲۱) یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلٰحَ کَاشَانَ نَزُوْلٍ

اسی سال، فتح مکہ سے قبل، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک مہم بطنِ اِصم کی جانب بھیجی گئی۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے دستہ میں ایک صحابی حضرت مُحَلِّم بن جُثَامَہ یثیہ کنانیتہ تھے۔ ان کا سامنا قبیلہ اُجَیج کے ایک فرد، عامر بن اَضْبَط سے ہوا۔ عامر نے حضرت مُحَلِّم رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو مسلمانوں کی مانند سلام کہا۔ لیکن مسلمانوں نے (غلطی سے) کہا یہ ایماندار نہیں ہے۔ اس پر حضرت مُحَلِّم رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

جب یہ مہم واپس بارگاہِ نبوی میں پہنچی تو ان کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:
یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتُ مُؤْمِنًا۔ (النساء- ۹۴)

”اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو تو خوب جانچ پڑتال کر لیا کرو۔ جو تمہیں سلام کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو ایماندار نہیں ہے۔“

۱۷ اس بد نصیب عورت نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار کر لیا۔ آخر کار اس کا حال یہ ہو گیا کہ کھجوروں کی مٹھلیاں اور ایک روایت میں ہے کہ میٹگیاں چنتی تھی۔ ایک شخص نے اسے دیکھا اور پوچھا تو کون ہے تو اس نے سراٹھا کر کہا میں وہ بد بخت عورت ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر دنیا کو اختیار کیا تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۳۴۔

(۲۲) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

صحیح اور جمہور علماء کے قول کے مطابق اسی سال، صفر کے مہینہ میں حضرت عمرو بن عاص بن وائل سہمی رضی اللہ عنہ ، حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ اور خانہ کعبہ کے کلید بردار حضرت عثمان بن ابی طلحہ عبد ری جمحی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ یہ تینوں اہل حضرات صفر ۸ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے سامنے اسلام لائے۔

اپنے ایمان کے دو ماہ بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگِ موتہ میں شامل ہوئے۔ اس سے قبل کسی جنگ میں ان کی شرکت کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

۱۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ خندق سے واپس ہو کر میں نے اپنے بعض دوستوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ (حضرت) محمد ﷺ کی بات ہم پر غالب آ جائے گی۔ میرا ارادہ ہے کہ نجاشی کے پاس چلے جائیں۔ اگر ان کا غلبہ ہو گیا تو ہم ان کے اثر سے وہاں محفوظ رہیں گے اور اگر ہماری قوم کو غلبہ ہو گیا تو یہ ہمارے جذبات کو خوب جانتی ہے وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔ اس تجویز کو سب دوستوں نے پسند کیا۔ چنانچہ نجاشی کے دربار میں تحفہ پیش کرنے کے لئے ہم نے چمڑے جمع کئے اور وہاں روانہ ہو گئے۔ جب تحفہ میں پہنچے تو ہم نے (حضرت) عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ (حضرت) جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے قاصد بن کر نجاشی کے پاس پہنچے ہوئے ہیں۔ میں نے نجاشی کے دربار میں تحائف پیش کئے اور اس سے درخواست کی کہ اس قاصد کو میرے سپرد کر دیں تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ میری اس درخواست پر نجاشی شدید غضبناک ہو گیا۔ اس پر میں نے معذرت کے انداز میں اس سے کہا اے بادشاہ! اگر مجھے پتہ ہو تاکہ آپ کو میری اس درخواست سے اتنا رنج ہو گا تو میں بالکل اس کی جرأت نہ کرتا۔ اس پر نجاشی نے کہا کیا تم ایسے شخص کے قاصد کو قتل کرنے کے لئے مجھ سے طلب کرتے ہو جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جبرئیل امین نازل ہوتے ہیں۔ اس پر میں نے پوچھا کیا واقعی ایسا ہے؟ اس نے کہا اے عمرو! تم کو کیا ہو گیا ہے وہ یقیناً حق پر ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے مخالفوں پر غالب آئیں گے۔ اس پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے ہاتھوں ایمان قبول کر لیا۔ لیکن اپنے ساتھیوں سے ایمان چھپائے رکھا۔ وہ فرماتے ہیں پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ راستہ میں میری ملاقات حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ہو گئی جو مکہ مکرمہ سے اس نیت سے نکلے تھے کہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر ایمان قبول کریں۔ (چنانچہ ہم دونوں پہلے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پھر میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کر لیا۔) ایمان لانے سے قبل میں نے عرض کی کہ میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ آپ میرے تمام پچھلے گناہ معاف فرمادیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمرو! بیعت کرو! اسلام اور ہجرت ماقبل زمانہ کو قطع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بیعت کر لی اور چلا آیا۔ حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں کے ہمراہ تھے۔ وہ بھی ان کے ساتھ مشرف بایمان ہوئے۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۷۴ تا ۷۵۔

بعض علماء ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ تینوں حضرات ۵/۷ھ کے اواخر میں ایمان لائے بعض کہتے ہیں ۵/۵ھ میں مشرف بایمان ہوئے اور کچھ علماء کا کہنا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ غزوہ حَندِیَہ کے بعد ۵/۸ھ کے اواخر میں ایمان لائے۔ بعض کا قول ہے کہ آپؓ غزوہ خیبر سے قبل ۵/۷ھ میں ایمان لائے۔

(۲۳) مکہ مکرمہ سے ہجرت کی فرضیت کا نسخ

نبی پاک ﷺ فتح مکہ سے جب فارغ ہو چکے تو اسی سال مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

(۲۴) قبیلہ صَدَاء کی آمد

اسی سال، یمن کے گرد نواح سے قبیلہ صَدَاء بارگاہِ نبوی میں باریاب ہوا۔ اس کے افراد کی تعداد پندرہ تھی۔ وفد میں حضرت زیاد بن حارث صَدَائِیؓ بھی شریک تھے۔ انہوں نے اسلام پر بیعت کی اور اپنے علاقہ میں واپس چلے گئے۔ زائے بعد ان میں کثرت سے اسلام کی اشاعت ہوئی۔ چنانچہ ایک سو افراد پر مشتمل وفد دوبارہ بارگاہِ نبوی میں شرف یاب ہوا اور حجۃ الوداع میں نبی پاک ﷺ سے ہمراہی کا شرف حاصل کیا۔

(۲۵) حضرت عَدَاء بن خالدؓ کا ایمان لانا

اسی سال فتح مکہ کے بعد اور بقول دیگر غزوہ حُنین کے بعد حضرت عَدَاءؓ بن خالد بن ربیعہ عامریؓ ایمان لائے۔

۱۷ حضور نبی کریم ﷺ جب ۵/۸ھ میں جُعرانہ سے واپس تشریف فرما ہوئے تو حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ کو قبیلہ صَدَاء کی سرکوبی پر مقرر فرمایا۔ چنانچہ وہ چار سو مسلمانوں کے لشکر سمیت قہار کے نواح میں لشکر انداز ہو گئے۔ قبیلہ صَدَاء کا ایک شخص آیا اور اس نے اس لشکر کے بارے میں دریافت کیا۔ جب اسے مسلمانوں کے ارادے کا علم ہوا تو وہ تیزی سے دربارِ رسالت آئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنی قوم سمیت آپ ہی کا ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے اس لشکر کو واپس طلب فرمایا۔ اس کے بعد اس قبیلہ کے پندرہ افراد دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر اس قبیلہ کے ایک سو افراد نبی پاک ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اس قبیلہ سے دربارِ نبوی میں سب سے پہلے حاضر ہونے والے شخص حضرت زیاد بن حارث صَدَائِیؓ ہیں۔ یہی وہ شخص ہیں جن کو ایک سفر میں نبی پاک ﷺ نے اذان کہنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اذان کی۔ بعد میں حضرت بلالؓ اقامت پڑھنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اذان کی وہی اقامت بھی پڑھے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۱-۱۲۲۔

۱۸ حضرت عَدَاءؓ اپنے والد حضرت خالدؓ اور اپنے والد کے بھائی حضرت خَلْمہؓ کے ساتھ غزوہ حُنین کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۵/۸ھ یزید بن مصلب کے خروج تک آپ ﷺ زندہ رہے الاصلہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۶۔

عَدَاءِ عَيْنِ کی زبر، دال کی تشدید اور الف ممدودہ: (ع + د + ا + ع) کے ساتھ لہ ہے۔
 آپ ﷺ کے لئے ہی نبی کریم ﷺ نے فروختگی کی تحریر لکھوائی۔ جس میں یہ الفاظ تھے:
 هَذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَاءُ بْنُ خَالِدٍ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْعَ الْمُسْلِمِ
 مِنَ الْمُسْلِمِ لَأَدَاءٍ وَلَا خِبْثَةٍ وَلَا غَائِلَةٍ۔

ترجمہ: یہ رسید ہے اس کی جو خریداء عَدَاءُ بْنُ خَالِدٍ (رضی اللہ عنہ) نے (حضرت) مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ (ﷺ) سے جس
 طرح مسلمان مسلمان سے خرید و فروخت کرتا ہے۔ (فروخت شدہ غلام یا لونڈی میں) نہ بیماری ہے نہ
 خباثت اور نہ دھوکہ۔

اس تحریر کی درست طریقہ پر روایت یونہی ہے۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اسے اسی طرح سے
 روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تَعْلِيقًا کتاب البیوع میں ان الفاظ میں اسے روایت کیا ہے:
 هَذَا مَا اشْتَرَاهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْعَدَاءِ بْنِ خَالِدٍ۔
 ترجمہ: یہ رسید ہے اس کی جو خریدا (حضرت) مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ) نے (حضرت) عَدَاءُ بْنُ خَالِدٍ (رضی اللہ عنہ) سے۔
 ان الفاظ سے روایت الٹ ہو گئی ہے۔ (یعنی خریدار، فروخت کنندہ اور فروخت کرنے والا، خریدار بن
 گیا ہے) یا (اس کی تاویل یوں کی جاسکتی ہے کہ) لفظ اشترى باع کے معنوں میں ہے۔
 علامہ عینی رحمہ اللہ نے بخاری شریف پر اپنی شرح میں فرمایا: ”اس عقد میں غلام یا لونڈی فروخت ہوئی
 تھی۔“

(۲۶) بازار کے بھاؤ مقرر کرنے سے نبی کریم ﷺ کا اجتناب فرمانا

اسی سال، چیزوں کے بھاؤ چڑھ گئے۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! چیزوں کے بھاؤ مقرر فرما دیجئے۔“

تو نبی کریم ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ:

”بھاؤ مقرر فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی تنگی عطا فرمانے والا اور فراخی عطا فرمانے والا ہے۔“

(۲۷) حضرت سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا وصال

حضرت سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا انتقال اسی سال ہوا۔ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔

(۲۸) ایران کے بادشاہ کا قتل اور عورت کا حکمران بننا

ایران کا بادشاہ اسی سال قتل ہوا۔ تو لوگوں نے اپنا حکمران عورت کو بنالیا۔ اس کا نام بُوران بنت کسریٰ تھا۔ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یوں ارشاد فرمایا:

”وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنا حکمران عورت کو بنالیا۔“

(۲۹) غسان کے حکمران کی وفات

حارث بن ابی شمر غسانی، بادشاہ غسان کا انتقال اسی سال ہوا۔ یہ شخص شام کے علاقہ بلقاء کا حاکم تھا۔ کفر کی حالت میں اس نے دنیا سے کوچ کیا۔

۱۔ حضرت سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ۔ بیضاء آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا مشہور نام ہے۔ اس کا اصل نام دُعد بنت جحْزم ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے علاوہ دو بیٹے ان کے اور تھے۔ جن کے نام حضرت سہیل رضی اللہ عنہ اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے والد کا نام وہب بن ربیعہ تھا۔ غزوہ بدر سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ ایمان لا چکے تھے۔ لیکن اظہار نہ فرمایا تھا۔ قریش زبردستی انہیں اپنے لشکر کے ساتھ لے آئے وہاں قید ہوئے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ میں نے انہیں نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ اس کی بناء پر انہیں رہائی ملی۔ اظہارِ نبوت کے ابتدائی سالوں میں قریش نے بنی ہاشم کے خلاف معاشرتی مقاطعہ کا معاہدہ کر لیا جن لوگوں نے اس معاہدہ کے خلاف آواز بلند کی ان میں آپ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہشام بن عمرو، عظیم بن عدی، زمعہ بن اسود، ابو البختری بن ہشام اور زبیر بن امیہ بھی اس معاہدہ کے خلاف آواز اٹھانے والوں میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہردو کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔ ایک قول کے مطابق ان کے تیسرے بھائی حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے بدر کی جنگ میں شہادت پائی۔ الاستیعاب علی حاشیہ جلد ۲ صفحہ ۹۳، ۹۴۔

(۳۰) رئیسِ یمامہ کا انتقال

ہُوذہ بن علی حنفیؓ ۱۷ھ اہل یمامہ کا سردار بھی اسی سال بحالتِ کفر مر گیا۔ فتح مکہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی واپسی کے بعد اس کی موت واقع ہوئی۔

(۳۱) فتح مکہ

اسی سال نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ ۲ھ کے لئے لشکر کشی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہاتھوں اسے فتح فرمایا۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا (الفتح: ۱) آیات میں اللہ تعالیٰ نے جس فتح کا وعدہ فرمایا تھا وہ یہ ”فتحِ عظیم“ تھی۔

غزوات کے باب، ۸/ھ کے غزوات میں ہم نے فتح مکہ کے لئے روانگی، مکہ معظمہ پہنچنے اور اس غزوہ کی تاریخیں لکھ دی ہیں۔ ان تاریخوں کو وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۳۲) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا کفار مکہ کو خط

غزوہ فتح مکہ سے قبل نبی کریم ﷺ کی مکہ معظمہ کی جانب روانگی سے پہلے، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ۳ھ نے، قریش مکہ کی اطلاع کے لئے، خفیہ طور پر، نبی پاک ﷺ کی لشکر کشی کے متعلق خط لکھا۔

۱۷ھ ہُوذہ بن علی حنفی یمامہ کا حکمران تھا۔ اسے دعوتِ اسلام دینے کے لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلیط بن عمرو عامری رضی اللہ عنہ کو مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا۔ اس نے جوابی خط میں لکھا کہ آپ مجھے اپنی حکومت میں ایک علاقہ کی حکمرانی عطا فرمادیں تو میں ایمان لانے کے لئے تیار ہوں۔ جب اس کا یہ پیغام نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مجھ سے کجور کے ایک خوشہ کے برابر زمین کا ٹکرا طلب کرے تو میں اسے نہ دوں گا اور نہ ہی دینا جائز رکھوں گا۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام ہُوذہ کے مرنے کی خبر لائے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳۔

۲۷ھ فتح مکہ اسلام کی عظیم ترین فتوحات میں سے ہے۔ اس سے پہلے اہل عرب اس امر کا انتظار کر رہے تھے کہ اگر حضور سید المرسلین ﷺ مکہ مکرمہ پر فتح حاصل کر لیں تو وہ بھی دائرۃ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ جب یہ فتح عظیم ظہور پذیر ہوئی تو لوگ دوڑتے بھاگتے اسلام لانے لگے۔ جیسا کہ سورۃ النصر میں وارد ہے۔ اس فتح کے بعد مشرکوں کے لئے کوئی جائے فرار باقی نہ رہی۔ حق تعالیٰ نے اس فتح کے ذریعہ سے اپنے دین کو غالب فرمایا۔ اپنے محبوب ﷺ کو مظفر و فتح مند فرمادیا۔ یہ ایسی فتح تھی کہ زمین و آسمان والے مبارک بادیاں پیش کرنے لگے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۰۔

۳۷ھ علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ۳۰ھ کو ۶۵ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ الاصابہ میں آپ سے مروی پانچ حدیثیں درج ہیں۔ الترغانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳۔

(۳۳) معجزہ نبوی - حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کی اطلاع

اسی سال نبی پاک ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کی اطلاع دی کہ انہوں نے ”سارہ“ نامی ایک عورت کے ہاتھوں ایک خط قریش مکہ کو روانہ کیا ہے۔ وہ عورت قریش کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔
رحمت عالم ﷺ نے یہ اطلاع پا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور ارشاد فرمایا:

یہ خط ایک عورت کے پاس ہے جس کی نشانیاں یہ ہیں۔ وہ تمہیں ”خاخ“ کے باغ میں ملے گی۔
یہ جماعت اس کے تعاقب میں روانہ ہو گئی اور اسی باغ میں اسے جالیا۔ اس سے خط کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سونت لی اور فرمایا:
”خط نکالو ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار ڈالیں گے۔“

اس دھمکی پر اس نے وہ خط اپنے سر کے موباف سے نکال دیا۔ اس طرح حضرت رسالت مآب ﷺ کا معجزہ ظاہر ہوا۔
زاں بعد حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اپنا عذر پیش کیا تو رحمت عالم ﷺ نے انہیں معاف فرمادیا اور انہیں کوئی سزا نہ دی۔ لہ

(۳۴) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیات کا نزول

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اور ان کے اس قصہ کے بارے میں اسی سال سورۃ ممتحنہ کی یہ آیات نازل ہوئیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا

لہ کسی عرب شاعر نے سچ کہا ہے: وَإِذَا الْحَبِيبُ أَتَى بِذَنْبٍ وَاحِدٍ + جَاءَتْ مَحَاسِنُهُ بِأَلْفِ شَفِيعٍ (کسی محبوب شخصیت سے اگر ایک غلطی ہو جائے تو اس کے محاسن ہزار سفارشوں کو لے کر بخشوانے کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے اس خط کے مندرجات کے لئے المواہب اللدنیہ مع شرح الرزقانی جلد ۲ ص ۲۹۸ ملاحظہ ہو۔ اس خط میں کفار کو لشکر اسلام سے خوف زدہ کرنے اور ان کی دل فہنی کا سامان موجود ہے۔

أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ إِنَّ يَثْقِفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَالسِّنَنُومُ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

ترجمہ: ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست قرار نہ دو تم انہیں دوستی کے پیغام ارسال کرتے ہو۔ جب کہ وہ تمہارے بچے دین سے منکر ہیں۔ رسول (ﷺ) کو اور خود تمہیں گھروں سے نکالتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو جو تمہارا پروردگار ہے۔ اگر تم میری راہ میں جہاد اور میری رضا کو طلب کرنے کے لئے نکلے ہو۔ تم انہیں پوشیدہ طور پر دوستی کے پیغام بھیجتے ہو مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا۔ جو کوئی تم میں سے ایسا کام کرے وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا ۝ اگر تم ان کے ہاتھ آ جاؤ تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے۔ اپنے ہاتھ اور زبانیں برائی کے ساتھ تم پر دراز کریں گے اور چاہیں گے کہ تم بھی کسی طرح کافر بن جاؤ ۝ تمہارے خاندان اور اولادیں، قیامت کے دن، تمہارے کسی کام نہ آئیں گے وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے ۝ (الممتحنہ آیات ۱ تا ۳)

(۳۵) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی معافی اور اہل بدر کی فضیلت

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے خط کے قصہ میں نبی کریم ﷺ نے اہل بدر کی فضیلت بیان فرمائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے تاکہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ ”اس پر رَحْمَتِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

”حاطب، جنگ بدر میں شریک تھے۔ اے عمر! تمہیں کیا پتہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جہانک کر دیکھا ہے اور ان سے فرما دیا ہے جو چاہے کرو میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔“ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسی طرح روایت کی ہے۔

ایک روایت، جسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں درج فرمایا ہے، میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا یوں ہے: ”جنگ بدر میں شامل ہونے والا کوئی مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہو گا۔“

(۳۶) حضرت عباس بن مرزاس رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اسی سال، فتح مکہ سے کچھ ہی پہلے حضرت عباس بن مرزاس بن ابی عامر سلمی رضی اللہ عنہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ اے

آپ رضی اللہ عنہ مشہور شاعر، نیکو کار اور بہادر تھے۔

(۳۷) بحالتِ سفر روزہ نہ رکھنے کی اجازت

اسی سفر میں، حضرت رحمتِ عالم ﷺ کی جانب سے اعلان کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا: ”اس سفر میں جو آدمی رمضان المبارک کا روزہ رکھنا پسند کرے، رکھے اور جو شخص افطار کو پسند کرے، افطار کر لے اور دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کر لے۔“

اس اعلان کے بعد نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روزے رکھنے شروع کر دیے۔ جب کدید ۲۷ کے مقام پر پہنچے تو خود روزہ افطار فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو افطار کا حکم دیا تاکہ جنگ کرنے کی قوت حاصل ہو۔ زائ بعد ماہ رمضان المبارک کے اختتام تک خود آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روزہ افطار فرماتے رہے۔ المواہب اللدنیہ میں اسی طرح ہے۔

۱۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے والد مرزاس کا ایک بت تھا جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ اس بت کا نام ”خمار“ تھا اور پتھر کا بنا ہوا تھا۔ جب مرزاس پر حالت نزع طاری ہوئی تو اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ خمار کی عبادت کرنا وہ تمہیں نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک دن خمار کے پاس تھے کہ اس کے اندر سے انہوں نے یہ شعر سنے۔ قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كَلِّهَا + اَوْدَى ضَمَارٌ وَعَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ (اے عباس خاندان سلیم کی تمام شاخوں سے کہہ دو خمار ہلاک ہو گیا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مسجدوں والے اب دنیا میں رہیں گے۔) اِنَّ الَّذِي وَدَّ النَّبُوَّةَ وَالْهُدٰی + بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مُهْتَدٍ (جس ہستی نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کی وراثت پائی ہے وہ ہدایت پر ہے۔) اَوْدَى ضَمَارٌ وَكَانَ يُعْبَدُ مَرَّةً + قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ (خمار ہلاک ہو گیا حالانکہ نبی برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نزول کتاب سے پہلے اس کی عبادت کی جاتی تھی۔) یہ اشعار سن کر عباس رضی اللہ عنہ نے خمار کو آگ میں جلا ڈالا۔ نبی کریم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول فرمایا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۵۱۔

۲۔ بَذَلُ الْقَوِّهِ نِزْرُ قَانِی شرح مواہب میں صراحت ہے کہ یہ لفظ کاف کی زیر کے ساتھ ہے لیکن سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۷۱ میں محمد محی الدین عبد الحمید محقق نے کاف کی پیش اور دال کی زیر کے ساتھ لکھا ہے۔ نیز اسی کتاب کے دوسرے باتحقیق ایڈیشن جلد ۴/ صفحہ ۴۲ میں بھی اس مقام پر کاف کی پیش اور دال کی زیر کے ساتھ درج ہے۔ جب کہ دوسرے دو مقامات پر کاف کی زیر اور دال کی زیر کے ساتھ مندرج ہے۔ اس ایڈیشن کی تحقیق عبد الحفیظ شلی، مصطفیٰ القا اور ابراہیم الایاری نے کی ہے۔

مصنف المَوَاهِب اللدنیہ نے فرمایا بخاری شریف میں اسی طرح مروی ہے۔ علامہ زُرْقَانِی رحمۃ اللہ علیہ نے مَوَاهِب لدنیہ کی شرح میں لکھا کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی عشرہ مکمل ہونے سے قبل مکہ معظمہ پہنچ چکے تھے۔ لیکن طَائِف، حُتَین اور دیگر مہموں کی تیاری میں تھے۔ اس کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی نیت نہ فرمائی بلکہ نمازِ قصر ہی ادا فرماتے رہے۔ لہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسی (نیتِ اقامت نہ ہونے) کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رَمَضَانُ الْمُبَارک کا باقی حصہ بحالتِ افطار گزارا۔

کَدِید: کاف کی زبر (ک + د + ی + و) کے ساتھ قَدِید اور عُسْفَان کے درمیان واقع ہے۔ قَدِید، قاف کی پیش کے ساتھ (ق + د + ی + و) تصغیر کا صیغہ ہے۔
عُسْفَان، مکہ معظمہ سے دونوں کی مسافت پر واقع ہے۔

(۳۸) روزہ کے افطار کا وقت

فتح مکہ کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں، کَدِید اور عُسْفَان پہنچنے سے پہلے، جب نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سورج کی ٹکیہ غروب ہو چکی ہے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
”اترو اور میرے لئے ستوپانی میں گھولو۔“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:
”سورج یعنی اس کی روشنی باقی ہے۔“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”اترو اور ستو گھولو۔“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”سورج یعنی اس کی روشنی ابھی باقی ہے۔“

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ”اترو اور گھولو۔“

اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ستو گھول دیئے۔

اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی جانب اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا:

”جب اس طرف سے رات چڑھ آئے تو روزہ دار کے افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔“

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

(۳۹) سفر میں روزہ کے باعث تکلیف کی صورت میں روزہ کی ناپسندیدگی

فتح مکہ کے لئے لے جاتے ہوئے، راستہ میں نبی پاک ﷺ نے ایک آدمی پر لوگوں کا جھگٹا دیکھا۔ جس پر سایہ کیا ہوا تھا۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”یہ کیا ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ”یہ شخص روزہ دار ہے، شدید گرمی کے باعث بے ہوش ہو گیا ہے۔“ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ۔

ترجمہ: ”ایسے سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔“

اس حدیث پاک کو امام بخاری وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے۔

حافظ عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی جامع اور امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ان الفاظ سے اس حدیث کو

روایت فرمایا ہے:

لَيْسَ مِنَ امْرِئٍ صِيَامٌ فِي امْسَافٍ۔

یعنی لام تعریف کے تینوں مقامات پر لام کی بجائے میم ہے۔

وہ آدمی جس پر لوگوں نے سایہ کیا ہوا تھا وہ حضرت ابو سرائک عامری رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کا نام حضرت

قیس رضی اللہ عنہ تھا۔ امام قسطلانی نے بخاری کی شرح میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

(۴۰) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ہجرت

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی مدینہ منورہ سے، فتح مکہ کے لئے روانگی سے قبل، آپ ﷺ کے چچا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہجرت کی غرض سے، اپنے اہل و عیال سمیت، مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو چکے تھے۔

لے بخاری اور مسلم کی روایت میں فتح مکہ کے سفر کی صراحت نہیں۔ ترمذی کی روایت میں اس کی تعیین ہے۔ الزرقانی علی المواہب

(آپ ﷺ کے ایمان لانے کی تاریخ کے بارے میں اختلاف ہے۔) بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اس سے ایک عرصہ پہلے، غزوہ بدر کے بعد، ۸ھ میں ایمان لا چکے تھے۔ ۱۰
بعض علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ ۸ھ میں جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی جانب اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت کی تو اس وقت آپ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تھے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہی صحیح ہے جس طرح کہ ۸ھ کے واقعات میں گزر چکا ہے۔

حضرت عباسؓ اپنے اہل و عیال سمیت، ہجرت کر کے، ۸ھ میں، مدینہ منورہ آرہے تھے اور نبی پاک ﷺ فتح مکہ کے لئے مکہ مکرمہ کی جانب رواں تھے کہ مُحَفَّہ یا ذی الْحُلَيْفَہ کے مقام پر دونوں کی آپس میں ملاقات ہو گئی۔ آپ ﷺ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ فتح کے لئے واپس آگئے اور اپنے گھر والوں کو مدینہ منورہ کی جانب روانہ کر دیا۔ اس طرح آپ ﷺ سب سے آخری مہاجر تھے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے آپ ﷺ سے فرمایا: ”اے چچا! آپ ﷺ کی ہجرت آخری ہے جس طرح میری نبوت آخری نبوت ہے۔“

(۴۱) حضرت ابوسُفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا نبی پاک صاحب لولاک ﷺ فتح مکہ کے لئے جارہے تھے کہ ”ابوآء“ کے مقام پر حضرت ابوسُفیانؓ سے بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے ملے۔

۱۰ نبی پاک ﷺ کو حضرت عباسؓ کے ہجرت سے پہلے ایمان لا چکنے کے متعلق علم تھا اور آپ ﷺ کے قیام مکہ پر آپ ﷺ راضی تھے۔ کیونکہ یہ مشرکین کے بارے میں خبریں لکھ کر بارگاہِ نبوی میں ارسال کیا کرتے نیز مکہ مکرمہ کے کمزور مسلمانوں کے کام آتے تھے۔ الزرقانی علی المواہب اللدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۱۔

۱۱ ”ابوسُفیان“ آپ ﷺ کی کنیت بھی ہے اور نام بھی۔ آپ ﷺ کا وصال ۱۵ھ یا ۲۰ھ کو ہوا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ابوسُفیان بن حارث اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ وصال کا باعث یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر ”مکا“ تھا۔ حج کے آخر میں جب سرمنڈوایا تو حجام نے بالوں میں اسے بھی اتار دیا جس سے خون رسنے لگا۔ جس سے آپ واصلِ بحق ہو گئے۔ بوقتِ وصال اہل خانہ کو وصیت فرمائی میری وفات پر مت رونا کیونکہ جب سے میں نے ایمان قبول کیا ہے گناہ کی کوئی گفتگو نہیں کی۔ اعلانِ نبوت سے پہلے حضرت ابوسُفیان بن حارث نبی کریم ﷺ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اعلانِ نبوت کے بعد یہ محبت عداوت میں تبدیل ہو گئی تھی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان کے اشعار کے جواب لکھا کرتے تھے۔ بالآخر مشرف بایمان ہو گئے۔ الزرقانی علی المواہب اللدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۱۔

آپ ﷺ نبی کریم ﷺ کے چچازاد اور رضاعی بھائی تھے کیونکہ انہوں نے بھی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ ان کے ہمراہ ان کے صاحبزادے حضرت جعفر لہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ دونوں باپ بیٹا وہیں ایمان لائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان کے علاوہ اور شخصیت ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اموی ہیں اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ہاشمی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر دلائل کی رو سے بھی یہ دونوں الگ الگ شخصیتیں قرار پاتی ہیں۔ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

(۴۲) حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی دربار رسالت میں معذرت

اسلام قبول فرمانے سے قبل حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا:

جب میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حضرت رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں تو کیا کہوں۔ کیونکہ آپ ﷺ کو میری طرف سے بہت سی تکالیف پہنچ چکی ہیں۔“
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ان سے وہی کہنا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تھا۔“

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰتٰرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ۔ (یوسف: ۹۱)

(قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر ترجیح دی ہے اور خطا کار ہم ہی تھے۔)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا۔

نبی کریم ﷺ نے انہیں جواباً ارشاد فرمایا:

لَا تَشْرِيْبُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ (یوسف: ۹۲)

لہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سمیت غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ نوجوان تھے۔ ۵/۵۰ میں دمشق کے مقام پر وصال پایا۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۱۔

ترجمہ: ”آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے، وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“ ۱۷

(۴۳) حضرت عبد اللہ بن ابی اُمیہ مخزومی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے لئے جاتے ہوئے دورانِ راہ، سُقیّا اور عَرَج کے درمیان، نبی پاک ﷺ سے، حضرت عبد اللہ بن ابی اُمیہ مخزومی رضی اللہ عنہ ملے۔

آپ ﷺ، ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے باپ کی جانب سے بھائی تھے۔ (دونوں کی مائیں جدا تھیں) کیونکہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ عاتکہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا تھیں اور ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن قیس فراہی ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جب ایمان کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ کیونکہ آپ ﷺ اور مسلمانوں سے انہیں شدید عداوت تھی۔ یہ وہی تھے جنہوں نے آپ ﷺ سے کہا تھا:

لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۚ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَ

عِنَبٍ (بنی اسرائیل: ۹۰، ۹۱)

ترجمہ: ”جب تک آپ ﷺ زمین سے ہمارے لئے چشمے جاری نہ کریں یا آپ ﷺ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغات نہ ہوں ہم ہرگز آپ ﷺ پر ایمان نہ لائیں گے۔“

آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے سفارش کی جس کی بناء پر نبی کریم ﷺ ان سے راضی ہو گئے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں پر ایمان قبول فرمایا اور ایمان میں مخلص رہے۔ ۱۸

سُقیّا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک بڑا گاؤں ہے۔ جو فُرْع کے مضافات میں ہے۔ یہاں سے مدینہ منورہ کا چار منزل کا فاصلہ ہے۔

۱۷ ایمان لانے کے بعد حیا کے باعث سرکارِ دو عالم ﷺ کی جانب کبھی سر نہ اٹھایا۔ حضور اکرم ﷺ بھی ان سے محبت فرماتے تھے اور انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ یہ امیرِ خزّہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے ہوں گے۔ حضرت ابوسُقیّا رضی اللہ عنہ سے یہ ارشادِ نبوی موی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو برکت عطا نہیں فرماتا جس میں کمزور طاقتور سے اپنا حق وصول نہ کر سکتا ہو۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲۔

۱۸ حضرت عبد اللہ بن ابی اُمیہ رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہونے کے بعد فتح مکہ، حُنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوئے اور اس آخری غزوہ میں شہید ہوئے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۱۔

فُرْعِ فَا کے پیش کے ساتھ (فُ + رُ + ع) بھی ایک بڑی بستی ہے۔ جہاں سے مدینہ منورہ کا فاصلہ بھی چار منزل ہے۔ باب غَزَوَات میں ۳۷ کے غزوات میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۴۴) حضرت اَبُو سَفْیَان صَخْرِیؓ، حضرت حَکِیْم بن حَزَامؓ اور حضرت بُذَیْل بن

وَرَقَاءؓ کا مشرف بایمان ہونا

لشکرِ اسلام کے مکہ مکرمہ کی جانب روانگی کے دوران ”مَرَّ الْقَهْزَان“ لے کے مقام پر یہ تین افراد بارگاہ نبوی میں باریاب ہوئے۔

(۱) حضرت امیرِ معاویہؓ کے والد، حضرت اَبُو سَفْیَان صَخْرِیؓ حَرْبِ نَبِیؐ۔

(۲) ام المومنین حضرت خَدِجَةُ الْکُبْرَىؓ کے بھتیجے، حضرت حَکِیْم بن حَزَامؓ

(۳) حضرت بُذَیْل بن وَرَقَاءؓ خَزَاعِیؓ

یہ تینوں حضرات مکہ مکرمہ سے اس لئے آئے تھے کہ نبی پاک ﷺ سے اہل مکہ کے لئے اَمَان حاصل کریں۔ وہ اسی مقام پر نبی کریم ﷺ کے سامنے حضرت عَبَّاس بن عَبْدِ الْمُطَّلِبؓ کے ہاتھ پر مشرف بایمان ہوئے۔ اس طرح فتح مکہ سے ایک روز پہلے یہ ایمان لائے۔

مَرَّ الْقَهْزَان، مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جو اب وادی فاطمہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی شہرت خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ کی نسبت کے باعث نہیں بلکہ اسی نام کی ایک

لے لشکرِ اسلام مَرَّ الْقَهْزَان پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے خیمہ کے سامنے آگ روشن کرے۔ مکہ مکرمہ اس جگہ سے چار کوس کے فاصلہ پر تھا۔ ابھی تک کفار مکہ لشکرِ اسلام کی آمد سے بے خبر تھے۔ لیکن فکر مند تھے کہ مسلمان ان پر حملہ کر دیں گے۔ اس لئے انہوں نے باہمی مشورہ کر کے اَبُو سَفْیَان کو بھیجا کہ جاؤ اور تحقیق کرو اگر نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہو جائے تو ہمارے لئے اَمَان طلب کرو۔ اَبُو سَفْیَان مکہ سے چلا جب اس مقام پر پہنچا تو رات کی تاریکی میں دس بارہ ہزار مقامات پر آگ روشن تھی۔ ادھر حضرت عَبَّاس بن حضرت عَبْدِ الْمُطَّلِبؓ اس خیال سے کہ اہل مکہ کو کسی طریقہ سے نبی کریم ﷺ کے ارادے کی اطلاع دینی چاہئے، اپنے اونٹ پر سوار ہوئے۔ راستہ میں اَبُو سَفْیَان اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات ہو گئی۔ اَبُو سَفْیَان گھبرا کر کہنے لگا ہمارا کیا بنے گا۔ حضرت عَبَّاسؓ نے فرمایا میرے پیچھے سوار ہو جاؤ تا کہ نبی کریم ﷺ سے تمہارے لئے پناہ حاصل کروں چنانچہ حضرت اَبُو سَفْیَانؓ سوار ہو گئے۔ دورانِ راہ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے انہیں دیکھ لیا۔ اپنی جگہ سے اچھلے تلوار سونت کر ان کا پیچھا کیا تا کہ دربارِ رسالت میں پہنچنے سے پہلے ان کا کام تمام کر دیں۔ لیکن حضرت عَبَّاسؓ نے سواری تیز کر کے انہیں بچا لیا۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پہنچ کر مشرف بایمان ہو گئے۔ حضرت عَبَّاسؓ نے ارشادِ نبوی کے مطابق حضرت اَبُو سَفْیَانؓ کو لشکرِ اسلام کا نظارہ کرایا اور پھر مکہ مکرمہ جانے کی اجازت دے دی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۷۹، ۸۰، ۸۱۔

اور عربی النسل عورت کی وجہ سے ہے۔

(۳۵) اہل مکہ کو امان عام

فتح مکہ کے غزوہ سے قبل حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ نے اہل مکہ کو امان دے دی۔ اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ مکہ مکرمہ کے رستوں میں یہ اعلان کر دے:

— جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ امان میں ہے۔

— جو شخص کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹ جائے وہ امان میں ہے۔

— جو ہتھیار ڈال دے اسے امان ہے۔

— جو (حضرت) ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں آجائے اسے امان ہے۔

— جو اپنے گھر میں رہ کر اپنا دروازہ بند کر لے اسے بھی امان ہے۔

یہ اعلان فرمانے والے حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ تھے۔ مکہ معظمہ کے باشندوں نے ان پانچوں باتوں پر عمل کیا۔ اس وجہ سے سب کو امان دے دی گئی۔

نبی پاک ﷺ نے صرف پندرہ افراد کو امان سے مستثنیٰ قرار دیا جن کی تفصیل آپ ابھی ملاحظہ کریں گے۔

(۳۶) گردن زدنی افراد

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے مکی اور غیر مکی صرف پندرہ افراد کے قتل کا اعلان فرمایا اور ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”جو شخص انہیں ملے، قتل کر دے۔“ ان میں سے نو مرد تھے جن کے نام یہ ہیں:

(۱) عکرمہ بن ابی جہل۔

(۲) عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح لہ۔

لہ حضرت عبد اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ پہلے مشرف بایمان ہوئے۔ خلوص کا اظہار کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنا کاتب بنا لیا۔ پھر شیطان کے ہکاوے میں آگئے۔ اسلام سے برگشتہ ہو کر کفار سے جا ملے۔ فتح مکہ کے دن امان سے مستثنیٰ تھے اور نبی پاک ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دے رکھا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے امان طلب کی تو سرکار کائنات ﷺ نے انہیں امان عطا فرما دی۔ زان بعد ایمان میں مخلص رہے۔ چنانچہ فتح مصر کے موقع پر آپ ﷺ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مہم کے سردار تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ ﷺ نے افریقہ فتح کیا۔ جس میں ہر سوار کا حصہ تین ہزار دینار تھا۔ اس کے بعد (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

- (۳) ہَبَّار بن اَسود۔
 (۴) کعب بن زُهیر بن ابی سُلمیٰ مزی صاحب قصیدہ بَانتُ سَعاد۔
 (۵) عبد اللہ بن خَطَل لہ۔
 (۶) مَقِیس لہ بن صَبَابہ۔
 (۷) حُوَیث لہ بن مُقَیْد بن قُصَی۔
 (۸) وَحْشی بن حَرْب۔
 (۹) حَارِث بن طُلَاطِلہ لہ خُزاعی۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

بھی اسلامی جنگوں میں بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ”صعید مصر“ کے والی تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سارے مصر کا انہیں گورنر مقرر کر دیا۔ ۷/۴۷ یا ۷/۴۹ کو وصال فرمایا۔ وصال کا وقت قریب آیا تو دعا مانگی الہی! میرا آخری عمل صبح کی نماز ہو۔ چنانچہ وضو فرمایا اور نماز ادا فرمائی بائیں طرف سلام پھیرتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کی روح پرواز کر گئی۔
 الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴۔

لہ ابن خَطَل کے قاتل حضرت اَبُو بَرزہ نُضَلہ بن مُعَیْد رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل مشرف بایمان ہوئے۔ سات غزوات میں شرکت فرمائی۔ پھر کوفہ میں جا کر آباد ہو گئے اور ۷/۸۵ میں وصال فرمایا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ صفحہ ۳۱۴۔

لہ اس بد نصیب کو اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے سرفراز فرمایا۔ پھر اس نے ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ اس سے پہلے انصاری رضی اللہ عنہ نے مَقِیس کے بھائی ہشام کو غزوہ ذی قرد میں غلطی سے شہید کر دیا تھا۔ اس پر مَقِیس اس انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ خون بہا وصول کر کے انہیں قتل کر دیا۔ پھر مرتد ہو کر قریش سے آگیا۔ اسے حضرت مُنَیْلہ بن عَبْدِ اللہ نِیشی رضی اللہ عنہ نے واصلِ جنم فرمایا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۵۔

لہ یہ بد بخت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بد گوئی اور جھوٹا تھا۔ حضرت عَبَّاس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما کو سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ بھیجا جائے۔ اس بد بخت نے اونٹ کو چکا دیا جس سے ہردو صاحبزادیاں زمین پر آ رہیں۔ حضرت ہَبَّار بھی اس کی اس شرارت میں شریک تھے۔ لیکن انہیں ایمان نصیب ہو گیا اور یہ بدستور اپنے کفر پر برقرار رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون مباح فرما دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مکان پر تشریف لائے وہ گھر میں موجود تھا۔ اس کے بارے میں پوچھا جواب میں کہا گیا کہ وہ باہر صحرَاء میں گیا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ گھر پر تھا دروازہ بند کر کے چھپا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر اس کے دروازے سے ایک جانب ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ دہ سرے گھر کی طرف بھاگنے کے لئے نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابل آگئے اور اس کی گردن مار دی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۵۔

لہ حَارِث بن طُلَاطِلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والوں میں سے تھا۔ فتح مکہ کے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۵۰۱۔

چھ عورتیں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

- (۱) حضرت اَبُو سَفْیَان بن حَرْب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی بیوی ہند بنت عتبہ۔
- (۲) عمرو بن ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی سارہ۔ یہ وہ عورت ہے جو نبی کریم ﷺ کے فتح مکہ کے لئے روانہ ہونے سے پہلے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لارہی تھی۔
- (۳) قریبہ: مکبر صیغہ کے ساتھ (ق + ر + ی + ب + ہ) بعض علماء نے اسے تصغیر کے صیغہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (ق + ر + ی + ب + ہ)
- (۴) فزتا: ف کی زبر، راء کے سکون، تاء کی زبر اس کے بعد نون اور الف مقصورہ کے ساتھ۔ (ف + ر + ت + ن + ا)

یہ دونوں عبد اللہ بن خطل کی لونڈیاں تھیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہجو میں گایا کرتی تھیں۔

(۵) ارنب۔

(۶) ام سعد۔

یہ دونوں بھی عبد اللہ بن خطل کی لونڈیاں تھیں۔

مذکور بالا مردوں میں سے مندرجہ ذیل کو دولت ایمان میسر ہوئی:

(۱) حضرت عکرمہ بن ابوجہل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ۱۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ۲۔

(۳) حضرت کعب بن زہیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ۳۔

۱ فتح مکہ کے بعد حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ان کی زوجہ حضرت ام حکیم بنت حارث بن ہشام رَضِیَ اللہُ عَنْہَا ایمان لا چکی تھیں۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اپنے خاوند کے لئے امان طلب کی حصولِ امان کے بعد وہ یمن گئیں۔ وہاں سے انہیں ساتھ لیا اور دربارِ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ جہاں حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مشرف بایمان ہوئے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۳۰۔

۲ ان کے ایمان لانے کی تفصیل اس سے قبل عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔

۳ حضرت کعب بن زہیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ شاعر تھے اور نبی کریم ﷺ کی ہجو کیا کرتے۔ فتح مکہ کے دن بھاگ گئے۔ بعد میں اپنے بھائی کے ساتھ دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر ایمان قبول کر لیا۔ اور مشہور قصیدہ بانثِ سعاد پیش کیا۔ آپ ﷺ اس قصیدہ سے اتنے متروور ہوئے کہ اپنی چادر مبارک بطور انعام عطا فرمادی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ۹/۵ میں مشرف بایمان ہوئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴/ صفحہ ۵۰۱، ۵۰۲۔

(۴) حضرت ہبارؓ بن اسودؓ -

(۵) حضرت وحشی بن حربؓ -

باقی چار بحالت کفر واصل جہنم کر دیے گئے۔

عورتوں میں سے مندرجہ ذیل کو ایمان کی توفیق ہوئی:

(۱) حضرت ہندؓ بن عتبہؓ

(۲) حضرت فراتہؓ

قریبہ، ارنب اور ام سعد تینوں بحالت کفر قتل کر دی گئیں۔

۱۔ حضرت ہبار بن اسودؓ مسلمانوں اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ شدید عداوت رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت زینبؓ ہجرت کے لئے جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئیں تو انہوں نے اونٹ کو نیزہ چھو یا جس کے باعث حضرت زینبؓ ایک چٹان پر گر پڑیں اور اسی تکلیف کی حالت میں حمل وضع ہو گیا۔ اس کے بعد اپنے وصال تک مسلسل بیمار رہیں۔ واقعہ نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت نقل کی کہ جب حضور اکرم ﷺ جعرانہ سے واپس تشریف لا رہے تھے حضرت ہبارؓ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہبار بن اسود حاضر ہے۔ ایک شخص نے اٹھنے کا ارادہ کیا (تا کہ ان کا کام تمام کر دے) لیکن آپ ﷺ نے بیٹھے رہنے کا اشارہ فرمایا۔ حضرت ہبارؓ نے سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ سے بھاگ کر مختلف شہروں میں پھرتا رہا۔ چاہتا تھا کہ کسی عجمی ملک میں چلا جاؤں پھر آپ ﷺ کا انعام حاصل کر لوں اور درگزر یاد آئے۔ یا رسول اللہ! ہم مشرک تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت عطا فرمائی۔ ہمیں ہلاکت سے بچایا میری نادانیوں سے درگزر فرمائیے اور جو تکلیفیں آپ ﷺ کو مجھ سے پہنچیں معاف فرمادیجئے۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میں نے تمہیں معاف کر دیا۔“ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۶-۳۱۵۔

۲۔ فتح مکہ کے بعد حضرت وحشیؓ بھاگ کر طائف چلے گئے۔ جس وقت طائف کا وفد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ بھی اس کے ہمراہ خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کا دستور تھا کہ کسی قاصد کو قتل نہیں کرتے تھے۔۔۔ بارگاہ نبوی میں پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھا اور ایمان لائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”کیا تو وحشی نہیں ہے؟“ عرض کیا ”ہاں یا رسول اللہ!“ دریافت فرمانے پر آپ ﷺ نے حضرت امیر حمزہؓ کو شہید کرنے کی ساری روداد بیان فرمادی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا آئندہ میرے سامنے نہ آنا مجھے چہرہ نہ دکھانا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ خلافت میں مسلمان کذاب آپ ﷺ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے میں نے جمالت کے زمانہ میں سب سے بہترین شخص کو قتل کیا اور اسلام لانے کے بعد بدترین شخص کو قتل کیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۲، ۵۰۳۔

۳۔ آپ ﷺ نے غزوہ اُحد میں حضرت امیر حمزہؓ کی لاش مبارک کا مُثلہ کیا۔ فتح مکہ کے بعد جب مستورات بیعت کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے بھی چہرہ پر نقاب ڈال کر ایمان قبول کر لیا۔ زائ بعد نقاب الٹ کر عرض کیا میں ہند بنت عتبہ ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا ہوا مسلمان ہو کر آئی ہو۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۳۔

سارہ کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء فرماتے ہیں مشرف بایمان ہو گئی تھیں اور کچھ علماء کا کہنا ہے کہ کفر کی حالت میں قتل کر دی گئی۔

(۴۷) فاتحانہ شان سے مکہ معظمہ میں داخلہ

سرکارِ کائنات ﷺ ”مَیِّئَہُ عَلَیَّا“ (جو خجّون اور معلّٰہ کے قریب ہے) سے مکہ معظمہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے:-

سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ بڑا جھنڈا اور چھوٹا جھنڈا دونوں کا رنگ سیاہ تھا۔ لوہے کی زِرہ اور خود زیب تن کئے ہوئے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن خضیر رضی اللہ عنہ کے درمیان آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے۔ لہٰذا اس وقت آپ ﷺ احرام کی حالت میں نہ تھے۔

دخول مکہ کے وقت نبی پاک ﷺ لوگوں کو سورۃ فتح اور اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ پڑھ کر سنا رہے تھے اور آیات کو دھراتے تھے۔

(مندرجہ بالا روایات پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ خود اور عمامہ بیک وقت سر پر نہیں پہنے جاسکتے جب کہ روایات میں دونوں چیزوں کا پہننا وارد ہے۔ اس کے جواب میں یوں کہا گیا ہے کہ روایات میں) سرکارِ دو عالم ﷺ کا سر مبارک پر سیاہ عمامہ اور خود دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اس بناء پر آپ ﷺ نے خود کے اوپر عمامہ پہنا ہوا تھا یا اس بناء پر کہ مکہ معظمہ میں داخلہ کے وقت پہلے خود پہن رکھا تھا پھر ایک گھڑی کے بعد سیاہ عمامہ پہن لیا یا آپ ﷺ نے اس کے برعکس کیا تھا۔ اس طرح راویوں میں سے جس نے جو دیکھا اسے بیان کر دیا۔

(۴۸) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستے کی کفار سے جنگ

مکہ معظمہ کی نشیبی جانب سے، نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا ایک دستہ دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی مشرکین سے جنگ ہو گئی جس میں چوبیس یا اٹھائیس مشرک ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد بری طرح شکست کھا کر بھاگ گئے۔ صرف دو مسلمان شہید ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

لہٰذا اس وقت حضرت انس بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے اسی اونٹنی پر سوار تھے۔

(۱) حضرت ابو صخر حبیشؓ لہ بن خالد خزاعیؓ

آپ حضرت امّ معبد بنت خالد خزاعیہؓ کے بھائی تھے۔ جن کے پاس سے نبی پاک ﷺ ہجرت مدینہ منورہ کے دوران گزرے تھے۔

(۲) حضرت کُز بن جابر فہریؓ لہ

جنگ کا یہ واقعہ احناف کی دلیل ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ جنگ سے فتح ہوا نہ کہ صلح سے۔ شافعیوں کا قول اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ صلح سے فتح ہوا کیونکہ جس جانب سے نبی پاک ﷺ داخل ہوئے تھے وہاں بالکل جنگ کی نوبت نہ آئی تھی۔

(۳۹) نبی کریم ﷺ کی قیام گاہ

فتح مکہ کے ایام میں نبی پاک ﷺ نے بنی کنانہ کے دامن کوہ میں قیام فرمایا۔ جسے اَبَح اور مُحَصَّب کہا جاتا ہے۔ وہیں سے آپ ﷺ ہر نماز کے لئے مسجد حرام میں تشریف لاتے تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ معظمہ کی بالائی جانب حضرت امّ ہانیؓ کے گھر قیام فرمایا۔ دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کا قیام تو تمام عرصہ مذکورہ دامن کوہ میں رہا لیکن ایک روز آپ ﷺ ان کے گھر رونق افروز ہوئے، غسل فرمایا اور نماز چاشت ادا فرمائی۔

(۵۰) معجزہ نبوی۔ اشارہ سے بت شکنی

فتح مکہ میں نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنے اشارہ سے بتوں کو توڑ ڈالا۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مسجد حرام میں رونق افروز ہوئے تو طواف کا ارادہ فرمایا۔ دیکھا کہ خانہ کعبہ کے ارد گرد سینہ کے ساتھ مضبوط کئے ہوئے تین سو ساٹھ بت ہیں۔ ان میں سب

۱۔ آپ ﷺ کے نام میں اختلاف ہے۔ سیرت ابن ہشام بہ تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید اور بہ تحقیق عبد الحفیظ و مصطفیٰ القا و ابراہیم الایاری میں آپ ﷺ کا نام خُنَیس درج ہے۔ المواہب اللدنیہ میں حُبَیش ہے۔ علامہ زر قانی قدس سرہ فرماتے ہیں درست تلفظ حُبَیش: (ح + ب + ی + ش) ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ تصغیر کا میضہ ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۸۔

۲۔ حضرت حُبَیشؓ اور حضرت کُز بن جابرؓ دونوں حضرت خالد بن ولیدؓ کے دستے میں شامل تھے لیکن پیچھے رہ گئے۔ اور اس دستے کے راستے کو چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنے لگے۔ پہلے حضرت حُبَیشؓ شہید ہوئے۔ حضرت کُزؓ نے انہیں اپنے دونوں قدموں کے درمیان ڈال لیا اور کفار سے جنگ کرنے لگے بالآخر شہید ہو گئے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۷۷۔

سے بڑے کا نام مُہل تھا جو خانہ کعبہ کے سامنے تھا۔ اساف نامی بت صفا پر اور نائلہ مَرُوہ پر نصب تھا۔ اس کے پاس کفار قریانی دیا کرتے تھے۔

نبی پاک ﷺ نے ان میں سے ہر ایک بت کی جانب اپنی کمان کے سرے سے اشارہ کرنا شروع کر دیا۔ اور (اس اشارہ سے) ہر ایک کی آنکھ میں چھوٹا شروع کر دیا۔ اس وقت زبان مبارک پر یہ آیہ مبارکہ جاری تھی:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ (بنی اسرائیل: ۸۱)

ترجمہ: ”حق آگیا باطل بھاگ گیا۔ بلاشبہ باطل بھاگنے والا ہے۔“

اس سے سارے بت ایک ایک کر کے گرنے لگے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے انہیں چھو تک نہ تھا۔ قبیلہ خزاعہ کا ایک بہت بڑا بت باقی رہ گیا جو کعبہ معظمہ کی چھت پر نصب تھا۔ یہ پیتل کا بنا ہوا تھا۔ اور زمین میں کھونٹے گاڑ کر اسے مضبوط باندھا ہوا تھا۔

نبی پاک ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”کعبہ کے قریب بیٹھو۔“ جب وہ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ انکے کندھوں پر چڑھے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا بوجھ برداشت نہ کر سکے کیونکہ آپ ﷺ نبوت کے بارگراں کے حامل تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ خود کعبہ معظمہ کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”چڑھو“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے مبارک کندھوں پر سوار ہوئے اور چھت پر چڑھ گئے۔ لہ کعبہ کی چھت سے اس بت کو اٹھایا اور زمین پر دے مارا۔ جسکے باعث وہ ٹوٹ پھوٹ گیا۔

(۵۱) کعبہ شریفہ میں داخلہ

ان بتوں کو پاش پاش کرنے کے بعد، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو کعبہ سے نکال دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل ہو چکنے لے اور تمام بتوں کے اخراج کے بعد آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ لے

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اس وقت آسمان کے افق تک پہنچنا چاہتا تو پہنچ سکتا تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔

۲۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبہ معظمہ کے اندر سے تمام تصاویر کو مٹا دیں چنانچہ کعبہ شریف کے اندر سے بت شکنی اور ان کے نکالنے کی سعادت انہیں نصیب ہوئی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔

۳۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی نبی پاک ﷺ کے ہمراہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۸۔

(۵۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ناموں پر فرضی بت

جب تمام بت نکالے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ناموں پر بنائے گئے فرضی بت بھی نکال دیئے گئے اور ان کے ساتھ ہی ان کے ہاتھوں میں تھمائے ہوئے تیر بھی نکال کر باہر پھینک دیئے گئے۔ کفار نے ان دونوں نبیوں کے بت بنا رکھے تھے اور ان کے ہاتھوں میں تیر تھمائے ہوئے تھے اور ان تیروں کے ساتھ وہ تقسیم کیا کرتے تھے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

”خدا کی قسم! کیا یہ نہیں جانتے کہ وہ دونوں تیروں کے ساتھ تقسیم نہیں کیا کرتے تھے۔“

(۵۳) گھروں میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑنے کا حکم

فتح مکہ کے دن، حضرت رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ کفار مکہ نے گھروں میں جو بت رکھے ہوئے ہیں ان کو توڑ دیا جائے۔

(۵۴) بت شکنی کے لئے مہمات کی روانگی

فتح مکہ کے دنوں میں، نبی پاک ﷺ نے کئی مہمات روانہ کیں تاکہ مکہ مکرمہ کے گرد و نواح کے بتوں کو توڑ دیا جائے اور جو لوگ ابھی دائرۃ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے ان پر حملہ کیا جائے۔ (کہ انہیں بغاوت کی جرات نہ ہو سکے۔)

(۵۵) کعبۃ اللہ کی چھت پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان

فتح مکہ کے دن حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ اے اسی قسم کا واقعہ عمرہ قضا میں بھی پیش آچکا تھا۔

۱۔ مشرکین اور قریش کی ایک جماعت بھاگ کر ارد گرد پہاڑوں پر چڑھ گئی تھی کچھ چھپ گئے۔ ان کو غم و غصہ دلانے کے لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا۔ الزر قانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۳۴۶۔ سبحان اللہ وہ وقت کتنا عظیم تھا اور کتنی عظیم نعمت مسلمانوں کو میسر ہوئی۔ عالم بالا میں اس وقت کتنی خوشی منائی گئی ہوگی۔ اے العالمین! اس مبارک ساعت کے طفیل جب کہ اذان بلال کعبہ معظمہ کی چھت سے بلند ہوئی مسلمانوں کو سر بلندی نصیب فرما، پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا فرما، دنیا کے مظلوم مسلمانوں کو دشمنوں کے بالقابل فتنہ فرما۔ آمین ثم آمین۔

(۵۶) خُطْبَةُ نَبَوِی

مکہ معظمہ کے فتح ہو چکنے کے اگلے روز نبی اکرم ﷺ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں احکام بیان فرمائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”زمین و آسمان کی پیدائش کے دن اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو حرمت والا قرار دے رکھا ہے۔ روز قیامت تک یہ حرمت والا ہی رہے گا۔ اس میں خون ریزی نہ مجھ سے پہلے کبھی حلال تھی اور نہ ہی میرے بعد جائز قرار پائے گی۔ آج کے بعد نہ کسی کے لئے اس میں خون بہانا جائز ہے اور نہ کسی درخت کا کاٹنا۔“

خطبہ مبارک میں آپ ﷺ نے بہت سے اُمور کا ذکر فرمایا۔ اس خطبہ کی تفصیلات سیرت شامیہ وغیرہ کتب میں موجود ہیں۔

(۵۷) حضور نبی کریم ﷺ کا طواف

مکہ مکرمہ، رائج قول کے مطابق سترہ رَمَضَانُ المبارک جمعہ کے دن، فتح ہوا۔ اسی دن نبی اکرم ﷺ نے سات پھیرے، بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ اِزْدِہَام کے باعث، آپ ﷺ نے حَجْرِ اسْوَد کا اِسْتِلَام سرے سے مڑے ہوئے عصا مبارک کے ساتھ کیا۔ جو اس وقت دستِ اقدس میں تھا۔ بیت اللہ کا یہ طواف تبرک کے لئے تھا نہ کہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے کیونکہ آپ ﷺ اس وقت حالتِ احْرَام میں نہ تھے۔ بعد از طواف، مقامِ ابراہیم کی طرف تشریف فرما ہوئے اور نمازِ طَوَاف دو رکعت ادا فرمائی۔ پھر چاہِ زَمْزَم کے پاس آئے اس سے پانی نوش فرمایا اور وضو فرمایا۔

(۵۸) کلیدِ کعبہ نبی پاک ﷺ کے دَسْتِ اَقْدَس میں

فتح مکہ کے روز جب نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ میں داخلہ کا ارادہ فرمایا تو حضرت عُثْمَان بن طَلْحہ بن اَبِی طَلْحہ عُبْدَ رِی جُمَیْیَہ سے بیت اللہ کی چابی طلب فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا۔ ”چابی تو میری والدہ کے پاس ہے۔“

ان کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سُلَافَہ بنت سَعِیدِ اَنْصَارِیَہ اَوْسِیَہ رضی اللہ عنہا تھا۔ سُلَافَہ سین کے پیش کے ساتھ (س + ل + ا + ف + ہ) ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس چابی لینے کے لئے گئے لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے زبردستی لے لی اور نبی اکرم ﷺ کو پیش کر دی۔ لے حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے بیت اللہ کا دروازہ اپنے دستِ اقدس سے کھولا اور اس میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ کے اندر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر باہر تشریف لائے اور بیت اللہ کے سامنے دو رکعت مزید پڑھیں۔ فائدہ (نبی کریم ﷺ کتنی بار بیت اللہ میں داخل ہوئے)

علمائے کرام نے فرمایا کہ ہجرت کے بعد نبی محترم ﷺ صرف ایک دفعہ فتح مکہ کے سال بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ دوبارہ کبھی نہ داخل ہوئے نہ حجۃ الوداع میں نہ ہی کسی اور موقع پر۔ بعض علماء نے اسی طرح لکھا ہے لیکن علامہ تقی فاسی رحمہ اللہ نے ”تحصیل المرام من تاریخ البلد الحرام“ نامی کتاب (جو تاریخ مکہ کے موضوع پر ہے) میں لکھا ہے:

”قائل کا مندرجہ بالا قول (کہ صرف ایک بار داخل ہوئے) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ دَاخِلٌ پر محمول ہے کیونکہ وہ داخلہ جس میں علماء کا اختلاف ہے اس کے علاوہ اور موقعوں پر بھی مروی ہے۔ علمائے کرام نے نبی کریم ﷺ کے کل داخلے، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اور مُخْتَلَفٌ فِیْہَا ملا کر چار بیان کئے ہیں۔ (جن کی تفصیل یوں ہے)

— پہلا داخلہ قضاۃِ عمرہ کے موقع پر ہوا۔

— دوسرا داخلہ فتح مکہ کے دن ہوا۔

— تیسری بار فتح مکہ سے اگلے دن داخل ہوئے۔

(احمد بن منیع اور دار قطنی کی حضرت اُسماء بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی طرح مفہوم ہوتا ہے۔

— چوتھی بار آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔

لے زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ صرف پیر اور جمعرات کے دن خانہ کعبہ کے دروازہ کو کھولا جاتا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور چابی طلب فرمائی تاکہ دیگر صحابہ کرام سمیت خانہ کعبہ میں داخل ہوں۔ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے ترش روئی سے انکار کر دیا۔ نبی پاک ﷺ نے نہایت بردباری سے انہیں فرمایا اے عثمان! ”ایک دن ہو گا جب یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔“ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا اس دن قریش ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ فتح مکہ کے دن حضرت رسالت مآب ﷺ نے یہ چابی دوبارہ انہیں عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا ”قیامت تک ظلم کے بغیر تم سے یہ کوئی حاصل نہ کر سکے گا۔“ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۳۸۷۔

امام احمد بن حنبل، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ان کے علاوہ دیگر محدثین رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ امام ترمذی رحمہم اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور پھر فرمایا قضاے عمرہ کے موقع پر داخلہ کی روایت درجہ صحت تک نہیں پہنچی۔

(امام ترمذی رحمہم اللہ کے اس ارشاد کی رو سے) باقی تین موقعوں پر داخلہ صحیح روایات سے ثابت ہے لیکن علماء کا اتفاق صرف ایک ہی بار داخلہ پر ہے اور وہ ہے فتح مکہ کے موقع پر داخلہ۔

(۵۹) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کلید کعبہ دوبارہ عطا ہونا

نبی محترم ﷺ نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کی چابی دینے میں شدت کو ملاحظہ فرمایا لے تو ارادہ فرمایا کہ انہیں چابی واپس نہ کی جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔ (النساء: ۵۸)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو واپس کرو۔

تو نبی کریم ﷺ نے کلید کعبہ انہیں واپس فرمادی اور ارشاد فرمایا:

”اے بنی طلحہ! اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وصول کرلو۔“

(۶۰) کعبہ معظمہ کے کلید بردار، حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا

قبول ایمان

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے جب خانہ کعبہ کی چابی واپس فرمادی تو اسی وقت حضرت عثمان بن طلحہ جمعی رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ بعض علماء نے ایسا ہی لکھا ہے لیکن جمہور علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے سات مہینے قبل، صفر ۸ھ میں مشرف بایمان ہوئے تھے۔ اس فصل میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ منصب خجابت کعبہ اپنے اہل بیت کے سپرد کیجئے اس سے قبل حضرت عباس بن حضرت عبدالطلب رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا مطالبہ کیا تھا۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا کر چابی لے آئیں۔ اس وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور پھر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ چابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس دے آئیں اور ساتھ معذرت بھی کریں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۸۔

(۶۱) حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے دنوں میں (کلید بردار کعبہ) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ عبد رییٰ جمحی رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ ایک قول کی رو سے آپ رضی اللہ عنہ غزوہ حنین کے موقع پر ایمان لے لائے۔ ہر دو اقوال میں تطبیق اسی طرح دی گئی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان کی ابتداء تو فتح مکہ کو ہوئی لیکن غزوہ حنین کے دنوں میں وہ قوی ہو گیا۔

(۶۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بیت اللہ کے کلید بردار

سرکار دو عالم ﷺ نے بیت اللہ کی چابی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کو واپس فرمائی۔ وہ چابی ان کے وصال تک انہیں کے پاس رہی۔ انہوں نے اپنے وصال سے کچھ وقت پہلے وہ چابی اپنے چچا زاد بھائی حضرت شیبہ بن عثمان لے لی۔ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کو سپرد فرمادی جو اب تک ان کی اولاد میں باقی ہے۔

(۶۳) حضرت حبیسی بن جاریہ رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت حبیسی بن جاریہ ثقفی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے آپ رضی اللہ عنہ بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(۶۴) حرم کعبہ کی علامات اور حدود کی تجدید

فتح مکہ کے ایام میں، نبی کریم ﷺ نے حرم شریف کی علامات اور حدود کی تجدید کا حکم دیا اور اس تجدید کا نگران حضرت بنی امیہ بن عبد العزیٰ خزاعی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

۱۔ اس قول کی رو سے حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کو دھوکے سے شہید کر دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کے ارادہ سے پیچھے چل پڑے تلوار کے ساتھ حملہ کرنا چاہتے تھے کہ بجلی کی مانند آگ کا ایک انگارا سامنے آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ لٹے پاؤں چل دیئے۔ نبی کریم ﷺ نے پیچھے رخ مبارک پھیر کر فرمایا اے شیبہ! آگے آ جاؤ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر دست شفقت رکھا اس کے ساتھ ہی آپ کے دل کی دنیا بدل گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ میرے لئے محبوب ترین شخصیت بن گئے۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱۔ یہی واقعہ کچھ کی بیشی کے ساتھ الاستیعاب اور سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۷۳ میں بھی درج ہے۔ غزوہ حنین میں آپ رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے۔

۲۔ حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر ۵۹ھ کو واصل بحق ہوئے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یزید کے زمانہ تک زندہ رہے۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۰۔

اَیْدِ الف کی زیر کے ساتھ (ا + س + ی + و) ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ الف کی پیش کے ساتھ (ا + س + ی + و) ہے۔

(۶۵) فتح مکہ کے سفر میں ہمراہ اُمہاتُ المؤمنین

فتح مکہ کے سفر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دو اُمہاتُ المؤمنین تھیں۔ ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا۔

(۶۶) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا قبولِ ایمان

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ دائرۃ اسلام میں داخل ہوئے۔ لہ

ابو قحافہ قاف کے پیش کے ساتھ (ا + ب + و + ق + ح + ا + ف + ہ) ہے۔
ابو قحافہ کنیت کا باعث ان کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام قحافہ تھا۔ یہ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے کم سن تھیں۔

ایمان لانے کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوی میں پیش کیا اور وہ مشرف بایمان ہوئے۔

لہ مکہ مکرمہ میں داخلہ کے بعد نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد کو لے کر بارگاہِ نبوت میں وہیں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ اس وقت آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کو گھر میں چھوڑ دیتے میں خود ان کے پاس آجاتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان کا چل کر حاضر خدمت ہونا مناسب تر ہے اس سے کہ آپ وہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اسلام قبول کر لو جس پر انہوں نے ایمان قبول کر لیا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کو لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے سر کے بال بالکل سفید تھے نبی کریم ﷺ نے ان کی رنگت کو تبدیل کرنے کی فرمائش کی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۵

(۶۷) حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

فتح مکہ کے ایام میں، ابو جہل کے ماں باپ میں شریک بھائی حضرت حارث لہ بن ہشام رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

(۶۸) حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کا دائرہ ایمان میں داخلہ

فتح مکہ کے دنوں میں، حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل، حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ غزوہ طائف کے بعد ایمان لائے۔

(۶۹) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

فتح مکہ کے دنوں میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا۔ اسی فصل میں گذر چکا کہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے ایک دن پہلے مَرَّ الظَّهْرَان کے مقام پر ایمان لائے تھے۔ مزید تفصیل کے لئے وہاں رجوع کیا جائے۔

(۷۰) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بیٹوں اور بیوی کا قبولِ ایمان

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے بھی اسلام قبول کر لیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت ہشام رضی اللہ عنہ (۲) حضرت خالد رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ

ان کے ساتھ ان کی والدہ حضرت زینب بنت عوام رضی اللہ عنہا بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔

لہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ ابو جہل کے بھائی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جنگ بدر میں لشکر کفار میں شامل تھے اور میدان سے فرار ہو گئے۔ پھر غزوہ اُحُد میں بھی مشرکین کے ہمراہ تھے۔ فتح مکہ کے دن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے انہیں امان دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کی امان کو برقرار رکھا اسی دن یہ مشرف بایمان ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار صاحب فضیلت و خیر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ غزوہ حنین میں لشکر اسلام میں شامل تھے نبی پاک ﷺ نے انہیں ایک سو اونٹ مال غنیمت میں سے عطا کئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جہاد اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے شام کی طرف روانہ ہونے لگے تو اہل مکہ ان کی جدائی کے خیال سے روتے ہوئے ان کے پیچھے چل پڑے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جا رہا ہوں چنانچہ شام میں وہ جہاد میں مشغول رہے ۱۸ھ عمواس کے طاعون میں جان بحق ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی زندہ رہے۔ لڑکے کا نام حضرت عبدالرحمن بن حارث رضی اللہ عنہ اور لڑکی کا نام حضرت ام حکیم بنت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ تھا۔ الاستیعاب علی حاشیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰

(۷۱) حضرت أَبُو وَدَاعَةَ حَارِث بن عَمِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا قبول اسلام

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت أَبُو وَدَاعَةَ حَارِث بن عَمِيرَةَ بن سَعِيد قُرَشِی سَنَمِی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بھی ایمان لے آئے۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی خلافت کے زمانہ تک زندہ رہے۔ آپ حضرت مُطَلِّب بن اَبی وَدَاعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے والد ماجد ہیں۔

(۷۲) حضرت مُطَلِّب بن اَبی وَدَاعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں ہی حضرت أَبُو وَدَاعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے لخت جگر حضرت مُطَلِّب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بھی مشرف بایمان ہوئے۔

(۷۳) حضرت أَبُو جَهْم بن حُذَیْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا قبول ایمان

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت أَبُو جَهْم بن حُذَیْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُرَشِی عدوی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ایمان لائے۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک قول کی رو سے آپ کا نام عَبِيد اور بعض علماء کے نزدیک ان کا نام عامر تھا۔

۱۔ ان کا نام الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۲۵۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۲ میں حَارِث بن مُبِیْرَہ (صاد بغیر نقطہ کے) درج ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۹۲ میں حَارِث بن مُبِیْرَہ (ضاد کے ساتھ) درج ہے۔ حَارِث بن عَمِيرَةَ نظر سے نہیں گذرا۔ ممکن ہے کہ مصنف رحمہ اللہ یا کاتب کا سو ہو۔ حضرت أَبُو وَدَاعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جنگ بدر میں لشکر کفار میں شامل تھے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بن گئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں اس کا ایک عقلمند تاجر لڑکا ہے وہ اپنے والد کا فدیہ دینے کے لئے جلد ہی آئے گا۔ قریش نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ قیدیوں کی رہائی میں جلدی نہ کی جائے ورنہ مسلمان سخت برتاؤ کریں گے۔ اس مشورہ میں حضرت أَبُو وَدَاعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے صاحبزادے حضرت مُطَلِّب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بھی شامل تھے۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے ان سے فرمایا ہاں ٹھیک ہے جلدی نہ کرو لیکن خود راتوں رات مکہ مکرمہ سے چلے آئے اور چار ہزار درہم ادا کر کے والد کو قید سے رہائی دلائی۔ قیدیوں میں یہ سب سے پہلے قیدی تھے جنہوں نے رہائی حاصل کی۔ قریش نے حضرت مُطَلِّب بن اَبی وَدَاعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ پر ملامت کی کہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا اور فدیہ کا نرخ بڑھا دیا ہے۔ اس پر آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے فرمایا میں اپنے باپ کو قیدی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس کے بعد باقی افراد نے بھی اپنے قیدی فدیہ ادا کر کے آزاد کرا لئے۔ فتح مکہ کے دن دونوں باپ بیٹا مسلمان ہوئے۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۱۲۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۹۲

۲۔ قبیلہ قریش کے معززین میں شامل تھے۔ آپ ان چار افراد میں سے ایک تھے جن سے قریش علم نسب حاصل کرتے تھے۔ کعبہ معظمہ کی دوبارہ تعمیر آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی زندگی میں ہوئی اور دونوں دفعہ اس میں شریک تھے ایک دفعہ جب قریش نے اسے تعمیر کیا اور دوسری دفعہ جب حضرت ابن زُبَیْر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے تعمیر کیا۔ زمانہ جاہلیت میں شراب سے اجتناب فرماتے تھے۔ الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۵

یہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔ اُنہجانیہ (ہلکی قیمت کی اونی چادر والے) یہی ہیں جن کا قصہ صحیح لے بخاری وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔

(۷۴) حضرت یعلیٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت یعلیٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے حلیف تھے۔

یعلیٰ بن امیہ کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یعلیٰ بن مُنبہ بھی مروی ہے۔
حُنین، طائف اور تبوک کی جنگوں میں شریک رہے۔

(۷۵) حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ سے کچھ دن پہلے، حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ بن مُغیرہ قرشی مخزومی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمایا۔
یہ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔

۱۔ حضرت ابو جہم رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں فیمہ (ریشم یا اون کی نقش و نگار والی خوبصورت) چادر بطور ہدیہ پیش کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اوڑھ کر نماز ادا فرمائی اس چادر کی خوبصورتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رُدُّهَا عَلَیْهِ وَاتُّوْنِی بِأَنْبَجَانِیَّہِ ۝

ترجمہ: یہ چادر ان کو واپس کر دو اور ان کی اُنہجانیہ لا کر مجھے دے دو۔

یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمایا کہ کہیں ہدیہ کے واپس کرنے کا ان کے دل پر اثر نہ ہو۔

اُنہجانیہ ایسی اونی چادر کو کہتے ہیں جو اون کی بنی ہوئی ہو اس کے دو جانبوں میں دھاگے چھوڑے گئے ہوں لیکن اس میں نقش و نگار نہ ہوں۔ التہایہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷۳

۲۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام اُمیہ تھا اور ایک قول کی رو سے مُنیہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ الاستیعاب اور الاصابہ میں مُنیہ ہی درج ہے یہاں کتاب میں منہ شاید کتابت کی غلطی کے باعث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حُنین، طائف اور تبوک کے معرکوں میں شریک رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے اربداد کے زمانہ میں خُطوان کا گورنر مقرر فرمایا پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یمن کے ایک علاقہ کا والی مقرر فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صُغَّاء یمن میں گورنر تھے۔ شہادت عثمان کے سال حج میں شرکت کی۔ جنگ صفین میں لشکر علی المرتضیٰ میں شامل ہو کر شہید ہوئے۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸

(۷۶) حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت ابو شریح خزاعی کعبی مدنی رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ فتح مکہ میں لشکر اسلام میں شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض علماء خولید بن عمرو بیان کرتے ہیں اور کچھ اس کے علاوہ اور نام بیان فرماتے ہیں۔

(۷۷) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا خط قریش مکہ کی طرف لے جانے والی، قریش کی آزاد کردہ باندی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آئیں۔ یہ خط انہوں نے فتح مکہ سے پہلے تحریر کیا تھا۔ ان کے ایمان لانے میں اختلاف ہے جس طرح کہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۷۸) حضرت ابو السائب بن عتبک رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت ابو سائب بن عتبک بن حارث قرشی عبدی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ شاعر تھے۔

حضرت سبیعہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح کے متعلق قصہ بخاری وغیرہ کتب حدیث میں درج ہے۔

(۷۹) حضرت عامر بن کرز رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت عامر بن کرز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس قرشی غبشی رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد تھے۔

۱۔ حضرت ابو السائب رضی اللہ عنہ کے والد کا نام بعلک (ب + ع + ک + ک) ہے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام با تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید جلد ۴/ صفحہ ۱۳۲ نیز یہ تحقیق عبد الحفیظ و مصطفیٰ القا ابراہیم الابیاری جلد ۴/ صفحہ ۱۳۷۔ متن میں مذکور نام بنی بر تسام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ حضرت سبیعہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے۔ جس میں اتنی استطاعت ہو کہ وہ مدینہ منورہ میں اپنی موت تک رہے اسے مدینہ منورہ میں موت تک رہنا چاہئے کیونکہ جو شخص بھی مدینہ طیبہ میں انتقال کرے گا۔ میں اس کی قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۳۲۵

(۸۰) حضرت رُکّانہ بن عبدِ یزید رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوشِ ایمان ہونا

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت رُکّانہ بن عبدِ یزید بن ہاشم بن مُطَلَب بن عبدِ مناف قرشی مُطَلَبی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔

رُکّانہ، را کے پیش کے ساتھ (ر + ک + ا + ن + ہ) ہے۔

قَبیلۂ قریش میں سخت جان کشتی لڑنے والے پہلوان تھے۔ نبی پاک ﷺ سے کشتی لڑی۔ لے آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ انہیں چت گرا لیا۔ کشتی کی تفصیلات بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔

(۸۱) حضرت سُہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان ۲

حضرت سُہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود قرشی عامری رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے دنوں میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ قریش کے رؤساء میں شامل تھے۔

۱۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت رُکّانہ رضی اللہ عنہ ایک سفر سے واپس مکہ مکرمہ پہنچے نبی پاک صاحبِ لُولاک ﷺ کے اعلانِ نبوت کی آپ کو اطلاع ملی۔ آپ ﷺ سے کسی پہاڑ پر ملاقات ہو گئی کہنے لگے مجھے آپ کے بارے میں ایک خبر ملی ہے میرے ساتھ کشتی لڑیں اگر آپ نے مجھے گرا لیا تو میں یقین کر لوں گا کہ آپ رضی اللہ عنہ سچے ہیں۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے ان سے کشتی فرمائی اور ان پر غالب آگئے۔ ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ اسی کشتی لڑنے کے بعد مشرف بایمان ہو گئے تھے لیکن ایک قول کی رو سے آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں ایمان لائے۔ الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۵۲۰

۲۔ فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف فرما ہوئے اپنے دونوں دست مبارک بیت اللہ کے دروازے کے دونوں اطراف پر رکھے اور فرمایا اب بتاؤ تم کیا کہتے ہو اس پر حضرت سُہیل رضی اللہ عنہ گویا ہوئے ہم اچھا کہتے ہیں اور اچھا ہی گمان رکھتے ہیں۔ آپ ہمارے کریم بھائی اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ اب آپ ﷺ کو ہم پر قابو حاصل ہو گیا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میں تم سے وہی کہتا ہوں جو میرے برادر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔“ حضرت سُہیل رضی اللہ عنہ قریش کے خطیب تھے۔ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اجازت ہو تو اس کے سامنے والے دو دانت توڑ دوں تاکہ ہمارے خلاف وہ تقریریں نہ کر سکے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ ایک دن تو اس زبان سے وہ بات سنے گا جو تجھے اچھی لگے گی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں جہاد کے ارادہ سے نکلے اور عمواس کے طاعون میں انتقال فرمایا۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۹۳، ۹۴

یہ وہی ہیں جنہوں نے حَدِیثِیہ کے صلح نامہ میں هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ (یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے فیصلہ ہے) لکھنے سے روک دیا تھا۔ جب انہوں نے روکنے کے اس بارے میں اصرار کیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے محو کر دینے کا حکم دیا اور اس کی بجائے یہ لکھنے کو کہا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ (یہ حضرت محمد ﷺ بن عبد اللہ کی جانب سے فیصلہ ہے) اس واقعہ کی پوری تفصیل صحیح بخاری وغیرہ میں درج ہے۔ اس کے بعد حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی ہدایت عطا فرمادی۔

(۸۲) حضرت سہیل بن عمرو قریشی عامری رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ (جن کا ذکر ابھی گذرا) کے بھائی حضرت سہل بن عمرو قریشی عامری رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے دنوں میں ایمان لے آئے۔

(۸۳) حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت مسیب بن حزن بن ابی وہب قریشی مخزومی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

آپ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے والد گرامی ہیں۔

(۸۴) حضرت حکیم بن حزن رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام کے دوران، حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت حکیم بن حزن رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے۔ اس طرح یہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

۱۔ حضرت سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں ایمان لائے۔ زان بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمالی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام میں وصال پایا۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۸۹

۲۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ فتوح شام میں شریک تھے۔ الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۰۔ حضرت حزن جنگ یمامہ میں شریک تھے۔

الاصابہ جلد ۱/۳۲۵

۳۔ حکیم بن حزن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سمیت فتح مکہ کے دنوں میں مشرف بایمان ہوئے اور اپنے والد ماجد سمیت جنگ یمامہ میں

شہادت پائی۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۲۱

(۸۵) حضرت حزن بن ابی وہب رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

مندرجہ بالا دونوں صحابیوں کے والد گرامی حضرت حزن بن ابی وہب رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے ایام میں ایمان لائے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے سہل رکھ دیا۔

(۸۶) حضرت مخزومہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت ابوالمسور مخزومہ بن نوفل قرشی زہری رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا۔ ۱۷

(۸۷) حضرت مسور بن مخزومہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت مخزومہ رضی اللہ عنہ (جن کا ذکر ابھی گزرا) کے صاحبزادے مسور بن مخزومہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے باپ کے ساتھ ہی فتح مکہ کے ایام میں مشرف بایمان ہوئے ۱۸۔ پھر ان دونوں نے اسی سال ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔

۱۷ حضرت مخزومہ بن نوفل رضی اللہ عنہ علمِ انساب کے ماہرین میں سے تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے یہ علم حاصل کیا کرتے تھے۔ نیز خرم مکہ کے حدود سے واقف تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں چار افراد کو حدودِ خرم کی تجدید کے لئے روانہ فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی تین کے نام یہ ہیں۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ازہر بن عبدعوف رضی اللہ عنہ اور حضرت حویطب بن عبدالمعزی رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابراہیم السعیدانی نے حضرت جبریل علیہ السلام کی تلقین کے مطابق سب سے پہلے حدود حرم مقرر فرمائیں۔ حضرت اسماعیل السعیدانی نے ان کی تجدید فرمائی۔ اس کے بعد حضرت قسّ بن کلاب رضی اللہ عنہ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے، ازاں بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی تجدید فرمائی آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ۵/۵۴ یا ۵/۵۵ میں ہوا ایک سو پندرہ سال عمر پائی۔

الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱

۱۸ حضرت مسور بن مخزومہ رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی کے دو سال بعد متولد ہوئے۔ فتح مکہ کے بعد ۵/۸ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ۶ سال تھی۔ والدہ ماجدہ کا نام عاتکہ بنت عوف رضی اللہ عنہا تھا جو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی صحابیہ تھیں اور ہجرت کا شرف پایا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی کچھ احادیث ان سے مروی ہیں۔ (تفصیل کے لئے الاصابہ ملاحظہ ہو) یزید بن معاویہ کے زمانہ میں آپ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ یزید نے ان کے محاصرہ کے لئے لشکر روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز ادا کر رہے تھے کہ منہجیق کا ایک پتھر آپ رضی اللہ عنہ کو لگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ رُحلت فرما گئے یہ ۵/۸۴ کا واقعہ ہے۔

الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۴۲۰

(۸۸) حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا دائرہ اسلام میں آنا

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ بن جبیر قرشی غبشی رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے دنوں میں ایمان لائے۔ ایمان لانے سے قبل ان کا نام عبد الکعبہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے تبدیل کر کے عبدالرحمن رکھ دیا۔

(۸۹) حضرت عبدالرحمن بن عوام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن عوامؓ بھی فتح مکہ کے ایام میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(۹۰) حضرت عبد بن ابی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں ہی حضرت عبد بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

(۹۱) حکم بن ابی العاص کا قبول ایمان

اموی حکمران مروان کے والد حکم بن ابی العاص قرشی اموی بھی فتح مکہ کے دن ایمان لے آئے۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک ہوئے۔ وصال نبوی کے بعد فتوحات عراق میں شریک رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں نجدستان وغیرہ علاقے فتح کئے۔ پھر بصرہ آکر آباد ہو گئے۔ بصرہ کی ایک سڑک ”سکہ بن سمرہ“ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب ہی منسوب ہے۔ ۵۰ھ میں یہاں وصال پایا۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۱

۲۔ حضرت عبدالرحمن بن عوام رضی اللہ عنہ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمن رکھا۔ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۹

۳۔ حکم بن ابی العاص نے فتح مکہ کے دن ایمان قبول کیا۔ مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کر لی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں دوبارہ مدینہ منورہ میں بلا لیا۔ اور وہیں ۳۲ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کیوں انہیں واپس بلا لیا جبکہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں نکال دیا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے انکی واپسی کی درخواست کی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اس کے واپس لانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۵، ۳۳۶

(۹۲) حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت ابوہاشم بن عتبہ بن ربیعہ قرشی غنشی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ لہ
آپ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن حضرت ابوسقیان رضی اللہ عنہ کے ماموں، حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ
کے سگے بھائی اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔

(۹۳) حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہ کے برادر گرامی حضرت عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس
قرشی عامری رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے دنوں میں مشرف بایمان ہوئے۔ لہ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے بخاری کی
شرح میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۹۴) اَلْوَلَدُ لِلْفَرَّاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

فتح مکہ کے ایام میں زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے متعلق حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ (جن کا ذکر ابھی
گذرا) اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا:
(اے عبد بن زمعہ! وہ آپ کا ہے، اَلْوَلَدُ لِلْفَرَّاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ زنا کی صورت میں اولاد
کی نسبت صرف عورت کی طرف ہوتی ہے اور زانی کے حصہ میں پتھر آتے ہیں۔) (زانی، اولاد کا شرعاً باپ قرار
نہیں پاتا) صحیح بخاری وغیرہ میں قصہ پوری تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

لہ حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے زاں بعد شام میں سکونت اختیار فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب
آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتے تو کہا کرتے وہ صالح آدمی ہے۔ بوقت وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لئے
حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ روپڑے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ کیا آپ رضی اللہ عنہ درد
محسوس کرتے ہیں یا دنیا کی حرص ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عہد لے رکھا تھا کہ اے ابوہاشم! آپ رضی اللہ عنہ کے
پاس کئی لوگ مال و دولت لائیں گے لیکن دنیاوی اسباب سے تمہارے لئے ایک خادم اور جمادنی سبیل اللہ کے لئے ایک سواری
کافی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے مال جمع کر رکھا ہے۔ الاستیعاب علی حاشیہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱

لہ حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ صاحب شرافت و بیادیت تھے۔ زمعہ آپ رضی اللہ عنہ کا والد فتح مکہ سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے
آپ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ مشرف باسلام نہیں ہوئے۔ حج سے واپس ہوئے تو اپنے سر
پر خاک ڈالنے لگے۔ جب ایمان لائے تو فرمایا میں نے اس دن بے وقوفی کی جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے نبی پاک ﷺ کے نکاح پر سر
میں خاک ڈالی تھی۔ الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۴۳۳۔ الاستیعاب علی حاشیہ جلد ۴ صفحہ ۴۴۲۔

وہ لڑکا جس میں دونوں کا جھگڑا ہوا، کا نام حضرت عَبْدُ الرَّحْمَنِ بن زَمْعَةُ رضی اللہ عنہ ہے۔ زَمْعَةُ کی لونڈی جس کا یہ بیٹا تھا، کا نام قریبہ بنت اُمیہ بن مُغیرہ تھا۔

اسد الغابہ وغیرہ میں اسی طرح لکھا ہے۔ اگرچہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ اس لونڈی کا نام معلوم نہیں۔

(۹۵) حضرت خُرَیم بن فَاتِک رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

ایام فتح مکہ کے دوران، حضرت خُرَیم بن فَاتِک بن اَخرَم اَسَدِ قِیْطِی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا۔

خُرَیم خاء اور راء کے ساتھ تصغیر کا صیغہ (خ + ر + ی + م) ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ قبیلہ خَزِیمہ کے شیروں میں سے تھے۔ سر کے بال لمبے تھے۔

صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھائی حضرت سُبْرہ بن فَاتِک رضی اللہ عنہ اس سے بہت عرصہ قبل مشرف بایمان ہو چکے تھے اور دونوں بھائی جنگِ بدر میں شریک تھے۔ لہ

(۹۶) حضرت اَیْمَن بن خُرَیم رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

حضرت خُرَیم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت اَیْمَن لہ بن خُرَیم بن فَاتِک رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے ایام میں ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت بالکل نوجوان تھے۔

لہ الاستیعاب میں اسی کو صحیح قرار دیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت سُبْرہ رضی اللہ عنہ سے قدیم الاسلام تھے اور جنگِ بدر میں شریک تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں ارشاد فرمایا ”خُرَیم اَسَدِی بہت اچھا آدمی ہے لیکن اس کے سر کے بال لمبے ہیں اور یہ بند لگاتے ہیں“ جب حضرت خُرَیم رضی اللہ عنہ کو اس ارشاد نبوی کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی چھری لے کر اپنے بال کانوں تک کاٹ لئے اور یہ بند نصف پنڈلیوں تک اونچا کر لیا۔ اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بالوں کا لمبا ہونا مذموم نہیں اور نہ ہی کسی مقرر مقدار سے زائد کے کاٹ ڈالنے کا حکم وارد ہوا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید یہ ملاحظہ فرمایا ہو کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے لمبے بالوں کے ساتھ حکمرانہ انداز میں چلتے تھے۔ لَا شَكَّ أَنَّ طُولَ الشَّعْرِ لَيْسَ مَذْمُومًا وَلَا جَاءَ أَمْرٌ يَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى مِقْدَارِ مَعْلُومٍ مِنْهُ فَلَعَلَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى بِذَا الرَّجُلِ يَتَبَخَّرُ بِطُولِ جَمْعِهِ۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸/ صفحہ ۳۰۹)

لہ حضرت اَیْمَن بن حضرت خُرَیم رضی اللہ عنہ صاحبِ علم و فصاحت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خَلِيلُ الْخَلَاءِ کہا جاتا کیونکہ خلفاء آپ رضی اللہ عنہ کی ذات، منگلو، فصاحت اور علم سے بہت تعجب کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پیشانی کے اوپر سر کے کچھ بال سفید تھے جسے آپ رضی اللہ عنہ زعفران سے رنگیں کرتے تھے۔ شاعر بھی تھے۔ الاصابہ جلد ۸/ صفحہ ۹۲ آپ رضی اللہ عنہ کے نمونہ کلام کے لئے الاصابہ اور الاستیعاب کا مطالعہ فرمائیں۔

(۹۷) حضرت اَبُو وَاقدِ لُیْثی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت اَبُو وَاقدِ لُیْثی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ایمان قبول فرمایا آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قبیلہ کنانہ کے بہادروں میں سے تھے۔ نام نامی حضرت حارث بن عوف بن اسید تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ فتح مکہ سے کچھ قبل ایمان لائے تھے۔ یہ قول کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جنگ بدر میں شریک تھے، صحیح نہیں ہے لہ

(۹۸) حضرت عتّاب بن اسید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا قبول ایمان

فتح مکہ سے جب نبی کریم ﷺ فارغ ہو چکے تو عتّاب بن اسید بن ابی عیمص بن اُمیہ قرشی اموی مکی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مشرف بایمان ہوئے۔

عتّاب، عین کی زبر، تا کی تشدید کے ساتھ (ع + ت + ا + ب) ہے۔

اسید، الف کی زبر کے ساتھ (ا + س + ی + د) ہے

اَبُو عیمص، عین کی زیر کے ساتھ (ا + ب + و + ع + ی + ص) ہے۔

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مخلص مومن تھے۔ اسی لئے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے انہیں اس سال یعنی ۸ھ میں مکہ معظمہ پر عامل مقرر فرمایا تھا۔ لوگوں نے اس سال حضرت عتّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی سربراہی میں حج کیا۔ اسی فصل میں، اس سے قبل یہ بیان ہو چکا ہے۔

(۹۹) حضرت عبد اللہ بن زبعر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا ایمان قبول فرمانا

فتح مکہ کے دنوں میں حضرت عبد اللہ بن زبعر بن قیس قرشی سہمی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ایمان لائے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مشہور شاعر تھے۔ ایمان لانے سے قبل سرورِ عالم ﷺ سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔ لہ

۱۔ حضرت اَبُو وَاقدِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے نام کے بارے میں بہت اختلاف ہے۔ الاصابہ اور الاستیعاب میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے قدیم الاسلام ہونے اور

فتح مکہ کے دن بنی لُیْث، ضمرہ اور سعد بن بکر قبیلوں کے علم بردار ہونے کے قول کو صحیح تر لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے شاعر اور سب سے بڑھ کر بلیغ تھے۔ زمانہ جاہلیت میں نبی کریم ﷺ اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے

منجاب سے شدید عداوت رکھتے تھے۔ اس کا اظہار زبانی اور عملی طور پر کرتے رہے۔ فتح مکہ کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نجران کی طرف بھاگ

گئے۔ بعد میں اسی سال ایمان قبول فرمایا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ سے گزشتہ خطاؤں کی معافی طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں

معاف فرمادیا۔ فتح مکہ کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹

زَنْعُرَى، زاء کی زیر، باء کی زیر، عین کے سکون، اس کے بعد راء اور الف مقصورہ کے ساتھ (ز + ب + ع + ر + ی) ہے۔

(۱۰۰) حضرت عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

حضرت عثمان بن عفان، ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی، حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ، فتح مکہ کے دنوں میں مشرف بایمان ہوئے۔

پہلے وہ مسلمان تھے اور کاتبِ وحی تھے لیکن ایمان کو ترک کر بیٹھے دوبارہ فتح مکہ کے دنوں میں ایمان لائے۔ اور اس کے بعد ایمان پر ثابت قدم رہے۔

(۱۰۱) حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت عقبہ بن حارث بن عامر رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے ایام میں ایمان لائے ان کی کنیت ابو شروء تھی ۱ھ میں جلیل القدر صحابی حبیب بن عدتی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو شروء رضی اللہ عنہ کو ایمان کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا واقعہ ۱۳ھ کے سرایا کے باب میں گذر چکا ہے۔

(۱۰۲) حضرت حوٰیط بن عبد العزیٰ رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

حضرت حوٰیط بن عبد العزیٰ بن ابی قیس قرشی عامری رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دنوں میں ایمان قبول فرمایا۔ زاء بعد غزوہ حنین و غزوہ طائف میں لشکرِ اسلام میں شامل تھے۔ یہ مؤلفہ قلوب سے تھے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک سوانح عنایت فرمائے۔ زاء بعد مخلص مومن ہو گئے۔

(۱۰۳) حضرت خالد بن اسید رضی اللہ عنہ کا دائرہ اسلام میں داخل ہونا

فتح مکہ کے دنوں میں ہی حضرت خالد بن اسید بن ابی عینص بن اُمیہ قرشی اموی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا آپ رضی اللہ عنہ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جن کا ذکر ابھی گذرا ہے۔

حضرت خالد بن اسید رضی اللہ عنہ ایمان قبول کرنے کے جلد ہی بعد فتح مکہ کے دنوں میں انتقال فرما گئے۔

۱۰ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی کنیت بذل القہو میں ابو شروء (شین کے ساتھ) درج ہے لیکن یہ کتابت کی غلطی ہے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو شروء (سین کے ساتھ) ہے۔ الاستیعاب اور الاصابہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے حالات میں کئی دفعہ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت درج ہے اور ہر دفعہ سین کے ساتھ ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

آسید، الف کی زیر، سین کی زیر (ا + س + ی + د) کے ساتھ ہے۔

(۱۰۴) حضرت اُمّ حَکیم بنت حَارِث رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

فتح مکہ کے دنوں میں، حضرت اُمّ حَکیم بنیضاء بنت حَارِث بن ہشام مخزومیہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور چچا زاد تھیں۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھوں مشرف بایمان ہوئے۔ لے

(۱۰۵) حضرت صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول کرنا

فتح مکہ کے دنوں یا اس سے کچھ عرصہ بعد حضرت صفوان بن اُمیہ بن خَلَف جحّی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا باپ اُمیہ بن خَلَف جنگِ بدر میں بحالت کفر قتل ہوا تھا۔ لے

لے حضرت ام حَکیم رضی اللہ عنہا غزوہ اُحد میں لشکرِ کفار میں شریک تھیں۔ فتح مکہ کو ایمان لائیں آپ رضی اللہ عنہا کے خاوند حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اس وقت مشرف بایمان نہ ہوئے تھے اور بھاگ کر یمن چلے گئے تھے۔ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کو لینے کے لئے یمن چلی گئیں۔ ان کو لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمایا۔ جنگِ اجدادین میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ حضرت اُمّ حَکیم رضی اللہ عنہا نے عدت گزارنے کے بعد حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ مرجِ سفر کے مقام پر ایک پل کے قریب حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے آپ سے زفاف فرمایا۔ چنانچہ اس پل کا نام قنبرہ اُمّ حَکیم پڑ گیا۔ اگلے روز رومیوں سے مسلمان لشکر کا مقابلہ ہوا جس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور آپ رضی اللہ عنہا بیوہ رہ گئیں۔ حضرت اُمّ حَکیم رضی اللہ عنہا بھی جنگ میں شریک ہو گئیں۔ اور سات رومیوں کو آپ رضی اللہ عنہا نے جہنم رسید کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ مبارک میں اس خیمہ کی ایک لکڑی تھی جس میں آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے شبِ باشی فرمائی تھی۔ الاستیعاب علی حاشی الامابہ جلد ۲ ص ۴۴۳، ۴۴۴

لے حضرت صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کا چچا ابی بن خَلَف جنگِ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جس کی تفصیل غزوہ اُحد کے واقعات میں ملاحظہ ہو۔ فتح مکہ کے بعد حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بحالت کفر حنین اور طائف کے غزوات میں لشکرِ اسلام میں شامل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی فتح مکہ کے دن مشرف بایمان ہو گئیں۔ غزوہ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سامانِ جنگ عاریہ حاصل کیا اور مالِ غنیمت میں سے انہیں کثیر مال عطا فرمایا آپ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے ایمان لے آئے "اتنا کثیر مال خوش دلی سے نبی ہی عطا فرما سکتا ہے۔" آپ رضی اللہ عنہ قریش قبیلہ کے سرداروں میں سے ایک تھے اور فصیح اللسان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ کسی خاندان میں آپ رضی اللہ عنہ کے سوا پانچ ایسے افراد باپ بیٹا کیے بعد دیگرے ایسے نہیں گزرے جنہوں نے لوگوں کو عام کھانا دیا ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے کھانا کھانے والوں کے نام یہ ہیں۔ عمرو بن عبد اللہ بن صفوان بن اُمیہ بن خَلَف۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پوچھا کہ مکہ مکرمہ میں آج عام لوگوں کو کون کھانا کھاتا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ عمرو بن عبد اللہ بن صفوان۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت خوب! مسلمان کی یہ آگ نہیں بجھی۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کا وصال مکہ مکرمہ میں ہوا۔ الاستیعاب علی حاشی الامابہ جلد ۲ ص ۱۸۳ تا ۱۸۵

(۱۰۶) حضرت ہبّار بن اسود رضی اللہ عنہ اور حضرت بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا
حضرت ہبّار بن اسود رضی اللہ عنہ اور حضرت بدیل رضی اللہ عنہ بن ورقاء بن عبد العزیٰ خزاعی رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ
کے دنوں میں ایمان لائے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت بدیل اور ان کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ نے فتح
مکہ سے ایک روز قبل مرّ الظہر ان کے مقام پر ایمان قبول کیا۔
(۱۰۷) حضرت سُیْن بن فرقد رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضرت ابو جہیلہ سُیْن بن فرقد ضمری رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے ایام میں ایمان لائے۔ بعض علماء انہیں سُلمی
قرار دیتے ہیں۔
ان کا نام سُیْن، سین کی پیش، نون کی زبر اور یا کے سکون کے ساتھ (سُ + ن + ی + ن) ہے۔

۱۔ حضرت ہبّار بن اسود رضی اللہ عنہ وہی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو سواری سے گرایا تھا جب کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کرمہ سے ہجرت کر کے عازم مدینہ منورہ تھیں۔ اس گرانے کے نتیجہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں قبل از وقت
حمل وضع ہو گیا تھا۔ اس پر نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے شدید ناراضگی تھی۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد بارگاہ
نبوی میں حاضر ہوئے اپنے گناہوں سے درگزر کے طالب ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے لڑکے عتبہ کے حق میں بد دعا فرمائی تھی کہ اے الہی اس پر اپنے کتوں سے ایک کتاب مسلط فرما دے۔ تو
حضرت ہبّار رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ میں نے ایک شیر دیکھا جو سوئے ہوئے لوگوں میں سے ایک ایک کو سونگھتا تھا۔ یہاں تک کہ
عتبہ تک پہنچا اور اسے پکڑ لیا۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۷، ۵۹۸

۲۔ فتح مکہ کے روز قریش مکہ نے حضرت بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع کے گھر میں پناہ لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ غزوہ حُنین، غزوہ طائف اور جنگ تبوک میں شریک رہے۔ الاستیعاب علی هامش
الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶۔ حضرت عبد اللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ اور خود حضرت بدیل رضی اللہ عنہ نے وصال
نبوی سے قبل دنیائے فانی سے کوچ فرمایا۔ الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۱

۳۔ حضرت سُیْن رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں شرکت فرمائی۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طبقہ اولیٰ کے تابعین میں
سے شمار کیا ہے۔ جلد ۳ صفحہ ۸۵ الاصابہ

(۱۰۸) حضرت عبد اللہ بن شخیّر رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

فتح مکہ کے ایام میں حضرت ابو مطرف عبد اللہ بن شخیّر رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول فرمایا۔ لہ
آپ رضی اللہ عنہ بنی عامر بن صعصعہ سے تعلق رکھتے تھے۔
شخیّر، شین کی زیر، خاء کی تشدید اور زیر، یاء کے سکون اور اس کے بعد راء (ش + رِ + خ + ی + ر) کے
ساتھ ہے۔

(۱۰۹) حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت مطیع بن اسود بن حارثہ عدوی رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ کے دنوں میں ایمان لائے۔ ان کا نام پہلے عاصی
تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے تبدیل کر کے مطیع رکھ دیا۔
حجۃ الوداع کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ہی حضور سرور کائنات ﷺ کے سر مبارک کے بال مونڈے
تھے۔

(۱۱۰) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا قبول ایمان

فتح مکہ کی مہم کے دنوں میں ہی حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام
فاختہ تھا۔ لہ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن شخیّر رضی اللہ عنہ کا شمار بصریوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت مطرف فقیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو العلاء یزید رضی اللہ عنہ کے
والد تھے۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۸

۲۔ حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ کا وصال مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔ ایک روایت کی رو سے
آپ رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۶

۳۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی چچا زاد یعنی ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا
نام ہبیرہ بن عمرو تھا۔ فتح مکہ کے دن ان کا خاوند بھاگ کر نجران چلا گیا اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس
وقت صاحب اولاد تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو نکاح کا پیغام دیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں صاحب اولاد عورت ہوں ممکن
ہے کہ میری اولاد کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ تکلیف پہنچے نیز عرض کیا یا رسول اللہ! آپ رضی اللہ عنہ مجھے میری آنکھوں اور کانوں سے
زیادہ عزیز ہیں لیکن خاوند کا حق بہت بڑا ہوتا ہے مجھے خوف ہے کہ میں وہ حق ادا نہ کر سکوں گی۔ صحاح ستہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے
مروی احادیث موجود ہیں۔ الاصابہ جلد ۳/۵۰۳

(۱۱۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے کچھ دنوں بعد، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۱؎ بن ابوسفیان صخر بن حرب قرشی اموی بھی، فتح مکہ کے دنوں میں ایمان لے آئے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اپنے والد ماجد سے بہت عرصہ پہلے، صلح حدیبیہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا تھا لیکن انہوں نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا اور فتح مکہ کے دنوں میں اس کو ظاہر کر دیا۔

(۱۱۲) حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باپ کی جانب سے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ۲؎ بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے اور ”یزید الخیر“ کہلاتے تھے۔ ابوالحکم کنیت تھی۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے افضل آپ رضی اللہ عنہ تھے۔

۱؎ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مشہور روایت کے مطابق بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئے اور ۸۰ھ میں وصال فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے۔ عالی نسب، فصیح، حلیم اور باوقار افراد میں سے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے بھائی یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے عہدے کو برقرار رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت نہ کی اور بعد میں ان سے جنگ کی نوبت آئی۔ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح فرمائی اور تمام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی امانت پر مجتمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ بیس سال گورنر اور تقریباً بیس سال ہی امیر رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ، بڑے سروالے تھے جس کے اطراف سے بال اڑے ہوئے تھے۔

الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۴۳۳، ۴۳۴

۲؎ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے روز ایمان لائے جنگ حنین میں شرکت فرمائی نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت سے سواونٹ اور چالیس اوقیہ (چاندی) عطا فرمائی جس کا وزن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ ۸۸ھ میں عمواس کے طاعون میں آپ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۶۳۹، ۶۵۰

(۱۱۳) حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ، حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا داخل ایمان ہوئیں۔

(۱۱۴) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر غسل نبوی

فتح مکہ کے دنوں میں، حضور نبی اکرم ﷺ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے وہاں غسل فرمایا اور چاشت کے وقت چند رکعت ۱۵ نماز ادا فرمائی۔
آپ رضی اللہ عنہا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

(۱۱۵) دو افراد کو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا امان دینا

فتح مکہ کے دنوں کا ہی واقعہ ہے کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! میری ماں جائے علی کہاں ہیں؟ وہ گمان کرتے ہیں کہ ان دو آدمیوں کو قتل کریں گے جن کو میں نے امان دے رکھی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”اے ام ہانی! جسے تو نے پناہ دی وہ ہماری پناہ میں ہے۔“

۱۔ فتح مکہ کے روز پہلے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایمان لائے پھر حضرت ہند رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا پہلا نکاح برقرار رکھا۔ غزوہ اُحُد میں لشکر کفار میں شریک تھیں اور اشعار گا گا کر لشکر کفار کو جوش دلاتی تھیں۔ پھر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کا منظر دیکھا۔ فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق دی ایمان قبول کرنے کے بعد گھر آئیں وہاں ایک بت رکھا ہوا تھا اس کو پاؤں کی ٹھوکروں سے پاش پاش کر دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تھوڑے عرصے بعد انتقال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا دن وہی ہے جس روز کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔ الاستیعاب والاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۴۲۵، ۴۲۶

۲۔ صلوٰۃ النہی (نماز چاشت) نبی کریم ﷺ نے آٹھ رکعت ادا فرمائی۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی اس سے زیادہ ہلکی نماز نہیں دیکھی ہاں آپ ﷺ رکوع اور سجود مکمل فرماتے تھے۔ علماء کے نزدیک یہ نماز فتح کے نام سے مشہور ہے۔ امراء اسلام جب کسی شر کو فتح کرتے تو اسے ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب مدائن فتح فرمایا تو انیوان کسریٰ میں آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی تھی۔ یہ مسلسل آٹھ رکعت نماز ہے جس کے درمیان فصل نہیں جماعت سے ادا نہیں کی جاتی اور نہ ہی قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۲۶

ان دو آدمیوں میں سے ایک ابوجہل کے بھائی حضرت عارث بن ہشام رضی اللہ عنہ تھے، اور دوسرے اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت زبیر بن ابی امیہ بن المغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ تھے۔
حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کے پناہ دینے کے بعد حضرت عارث رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں نے ایمان قبول کر لیا تھا۔

بعض علماء کا یہ کہنا ضعیف ہے کہ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے جن دو آدمیوں کو پناہ دی وہ بُبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور جعدہ بن بُبیرہ تھے۔ کیونکہ بُبیرہ فتح مکہ کے دن نجران کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہیں رہنے لگا، اسی جگہ بحالت شرک اس کی موت واقع ہو گئی اور جعدہ اس وقت کم سن تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اس کو قتل کرنا روانہ تھا۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح لے میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۱۱۶) عبد اللہ بن خطل کا جہنم رسید ہونا

ان ہی دنوں میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن خطل کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ یہ بذنبِ ایمان قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ اپنی لونڈیوں کو حکم کرتا اور وہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں گایا کرتی تھیں۔

عرض کیا گیا۔ ”یا رسول اللہ! وہ کعبہ معظمہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے۔“
فرمایا ”اسے قتل کر دو۔“

چنانچہ اسے کعبہ شریف کے پردوں سے چمٹے ہوئے ہی قتل کر دیا گیا۔ جس طرح کہ اس فصل میں پہلے گزر چکا ہے۔

اس کے قاتل میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم رسید کیا تھا۔

(۱۱۷) اَبُو لَہَب کے دو بیٹوں اور بیٹی کا ایمان لانا

ابو لہب کے دو بیٹے حضرت عتبہؓ اور حضرت معتبہؓ مشرف بایمان ہوئے۔ لہ
عتبہ عین کی پیش اور تاء کے سکون اور مکبر صیغہ کے ساتھ (ع + ت + ب + ہ) ہے۔
معتبہ، میم کی پیش، عین کی زبر، تاء کی زیر اور تشدید کے ساتھ (م - ع - ت + ب) ہے۔
یہ دونوں نبی پاک ﷺ کے ثابت قدم صحابی تھے جنگِ خنین میں ہر دو شریک تھے۔
ان کی ہمشیرہ حضرت دُرہ بنت ابی لہبؓ بھی ایمان لائیں وہ بھی صحابہ میں شامل ہیں۔
ان کے بھائی عتبہؓ، تصغیر کے صیغہ کے ساتھ (ع + ت + ی + ب + ہ) کو نبی کریم ﷺ کی بددعا کی وجہ
سے شیر نے پھاڑ کھایا تھا کیونکہ اس بد نصیب نے آپ ﷺ کو ایذا پہنچائی تھی۔
نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ ”اے اللہ! اس پر اپنے کتوں سے ایک کتا مسلط فرما دے۔“
اس کی موت، اپنے باپ کی زندگی میں، ملک شام کے شہر زرقاء میں ہوئی۔ باپ کی طرح اس کی موت
بھی کفر پر ہوئی۔

(۱۱۸) شراب، خنزیر اور مُرَدَّار وغیرہ کی خرید و فروخت کی حرمت

فتح مکہ کے ایام میں، حضرت رسالت مآب ﷺ نے شراب، خنزیر، مُرَدَّار، مُرَدَّار کی چربی کی خرید و
فروخت اور کاہن کی اجرت کو حرام قرار دیا۔

لہ حضرت عباسؓ سے مروی ہے جب فتح مکہ میں نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عباس! آپ ﷺ کے بھتیجے عتبہؓ اور معتبہؓ
کہاں ہیں مجھے وہ دکھائی نہیں دیتے۔ میں نے عرض کیا وہ مشرکین کے ساتھ یہاں سے ایک طرف چلے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے
فرمایا جاؤ ان کو میرے پاس لاؤ۔ میں عرفہ کی طرف سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا اور کہا اللہ تعالیٰ کے رسول تمہیں بلاتے ہیں وہ
دونوں جلدی جلدی میرے ساتھ سوار ہو گئے نبی کریم ﷺ نے دونوں کو دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے ایمان قبول کر لیا اور بیعت
کر لی۔ اس پر آپ ﷺ یوں گویا ہوئے ”میں نے ان دونوں کو رب سے مانگا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمادئے۔“ ایک اور
روایت میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ فتح مکہ کے ایام میں ایک دن مسجد میں تشریف لائے اَبُو لَہَب کے
دونوں بیٹے عتبہؓ اور معتبہؓ آپ ﷺ کے دونوں طرف تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے فرحت کے ساتھ فرمایا ”یہ دونوں میرے
بھائی ہیں اور میرے چچا کی اولاد ہیں میں نے اپنے رب سے ان دونوں کو مانگا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمادئے۔“ (الترقانی علی
المواہب اللدنیہ جلد ۲/ صفحہ ۳۲۰)

(۱۱۹) فتح مکہ کے دوران نبی پاک ﷺ کا مکہ مکرمہ میں قیام

فتح مکہ کی مہم کے دوران نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے مکہ مکرمہ میں انیس لے یا اٹھارہ یا سترہ دن قیام فرمایا اور نماز قصر ادا فرماتے رہے۔

(۱۲۰) جزیرۃ العرب کا شرک کی نجاست سے پاک ہونا

فتح مکہ سے فراغت پر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ پورا عرب آپ ﷺ کا مطیع ہو گیا۔ فتحِ مبین اپنے کمال کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل اعزاز عطا فرمایا اور اپنے محبوب ﷺ کی مدد فرمائی یہاں تک کہ مکہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں تمامہ اور حجاز میں ایک کافر بھی باقی نہ رہا۔ سب کے سب ایمان لے آئے اور جو ایمان سے محروم رہا دوسرے علاقوں کی طرف بھاگ گیا۔

(۱۲۱) ابلیس کی چیخ و پکار

جب مکہ فتح ہو چکا تو ابلیس لعین شدید آہ و پکار کرنے لگا۔ اس کی اولاد جب اس کے پاس اکٹھی ہو گئی تو انہیں کہنے لگا سرزمینِ عرب میں شرک داخل کرنے سے تم ناامید ہو گئے لیکن نوحہ اس میں عام کر دو۔

(۱۲۲) فاطمہ بنت اسود مخزومیہ کی چوری

فتح مکہ سے فراغت کے بعد کا واقعہ ہے کہ فاطمہ بنت اسود مخزومیہ نے کچھ زیور چرائے۔ ایک روایت کی رو سے اس نے نبی کریم ﷺ کے کاشانہ اقدس سے ایک چادر چرائی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ ۷

۷ اسناد کے اعتبار سے انیس روز کے قیام کی روایت اصح ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴

۸ جب نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا تو اس کے خاندان کو بڑی وحشت ہوئی اور چاہا کہ کوئی سفارشی مل جائے تاکہ نبی کریم ﷺ اس سزا سے درگزر فرمائیں۔ حضرت اُسماء بنت زید رضی اللہ عنہا کو بے حد منت و ساجت کے بعد سفارش پر آمادہ کیا جب انہوں نے بارگاہِ نبوی میں سفارش کی تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ”اے اُسماء! تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟“ حضرت اُسماء رضی اللہ عنہا کو جب نبی کریم ﷺ کا جلال و غضب نظر آیا تو انہوں نے معذرت کی اس پر نبی کریم ﷺ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ ”اے لوگو! خبردار ہو جاؤ پہلی امتیں اسی بنا پر ہلاک ہوئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا اسے چھوڑ دیتے اور اس پر حد قائم نہ کرتے اور اگر کمزور آدمی سے یہ گناہ سرزد ہو جاتا تو اس پر حد جاری کرتے۔“ اس کے بعد اپنی لختِ جگر خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

یہ قصہ تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری وغیرہ میں درج ہے۔

(۱۲۳) فتح مکہ پر انصار کی فکر مندی اور نبی پاک ﷺ کی دل جوئی

فتح مکہ سے فراغت پر مدینہ منورہ کے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں کہنے لگے۔

”اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو مکہ مکرمہ پر فتح عطا فرمائی ہے۔ یہ شہر آپ ﷺ کا مولد اور جائے پرورش ہے۔ آپ ﷺ کا خاندان اور قبیلہ یہیں آباد ہے۔ شاید آپ اب یہیں سکونت اختیار فرمائیں اور ہم کو چھوڑ دیں۔“ جب یہ خبر حضرت رسول اکرم ﷺ تک پہنچی تو انصار سے فرمایا: ”میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔“ نیز فرمایا: ”انصار بدن سے ملے ہوئے لباس کی مانند ہیں اور دوسرے لوگ اوپر کے لباس کی طرح ہیں۔“ یہ بھی ارشاد فرمایا: ”انصار میرے اہل و عیال اور بھید کی جگہ ہیں۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک فرد ہوتا۔“ (ان کی دل جوئی کے لئے) یہ بھی فرمایا: ”اگر اور لوگ ایک گھاٹی یا وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلنا شروع کر دیں تو میں انصار کی گھاٹی یا وادی میں چلوں گا۔“

(۱۲۴) حضرت عاصم بن فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی ولادت

اس سال کے اوائل میں حضرت عاصم لہ بن حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہوئی۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے جد مادری تھے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

کا نام مبارک صراحت سے لے کر فرمایا کہ اگر ان سے بھی یہ جرم صادر ہوتا تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ حضرت امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کے الفاظ مبارکہ کو اس طرح نقل کیا ہے ”اگر فلاں بھی چوری کرے اور اہل بیت میں سے ایک کا نام لیا تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیئے جائیں“ انہوں نے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا نام نامی صراحت سے ذکر نہیں فرمایا مقصد ادب کا لحاظ ہے اور انہوں نے پسند نہ فرمایا کہ اس مقام پر ان کا نام نامی ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۰۹

لہ حضرت عاصم بن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت اُمّ بکیرہ رضی اللہ عنہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی خلیق تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی عاصم لوگوں کی غیبت نہیں کرتے۔ قد مبارک لبا تھا اور بہت جسیم تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ ۵۰/۵۳ یا ۵۰/۵۳ میں وصال فرمایا۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۲/ صفحہ ۵۶

تذکرۃ القاری میں ارشاد فرمایا:

”حضرت عاصم رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کے وصال مبارک سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔“

(۱۲۵) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہما کی ولادت

اسی سال، حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ ۱

آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ”بشہ“ تھا۔ نبی کریم ﷺ کا زمانہ آپ رضی اللہ عنہ نے پایا ان کے والد ماجد ۲ حضرت حارث رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔

(۱۲۶) حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی امارت مکہ مکرمہ

فتح مکہ کی فراغت کے بعد، جب آپ ﷺ حنین کی مہم کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ پر امیر مقرر فرمایا۔ ۳ آپ رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس سال حج کیا گیا۔ حضرت عتاب رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت تقریباً بیس برس تھی۔

(۱۲۷) حنین کی طرف نبی کریم ﷺ کی روانگی

اسی سال حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ حنین کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ بارہ ہزار کا لشکر تھا۔ ایک قول کی رو سے اس لشکر کی تعداد چودہ ہزار تھی۔

حضرت رسالت مآب ﷺ نے صفوان بن امیہ سے زہرہیں عاریتاً طلب فرمائیں انہوں نے چار سو زہرہیں

۱ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ہند بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی بہن ام المومنین حضرت اُمّ حنیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا انہوں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا ہے تو نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی فحشیک فرمائی لعابِ دہن مبارک ان کے منہ میں ڈالا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵/۸۲ یا ۵/۷۹ میں ہوئی۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۵۸

۲ آپ رضی اللہ عنہ کے دادا بھی صحابی تھے۔ الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۵۸

۳ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں عامل مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی مکہ مکرمہ چھوڑا۔ تاکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ لوگوں کو مذہبِ اسلام اور قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۹

مع سامانِ حَرْبِ پیش کر دیں۔ لہ

(۱۲۸) ایک نو مسلم صحابی کی سادہ لوحی اور نبی پاک ﷺ کا جواب

حُنین کے لئے مہم کی راہ میں ایک بہت بڑی سرسبزیری تھی۔ جس کو ذاتِ ۳۱۱ اَنَواط کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اس میں بہت سی چیزیں لٹکی ہوئی تھیں۔ (اَنَواط، نَوط کی جمع ہے جس کا معنی ہے لٹکی ہوئی چیز) اسے دیکھ کر ایک جدیدُ الاسلام صحابی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ! جس طرح کفار کی ”یہ ذاتِ اَنَواط“ ہے ہمارے لئے بھی ایک ذاتِ اَنَواط مقرر فرمادیں۔ ان کی عرض پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ اکبر! کیا تم نے وہی کچھ کہنا شروع کر دیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا۔ انہوں نے کہا تھا۔ ”اے موسیٰ ہمارے لئے ایک معبود مقرر کر دیجئے جس طرح ان (کافروں) کے معبود ہیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”تم جاہل قوم ہو۔“

اَنَواط (لٹکی ہوئی چیزوں) سے مراد وہ لٹکا ہوا اسلحہ اور کپڑے ہیں جو کافراں درخت پر اس کی تعظیم کے لئے لٹکایا کرتے تھے۔

(۱۲۹) غزوہ حُنین میں مُسلمَانوں کا فخر اور اس کی پاداش

غزوہ حُنین میں پہلے پہل مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمان مالِ غنیمت کے اکٹھا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ بعض مسلمانوں نے اپنی کثرت پر فخر کرنا شروع کر دیا۔ اس وجہ سے کافروں نے پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا مسلمان اپنی کثرت سے فخر کے باعث ہزیمت اٹھانے لگے ۳۱۱ اور مکہ مکرمہ کی جانب بھاگنے لگے نبی پاک ﷺ کے ہمراہ صرف دس بقولے بارہ اور بقولے دیگر آٹھ جواں مرد رہ گئے آپ ﷺ نے اپنے خچر کو ایڑی لگا کر کفار کی جانب بڑھنا شروع فرمادیا۔

لہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے عرض کیا کہ صفوان کے پاس بہت سی زرہیں ہیں۔ وہ ابھی تک شرک کی حالت میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور اُسے مُستَعَار طلب فرمایا۔ صفوان نے کہا کیا آپ ﷺ اسے غصب کرنا چاہتے ہیں ”آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عاریتاً“ جس کے واپس کرنے کا میں ضامن ہوں اس پر صفوان کہنے لگا اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۲

۳۱۱ قریش مکہ اور دیگر کفار ہر سال اس درخت کے پاس آتے اس پر اُسے لٹکا دیتے اس کے پاس جانور ذبح کرتے اور ایک دن تک وہاں گوشہ نشینی اختیار کرتے۔ البدایہ والنہایہ جلد ثانی جزو رابع صفحہ ۳۲

۳۱۱ لشکرِ اسلام کی ہزیمت اور شکست کی جو صورت پیش آئی اس کا سبب یہی تھا کہ مسلمان جان لیں کہ فتح و نصرت کثرتِ تعداد اور تیاری پر نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۶

حضور اکرم ﷺ اس دن اپنے سفید نجر مبارک پر سوار تھے جو حضرت فروہ بن نفاثہ جُدَامی رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ اس نجر مبارک کا نام ”فَضَّہ“ تھا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ اس روز دُلْدُل پر سوار تھے جو مُقَوَّقُس نے ہدینا پیش کیا تھا۔ قول اول صحیح ہے۔

حضرت اَبُو سَفْیَان بن حَارِث رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے نجر مبارک کو روکنے لگے۔ زان بعد جب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پکارا تو وہ جلد ہی پلٹ کر اپنے آقا ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ لہ

(۱۳۰) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ مٹھی بھر کنکر تمام کُفَّار کی آنکھوں میں

اس غزوہ میں نبی کریم روف و رحیم ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ جب نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ اپنے نجر مبارک سے اترے۔ مٹھی بھر سفید کنکر اٹھائے اور کُفَّار کے چہروں کی طرف پھینک دیئے اور فرمایا: ”رَبِّ کَعْبَہ کی قسم کفار بھاگ گئے۔“

نیز فرمایا: ”کفار کے چہرے بگڑ گئے۔ کفار کے چہرے بگڑ گئے۔ کفار کے چہرے بگڑ گئے۔ حم وہ کامیاب نہ ہوں گے۔“

لشکر کُفَّار سے ایک فرد بھی باقی نہ بچا جس کی آنکھیں ان کنکروں سے بھر نہ گئی ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کو یوں محسوس ہوا کہ ہر درخت پتھر اور جس چیز پر ان کی نظر پڑتی تھی ایک گھوڑا ہے جو ان کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی فتح و نصرت سے کُفَّار کو بھگا دیا اور مسلمانوں کو جنگ اور مقابلہ کی ضرورت نہ رہی۔ نہ ہی انہیں تیر چلانا پڑا اور نہ نیزہ پھینکنے کی ضرورت پڑی۔ لہ

لہ حضرت عَبَّاس رضی اللہ عنہ بہت بلند آواز تھے انہوں نے صحابہ کرام کو پکارا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر واپس لپکنا شروع فرما دیا جس طرح شہد کی کھیاں اپنے بادشاہ کے گرد یا اونٹ اور گائے اپنے بچوں کو تلاش کر کے جمع ہو جاتے ہیں۔ بعض صحابہ جن کی سواریاں سُست رفتار تھیں اور تیز نہیں دوڑ سکتی تھیں سواریوں سے کود کر نبی کریم ﷺ کی طرف جمع ہو گئے اور اس طرح ان کی تعداد ایک سو ہو گئی اور یہ جمیعت دشمن سے جنگ کرنے میں مشغول ہو گئی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۱۹

لہ ہوازن کا لشکر اتنی دیر بھی کھڑا نہ رہ سکا جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوبا جاتا ہے اور وہ راہِ فرار اختیار کر گئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۵۲۱

(۱۳۱) غزوہ حنین میں رجز نبوی

غزوہ حنین میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے ارد گرد سے بکھر گئے۔ اس حالت میں بھی آپ ﷺ کفار کی جانب نچر بڑھانے لگے اور زبان مبارک پر یہ رجز جاری تھا۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں (حضرت) عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کی اولاد سے ہوں۔

(۱۳۲) غزوہ حنین میں فرشتوں کا نزول

اس غزوہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے فرشتوں کو مژدوں کی صورت میں اتارا جن کے رنگ سفید تھے اور چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے۔ ان کے سروں پر سرخ عمامے تھے۔ شملوں کو کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ یہ ملائکہ نبی کریم ﷺ کی مدد کے لئے نازل ہوئے تھے ان کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ارشادِ ربانی وَانْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا (التوبہ: ۲۶) (اللہ تعالیٰ نے ایسے لشکر اتارے جن کو تم دیکھتے نہیں تھے) میں انہی کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۳۳) اعلانِ نبوی ----- مقتول کافر کا سامانِ قاتل کو ملے گا

غزوہ حنین میں ہی حضرت رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی کافر کو قتل کیا اس کا سامان اس کے قاتل کو ملے گا بشرطیکہ اس کے قتل کرنے پر کوئی گواہ موجود ہو۔“ لے

(۱۳۴) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو مقتول کافر کا سامان عطا ہونا

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو اس کافر کا سامان عطا فرمایا جس کو انہوں نے جہنم رسید کیا تھا۔ لیکن اس مقتول کافر کا سامان کسی اور نے لے لیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اس مقتول کافر کا سامان ابو قتادہ کو دیا جائے کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔“ اس شہادت کے بعد آپ ﷺ نے وہ سامان حضرت

لے اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے دو الفاظ مروی ہیں ایک روایت کے الفاظ مبارکہ کا ترجمہ درج متن ہے اور دوسرے الفاظ مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے کہ جس مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا اس کا سامان اس مجاہد کو ملے گا جس نے اسے جہنم رسید کیا۔ سیرت طیبہ جلد ۳ صفحہ ۷۱

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا۔ ۱۷

صحیحین وغیرہ کتب میں یہ واقعہ تفصیل سے مندرج ہے۔

(۱۳۵) حضرت زید بن سہل رضی اللہ عنہ کو بیس مقتول کفار کا سامان ملنا

غزوہ حنین میں حضرت ابو طلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ نے اکیلے بیس کفار کو جہنم رسید کیا اور ان کا سامان اٹھالیا۔ نبی کریم ﷺ نے وہ سامان انہیں عطا فرمادیا۔

(۱۳۶) غزوہ حنین کا مال غنیمت

غزوہ حنین میں نبی پاک ﷺ نے بہت سے قیدی پکڑے بہت سی غنیمتیں اور کثرت سے مال و دولت حاصل کی۔ ۱۷ سارا مال غنیمت اور قیدی آپ ﷺ نے جبرائیلہ روانہ فرمادیے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم نہ فرمائے۔ غزوہ طائف سے جبرائیلہ واپس تشریف لانے پر وہ تقسیم کئے گئے۔ ان قیدیوں، اموال اور غنیمتوں کی تعداد کا بیان عنقریب آرہا ہے۔

(۱۳۷) لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ كَاشَانَ نَزُولِ

غزوہ حنین کے بارے میں یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ۝ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ التوبة ۲۵-۲۶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر تمہاری امداد فرمائی اور حنین کے دن بھی جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تو وہ تمہیں کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت سمیت تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین اپنے رسول اور مومنوں پر اتاری اور ایسے لشکر اتارے جو تمہیں دکھائی نہ دیتے تھے اور کافروں کو سزا دی اور منکرین کی جزا یہی ہے۔

۱۷ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ اردو ترجمہ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۵۲۳

۱۸ چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ سے زائد چاندی مال غنیمت میں مسلمانوں کو حاصل ہوئے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۱

(۱۳۸) عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی ممانعت

غزوہ حنین میں کافرہ عورت کی ایک لاش ملی نبی اکرم ﷺ نے اس کے قاتل کے بارے میں دریافت فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اسے (حضرت) خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے قتل کیا ہے۔

آنحضور ﷺ نے ان کی جانب یہ پیغام بھیجا کہ کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کیا جائے۔ ۱۳۹) غزوہ حنین کے شہداء

غزوہ حنین میں چار ۱۳۸ ایمان شہید ہوئے۔

(۱) نبی پاک ﷺ کی پرورش کنندہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے لخت جگر حضرت ایمن رضی اللہ عنہ۔ ۱۳۸

بعض علماء فرماتے ہیں۔ شہادت پانے والے یہ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ انصار میں سے تھے ان کا نسب یوں ہے حضرت ایمن بن عبید بن زید خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ۔

دونوں اقوال میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ ایمن بن اُمّ ایمن اور ایمن بن عبید انصاری ایک ہی شخصیت ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے پہلے حضرت عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جن سے حضرت ایمن رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ حضرت عبید رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جن سے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ اس تفصیل کی روشنی میں حضرت ایمن رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ دونوں ایک ماں کے بطن سے پیدا ہونے والے بھائی ہیں۔

۱۳۸ ایک روایت اس بارے میں یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جس پر بس چلے اسے قتل کر دیا جائے مسلمان غضب ناک ہو کر انہیں قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ عورت اور بچے بھی ان سے نہ بچے رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۱۔ صفحہ ۳۹۰ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو پہلے معلوم نہ تھا کہ عورتوں کو قتل نہ کرنا چاہئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/۵۲۴

۱۳۹ اس غزوہ میں کل شہداء کی تعداد پانچ ہے چار شہداء کے اسمائے مبارکہ اس عنوان کے تحت درج ہیں اور پانچویں شہید کا نام اس سے اگلے عنوان میں آ رہا ہے۔

۱۴۰ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے لئے پانی کی چھاگل اٹھاتے تھے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/صفحہ ۸۵۲

۱۴۱ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی جلد مبارک کی سیاہی آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تھی ورنہ ان کے والد ماجد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سفید اور خوبصورت تھے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/صفحہ ۸۵۹

علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں اسی طرح فرمایا ہے:

(۲) حضرت یزید بن زعمہ بن أسود رضی اللہ عنہ - ۱۰

(۳) حضرت سراقہ بن حارث الصاری رضی اللہ عنہ -

(۴) حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ - ۱۱

(۱۴۰) حضرت ابو نحم غفاری رضی اللہ عنہ کی شہادت

غزوہ حنین کے دنوں میں حضرت ابو نحم غفاری رضی اللہ عنہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا نام حضرت عبد اللہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ اس غزوہ سے قبل ہی ایمان لاکر صحابیت کے مرتبہ پر فائز ہو چکے تھے۔ غزوہ خیبر اور اس کے مابعد مہمات میں شرکت فرمائی۔ اس طرح غزوہ حنین میں شہادت کا مرتبہ پانے والے یہ پانچویں خوش نصیب ہیں۔

(۱۴۱) کفار کے مقتولین

غزوہ حنین میں کفار کے مقتولین کی تعداد میں اختلاف ہے بعض روایات کی رو سے ان کے تین سو مرد اس جنگ میں کام آئے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ کل ستر کافر مارے گئے۔

۱۰ حضرت یزید بن زعمہ رضی اللہ عنہ بنی اسد بن عبد العزیٰ سے تھے۔ جنگ میں ان کا گھوڑا بدک گیا جس سے وہ گر پڑے اور قتل کر دیئے گئے۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۹

۱۱ حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے رشتہ میں چچا تھے۔ ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے زانو پر تیر مارا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے مقابلہ میں قتل کر دیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ کے زانو مبارک سے تیر نکالا گیا تو زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اپنی شہادت سے قبل اپنے بھتیجے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اے بھتیجے! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور میرے لئے دعائے مغفرت کی گزارش کرنا“ جب یہ وصیت فرما چکے تو اپنے دست کی قیادت حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جب وہ وصیت دربار نبوی میں عرض کی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرما کر حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ کی بخشش کی دعا فرمائی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اس قدر بلند فرمائے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۲۴، ۵۲۵

ہردو میں تطبیق اس طرح سے ہے کہ (میدان جنگ میں) کُفار کے شکست کھا کر بھاگنے سے پہلے ستر کافر مارے گئے اور باقی کافروں کو بھاگتے ہوئے قتل کر دیا گیا۔

علامہ زر قانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں اسی طرح فرمایا ہے۔

(۱۳۲) وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كَاشَانِ نَزُولِ

اسی سال غزوہ حُنین میں مسلمانوں کو بہت سی لونڈیاں غنیمت کے طور پر ملیں اور وہ مسلمان ہو گئیں۔ اس وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ نے ان سے جماع کو ناپسند کیا کیونکہ ان کے کافر خاوند موجود تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے لئے ان سے جماع کو مباح فرما دیا اور اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (النساء: ۲۴)

ترجمہ: نکاح والی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر ان میں جو (مال غنیمت کے باعث) تمہاری ملکیت میں آجائیں (وہ حلال ہیں)۔

(۱۳۳) عَزَلِ الْبَارِءِ فِي صَحَابَةِ كَرَامِ رضی اللہ عنہ کا سوال

اسی سال، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عزَل کے جَوَاز کے متعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ تم پر لازم ہے کہ نہ کرو۔ قیامت تک جس جاندار نے پیدا ہونا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گا۔ سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ سوال غزوہ حُنین کے دوران کیا گیا۔ پہلے مذکور ہو چکا کہ یہ سوال غزوہ بنی مُصَلَّتِ میں کیا گیا۔ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اس واقعہ کو تعدد پر محمول کر لیا جائے۔

(۱۳۴) حضرت عَائِذُ اللہ بن عَبْدِ اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت

غزوہ حُنین کے ایام میں حضرت عَائِذُ اللہ بن عَبْدِ اللہ بن عُمَرِ خِیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ لے ان کی کنیت اَبُو اَدْرِیس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت بڑے تابعی اور شام کے عالم تھے۔

لے حضرت مُکْوَل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عَائِذُ رضی اللہ عنہ کی ولادت غزوہ حُنین کے دن ہوئی۔ حضرت عَائِذُ رضی اللہ عنہ نے حضرت عُمَرُ بن خطاب، حضرت مُعَاذ بن جَبَل، حضرت اَبُو ذَرَّاء، حضرت عُبَادہ بن صَامِت، حضرت بِلَال، حضرت اَبُو ذَرَّاء، حضرت عَوْن بن مَالِک، حضرت حَذِیْفہ، حضرت ثُوْبَان، حضرت مُعَاوِیَہ وغیرہم اچلے صحابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت سَعِید بن عَبْدِ العَزِز رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اَبُو ذَرَّاء رضی اللہ عنہ کے بعد شام کے عالم تھے۔ حضرت اِبْنِ حَبَّان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خَلِیفَہ عَبْدِ الْمَلِک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت بِلَال بن اَبی ذَرَّاء کے بعد دمشق کا گورنر مقرر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ۵/۸۰ میں ہوا۔ الاصابہ جلد ۳/ صفحہ ۵۷

دیدار نبوی سے مُشَرَّف ہونے کے باعث ان کو صحابہ کرام میں شمار کیا جاتا ہے۔ روایت کی رو سے آپ ﷺ صحابی نہیں ہیں۔ انہوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ (ان سے روایت نہیں کی۔)
(۱۳۵) اُبُورِغَال کی قبر اور اس میں مدفون سونا

غزوہ طائف کے لئے سفر کے دوران حضور اکرم ﷺ کا گذر ایک قبر سے ہوا۔ فرمایا یہ اُبُورِغَال کی قبر ہے۔ لے

رِغَال راء کی زیر، غین اور لام کے ساتھ (ر + غ + ا + ل) ہے۔ اُبُورِغَال قبیلہ ثقیف کا جدِ اعلیٰ تھا اور نسلِ ثمود سے تھا۔

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا اسے اس جگہ دفن کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ بھی دفن کی گئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس جگہ کو کھودا اور اس سلاخ کو، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے بتایا تھا، نکال لیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے تھا۔ اس سلاخ کا وزن بیس رطل سے کچھ زائد تھا۔

(۱۳۶) طائف کے غلاموں کی آزادی

غزوہ طائف کے دوران حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان کر دیا ”اہل طائف کے غلاموں سے جو بھی ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہے۔“ اس اعلان پر تیس غلام آنحضرت سرایا رَحْمَتِ ﷺ کے پاس آگئے تو آپ نے ان سب کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد فرما دیا۔

لے اُبُورِغَال کی قبر مَعْمَس (مین کی تشدید، میم کی زیر اور زیر کے ساتھ) کے مقام پر ہے جو مکہ معظمہ سے طائف کی راہ پر مکہ شریف سے تین فزخ کے مقام پر ہے۔ ابرہہ، جس نے کعبہ معظمہ کو ہتھیار کیا تھا اور خود ہلاک ہو گیا تھا، نے جب خانہ کعبہ کی طرف کوچ کیا اُبُورِغَال اس سفر میں اس کا رہنما تھا جب اُبُورِغَال ابرہہ کے لشکر کو درج بالا مقام پر لا چکا تو مر گیا اور اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اہل عرب نے اس کی قبر کو رجم کیا۔ مَعْمَس کے مقام پر اسی کی قبر کو رجم کیا جاتا ہے۔ سیرت ابن ہشام مع تحقیق عبدالحفیظ و مصطفیٰ السقاء و ابراہیم الایاری جلد ۱ صفحہ ۴۹ درج بالا روایت یعنی اُبُورِغَال کا ابرہہ کے لشکر کے قائد ہونے کو علامہ زر قانی رحمہ اللہ نے تسلیم نہیں کیا ان کا کہنا ہے کہ اس کا تعلق قوم ثمود سے تھا اور ثقیف قبیلہ کا جدِ اعلیٰ تھا۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت اور قوم ثمود کی ہلاکت کے درمیان ہزاروں برس کا فاصلہ تھا۔ ابرہہ لشکر کا رہنما یہ اُبُورِغَال نہیں بلکہ اسی نام کا ایک اور شخص تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۴

ان غلاموں میں ایک حضرت ابوبکرؓ لے مُنْفِع بن مَرْوَحؓ بھی تھے۔ یہ حَارِث بن کَلَدَہ کے غلام تھے۔ ولاء کی وجہ سے ان کی نسبت اس کی طرف کر کے انہیں ”مُنْفِع بن حَارِث“ بھی کہا جاتا ہے۔
مُنْفِع تصغیر کے صیغہ کے ساتھ (نُ + ف + نِ + ع) ہے۔

(۱۳۷) مذکورہ بالا غلاموں کا ایمان لانا

غزوہ طائف کے دوران ہی حضرت ابوبکرؓ اور باقی تمام غلاموں نے ایمان قبول کر لیا جن کا ذکر اوپر ہوا۔ ۱۳۷

(۱۳۸) حضرت ثابت بن جذعؓ کی شہادت

غزوہ طائف کے دوران، حضرت ثابت بن جذعؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جذع کا اصل نام ثعلبہ بن زید النزاری خزرجی ہے۔ حضرت ثابتؓ نے بیعت عقبہ اور بدر میں شرکت فرمائی تھی۔

(۱۳۹) منجیق کا استعمال

غزوہ طائف میں حضور نبی اکرم ﷺ نے، حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے منجیق نصب فرمائی۔ اس کے علاوہ کسی غزوہ میں اس کا استعمال نہ کیا گیا۔
یہ اسلام میں پہلی ۱۳۹ منجیق تھی جس کے ذریعے سنگ باری کی گئی غزوات کے باب میں اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۱۳۷ حضرت ابوبکرؓ کی اس کنیت کا باعث یہ واقعہ ہے کہ آپؓ چونکہ ایک جماعت کے ساتھ قلعہ سے اترے تھے اور جماعت

کو عربی زبان میں ”بکرہ“ کہتے ہیں اس لئے آپؓ کو ابوبکر کہا جانے لگا تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱/۳۹۷

۱۳۸ نبی پاک صاحبؐ کو لاؤاک ﷺ نے ان آزاد کردہ غلاموں میں سے ہر ایک کا خرچ برداشت کرنے اور خواجه و ضروریات مہیا کرنے کے لئے کسی نہ کسی صحابی کے سپرد فرما دیا طویل عرصہ کے بعد جب اہل طائف حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے غلاموں کو ہمیں واپس کر دیا جائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے آزاد فرمودہ ہیں تمہاری غلامی میں نہیں رہ سکتے۔

مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/صفحہ ۵۲۹

۱۳۹ دنیا کی سب سے پہلی منجیق وہ تھی جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ڈال کر آگ میں پھینکا گیا اس کو انجیس نے تیار کیا تھا۔ دور جاہلیت کی پہلی منجیق ایک روایت کی رو سے وہ تھی جس کے ذریعہ طوائف کے بادشاہوں میں سے جُدیمہ: ج + د + ی + م + ہ۔ بن مالک نے سنگ باری کی۔ یہ بادشاہ ابرش کے نام سے معروف ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدیہ جلد ۳/صفحہ ۳۱

(۱۵۰) حضرت عبد اللہ بن ابی اُمیہ رضی اللہ عنہ سے ایک ہجڑے کی گفتگو

غزوہ طائف میں ”ہیت“ نامی ایک ہجڑے نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبد اللہ بن ابی اُمیہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

”کل جب اللہ تعالیٰ تم کو طائف میں فتح عطا فرمائے تو باویہ بنت غیلان کو قید کر لینا کیونکہ وہ چار کے ساتھ سامنے آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ واپس جاتی ہے۔“

(حضرت) باویہؓ ۳ طائف کے رئیس (حضرت) غیلان (رضی اللہ عنہ) کی صاحب زادی تھیں اور صاحب جمال تھیں۔

ہجڑے نے (اپنے قول چار سے سامنے آتی ہے اور آٹھ سے واپس جاتی ہے میں) چار اور آٹھ سے ان کے پیٹ کی شکنیں مراد لیں۔ ان کے جسم کی ساخت اس طرح تھی کہ جب وہ سامنے آتیں تو پیٹ پر چار شکن نظر آتے اور جب وہ واپس جانے لگتیں تو آٹھ سلوٹ نظر آتے کیونکہ ہر شکن میں ایک اور شکن پیدا ہو جاتی تھی۔ اس طرح سامنے کی ہر شکن پیٹھ کی جانب دو سلوٹوں میں تبدیل ہو جاتی۔

(۱۵۱) حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

رئیس طائف حضرت غیلان سلمہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے جن کا ذکر ابھی اوپر گذرا، فتح طائف کے بعد ایمان قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے کئی روز پہلے ان کی صاحب زادی حضرت باویہ رضی اللہ عنہا غزوہ طائف کے ایام میں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھیں۔

۱۔ ہیت۔ ہا کے زیر کے ساتھ ہے۔ ہ۔ ی + ت بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہا کی زیر کے ساتھ ہے۔ ہ + ی + ت۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۴/ صفحہ ۷۹

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت باویہ بنت غیلان رضی اللہ عنہا نے سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں (کثرت خون کے باعث) طہارت پر قادر نہیں ہوں تو کیا میں نماز ترک کر دوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ خون حیض نہیں (بلکہ استحاضہ ہے) نیز آپ ﷺ نے انہیں ہر نماز کے وقت غسل کا حکم دیا۔ الاصابہ جلد ۴/ صفحہ ۲۴۹

۳۔ فتح طائف کے بعد حضرت غیلان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد حضرت عابریہ رضی اللہ عنہ، حضرت غمار رضی اللہ عنہ، حضرت نافع رضی اللہ عنہ اور حضرت باویہ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کر لیا۔ ایمان لانے کے وقت حضرت غیلان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دس عورتیں تھیں نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان میں سے چار کا انتخاب کر لینے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت دانا اور شاعر تھے۔ کسری کے دربار میں حاضر ہونے کا

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۱۵۲) مسلمان عورتوں کو ہجڑوں سے پردہ کا حکم

غزوہ طائف کے دنوں میں نبی کریم ﷺ نے ہجڑوں کو مسلمان عورتوں کے پاس آنے سے منع فرمادیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”اس کے بعد یہ (ہجڑے) تمہارے پاس نہ آنے پائیں۔“

(۱۵۳) حضرت عبد اللہ بن ابی اُمیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبد اللہ بن ابی اُمیہ بن مُغیرہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے غزوہ طائف میں شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ طائف کی جانب سے ایک تیرا کر آپ کو لگا جس سے آپ رضی اللہ عنہ اسی دن شہید ہو گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ، حنین اور طائف کی مہمات میں شامل ہوئے اور طائف کی مہم میں شہید ہوئے۔

(۱۵۴) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی

غزوہ طائف کے ایام میں، حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے طویل سرگوشی فرمائی۔ لوگ کہنے لگے ”تعب ہے! کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے چچا زاد کے ساتھ اتنی طویل سرگوشی فرمائی“ اس پر حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا۔ میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا رازدار بنایا ہے۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

موقع ملا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے بھتیجہ گفتگو سے حیران کر دیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الاصابہ) وصال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں مجھے سرور کائنات ﷺ نے حکم دیا کہ ان دو درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں حکم دو کہ ایک دوسرے سے مل جائیں تاکہ میں ان کے ذریعہ سے پردہ (میں بیٹھ کر قضائے حاجت) کروں چنانچہ میرے کہنے کے مطابق ان میں سے ایک درخت زمین سے اٹھڑا اور دوسرے سے آکر مل گیا۔ الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۲ مع الاستیعاب۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اُمیہ رضی اللہ عنہ ایمان قبول کرنے سے قبل نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید ایذا پہنچاتے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا، ایمان سے نوازا، صحابیت کا درجہ عطا فرمایا اور شہادت کے مرتبہ پر فائز فرما دیا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰

(۱۵۵) حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ طائف میں شہادت پائی۔

(۱۵۶) غسالہ رسول ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حصول برکت

غزوہ طائف کے ایام میں نبی اکرم ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ لیا۔ اس میں اپنا چہرہ مبارک اور دستِ اقدس دھوئے اور کلی کا پانی ڈالا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”اس پانی کو پی لو۔ اپنے گلوں پر اسے چھڑک لو اور خوش ہو جاؤ۔“

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ کے پردے کے پیچھے سے آواز دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”اپنی ماں کے لئے کچھ بچانا“

اس سے آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی ذات مراد لی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پانی سے تھوڑا سا انہیں دیا اور انہوں نے اس سے برکت حاصل کی۔

(۱۵۷) خَوَارِج کے جَدِّ اَعْلٰی کی گستاخی

اسی سال، نبی کریم ﷺ نے جب جَعْرَانہ پہنچ کر حُثَیْن اور ہوازن کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تو مُؤَلَّفُ قُلُوبِ اَفْرَاد کو دو سروں کی نسبت کچھ زیادہ عطا فرمایا۔ اس پر ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جسے ذُو الْخَوِصْرَہ جَمِیْی کہا جاتا تھا۔ یہ خَوَارِج لے کا جَدِّ اَعْلٰی تھا اور اس کا نام حَزْقُوْس بن زُبَیْر تھا۔ وہ شخص آکر کہنے لگا۔

”اے محمد! (ﷺ) انصاف سے کام لو:“ حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا

”تو ہلاک ہو جب میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا“ پھر نبی پاک ﷺ نے یہ خبر دی ”اس شخص کے خاندان سے خَوَارِج پیدا ہوں گے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ایک بازو پر گوشت کا ایک ابھرا ہوا ٹکڑا ہو گا جس کی شکل عورت کے پستان کی مانند ہو گی جو بچہ منہ میں رکھ کر چوستا ہے“ صحیح بخاری صحیح مسلم اور دیگر کتب میں یہ روایت موجود ہے۔

لے خَوَارِج کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے سے سارے نیک عمل باطل ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ دَارُ الْاِسْلَام میں کبیرہ گناہ اگر عام ہو جائیں تو دَارُ الْکُفْرِ بن جاتا ہے۔ وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے۔ انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد ۴/ صفحہ ۸۹

یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ سرکار ﷺ کے فرمان کے مطابق ہی وقوع پذیر ہوا۔

(۱۵۸) مُؤَذِّن رَسُول حضرت ابو مخذورہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

غزوہ طائف سے واپسی پر، نبی پاک ﷺ جب ”جعرانہ“ کے مقام پر پہنچے تو مؤذن رسول حضرت ابو مخذورہ جمحی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے انہیں مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر فرمادیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام سلمہ بن معیر رضی اللہ عنہ، میم کی زبر، عین کے سکون یا اور راء کے ساتھ (م + غ + ی + ر) ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا نام سمرہ تھا۔

ان کے اسلام کا باعث یہ ہوا کہ اسلام سے قبل مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ تھے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے آذان کا حکم دیا۔ مشرکوں نے اسے سن کر آذان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا اور مؤذن کی نقل اتارنا شروع کر دی۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو مخذورہ رضی اللہ عنہ کی آواز سنی اور بہت پسند آئی کیونکہ ان کی آواز سب سے اچھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں طلب فرمایا حضرت ابو مخذورہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے ان کا گمان تھا کہ کفر کے باعث ان کو قتل کر دیا جائے گا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان کے ماتھے اور سینے پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کو ایمان، نور اور یقین سے پر فرمادیا۔ چنانچہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کے سامنے ایمان قبول فرمالیا۔

نبی کریم ﷺ نے ان کو آذان پڑھنے پر مقرر کر دیا اور اہل مکہ کے لئے مؤذن قرار دے دیا۔ اس وقت ان کی عمر سولہ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے وصال تک وہیں آذان پڑھتے رہے۔ ان کی اولاد بھی یکے بعد دیگرے مکہ مکرمہ کی آذان کے منصب کی وارث رہی۔

(۱۵۹) انصارِ مدینہ کی دل جوئی

رَسُولِ اکرم نورِ مجسم ﷺ حُثَیْن کے مالِ غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو انصار میں سے کچھ افراد نے کہنا شروع کر دیا۔

”جنگ ہم نے کی، تلواریں ہم نے چلائیں، مالِ غنیمت اوروں کو ملتا ہے۔“ اس پر حضور اکرم ﷺ نے

فرمایا:

”کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ تو اونٹ بکریاں لے کر گھروں کو واپس جائیں اور تم رَسُولُ اللہ (ﷺ) کو لے کر جاؤ۔ اس پر انہوں نے کہا: ”ہم رضامند ہیں۔“ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”انصارِ جسم سے ملا ہوا

لباس ہیں اور دو سرے افراد اوپر کا لباس ہیں اگر دو سرے لوگ ایک گھائی کو جائیں اور انصار دو سرے گھائی کی طرف تو میں انصار والی گھائی میں چلوں گا میرے بعد عنقریب تم کو ایک ترجیح کا معاملہ پیش آئے گا تم حوض کوثر پر میری ملاقات تک صبر کرنا۔“

(۱۶۰) جَعْرَانہ میں قیام

غزوہ طائف سے فراغت کے بعد آپ ﷺ جَعْرَانہ واپس تشریف فرما ہوئے۔ ۵/ ذی قعدہ ۸ھ کو جَعْرَانہ میں داخل ہوئے اور چند راتیں وہیں قیام فرما رہے، وہیں پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان غنیمت کا مال تقسیم فرمایا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

(۱۶۱) وفدِ ہوازن کی آمد

حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے جَعْرَانہ میں چودہ دن قیام فرمایا۔ تقسیم غنیمت کے بعد، ہوازن قبیلہ کا وفد ایمان لا کر گناہوں سے توبہ کر کے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا، انہوں نے درخواست کی کہ ان کا اموال غنیمت واپس کر دیا جائے۔ ان سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کی تفصیل یہ تھی۔

غلام، بچوں اور لونڈیوں سمیت-----چھ ہزار

اونٹ-----چوبیس ہزار

چاندی-----چار ہزار اوقیہ

بکریاں-----چالیس ہزار سے زائد

بعض علماء فرماتے ہیں کہ بکریاں ان گنت تھیں۔

نبی کریم ﷺ نے جب انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمایا تو ہر پیدل کو چار اونٹ اور چالیس بکریاں، سوار کو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں ملیں۔ ان کے علاوہ مؤلفہ قلوب کی کثیر تعداد میں سے ہر ایک کو سو اونٹ اور کچھ کو پچاس، پچاس اونٹ عطاء ہوئے۔

(۱۶۲) حضرت خلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا --- بارگاہِ نبوی میں

سرکارِ دو عالم ﷺ جب جَعْرَانہ میں قیام پذیر تھے، تو ہوازن کا مال غنیمت واپس کرنے کی سفارش کے لئے آپ ﷺ کی دایہ حضرت خلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، ان کے خاوند حضرت حارث بن عبد العزیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کی

بٹی حضرت شیماءؓ جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی رضاعی بہن تھیں، بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ۱
(۱۶۳) حضرت زہیر بن صردؓ کا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونا

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ جعرانہ میں اقامت پذیر تھے کہ حضرت زہیر بن صردؓ جُشعیؓ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے انہوں نے بنی ہوازن کے مالِ غنیمت واپس کرنے کی سفارش کی اور اس بارے میں اپنا مشہور قصیدہ پیش کیا جس کا مطلع یہ ہے۔

امینٌ عَلینَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ کَرَمِہٖ
اللہ تعالیٰ کے رسول ہم پر سخاوت میں امین ہیں۔

۱ بعض روایات میں ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیماءؓ قیدیوں میں شامل بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کا اعزاز و اکرام فرمایا اور ان سے ان کے والدین یعنی حضرت حلیمہ سعدیہؓ اور ان کے خاوند حضرت حارثؓ کے بارے میں پوچھا تو حضرت شیماءؓ نے عرض کیا وہ وصال فرما چکے ہیں یہ علامہ واقدیؒ کی روایت ہے زرقانی قدس سرہ العزیز نے اس روایت کو غیر صحیح قرار دیا۔ اور فرمایا امام ابوداؤدؒ اور امام ابویعلیٰؒ نے حضرت ابوالطفیلؓ سے روایت فرمایا کہ جعرانہ میں نبی کریم ﷺ گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک بدوی عورت حاضر خدمت ہوئی جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہوئیں تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچا دی وہ اس پر بیٹھ گئیں میں نے دیگر صحابہ کرامؓ سے پوچھا یہ بی بی کون ہیں تو انہوں نے بتایا یہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہیں نیز امام ابن اسحاقؒ نے ذکر کیا کہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے خاوند حضرت حارثؓ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد تک حیات رہے۔ الزرقانی علی الموابہ اللہ فیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶

۲ حضرت زہیر بن صردؓ اپنی قوم کے سردار تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیدی عورتوں میں آپ ﷺ کی رضاعی خالائیں، پھوپھیاں اور آپ ﷺ کی پرورش کرنے والی عورتیں ہیں اگر ہماری جنگ حارث بن ابی شعریٰ نعمان بن منذر سے ہوتی پھر ہم میں سے کوئی شخص ان کے پاس آجاتا جس طرح کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو ہم ان کی مرہانی اور انعام کے امیدوار ہوتے اور آپ ﷺ تو ان سب سے بہتر ہیں جن کی کفالت کی ذمہ داری ہمارے ذمہ تھی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے مالِ غنیمت سے اپنا حصہ اور بنی عبدالمطلب کا حصہ عطا فرما دیا مہاجرین اور انصارؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۵۷۵

۳ یہ قصیدہ گیارہ اشعار پر مشتمل ہے جو الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۵۷۶ پر درج ہے۔

(۱۶۴) ہوازن کے تمام قیدیوں کی رہائی

جعترانہ میں اقامت کے دوران نبی کریم ﷺ نے ہوازن سے فرمایا:

”میں نے دس سے زائد کچھ روز تک تمہارے اموالِ غنیمت کی تقسیم کو مؤخر کئے رکھا لیکن تم میرے پاس نہ آئے۔ اگر تقسیم سے پہلے تم میرے پاس آ جاتے تو یہ معاملہ میرے لئے آسان تھا اب میں نے اموالِ غنیمت کو لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے لہذا دو چیزوں یعنی قیدیوں اور مال میں سے کسی ایک چیز کو تم اختیار کرلو۔“

جب انہیں یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ صرف ایک چیز کو واپس فرمائیں گے تو انہوں نے قیدیوں کو اختیار کر لیا اور اموال کو ترک کر دیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کے قیدی واپس فرمادیئے اور فرمایا:

”جو قیدی میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں آیا میں تمہیں دیتا ہوں۔“

سرکارِ کائنات ﷺ کے اس ارشاد پر تمام لوگوں نے اپنے اپنے حصہ میں آئے ہوئے قیدیوں کو خوش دلی کے ساتھ واپس کر دیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک ﷺ کی رضا حاصل ہو جائے۔

قیدیوں کی کل تعداد بچوں اور عورتوں سمیت چھ ہزار افراد تھی۔ لہ

(۱۶۵) حالتِ احرام میں خوشبو کے استعمال کی ممانعت

حضور پر نور ﷺ جعترانہ میں ہی تھے کہ ایک شخص عمرہ کا احرام پہنے ہوئے حاضر ہوا وہ خوشبو سے لت پت تھا اور اس نے جبہ پہنا ہوا تھا۔ اس نے نبی پاک ﷺ سے عمرہ کے احکام دریافت کئے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

”جبہ اتار دو۔ خوشبو کو تین دفعہ دھو ڈالو۔ اس کے بعد عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔“

لہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی طرف سے ان آئیروں کو کپڑے، غلجیں اور عطیات بھی مرحمت فرمائے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۴۰

(۱۶۶) حضرت یعلیٰ بن اُمیہ کا کیفیت وحی کا مشاہدہ کرنا

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ شفیع المذنبین ﷺ جِعْرَانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت یعلیٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ”میں نبی پاک ﷺ کی وہ کیفیت دیکھنا چاہتا ہوں جس میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اسے دیکھیں مجھے بھی دکھانا۔“

جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”آؤ میں تمہیں نزول وحی کی حالت دکھاؤں۔“ وہ آئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کپڑا اٹھایا اور انہیں کپڑے کے نیچے داخل کر دیا۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے نزول وحی کی کیفیت ملاحظہ کی اور نبی کریم ﷺ پر شدید پسینہ دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کھڑے کھڑے سرکارِ دو عالم ﷺ کو دیکھتے رہے حتیٰ کہ وحی کی کیفیت زائل ہو گئی۔

(۱۶۷) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

حضور نبی اکرم ﷺ جِعْرَانہ میں قیام پذیر تھے کہ قبیلہ اوطاس کے امیر حضرت عوف بن مالک نصری رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ لہ

پہلے پہل سرّیہ اوطاس کے زمانہ میں وہ طائف کی طرف بھاگ گئے تھے اور وہاں قلعہ بند ہو گئے۔ طائف فتح ہو چکنے کے بعد انہوں نے ایمان قبول کر لیا حضور اکرم ﷺ نے ان کے اہل و عیال اور مال و دولت کو واپس فرما دیا۔ سوانث مزید عنایت فرمائے اور قوم پر عامل مقرر کیا۔

لہ قبیلہ ہوازن کا جو وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں باریاب ہوا آپ ﷺ نے ان سے مالک بن عوف کے بارے میں پوچھا کہ کہاں گیا۔ انہوں نے عرض کیا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اسے بتا دو کہ اگر وہ ایمان قبول کر کے حاضر ہو جائے تو اس کے اہل و عیال اور مال اسے واپس کر دوں گا نیز ایک سوانث اسے مزید عطا کروں گا جب یہ اطلاع حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ ثقیف کے ہاں سے چلے آئے اور جِعْرَانہ یا نکتہ کمرہ میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ایمان قبول فرمایا نبی کریم ﷺ نے اس کے اہل و عیال اور اموال انہیں واپس کر دیئے اور سوانث مزید عطا فرمائے۔ انہوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعریف میں شعر کہے جن میں سے دو یہ ہیں۔ مَا رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ + فِي النَّاسِ كُتْلُهُمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی مثل تمام لوگوں میں، میں نے نہ دیکھی نہ سنی۔ اُولٰٓئِیْ وَ اَعْطٰی لِلْجَزَیْلِ اِذَا اجْتَدٰی + وَمَتٰی تَشَاءُ یُخَبِّرُکَ عَمَّا فِیْ غَدٍ۔ ترجمہ: جب آپ ﷺ عطیات سے نوازتے ہیں تو تمام لوگوں سے بڑھ کر اور بھرپور انداز میں نوازتے ہیں اور جب تو چاہے تو کل یعنی مستقبل کی خبروں سے بھی تجھے آگاہ کرتے ہیں۔ البدایہ والنہایہ جلد ثانی جز و رابع

(۱۶۸) مَثْبَرِ رَسُول ﷺ

اسی سال نبی پاک ﷺ نے غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے تین درجوں والا مَثْبَر بنوایا آپ ﷺ اس پر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اس سے قبل کھجور کے تنوں میں ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ منبر ۷/۵ میں بنوایا، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

(۱۶۹) مَثْبَر کی تیاری

اسی سال کا واقعہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے مَثْبَر بنوانے کا ارادہ فرمایا تو انصار کے قبیلہ بنی نجار کی ایک بی بی سے فرمایا: ”اپنے بڑھی غلام کو کہو کہ میرے لئے مَثْبَر کی لکڑیاں تیار کرے۔“ اس بی بی نے اپنے غلام کو کہا تو اس نے حضور اکرم ﷺ کے لئے غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے مَثْبَر تیار کر دیا۔

اس عورت کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کا نام حضرت کُئْبہ بنت عُبَید بن دُئیمؓ تھا۔ کچھ علماء ان کا نام حضرت عَلَاشَہؓ بیان کرتے ہیں۔ علاشہ عین کی پیش اور ثاء کے ساتھ (ع + ل + ا + ث + ہ) ہے۔ ان کے نام میں اس کے علاوہ بھی روایات ہیں۔ اس غلام کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ ایک روایت کی رو سے ان کا نام حضرت مِیْمُونؓ تھا دو سری روایت میں ان کا نام ”یا قُوم“ آیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی ان کے نام میں روایات آئی ہیں۔

(۱۷۰) ہجرِ رسول میں سُتُون کا رونا چلانا

اس سال، نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ بھی وقوع پذیر ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس سُتُون کو جس کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، چھوڑ کر، مَثْبَر پر خطبہ دیا تو اس سُتُون نے آپ ﷺ کے فراق میں، اس اونٹنی کی مانند چلانا شروع کر دیا جس کا بچہ گم ہو گیا ہو۔ اس کے رونے چلانے سے مسجد گونج اٹھی۔ نبی کریم ﷺ مَثْبَر سے اتر آئے اس سُتُون کو گلے سے لگا کر چپ کرایا تو وہ چپ ہوا۔ لیکن بچے کی مانند وہ آپس بھرنے لگا جو چیخنے چلانے سے خاموش ہو کر پست آواز سے رونا شروع کر دے۔

(۱۷۱) حضرت سُراقہ بن مالکؓ کا قبولِ ایمان

غزوہ طائف سے فارغ ہو کر جب اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ جِعْرَانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو حضرت سُراقہ بن مالک بن جُشَم مَدِیْنِیؓ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ”قَدِید“ نامی بستی میں رہائش رکھتے تھے۔

عداوت کی بدولت نبی کریم ﷺ کے تعاقب لے میں ان کے نکلنے کا حال ۸ھ کے واقعات میں مذکور ہو چکا ہے۔

(۱۷۲) حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایمان اور شہادت

حضور نبی کریم ﷺ جب غزوہ طائف سے واپس تشریف لائے تو حضرت عروہ بن مسعود بن معتب ثقفی لے مشرف بایمان ہوئے۔ ایمان لانے کے بعد انہوں نے واپس اپنی قوم کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔

وہ اپنی قوم کی طرف واپس آگئے۔ لے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور الٹا آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا، اس طرح انہیں شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

لے نبی کریم ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر ہجرت میں تھے کفار مکہ نے آپ ﷺ کی گرفتاری کے لئے انعام مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کا تعاقب کیا اور آپ ﷺ تک پہنچ گئے۔ دعائے نبوی سے آپ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے دونوں قدم زمین میں دھنس گئے آپ رضی اللہ عنہ نجات کے طالب ہوئے اور وعدہ کیا کہ کسی کو آپ ﷺ کا پتہ نہ بتائیں گے نبی پاک ﷺ نے انہیں آمان کی تحریر لکھ دی۔ نیز ان سے فرمایا اے سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو بکسریٰ کے کنگن پہنے گا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایران فتح ہوا، بکسریٰ کے کنگن، کمر بند اور تاج مالِ غنیمت کے ساتھ دربار خلافت میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور انہیں بکسریٰ کے کنگن پہنائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد جس نے یہ کنگن بکسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ اعرابی کو پہنا دیئے۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۹ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ۴۴ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز میں ہوا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بعد ہوئی۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۲/۱۲۱

لے حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے اکابر میں سے تھے۔ ارشاد ربانی عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْشِ عَظِيمٍ۔ میں ایک قول کی رو سے طائف میں آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مراد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انبیائے کرام علیہ السلام مجھ پر پیش کئے گئے ان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکل و شبہات کے اعتبار سے عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زیادہ قریب تھے۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۷۷

لے حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب واپس طائف آنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ قوم تجھے قتل کر دے گی انہوں نے عرض کیا میری قوم میرا اذہد احترام کرتی ہے یہاں تک کہ اگر میں سویا ہوا ہوتا ہوں تو مجھے نہیں جگاتی۔ جب واپس تشریف لائے تو قوم نے نرزش اختیار کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ صبح کے وقت اذان کہہ رہے تھے کہ قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے آپ کو تیر مار کر شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی منقول ہے کہ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو کیونکہ اس سے گناہ منہدم ہو جاتے ہیں۔ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۷۸

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۸ھ میں صلح حدیبیہ سے قبل بھی بارگاہ نبوی میں باریاب ہوئے جس کا ذکر صحیح بخاری وغیرہ کتب میں مذکور ہے لیکن اس وقت آپ رضی اللہ عنہ مشرف بایمان نہ ہوئے تھے زائ بعد ۸ھ میں ایمان لائے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۷۳) حضرت منذر بن ساوی رضی اللہ عنہ حاکم بخزین کی جانب مکتوب نبوی

جعترانہ سے واپسی پر، بخزین کے حکمران، حضرت منذر بن ساوی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے لئے خط لکھوایا اور حضرت علاء بن خضرمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اسے روانہ فرمایا۔ جب وہ خط پہنچا، وہ ایمان لے آئے اور مکتوب مبارک کا جواب لکھا۔

(۱۷۴) سورج گرہن

اسی سال، سورج گرہن لگا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز گُٹوف ادا فرمائی اور گرہن ختم ہو گیا۔ روضۃ الاحباب میں اسی طرح مذکور ہے۔ ایک قول کی رو سے سورج گرہن ۸ھ میں لگا اس کا ذکر پہلے ہو چکا۔ ۱۰ھ میں بھی سورج کو گرہن لگا جس کا ذکر آئے گا۔

(۱۷۵) جعترانہ سے عمرہ نبوی

اسی سال، بدھ کی رات، ۱۸ ذی قعد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعترانہ سے عمرہ کا احرام باندھا۔ وہاں سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ کعبۃ اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی، سر مبارک منڈوایا اور راتوں رات جعترانہ واپس تشریف لے آئے۔

(۱۷۶) جعترانہ سے مدینہ منورہ روانگی

اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جعترانہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں نائب بنایا۔ ۱۹ ذی قعدہ کو جعترانہ سے روانہ ہوئے وہاں سے چل کر جمعہ کے دن ۱۷ ذی قعدہ کو مدینہ منورہ میں پہنچے۔

۱۷ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سادات قریش میں سے بہتر و فاضل فرد تھے فتح مکہ کے روز مشرف بایمان ہوئے۔ وصال نبوی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے عامل رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے اس عہدہ پر برقرار رکھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یوم وصال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پچیس برس کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۳۱

فتح مکہ، فتح حنین اور فتح طائف کے لئے مدینہ منورہ سے روانگی اور واپسی تک کی کل مدت دو ماہ سولہ روز ہے۔ یہ اس طرح کہ فتح مکہ کے لئے نبی کریم ﷺ ۱۰ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جس طرح کہ غزوات کے باب میں فتح مکہ کے ضمن میں ذکر ہو چکا ہے۔

(۱۷۷) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اجتہاد سے تیمم فرمانا

اسی سال، ذاتِ سلاسل کی جانب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مہم روانہ کی گئی۔ ایک شدید سرد رات کو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو احتلام ہو گیا۔ انہوں نے اپنے اجتہاد سے نماز فجر تیمم کر کے پڑھی۔ مدینہ منورہ واپسی پر، نبی پاک ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

”سردی میں جنابت کے لئے تیمم کا حکم تم نے کہاں سے استنباط کیا“

انہوں نے عرض کیا:

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا۔ (النساء: ۲۹)

ترجمہ: اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بہت رحم فرمانے والا ہے۔

(۱۷۸) حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

اسی سال، فتح مکہ کی مہم سے پہلے، حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ مشرف بایمان ہوئے۔ ان کا نام حضرت فضلہ بن عبید بن حارث رضی اللہ عنہ ہے۔ فتح مکہ میں شامل ہوئے۔

(۱۷۹) حضرت سعید بن حریث رضی اللہ عنہ کا مشرف بایمان ہونا

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت سعید بن حریث بن عمرو قرظی مخزومی رضی اللہ عنہ اسی سال فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے پھر فتح مکہ کی مہم میں شرکت فرمائی یہ اپنے بھائی حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے۔

۱۔ بذل القوتہ میں فضلہ قاء کے ساتھ تحریر ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے ان کا نام فضلہ (ن + ض + ل + ہ) ہے۔ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت کی شہرت نام پر غالب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں بہت اختلاف ہے۔ الاصابہ اور الاستیعاب میں آپ رضی اللہ عنہ کو قدیم الاسلام شمار کیا گیا ہے۔ الاصابہ کے الفاظ ہیں كَانَ إِسْلَامُهُ قَدِيمًا الاستیعاب میں یوں الفاظ ہیں أَسْلَمَ (أَبُو) بَرَزَةُ قَدِيمًا

۲۔ فتح مکہ کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ برس تھی۔ پھر کوفہ میں اقامت پذیر ہوئے جزیرہ میں شہادت پائی آپ رضی اللہ عنہ سے اولاد باقی نہ رہی الاستیعاب علی حاشیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴

(۱۸۰) حضرت نُوْفَل بن مُعَاوِیَہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

فتح مکہ کے لئے فوج کشی سے پہلے، اسی سال حضرت نُوْفَل بن مُعَاوِیَہ بن عمرو ذی نِیلَمیٰ کنانی رضی اللہ عنہ دائرۃِ اِسْلَام میں داخل ہوئے۔ پھر فتح مکہ میں شامل تھے جو ان کی سب سے پہلے اِسْلَام کے لئے جنگی مہم میں شرکت تھی۔

۱۸۰ حضرت نُوْفَل بن مُعَاوِیَہ رضی اللہ عنہ نے ۶۱۹ء کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں اور ۶۱۰ء میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کیا۔ ساٹھ برس کی عمر میں ایمان قبول کیا اور ساٹھ برس بحالت ایمان زندگی گزار کر رحلت فرمائی۔ ایمان قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی اور وصال فرمایا یزید بن حضرت امیر مُعَاوِیَہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں دنیا سے کوچ فرمایا۔
الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۵۷۸

۹/ ہجری کے واقعات

(۱) عابِلین صدقات کی تقرری

اس سال، یکم محرم کو نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ایمان لانے والے قبائل سے صدقات کی وصولی کے لئے عابِلین مقرر فرمائے تاکہ وہ ان قبائل سے زکوٰۃ وصول کر کے مدینہ منورہ لائیں۔ ۱۔ حضرت عیینہ بن حفص ۲۔ فزاری رضی اللہ عنہ کو بنو تمیم پر مقرر فرمایا۔ حضرت بَریدہ بن حُصیب اَسلمی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ غفار اور اَسلم کا عامل مقرر فرمایا۔ ایک قول کے مطابق ان دونوں قبیلوں پر حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ قبیلہ بن سلیم اور بنی مُزینہ پر حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کا تقرر ہوا۔ جُہینہ قبیلہ پر حضرت رافع بن بکیم رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فزارہ قبیلہ کا عامل بنایا۔ حضرت ضحاک بن سُفیان کلابی رضی اللہ عنہ کو اپنے قبیلہ بنی کلاب پر متعین فرمایا۔ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب پر حضرت بُسر بن سُفیان کعبی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن لُتیبہ رضی اللہ عنہ کو بنی دُبیان پر عامل مقرر فرمایا۔

۱۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے عمال کو نصیحت فرمائی کہ پرہیزگاری اختیار کریں نیز لوگوں سے اعلیٰ قسم کے مال کا مطالبہ نہ کریں۔ لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ عابِلین کو پوری پوری زکوٰۃ ادا کر کے راضی کریں اگر وہ عدل و انصاف سے کام لیں گے تو ان کا اپنا بھلا ہوگا اور اگر ظلم و تعدی سے کام لیں گے تو وہ اپنے ساتھ کریں گے تمہارا فائدہ ان کی رضامندی میں ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۳

۲۔ بذل القوہ میں عیینہ بن حفص ہی تحریر ہے۔ جو کاتب کا سو ہے۔ درست عیینہ بن حُصن ہے۔ ملاحظہ ہو۔ میرت ابن ہشام جلد ثالث کے صفحات، ۲۳، ۲۳۹، ۳۲۳ جلد رابع کے صفحات ۱۲۹، ۱۳۰، ۲۲۳، ۲۹۲، ۳۰۳۔

ذبیان ذال کے پیش (ذ + بُ + ی + ا + ن) اور اس کی زیر کے ساتھ (ذ + بُ + ی + ا + ن) ہے۔
بنو ذبیان، قبیلہ اُرد کی ایک شاخ تھی۔

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اِلٰیكَ کَاشَانَ نَزُولِ

اسی سال، بنو نجیم کا وفد بارگاہ نبوی میں باریاب ہوا۔ لے جب انہوں نے حضرت رسالت مآب ﷺ کو حجرات مبارکہ کے باہر سے پکارا تو یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحجرات: ۵۴)

ترجمہ: جو لوگ حجرات مبارکہ کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثر کو عقل نہیں اگر یہ (تھوڑی دیر کے لئے) صبر کر لیتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر تشریف لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۳) اِنَّ الَّذِیْنَ یَغْضُوْنَ اَصْوَاتَھُمْ اِلٰیكَ کَاشَانَ نَزُولِ

اسی سال، بنو نجیم قبیلہ کا وفد، جب بارگاہ نبوی میں باریاب ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مابین اس قبیلہ پر امیر مقرر کرنے کے معاملہ میں اختلاف ہو گیا۔
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس قبیلہ پر (حضرت) قَعْقَاع بن مَعْبَد رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمائیے۔
اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا انکی امارت (حضرت) اقْرَع بن حَابِس رضی اللہ عنہ کے سپرد کیجئے۔

لے بنو نجیم کے اس وفد کی آمد کا باعث یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بشیر بن سَفِیَّان کُنَیّ رضی اللہ عنہ کو بنی کعب کے صدقات پر عامل مقرر فرمایا جب انہوں نے زکوٰۃ کے جانور الگ کئے تو بنو نجیم تیر کمان اور تلواریں لے آئے اور کہنے لگے ”ہم اجازت نہ دیں گے کہ (حضرت) محمد ﷺ کا عامل ایک اونٹ بھی یہاں سے لے جائے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت بشیر رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ حاضر ہو گئے اور بارگاہ نبوی میں ساری صورت حال عرض کر دی حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت عتبہ بن حصین رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک مہم ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی جس کے نتیجہ میں گیارہ مرد اور پندرہ عورتیں اور بروایت دیگر گیارہ مرد اور تیس بچے گرفتار ہو کر آئے۔ اس پر انہوں نے ایک وفد ترتیب دیا تاکہ بارگاہ نبوی میں اپنے قیدیوں کو آزاد کرائیں۔ دور جاہلیت کی رسم کے مطابق انہوں نے فخر اور شرف میں مقابلہ کے لئے شاعر اور خطیب بھی ہمراہ لے لئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ ۵۵۳ تا ۵۵۵

نوٹ: مدارج النبوت کے اردو ترجمہ میں عامل کا نام بشیر (باء کے ساتھ) تحریر ہے جب کہ سیرت ابن ہشام میں ان کے دو نام تحریر ہیں۔ بُشْر (ب + ش + و) بشر (ب + ش + و) ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام با تحقیق عبد الحفیظ شلی وغیرہ جلد ۴ صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۵

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ”تم نے یہ تجویز صرف مخالفت کی بنا پر پیش کی ہے۔“ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ صرف مخالفت کرنا ہے“ اس کے بعد دونوں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ ۱۰

اس پر ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (الحجرات: ۱-۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا اور تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے ۝ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کرو۔ نہ ہی ان سے بلند آواز کے ساتھ بات کرو جیسا کہ تم آپس میں بلند آواز سے باتیں کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال باطل ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر تک نہ ہو۔

اس حکم ربانی کے نزول کے بعد ان دونوں حضرات رضی اللہ عنہما نے ہمیشہ پست آواز سے کلام کیا ۱۱ تو ان کی شان میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلِتَتَّقُوا لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (الحجرات: ۳)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے آزمایا ہے۔ ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

۱۰ یہ جدال و نزاع اتباع حق کے لئے واقع ہوا تھا نہ کہ غلبہ و ترفع کے مقصد و ارادہ سے۔ جذبہ اتباع کی یہ خوبی تمام صحابہ میں موجزن تھی اس بنا پر دونوں کی آوازیں باہم بلند ہو گئیں مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۷

۱۱ مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور منہ میں کنکریاں ڈال کر بیٹھا کرتے تھے تاکہ بات کرنے میں دشواری ہو۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۵۵۷

(۴) حضرت نجاشی شاہ حبشہ رضی اللہ عنہ کی وفات

اس برس، ماہ رجب میں، حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ہوا۔ آپ کا نام حضرت اُمّہ رضی اللہ عنہ تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ ۱۷

(۵) وفد عبد القیس کی باریابی ۱۷

اس سال قبیلہ عبد القیس کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے آپ ﷺ سے احکام اسلام دریافت کئے۔ تو فرمایا:

میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیتا ہوں۔ دُبَّاء (خشک کدو کہ جس کو رنگ کر کے صراحی نما برتن بنا لیتے تھے)، خنم (سبز مٹکا جس میں شراب اور نبیذ کرتے تھے)، نقیر (ایک درخت کی جڑ جس کو کھوکھلا کر کے برتن بنا لیتے اس میں نبیذ ڈالتے تھے) اور مُزَفَّت (جس برتن کو زِفَّت سے رنگ کر لیتے تھے یاد رہے زِفَّت اور نقیر اس رنگ کو کہتے ہیں جو کشتی وغیرہ پر چھڑا جاتا ہے) سے منع کرتا ہوں جس طرح صحیح بخاری اور دیگر کتابوں میں وضاحت کے ساتھ مروی ہے۔

ایک قول کے مطابق عبد القیس کا وفد ۵/ھ میں آیا تھا جس طرح کہ ۵/ھ کے واقعات میں اس کا ذکر گذر چکا ہے۔

۱۷ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ”جس دن نجاشی نے وفات پائی نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج تمہارے بھائی مرد صالح اُمّہ نے وفات پائی اٹھو اور ان کی نماز جنازہ پڑھو اور اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اس کے بعد ہم حضور اکرم ﷺ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہم نے عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھی۔“ اس جگہ نماز غائب پر نہ تھی بلکہ زمین کو لپیٹ کر ان کے جنازہ کو حضور ﷺ کے سامنے ظاہر کر دیا گیا یا جنازہ کو حضور کے سامنے لے آیا گیا۔ واضح رہے کہ مقتدیوں کا دیکھنا شرط نہیں (صرف امام کے سامنے ہونا صحت نماز کے لئے کافی ہے۔) مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۳

۱۸ اس وفد کی آمد سے ایک روز قبل نبی کریم ﷺ نے ان کی آمد کی خبر دے دی جب وہ آئے تو بہت مسرت کا اظہار فرمایا انہیں خوش آمدید کہا انہوں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ ہمیں حق و باطل میں فرق کرنے والا حکم فرمایا جائے۔ تاکہ ہم خود اور جنہیں ہم سنائیں اور اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں۔ اس پر حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے انہیں ایمان، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور مال غنیمت سے خمس ادا کرنے کا حکم دیا پھر انہوں نے ان برتنوں کا حکم دریافت کیا جن میں شراب اور نبیذ وغیرہ حرمت سے پہلے ڈالتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۰ جب شراب کی نفرت دلوں میں رائج ہو گئی تو ان برتنوں کی حرمت ختم ہو گئی۔

علامہ زُرَقَانِی قدس سرہ العزیز نے المواہب اللدنیہ کی اپنی شرح میں تصریح فرمائی ہے کہ ”وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ کی آمد دوبار ہوئی پہلی آمد ۵/ھ میں اور دوسری آمد ۹/ھ میں پہلی بار وفد میں شامل افراد کی تعداد تیرہ یا چودہ تھی اور دوسری آمد پر ان کا وفد چالیس سواروں پر مشتمل تھا۔“ اس سے روگردانی جائز نہیں۔

(۶) وَفْدُ کَاسَال

اس سال، مسلسل وفد آتے رہے اس لئے اسے وَفْدُ کَاسَال کہتے ہیں۔ وَفْدُ کی آمد کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب نبی کریم ﷺ غزوہ طائف سے جِعْرَانہ کی جانب واپس تشریف لائے۔ طائف سے آپ ﷺ کی واپسی اواخر شوال ۸/ھ کو ہوئی اور جِعْرَانہ میں داخلہ ۵/ذی قعدہ ۸/ھ کو ہوا۔

حافظ مغلطائی رحمہ اللہ نے ان تمام وفد کا شمار کیا ہے کہ جو جِعْرَانہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی واپسی کے آغاز سے وصالِ نبوی تک بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے انہوں نے ساٹھ سے زیادہ شمار کئے ہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے وفد (کے حالات) بیان فرمائے ہیں چنانچہ سو سے زائد وفد ذکر کئے ہیں لیکن میں اس رسالہ میں چند ایک کا ذکر کروں گا۔

(۷) وَفْدُ بَنِي عُدْرَه

اس برس، ماہ صفر میں، قبیلہ بَنِي عُدْرَه کا وفد باریاب ہوا۔ بَنُو عُدْرَه عین کی پیش اور ذال کے سکون کے ساتھ (ع + ذ + ر + ہ) ہے۔ یہ یمن میں رہنے والے قبیلے قُضَاعہ کی ایک شاخ ہے۔ بارہ افراد اس میں شامل تھے۔ حضرت جُزْءُ بن نُعْمَان عُدْرَتِیؓ بھی اس میں داخل تھے۔ وفد کے تمام افراد نے ایمان قبول کر لیا لہ اور واپس اپنے وطن چلے گئے۔

لہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے انہیں اسلامی فرائض کی تعلیم فرمائی۔ نیز انہیں خوشخبری دی کہ شام کا علاقہ ان کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳ صفحہ ۲۷۲

(۸) وفد بنو تمیم لے

اسی برس، بنو تمیم کا وفد آیا۔ حضرت قعقاع بن معبد رضی اللہ عنہ، حضرت اقرب بن حابس رضی اللہ عنہ، حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ، حضرت عطار بن حاجب بن زرارہ رضی اللہ عنہ، حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ منقری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن اُصتم رضی اللہ عنہ اس وفد میں شامل تھے۔

(۹) بنو مرہ کا وفد

جب حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو تیرہ افراد پر مشتمل بنو مرہ کا وفد حاضر خدمت نبوی ہوا۔ اس وفد کے امیر حضرت حارث بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے اسلام قبول فرمایا اور ان کے ہمراہ افراد قافلہ بھی مسلمان ہو گئے اور اپنے وطن واپس ہو گئے۔

اس وفد کی آمد کا باعث اسی فصل کے عنوان نمبر ۲ کے حاشیہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ وفد کے تمام افراد مشرف بایمان ہو گئے نبی کریم ﷺ نے ان کے تمام قیدی واپس فرما دیئے اور وفد میں شامل ہر فرد کو بارہ اوقیہ عطا فرمائے۔ اس وفد نے پہلے مسلمانوں کے ساتھ فصاحت اور شعر گوئی میں باہمی فخر کا مظاہرہ کیا تھا جس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳ صفحہ ۲۱۶ تا ۲۲۱ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۴۴۸ تا ۴۵۴

عربی زبان کا یہ مشہور شعر آپ ﷺ کے بارے میں ہی کہا گیا ہے فَمَا كَانَ قَبَسُ هَلَكَةِ وَاحِدٍ + وَلَكِنَّهُ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهْدَمَا (حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی وفات ایک شخص کی موت نہیں بلکہ وہ پوری قوم کی بنیاد تھا جو ان کی وفات سے منہدم ہو گئی) زمانہ جاہلیت میں انہوں نے شراب ترک کر دی تھی۔ آپ نہایت بُردبار تھے۔ حضرت اُحنف بن قیس سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے بردباری کس سے سیکھی تو فرمایا حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے میں نے اسے ایک روز دیکھا کہ اپنے گھر کے صحن میں اپنی تلوار کے پر تلے کو اپنے ارد گرد لپیٹ کر بحالت اجنباء بیٹھا اپنی قوم سے جو گفتگو تھا اس کے سامنے دو آدمی لائے گئے، ایک مقتول تھا اور دوسرے کی مٹکیں کسی ہوئی تھیں۔ اسے بتایا گیا کہ تیرے اس بھتیجے نے تیرے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت اُحنف رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم نہ تو اس نے حالت اجنباء کو ترک کیا اور نہ ہی گفتگو کا سلسلہ منقطع کیا جب اپنی بات مکمل کر چکا تو بھتیجے کی طرف رخ کیا اور کہا اے بھتیجے تو نے بہت برا کیا اپنے پروردگار کی نافرمانی کی، قطع رحمی کی، اپنے چچا زاد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اپنا تیرا اپنے اوپر چلایا پھر اپنے دوسرے بیٹے سے کہا بیٹا جاؤ اپنے بھائی کو دفن کرو۔ اپنے چچا زاد کی مٹکیں کھول دو اور اپنی والدہ کو سوانث دیت کے طور پر ادا کرو کیونکہ وہ غریب ہے۔ انسان العیون جلد ۳ صفحہ ۳۴۵

وفد کے لوگوں نے اپنے علاقہ میں قحط اور خشک سالی کی شکایت پیش کی۔ نبی کریم ﷺ نے بارانِ رحمت کی دعا فرمائی چند روز تک وہ بارگاہِ نبوی میں مقیم رہے واپس کے وقت آپ ﷺ نے ہر فرد کو دس اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور حضرت حارث بن عوف رضی اللہ عنہ کو بارہ اوقیہ عطا فرمائی۔ جب واپس اپنے علاقہ میں پہنچے تو بارش ہو چکی تھی۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ جس روز نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اس روز بارش ہوئی تھی۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳ صفحہ ۲۷۴ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۸۴

(۱۰) وند بنو فزارہ

جب نبی اکرم نور مجسم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو بنی فزارہ کا وفد حاضر ہوا۔ یہ دس سے کچھ زائد افراد پر مشتمل تھا۔

اس وفد میں حضرت خارجہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ اور حضرت حزن قیس فزاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ، حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور حضرت حزن رضی اللہ عنہ ان کے بھتیجے تھے۔

سارے وفد نے ایمان قبول کر لیا۔

حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ، اپنی قوم کے وفد کے آنے سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے یا بعد میں۔

(۱۱) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ نزول ابر رَحمت

اسی سال، نبی کریم ﷺ کا معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ جب بنو فزارہ کے وفد نے اپنے وطن کے قحط اور خشک سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھادیے اور نزولِ بارش کے لئے دعا فرمائی۔ اس پر بارش نازل ہوئی اور سات روز تک جاری رہی۔ اس قصہ کی تفصیلات عنقریب آپ اسی فصل میں جلد ہی ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قحط سالی کی شکایت کرنے والے حضرت خارجہ بن حصن رضی اللہ عنہ تھے۔ صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے (کہ ایک اعرابی نے قحط کی شکایت کا اظہار کیا) اس اعرابی کی تفسیر شارحین نے اسی طرح فرمائی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی خشک سالی کے متعلق یہ شکایت خطبہ نبوی کے دوران تھی۔

(۱۲) وند تعجیب

اسی سال، تعجیب کا وفد حاضر ہوا۔ یہ تمام سفارت ایمان داروں پر مشتمل تھی۔ ان کی تعداد تیرہ تھی۔

سیرۃ علیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۵، طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۱۱ میں وفد کا نام تعجیب درج ہے۔ کتاب پر تحقیق کرنے والے امیر احمد عباسی نے حاشیہ پر ایک نسخہ میں تعجیب کا ذکر کیا ہے درست یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں انعامات اور مہمانی سے نوازا۔ انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی خوب مدارات فرمائی۔ لہ

(۱۳) بنو اسد بن خزیمہ کا وفد

بنو اسد بن خزیمہ کا وفد، جس میں حضرت وایصہ بن معبد رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ شامل تھے دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ تمام افراد وفد مشرف باسلام ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا:

”ہم قحط کے سال شدید تاریک راتوں میں سفر کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف کوئی سفارت ارسال نہیں فرمائی۔“

ان لوگوں کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

يٰۤمُنُّوْنَ عَلٰیكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَا تَمْنُوْا عَلٰی اِسْلَامِكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلٰیكُمْ اَنْ هٰدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (الحجرات: ۱۷)

ترجمہ: یہ لوگ ایمان قبول کر کے آپ پر احسان جتاتے ہیں۔ فرمادیتے ہیں اپنے ایمان لانے کا احسان مجھ پر نہ دھرو۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ تمہیں ایمان کی ہدایت فرمائی اگر تم سچے ہو۔

حضرت طلحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ کے سوا تمام افراد وفد ایمان پر ثابت قدم رہے۔ انہوں نے اسلام سے برگشتگی اختیار کر لی اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ جنگ کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شام کی جانب بھاگ گئے۔ زالاں بعد صحیح طور پر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سے

لہ اس وفد نے کچھ عرصہ قیام کے بعد واپسی کا قصد کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں انعامات سے نوازا اس وفد میں ایک نو عمر لڑکا تھا جس نے بوقت رخصت بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غنا پیدا فرمادے آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی زالاں بعد اس وفد کے کچھ افراد حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر نبی کریم ﷺ سے ملے تو آپ ﷺ نے اس لڑکے کا حال دریافت فرمایا تو لوگوں نے کہا ہم نے اس جیسا قانع آدمی نہیں دیکھا اس کا حال یہ ہے کہ لوگ اگر دنیا تقسیم کریں تو یہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا وصال نبوی کے بعد یمن کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے تو وہ لڑکا انہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا رہا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے گورنر کو اس سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳ صفحہ ۲۶۵، ۲۶۶

کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہوئی جو اسلام سے متصادم ہو۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ آگئے۔

(۱۴) وفد بنی کلاب

بنو کلاب کا وفد بھی اسی برس حاضر ہوا۔ اسی وفد میں مشہور شاعر حضرت ابو عقیل لہ لبید بن ربیعہ بن عامر عامری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ انہی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لبید نے جو سب سے زیادہ سچی بات کہی ہے وہ یہ ہے۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

ترجمہ: آگاہ رہو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

جو افراد آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وفد میں شامل تھے سب مشرف باسلام ہو گئے۔

(۱۵) وفد بنی

اسی سال، ماہ ربیع الاول میں بنی کا وفد بارگاہ نبوی میں باریاب ہوا۔ یہ قضاۃ خاندان کا ایک قبیلہ تھا۔ یہ لوگ حضرت رونیف بن ثابت بلوی رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے ایمان قبول کر لینے کے بعد واپس چلے گئے۔ ۲

(۱۶) وفد نخع

نصف رجب، اسی سال، نخع کا وفد حاضر ہوا۔ یہ (نخع کا) پہلا وفد تھا اور ان دو افراد پر مشتمل تھا۔

(۱) حضرت اڑطہ بن شراحیل رضی اللہ عنہ

۱۔ آپ رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے قبل شعر کہا کرتے تھے۔ ایمان قبول کرنے کے بعد شاعری کو ترک کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اسلام قبول کرنے کے بعد شعروں کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شعر کے بدلے مجھے سورہ البقرہ اور آل عمران عطا فرمادیں ہیں۔ ۴۱ھ کو وصال فرمایا۔ الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۶

۲۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳ صفحہ ۲۷۳۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۱۵۔ اس وفد کے قائد حضرت ابوالنضیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے نیافت اور میزبانی کا شوق ہے کیا اس میں ثواب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نیکی جو تم کسی امیر کے ساتھ کرو یا غریب کے ساتھ اس میں ثواب ہے۔ انہوں نے دریافت کیا مہمانی کی مدت کتنی ہے تو فرمایا تین دن تک اس کے بعد صدقہ ہے ”کسی مہمان کے لئے اتنا عرصہ ٹھہرنا جائز نہیں کہ تم تنگی میں مبتلا ہو جاؤ۔“

(۲) حضرت جیشِ رضی اللہ عنہ ان کا نام حضرت اَرْقَمُ رضی اللہ عنہ تھا۔ ۱۷

یہ دونوں حضرات نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں مشرف بایمان ہوئے دونوں نے اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی اور مسلمان ہو کر اپنے وطن واپس لوٹ آئے۔ نفع کے دوسرے وفد کا ذکر اس کے بعد ۸۱ھ کے واقعات میں آرہا ہے۔

(۱۷) دَارِیْن کا وفد

دَارِیْن کا وفد بھی اسی سال حاضر ہوا ۱۷ جو دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں حضرت نَتِیم بن اَوْس دَارِی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ نصرانی تھے۔ ان سمیت سارا وفد مشرف بایمان ہو گیا پھر وہ واپس چلے گئے۔ یہ وفد اس وقت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا جب آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے جس طرح کہ اسی فصل میں دوبارہ حضرت نَتِیم دَارِی رضی اللہ عنہ کے مشرف بایمان ہونے کا ذکر آرہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۸) حضرت عُرْوہ بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونا

آہل طائف کے رُؤَسَا میں سے ایک حضرت عُرْوہ بن مَسْعُود رضی اللہ عنہ حاضر خدمت اقدس ہوئے اور ایمان قبول فرمایا۔ ۱۸

۱۷ نبی اکرم نور مجسم ﷺ کو ان دونوں کی حالت اور حسنِ بیعت پسند آئی فرمایا کیا تمہارے پیچھے تمہاری قوم میں تم جیسا کوئی اور بھی ہے تو انہوں نے عرض کیا ہم قوم میں ستر افراد ایسے چھوڑ آئے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک ہم سے افضل ہے آپ ﷺ نے ان کے لئے اور ان کے پورے قبیلہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ حضرت اَرْطَاة رضی اللہ عنہ کو قبیلہ کا امیر مقرر فرمایا اور ایک جھنڈا عطا فرمایا جو فتح مکہ میں ان کے ہاتھ میں تھا۔ جنگِ قادسیہ میں بھی وہ اس جھنڈے کو لے کر شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ ان کے بعد ان کے بھائی حضرت درید رضی اللہ عنہ نے اس جھنڈے کو ہاتھ میں لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۶۔

۱۸ یہ وفد وصالِ نبوی تک مقیم رہا وفد کے ایک رکن حضرت ہانی بن حَبِیب رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں شراب کی ایک مشک، چند گھوڑے اور ایک ریشمی قبا پیش کی۔ شراب کی مشک آپ ﷺ نے قبول نہ فرمائی۔ ریشمی قبا حضرت عَبَّاس بن عَبْدِ الْمُطَّلِب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی اس قبا پر سونے کے پترے جڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہ قبا ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دی۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳۔

۱۹ ایمان قبول فرما کر حضرت عُرْوہ رضی اللہ عنہ نے واپس جانے کی اجازت طلب فرمائی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے حضرت عُرْوہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ان کو اکلوتے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہوں دوبارہ، سہ بارہ انہوں نے اجازت طلب کی تو فرمایا اگر (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

آپ ﷺ اپنی قوم ثقیف کی آمد سے قبل بارگاہِ نبوی میں باریاب ہوئے تھے۔ ثقیف کے وفد کا ذکر ابھی آ رہا ہے۔

(۱۹) قبیلہ ثقیف کی آمد

طائف کے باشندوں یعنی بنو ثقیف کا وفد، اسی سال حاضر ہوا۔ اس وفد میں حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی بن عمرو بن عمیر ثقفی ﷺ اور حضرت اوس بن ابی اوس ﷺ شامل تھے۔

حضرت اوس ﷺ کے والد کا نام ابو اوس حذیفہ تھا۔ آپ ﷺ کو اوس بن عوف بھی کہا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب میں لکھا ہے کہ ”یہ حضرت اوس بن اوس ﷺ کے علاوہ دوسری شخصیت ہیں۔“ حضرت اوس بن اوس ﷺ کا ذکر ابھی آ رہا ہے۔

اس وفد میں حضرت نمیر بن خرشہ ﷺ، حضرت حکم بن عمرو ﷺ، حضرت شریہیل بن غیلان بن سلمہ ﷺ اور حضرت اوس بن اوس ﷺ شامل تھے۔ تمام افراد وفد نے ایمان قبول کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان لہ (بن ابی العاص) ﷺ کو ان پر امیر مقرر فرمایا ان کا ذکر ابھی گذر چکا ہے۔ آپ ﷺ اس جماعت میں سب سے کم عمر تھے۔

اس وفد کی آمد کے مہینے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ رمضان المبارک میں یہ وفد آیا تھا اور دیگر بعض نے فرمایا کہ شعبان المعظم میں یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے تھے۔ ۱۷

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) تم چاہو تو چلے جاؤ۔ جب وہ واپس تشریف لائے قوم کو دعوتِ اسلام دی انہوں نے انکار کر دیا۔ صبح کے وقت جب آپ ﷺ نے اذان کہی سارا قبیلہ نکل پڑا آپ ﷺ کو تیر مارا جس سے آپ ﷺ نے شہادت پائی۔ زخمی ہونے کے بعد شہادت سے پہلے کچھ افراد آپ ﷺ کے انتقام کے لئے تیار ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنا خون، خون کرنے والے کو معاف کر دیا تاکہ تم صلح کر لو اور وصیت فرمائی مجھے شہید نہ کیا کرو گے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا ان کی مثال صاحبِ یسین کی سی ہے جس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۱

۱۷ حضرت عثمان بن ابی العاص ﷺ چونکہ اسلام کو سمجھنے اور قرآن مجید کے سیکھنے میں پورے وفد سے خیر نہیں تھے اس لئے انہیں دربارِ نبوی سے امارت عطا ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لڑکا اسلام کی سمجھ اور قرآن کریم سیکھنے میں ان سب سے زیادہ شائق ہے۔ سیرت ابن ہشام با تحقیق محمد نجی الدین عبد الحمید جلد ۲ صفحہ ۱۹

۱۸ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۵۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۱۸، ۶۱۹

(۲۰) یمن سے وفد بھڑاء کی آمد

قضاء خاندان کے ایک قبیلہ بھڑاء کا وفد بھی اسی سال دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ یمن میں رہتے تھے۔ ان کا وفد تیرہ افراد پر مشتمل تھا۔ وفد کے لوگ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے، اسلام قبول کیا فرائض اسلام سیکھے، کچھ دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے، زان بعد اپنے قبیلہ کی طرف یمن میں واپس چلے گئے۔ ۱۷

(۲۱) وفد بنی بکاء

بنی بکاء کی طرف سے ایک وفد بھی اسی سال نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ ۱۸

(۲۲) وفد طے

اسی برس طے کا وفد حاضر ہوا۔ اس وفد میں حضرت زید الخیل بن مہمل طائی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ ﷺ ان کے سرور تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس وفد پر ایمان پیش فرمایا تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رکھا۔ ۱۹

۱۷ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۷۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۲۴۔ ۲۱۵۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے جنس (ایک غذا جسے گھی، کھجور اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے) کا ایک بڑا پیالہ مہمانوں کو پیش کیا اور ایک چھوٹے پیالہ میں جنس بارگاہ نبوی میں پیش کرنے کے لئے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے تناول فرمایا سب گھروالوں نے سیر ہو کر کھایا اور باقی مہمانوں کے لئے بھیج دیا۔ جو مدت تک کھاتے رہے لیکن ختم نہ ہوا۔ وفد کے افراد نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں ایسا کھانا کھلاتے ہیں جو ہمیں سب سے زیادہ مرغوب ہے لیکن ہمارے مقدور میں نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ کھانا حضرت رسول کریم ﷺ کا بھیجا ہوا ہے۔ یہ لذت اور برکت ان کی انگلیوں کے باعث ہے جو اس کھانے سے مس ہوئیں۔ اس پر وہ ایمان لے آئے۔

۱۸ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ تا ۹۳۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۰۹۔ ۱۹ وفد میں مکمل افراد کی تعداد پندرہ تھی۔ ہر رکن کو پانچ اوقیہ اور حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ سے غریب کے جس شخص کا تذکرہ کیا گیا میں نے اسے اس سے کم پایا مگر زید کی جتنی خوبیاں مجھ سے بیان کی گئیں میں نے اس سے زائد خوبیاں ان میں پائیں۔ طبقات ابن سعد اردو جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد ۳ صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۳۰، ۶۳۱۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۲۴

(۲۳) وفد حمیر

حمیر کا وفد، اس سال بارگاہ نبوی میں پہنچا۔ یہ لوگ یمن کے باشندے تھے۔ انہوں نے ایمان قبول کر لیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”اہل یمن تمہارے پاس آئے ہیں۔ وہ انتہائی رقیق القلب اور نرم دل ہیں۔“ نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ایمان یمانی ہے، حکمت یمانی ہے۔ سیکنہ بھیڑیں پالنے والوں میں ہے فخر اور غرور دیہات کے متکبر لوگوں میں ہے۔“

(۲۴) بُنُو سَعْدِ حَذِیْم کا وفد

بُنُو سَعْدِ حَذِیْم کا وفد اس سال باریاب ہوا۔ یہ قُضَاعَہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کا تعلق یمن سے تھا۔ مدینہ منورہ میں مسجد کے قریب یہ ٹھہرے۔ ایمان قبول کیا۔ بیعت کی اور اپنے علاقے میں واپس چلے گئے۔ ۲

(۲۵) اِیْلَاء

نبی کریم ﷺ کا اپنی اَزْوَاجِ مُطَهَّرَات کے ساتھ اِیْلَاء ۳ کا واقعہ اسی سال وقوع پذیر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ قولہ ایمان یمانی ہے حکمت یمانی ہے۔ ”یمانی“ یمن کی جانب اسم منسوب ہے یعنی یمن کا۔ ارشاد نبوی کا معنی یہ ہے کہ ایمان اور حکمت یمنی چیزیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اس لئے فرمایا کہ ایمان کی ابتداء مکہ مکرمہ سے ہوئی جو تمامہ کے علاقے میں مہر اور تمامہ یمن کا ایک حصہ ہے۔ کعبہ معظمہ کو بھی اسی لئے کَعْبَۃُ یمانیۃ کہا جاتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اس سے مراد انصار ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے اصل کے لحاظ سے یمنی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو التہایہ ابن اثیر جلد ۵/ صفحہ ۳۰۰

۲۔ اس وفد نے تین روز تک بطور مہمان مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ بوقتِ رُخْصَت نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو چند اوقیہ چاندی بطور انعام دیں۔ پھر یہ اپنے قبیلہ کی طرف واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ایمان کی توفیق عطا فرمائی۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶

۳۔ اِیْلَاء کے نفویٰ منے قسم کھانے کے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک مرد کا اپنی عورت کے پاس چارہ ماہ تک نہ جانے کی قسم کھانے کا نام اِیْلَاء ہے۔ اگر چارہ ماہ گزر جائیں اور قربت نہ کرے تو انعامِ اعظم ﷺ کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اس دوران اگر مرد اپنی بیوی کے پاس چلا جائے تو قسم کا کفارہ ادا کرے۔ نبی کریم ﷺ نے صرف ایک ماہ تک اَزْوَاجِ مُطَهَّرَات ﷺ کے قریب نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۵۶۷ آپ ﷺ کا اِیْلَاء نفویٰ اعتبار سے تھا فقہاء کے نزدیک حعارف اِیْلَاء نہ تھا۔ الزرقانی شرح المواہب اللدیہ جلد ۳ صفحہ ۹۷

”قسم بخدا! میں ایک ماہ تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔“

(۲۶) جسمِ اقدس پر خراشیں آنا

آپ ﷺ اس سال ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے زمین پر گڑ پڑے۔ جس کے باعث دائیں کروٹ مبارک اور دائیں پنڈلی مبارک پر خراشیں آ گئیں۔ لے آپ ﷺ اپنے حجرہ مبارک کے محلے میں قیام پذیر ہو گئے۔ مسجد میں تشریف نہ لا سکتے تھے۔ تمام نمازیں اسی حجرہ مبارک میں بیٹھ کر ادا فرماتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیادت کے لئے حاضر ہوتے اور آپ ﷺ کے ہمراہ کھڑے ہو کر نمازیں ادا کرتے۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی افتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب (سرا) اٹھائے تم بھی اٹھاؤ۔ جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نمازیں پڑھو۔ ۳۵ مندرجہ بالا دونوں واقعات یعنی ازواجِ مطہرات سے ایلاء اور کروٹ اور پنڈلی مبارک پر خراشیں آنا دونوں ایک ہی وقت میں وقوع پذیر ہوئے۔ ان دونوں واقعات کے سال کی تعیین میں اختلاف ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ ۸/ھ کو پیش آئے جس طرح کہ ہم نے یہاں بیان کیا ہے۔ علامہ یحییٰ بن علیؒ نے ”الحوادث“ اور علامہ قسطلانیؒ نے المواہب اللدنیہ کی بحثِ مغازی و سرائی وغیرہا میں اسی پر جزم فرمایا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ واقعات ۵/ھ میں پیش آئے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ قسطلانیؒ نے بخاری شریف کی اپنی اپنی شرحوں میں اس پر جزم فرمایا۔

ایک قول کی رو سے یہ دونوں واقعات ۸/ھ میں وقوع پذیر ہوئے جب نبی پاک صاحبِ نواک ﷺ غزوہ ذی قرد سے واپس تشریف فرما ہوئے۔ جس طرح ہم نے اس سے قبل ۸/ھ کے واقعات میں لکھا ہے۔

۱۔ نبی پاک صاحبِ نواک ﷺ کے ان زخموں کے بارے میں چار روایتیں ہیں۔ (۱) دائیں پنڈلی زخمی ہوئی تھی۔ (۲) دایاں کندھا زخمی ہوا تھا۔ (۳) قدم مبارک ٹل گیا تھا۔ (۴) دائیں جانب خراشیں آئی تھیں۔ ممکن ہے کہ یہ سب صدے آپ ﷺ کو پہنچے ہوں الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۹۷

۲۔ اس حالت میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مبارک کے اوپر بنے ہوئے کمرہ میں آرام فرمایا اس میں جانے کے لئے کھجور کے تنے سے بنی ہوئی سیڑھی تھی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۹۸

۳۔ عذر کے باعث بیٹھے امام کے پیچھے بیٹھے رہنے کا حکم منسوخ ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۹۸

علمائے کرام کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر دو واقعات اکٹھے پیش آئے نیز دونوں کے وقوع کا مہینہ ذی الحجہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مذکورہ شرحوں میں اس پر جزم فرمایا ہے۔

(۲۷) سورہ التحريم کی ابتدائی پانچ آیات کا نزول

سورہ ”التحريم“ کی ابتداء کی آیات يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۚ لَعَلَّكَ تُتَذَكَّرُ ۚ وَآيَاتُهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۚ لَعَلَّكَ تُتَذَكَّرُ ۚ

لہ یہ آیات اور ان کا ترجمہ درج ذیل ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۚ تَبَعْنِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَإِذْ أَمَرُ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ۚ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُمْ مَّسْلَمٍ مُّؤْمِنٍ قَنِيَّتٍ لِّبْتٍ عِبْدَاتٍ سَبِيحَتٍ لِّبْتٍ وَأَبْكَارًا ۝ (التحريم: ۱ تا ۵)

ترجمہ: اے نبی! اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو آپ کے لئے حلال ٹھہرایا ہے آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی کی خاطر اسے کیوں حرام فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کو کھولنے (کفارہ ادا کرنے) کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ (۲) اور جب نبی ﷺ نے اپنی ایک زوجہ سے چپکے سے بات فرمائی پھر جب اس زوجہ نے وہ بات (آگے دوسری زوجہ کو) بتادی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کی خبر کردی تو نبی پاک ﷺ نے اس بات کا کچھ حصہ (ظاہر فرمانے والی بیوی پر) ظاہر فرما دیا اور کچھ حصہ سے اعراض فرمایا۔ سو جب آپ ﷺ نے وہ (بات) اپنی زوجہ کو بتلائی تو وہ عرض کرنے لگیں آپ ﷺ کو کس نے اس کی خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بڑے علم والے جاننے والے نے خبر کر دی۔ (۳) اے نبی کی) دونوں بیویو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تو تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں اور اگر تم اس طرح آپ ﷺ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی رہی۔ تو اللہ تعالیٰ، جبریل اور نیک مسلمان آپ ﷺ کے مددگار ہیں۔ ان کے علاوہ فرشتے بھی آپ ﷺ کے مددگار ہیں۔ (۴) اگر نبی پاک ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۲۸) آیاتِ تَخْيِيرِ کَانَزُول

وہ مہینہ جس میں آپ ﷺ نے ایلاء فرمایا گذر چکا تو یہ دو آیاتِ تَخْيِيرِ نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (الاحزاب ۲۸-۲۹)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیتجئے اگر تم دُنیاوی زندگی اور اسکی خوبصورتی چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال و متاع دے دوں اور تمہیں اچھے انداز میں رخصت کر دوں ۝ اور اگر تم اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اُخروی جہاں کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک رہنے والیوں کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے ۝

حضرت رسالت مآب ﷺ نے یہ آیتیں پڑھ کر ازواجِ مطہرات کو سنائیں تو سب نے عرض کیا: ”ہم اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور عالمِ آخرت کی بہتریوں کو پسند کرتی ہیں۔“ ان میں سب سے پہلے یہ عرض کرنے کا شرف جنہیں حاصل ہوا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ دیگر اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے ان کی پیروی کی۔

(۲۹) زانیہ کا رجم

عائشہ بی بی کو اسی سال رجم کیا گیا۔ وہ حاملہ تھی پھر چار مرتبہ اعتراف کر لیا کہ اس کا حمل زنا کے باعث ہے جب اس کا حمل وضع ہو گیا بچے کو دودھ پلا چکی اور دودھ چھڑا دیا تو آپ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

آپ ﷺ کا پُرو روگار جلد ہی تمہاری جگہ تم سے بہتر بیویاں دے دے گا جو اطاعت گزار، ایماندار، فرمانبردار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، روزہ دار ہوں گی ان سے کچھ پیوہ اور بعض کنواریاں ہوں گی۔

۱۔ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیات سنا کر اختیار دیا اور فرمایا جلدی نہ کرو اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کیا حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں باقی سب ازواجِ مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۵۷۱

دیا۔ پھر اس کی نماز جنازہ پڑھنے اور دفن کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی لے اور اسے دفن کیا گیا۔

نبی رحمت ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایسی توبہ (ظلماً)

نیکس وصول کرنے والا بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے۔“

(۳۰) حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری

اس سال، حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم بنی سعد بن ابی بکر کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ لے اور آپ ﷺ سے نماز، زکوٰۃ، روزے اور دیگر احکام اسلام کے بارے میں پوچھا۔ اس کی تفصیل صحیح بخاری وغیرہ کتب میں موجود ہے۔

ایک قول کی رو سے آپ ﷺ کی بارگاہ نبوی میں آمد ۵/ھ کا واقعہ ہے۔ لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے

جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

چونکہ اکثر علمائے سیرت کا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ ۵/ھ کو نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اس لئے ہم نے اس کا تذکرہ ۵/ھ کے واقعات میں کیا ہے۔

(۳۱) مسلمانوں کو سامانِ حرب پہنچنے سے ممانعت

اس سال مسلمانوں نے اپنے اُسلحہ فروخت کر دیئے اور کہنے لگے جہاد اب ختم ہو چکا ہے۔ اس پر حضرت رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔

”جہاد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول تک جاری رہے گا۔“

(۳۲) صحابہ کی تعلیم کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام کی بارگاہ نبوی میں آمد

حضرت جبریل امین علیہ السلام اسی برس لوگوں کی تعلیم کے لئے دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ

سے ایمان، اسلام، احسان، قیامت اور اس کی علامتوں کے بارے میں دریافت کیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں

لے نبی کریم ﷺ نے بغیر قبضے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۵۷۴

لے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ضمام بن ثعلبہ (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ فضیلت والا کسی قوم کی نمائندگی میں آنے

والا نہ سنا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۴۲

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو ”اُمُّ الْاَحَادِیْث“ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ایمان اور اسلام کے بیان پر مشتمل ہے۔

حضرت سید جمال الدین رحمہ اللہ نے رَوْضَةُ الْأَحْبَاب میں لکھا ہے کہ لوگوں کی تعلیم دین کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام ۱۰ھ میں حاضر ہوئے تھے۔

(۳۳) معجزہ نبوی۔۔۔۔۔ دعائے مبارک سے بارانِ رحمت کا نزول

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد، اسی سال، جیسا کہ حافظ ابن اثیر رحمہ اللہ نے ”اسد الغابہ“ میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ میں تحریر فرمایا اور بعض علمائے سیرت کے بقول ۸۱ھ میں جیسا کہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ”جذب القلوب“ میں لکھا ہے، حضور نبی پاک صاحبِ لَوْاٰک ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔

لوگوں میں قحط پڑ گیا۔ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور عرض کرنے لگا۔

”مال ہلاک ہو گئے۔ اہل و عیال بھوکے رہ گئے۔ راستوں میں آمدورفت ختم ہو کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ ہم پر بارش نازل فرمائے۔“ اس پر آپ ﷺ نے دورانِ خطبہ دونوں ہاتھ اٹھادیئے اور عرض کیا: ”اے اللہ! بارانِ رحمت نازل فرما۔ اے اللہ! بارانِ رحمت نازل فرما۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”قسم بخدا (اسی وقت) بارش برسا شروع ہو گئی۔ میں نے آنکھوں سے دیکھا کہ آپ ﷺ کے منبرِ انور سے اترنے سے قبل آپ کی ریشِ اقدس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔“

اگلے جمعۃ المبارک تک بارش نازل ہوتی رہی سات روز تک ہم میں سے کسی کو سورج نظر نہ آیا۔ جب اگلے جمعہ میں سرورِ کائنات ﷺ نے خطبہ دیا وہی اعرابی یا کوئی اور شخص آیا اور عرض کرنے لگا۔

”یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گئے کثیر بارش کے باعث رستوں میں آمدورفت ختم ہو کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش کو ہم سے روک لے۔“

آپ ﷺ نے دورانِ خطبہ ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ رب العالمین میں عرض کیا: ”اے اللہ! بارش ہمارے ارد گرد نازل فرما ہم پر نازل نہ فرما۔ اے اللہ! ٹیلوں، ٹیکریوں، وادیوں اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر نازل فرما۔“ اس پر سورج چمکنے لگا بادل چھٹ گئے اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے بارش اٹھالی گئی۔

ظاہر یہ ہے کہ بارش کے نزول کی دعا اور اس دعائے مبارکہ کی برکت سے بارش کا نزول دوبار ہوا۔
صحیح بخاری کی حدیث مبارک میں دو سرا واقعہ مذکور ہے۔

پہلی دفعہ کے واقعہ کی تفصیلات ۸۱ھ کے واقعات کے ضمن میں گذر چکی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳۴) حضرت ختم نبی بن اوس رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

اسی سال، جب حضور اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے حضرت ابوزرقہ ختم نبی بن اوس بن خارجہ داری رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تک عیسائی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ آدمی اور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے ایمان قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو جسائہ اور دجال کی خبر دی۔ لہٰذا نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ان سے سن کر منبر پر بیان فرمایا۔ اسے حضرت ختم نبی رضی اللہ عنہ کے مناقب سے شمار کیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہونے والے افراد نے بھی ایمان قبول کر لیا۔

حضرت ختم نبی رضی اللہ عنہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کی اجازت سے وعظ فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ ہی نے سب سے پہلے مسجد میں چراغ روشن فرمایا۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ لہٰذا

(۳۵) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِّنَبَاٍ لِّمَنْ كَانَزَوْلُ

”حضرت سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے اسی برس، ولید بن عتبہ بن ابی معیط کو بنو مُضطَلِق کے ہاں صدقات کی وصولی کے لئے روانہ فرمایا۔ ولید سے اس قبیلہ کی زمانہ جاہلیت میں دشمنی تھی۔ ولید کو ان سے خوف لاحق ہوا اور راستہ ہی سے واپس آگیا اور بارگاہ نبوی میں عرض کیا وہ مرتد ہو چکے ہیں زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں

لہٰذا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ثالث جزو خاص صفحہ ۷۸

حضرت ختم نبی رضی اللہ عنہ نے بوقت حاضری عرض کیا ہمارے نواح میں رُوم کی ایک قوم ہے جن کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام جریٰ اور دوسرے کا نام بیت مینون ہے اگر اللہ تعالیٰ آپ کو شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں گاؤں مجھے بیہ فرما دیجئے حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں تمہارے ہی ہوں گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو یہ گاؤں دے دیئے اور ان کو ایک فرمان لکھ دیا۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام میں اپنی اسی جائیداد میں منتقل ہو گئے۔ شام ہی میں وصال فرمایا آپ کی قبر انور بیت جبرین میں ہے۔ جو فلسطین کا ایک شہر ہے۔

کرتے۔ اس پر نبی کریم ﷺ کو ان پر غصہ آگیا۔ بنو مُصَلِّق خود بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنے حالات عرض کئے نیز عرض گزار ہوئے کہ نہ تو وہ مرتد ہوئے اور نہ ہی زکوٰۃ کو روکا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا**۔ (المحجرات: ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب غور و تأمل کر لیا کرو۔ نبی پاک ﷺ ان سے راضی ہو گئے اور انہیں یہ آیت کریمہ سنائی اور پھر فرمایا:

”غور و فکر اور مہلت رحمان کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔“

زاں بعد ان سے زکوٰۃ کی وصولی اور احکام اسلام سکھانے کے لئے حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

(۳۶) گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں

اسی سال، حبشہ کے کچھ لوگوں کی طرف حضرت علقمہ بن مجرز مدنی رضی اللہ عنہ کے زیرِ کمان ایک مہم روانہ کی گئی جیسا کہ سترایا کے باب میں ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ایک دستہ کی امارت حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے ماتحتوں پر ناراض ہو گئے تو انہیں ایندھن جمع کرنے اور آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے ایندھن جمع کر کے الاؤ روشن کر دیا تو ان سے کہا۔ ”کیا نبی پاک ﷺ نے تمہیں امیر کی اطاعت کا حکم نہیں دیا۔“ انہوں نے جواب میں کہا: ”ہاں“ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا۔ ”اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔“ بعض کہنے لگے ہم داخل ہو جائیں گے لہ اور بعض نے انکار کر دیا اور کہنے لگے۔

ہم آگ (دوزخ) سے بھاگے ہیں اب ہم آگ میں نہیں داخل ہوں گے“

آخر کار ان میں کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہوا اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا غصہ فرو ہوا مدینہ منورہ واپسی پر انہوں نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

لہ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ آگ میں کود جائیں گے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں نے تو تم سے مذاق کیا ہے۔ واپسی پر نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی تمہیں کسی گناہ کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۱۳/صفحہ ۳۱۷

”اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو کبھی اس سے نکل نہ سکتے۔“

نیز فرمایا: ”إِطَاعَتِ صَافِیْ نِیک کام میں ہے۔“

(۳۷) حضرت مالک بن حُوَیْث رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا وفد سمیت حاضر خدمت ہونا

نبی پاک صاحبِ لَولَاک ﷺ جب غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے حضرت مالک بن حُوَیْث رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اپنی قوم سمیت دَرَبَارِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ان کی تعداد بیس تھی۔

انہوں نے ایمان قبول کیا۔ ایک ماہ تک آپ ﷺ کے ہاں ٹھہرے پھر اپنے علاقہ کی جانب چلے گئے۔ علامہ قسطلانی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے شرح بخاری کتاب الصلوٰۃ کے ابواب میں سے ”بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَوةٌ لِمَنْ شَاءَ“ (ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے جس کا جی چاہے ادا کرے) میں اسی طرح لکھا ہے:

(۳۸) فَرَضِيَّتِ حَجَّ

بعض علماء نے فرمایا کہ اسی سال حج فرض ہوا لیکن صحیح یہ ہے کہ حج ۸ھ میں فرض ہوا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

(۳۹) مَسْجِدِ ضَرَارِ کو گرا نا

غزوۃ تبوک سے واپس ہونے کے بعد نبی پاک ﷺ نے ”مَسْجِدِ ضَرَارِ“ کو مُتَہِدِم کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا منافقین نے اسے تبوک کی جانب کوچ سے تھوڑا عرصہ قبل تعمیر کیا تھا۔

(۴۰) وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِصَادًا

لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ (التوبہ: ۱۰۷)

لہٰذا نبی پاک صاحبِ لَولَاک ﷺ نے دو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کو اس مسجد کے گرانے اور جلاتے کے لئے مقرر فرمایا ان میں سے ایک کا نام حضرت مالک بن دُغْثَم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہے دوسرے کے نام میں اختلاف ہے کہ حضرت ثَعْنِ بن عَدِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہے یا ان کے بھائی حضرت عامر بن عَدِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہے ان دونوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے حکم کی تعمیل فرمائی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ ص ۱۸۵ وہ جگہ رفتہ رفتہ کوڑا کا گہر بن گئی یہاں تک کہ ہر قسم کی پلیدی و نجاست اس جگہ ڈالی جانے لگی۔ اہل بَیْرُکتے ہیں کہ اس جگہ کو اکھاڑ پھینکنے کے بعد مدتوں اس جگہ سے دُھواں نکلتا رہا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ ص ۵۹۶

ترجمہ: جن لوگوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے، کفر (کی باتیں پھیلانے) مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنے اور اس شخص کو گھلت لگانے کا موقع فراہم کرنے کے لئے جو اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے برسرِ پیکار ہے، مسجد بنائی ہے، وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا ارادہ نیکی کا کام کرنے کے سوا کچھ نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ بلاشبہ وہ جھوٹ بکتے ہیں۔)

آیہ کریمہ (اور اس کے بعد آیات) اس مسجد لے کے بارے میں اسی سل نازل ہوئیں ان آیات کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے اس مسجد کو گرا دیا۔

(۴۱) حضرت ذی الجحائن رضی اللہ عنہ کا وصال

اس برس، جب نبی اکرم نور مجسم ﷺ غزوہ تبوک میں مصروف تھے حضرت عبداللہ بن عبد نہم بن عقیف رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ہوا۔ ان کا لقب ”ذوالجحائن“ ہے۔

۱۔ اس ہلاک نام نلو منہ کی بنیاد کا باعث ابو عامر زاہب تھا۔ جو دین بے سیاست اختیار کئے ہوئے تھا۔ تورات و انجیل کے علوم کا ماہر تھا۔ ہجرت نبوی سے قبل اہل مدینہ کے سامنے نبی آخر الزمان ﷺ کے اوصاف مبارک کا ذکر کرتا رہتا۔ جب نبی پاک ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے اس شیطان صفت انسان کے دل میں حسد کی آگ شعلہ زن ہو گئی۔ دنیا کی محبت اور سرداری کی خواہش نے ایمان قبول کرنے کا راستہ روک لیا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو بھاگ کر مکہ معظمہ آیا غزوہ اُحد میں لشکرِ کفار کی جانب سے سب سے پہلا تیرا ہی بد بخت نے پھینکا تھا۔ اس جنگ میں ہلاکی کے بعد روم میں ہرقل کے پاس چلا گیا۔ ہرقل کی مدد سے وہ مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کرنا چاہتا تھا لیکن حکام رہا اس پر مدینہ منورہ کے منافقین کو خط لکھا کہ مسجدِ قبا کے مقابلہ میں اپنا محلہ میں میرے لئے مسجد بناؤ تاکہ بوقت ضرورت وہاں بیٹھ کر (مسلمانوں کے خلاف) صلاح و مشورہ کیا جاسکے اس پر منافقین نے وہ مسجد تعمیر کر دی۔ غزوہ تبوک سے واپسی تک وہ مسجد تعمیر ہو چکی تھی۔ منافقوں نے اپنی چرب زبانی سے نبی پاک ﷺ کو اس میں نماز ادا کرنے کے لئے تیار کر لیا تھا لیکن غزوہ تبوک کی مصروفیات کے باعث یہ کام ملوث رہا۔ واپسی پر حقیقت کھلنے کے بعد آپ ﷺ نے اسے جلادیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۹۵، ۵۹۶

۲۔ ذوالجحائن (دو بجلو والے) بجلو علی میں کھردری اور موٹی چادر کو کہتے ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن عبد نہم رضی اللہ عنہ کا لقب ہے جو نبی پاک ﷺ کا عطا فرمودہ ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ بچپن میں ان کے والد کا اختل ہو گیا تو چچا نے ان کی کفالت کی۔ جب جو ان ہوئے تو کئی لونٹ بکریاں اور غلام ان کی ملکیت میں تھے۔ چچا کے خوف سے ایمان کا اعلان کرنے سے خائف تھے۔ آخر جب مکہ فتح ہو گیا تو دل میں اسلام کی محبت نے جوش مارا چچا کے پاس گئے اور ان سے ایمان لانے کی اجازت طلب کی اس نے کہا جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے سب کچھ واپس کر دے پھر ایمان لے آؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تمام سدان جسم کے کپڑوں سمیت چچا کے حوالے کیا والدہ سے ایک موٹی چادر لی اس کے دو حصے کر کے جسم کو ڈھلتا اور مدینہ منورہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا محل سنا اور دیکھا تو ذوالجحائن (دو موٹی چادروں والے) کا لقب عطا فرمایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۹۶

آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بنفس نفیس انہیں قبر میں دفن فرمایا نیز ان کے لئے یوں دعا فرمائی۔ ”اے اللہ! میں اس پر راضی ہوں تو بھی انہیں اپنی رضا سے نواز دے۔“ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ ”کاش میں اس قبر والا ہوتا۔“ لے

(۴۲) رَئِیْسُ الْمُنَافِقِیْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اُبَیِّ کی موت

اس سال، ذی القعدہ کے مہینے میں، رَئِیْسُ الْمُنَافِقِیْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اُبَیِّ بن سلول نے بیس دن بیمار رہ کر وفات پائی۔ لے اس کے مَرَضُ الْمَوْتِ کا آغاز اسی سال، شوال کے آخر میں ہوا۔

(۴۳) لَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا لِّخِ کَاشَانِ نَزْوِل

ذی القعدہ کے مہینے میں اسی سال، یہ آیت مبارکہ اور اس کے بعد کی آیات عبداللہ بن اُبَیِّ بن سلول کے بارے میں نازل ہوئیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہِ اِنَّہُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِہِ وَمَاتُوْا وَہُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (التوبہ: ۸۴)

ترجمہ: (اے محبوب) ان (منافقین) میں سے کوئی مرجائے تو آپ کبھی اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر تشریف لائیں بلاشبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا اور

لے لشکر اسلام جب غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہونے لگا حضرت عبداللہ ذوالجناحین رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمائیے میں راہِ خدا میں شہید ہو جاؤں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کسی درخت کی چھال لاؤ آپ ﷺ نے کیکر کی چھال حاضر کی حضور ﷺ نے اسے ان کے بازو پر باندھا اور فرمایا ”اے خدا! میں اس کے خون کو کفار پر حرام کرتا ہوں۔“ انہوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! میرا ارادہ تو شہادت کا حصول ہے“ فرمایا ”جب تم راہِ خدا میں نکل آئے ہو، اب اگر بُخار سے بھی تمہاری موت آئے تو شہید ہو گئے۔“ تبوک کے مقام پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بُخار آیا اور وفات پائی۔ رات کا وقت تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چراغ تھا نبی کریم ﷺ قبر کے اندر تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے میت کو قبر میں اتارا اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کو عزت کے ساتھ لاؤ۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنے دستِ اقدس سے کچی اینٹیں لگائیں اور یہ دعا فرمائی ”اے اللہ! یہ دن رات میری خدمت میں رہے۔ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔“ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۹۲

لے اس کے مرنے کے دن نبی کریم ﷺ اس کے پاس گئے۔ سزا نے تشریف فرما ہوئے اور اس سے کہا ”میں نے تجھے یہودیوں کی دوستی سے منع کیا لیکن تو نے نہ سنا اور نہ مانا“ اس نے عرض کیا ”جب میں مرجاؤں میرے جنازے پر آنا اور اپنی قمیص مجھے عطا فرماتا۔“ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۳۴

مرتے دم تک فاسق (کافر) ہی رہے۔

(۴۴) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق آیات مبارکہ کا نزول

ان آیات مبارکہ کے نزول سے، وحی اور قرآن مجید کے نزول کی موافقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ لہ

ان موافقات کی تعداد پندرہ ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

(۴۵) رَزِيصُ الْمُنَافِقِينَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ سَ مِنْ مَرِيَانِي كِي حَكْمَتِ

اسی برس، نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا یہ معجزہ وقوع پذیر ہوا۔ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی منافق سے نہایت مہربانی کا سلوک فرمایا کہ اسے قبر میں اتارا اور اپنی قمیص مبارک اسے پہنانے کے لئے عطا فرمائی، بعض لوگوں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے گفتگو کی تو فرمایا:

”اس میں حکمت ہے مجھے امید ہے کہ اس کے ذریعے سے اس کی قوم کے کئی آدمی ایمان قبول کر لیں گے۔“

چنانچہ آپ ﷺ کی توقع کے مطابق ہوا۔ آپ ﷺ کے اس فعل مبارک میں حکمت بالغہ تھی۔ اس واقعہ کے بعد منافقین میں سے ایک ہزار افراد نے ایمان قبول کیا۔ جب انہوں نے اپنے سردار کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی شفقت ملاحظہ کی تو نفاق سے توبہ کر کے باخلاص مومن بن گئے۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کا سردار بھی آپ ﷺ کے کپڑے سے برکت حاصل کر رہا ہے۔

حضرت سید جمال الدین رحمہ اللہ نے روضۃ الاحباب اور علامہ گازرونی رحمہ اللہ نے اپنی سیرت میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔

لہ نبی اکرم ﷺ جب نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! آپ اس منافق کی نماز جنازہ ادا فرمائیں گے؟“ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ”مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ ان منافقوں کی نماز جنازہ پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ اگر وہ میرے سربار سے زائد استغفار سے بخشا جاتا ہے تو میں ہزار بار اس کے لئے استغفار کر لوں گا“ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ اس سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے خاص حکمت کے باعث اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ نیز لوگوں پر یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ شفاعت کسی کافر کے حق میں ہرگز قبول نہ ہوگی۔ اگرچہ کتنی بار ہی کیوں نہ ہو۔ حافظ ابو نعیم نے روایت کی کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ارادہ مبارک ملاحظہ کیا تو اپنی رائے کو ترک فرمادیا اور نبی کریم ﷺ کی اتباع میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز میں شرکت فرمائی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۹۶

(۳۶) لَعَان کا واقعہ اور اس بارے میں آیہ کریمہ کا نزول

اسی سال کے ذی قعدہ کے مہینے میں اور بقول بعض ذی الحجہ کے مہینہ میں سرور کائنات ﷺ نے حضرت عویمر بن حارث عجلانی رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے درمیان نماز عصر کے بعد اپنی مسجد شریفہ میں لَعَان کرایا۔

حضرت عویمر رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک سے واپس آئے تو انہیں حاملہ پایا (اس حمل کے) بچے (کی اپنی طرف نسبت) کی نفی کر دی تو ان دونوں میاں بیوی کے بارے میں یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۝ (النور ۶ تا ۱۰)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے سوا (دعویٰ کا) کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت لے یہ ہے کہ چار بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ بے شک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اگر میں جھوٹا ہوں، اور عورت سے سزا مل سکتی ہے کہ وہ چار بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک یہ (میرا خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر یہ سچا ہے اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہو (تو تمہاری زندگیاں اجیرن ہو جائیں) اور بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیات حضرت ہلال بن امیہ واقعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں جب انہوں نے اپنی بیوی خولہ بنت عامر کو شریک بن ثمماء کے ساتھ پایا۔
دونوں اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ یہ دونوں واقعات قریب قریب وقوع پذیر ہوئے تو ان کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں اور اس طرح ان آیات کا تعلق دونوں واقعات کے ساتھ ہے۔

۱۔ مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد اس شہادت (لَعَان) سے اعراض کرے تو اسے حد تذف لگے گی۔
۲۔ مرد کی ان پانچ شہادتوں (لَعَان) کے بعد عورت اگر جواباً قسم سے اعراض کرے تو اسے حد زنا لگے گی۔

(۴۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حج کے لئے روانگی

اس سال، ذی قعدہ کے مہینے میں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں سمیت مدینہ منورہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین سو مرد تھے۔ نبی پاک ﷺ صاحبِ لولاک ﷺ نے ان کے ساتھ بیس اونٹ روانہ فرمائے ان کے گلوں میں اپنے دستِ اقدس سے ہار ڈالے اور ان پر نشان لگائے ان پر نگران حضرت ناجیہ بن جندب اُسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پانچ اونٹ اپنی طرف سے ذبح کے لئے ساتھ لے لئے۔

(۴۸) سورۃ براءۃ کی تبلیغ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا اور ہدی کے کئی جانور ساتھ لئے۔

نبی پاک ﷺ نے ان کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تاکہ لوگوں کو سورت براءۃ پڑھ کر سنائیں اور یہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مُشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کر سکے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، عرج ۱۱ء کے مقام پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملے۔ جب مکہ مکرمہ پہنچے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ مشرکین کو وہ سورہ پڑھ کر سنا دیں اور معاہدہ کے خاتمہ کا اعلان فرمادیں۔ نیز یہ اعلان بھی کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مُشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ ہی بیت اللہ کا طواف کوئی شخص برہنہ ہو کر کرے گا۔ یہ آخری حج تھا جس میں مشرکین نے شرکت کی۔

۱۱۔ اس سال نبی اکرم ﷺ غزوات کے معاملات میں انہماک، دُفود کی آمد اور ان کی تعلیم میں مصروفیت کے باعث حج کو تشریف نہ لے جاسکے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲۴ صفحہ ۶۳۸

۱۲۔ عرج کے مقام پر صبح کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی مبارکہ کی بلبلاہٹ سنی تو فرمایا ”یہ تو قصواء کی آواز ہے“ دیکھا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس پر سوار تھے۔ ان سے پوچھا گیا نبی کریم ﷺ نے آپ کو حج کا امیر بنایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ”نہیں بلکہ مجھے سورۃ براءۃ لوگوں کے سامنے پڑھنے کے لئے روانہ فرمایا ہے نیز لوگوں کے ساتھ معاہدوں کے خاتمہ کے لئے روانہ کیا ہے۔“ المغازی للواقفی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ یاد رہے کہ یہ حج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں ادا کیا گیا تھا۔ مقام عرج میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا ”کیا تم امیر ہو یا مامور؟“ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۴۹) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ لِّحْ كَاشَانِ نَزُولِ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حج کو روانہ ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے اسی سال یہ آیت مبارکہ نازل

ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا (التوبہ: ۲۸)

(اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں)

یہ حکم مسلمانوں پر شاق گذرا اور کہنے لگے۔

”ہمیں کھانا کون لا کر دے گا ہمارے لئے اشیا اور برتنے کا سامان کون لائے گا۔“

اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ (التوبہ: ۲۸)

ترجمہ: اگر تم کو احتیاج کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ اگر اس نے چاہا تو تم کو جلد ہی اپنے فضل سے غنی فرما

دے گا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

جواب فرمایا ”نہیں میں“ نامور ہو کر آیا ہوں“ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲۳ صفحہ ۶۳۹ کفار سے معاہدہ کے خاتمہ کا اعلان اگرچہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی کر سکتے تھے۔ لیکن اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ

جب کسی معاہدے کے خاتمہ کا اعلان کرنا ہوتا تو معاہدہ کرنے والا یا اس کے خاندان کے افراد سے کوئی شخص اس کا اعلان کرتا۔ اہل

بیت نبوی میں سب سے افضل حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اس لئے اس امر کے لئے ان کا انتخاب عمل میں آیا۔ (ع + ر + ج) مدینہ

منورہ سے ۷۸ میل کے فاصلہ پر ایک بستی کا نام ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۳

اس سے مراد پوری سرزمین حرم میں داخل ہونے کی ممانعت ہے۔ حج جو کہ اس دخول کا مقصد اعظم ہے کی وجہ سے داخل ہونے

کی ممانعت ہو گئی تو باقی مقاصد کے لئے وہاں آنے کی ممانعت بدرجہ اولیٰ ہو گئی۔ نجاست سے مراد ان کی کفر و شرک کی نجاست ہے

نہ کہ بدن کی نجاست۔ بدن پر جب تک نجاست نہ ہو اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ

جلد ۲۳ صفحہ ۹۲

(۵۰) نبی کریم ﷺ کی لخت جگر حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال

اس سال، شعبان کے مہینے میں، حضرت سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا، جو اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ کی لخت جگر تھیں۔ ۱۷ھ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں وصال فرمایا۔ ۱۷ھ ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

(۵۱) حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا آپ کی قبر میں اترنا

جب حضرت سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی تدفین کا وقت آیا تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ ”کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو آج اپنی زوجہ کے پاس نہ گیا ہو۔“ اس پر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ”میں ایسا ہوں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

”ان کی قبر میں اترو اور ان کو دفن کرو۔“

چنانچہ حکم نبوی کے مطابق وہ اترے اور انہیں دفن کیا۔

فصل اول میں نبی کریم ﷺ کی بنات طیبات اور ابنائے طاہرین کے تواریخ وصال، ان کی ولادت اور مدفن کا ذکر ۸ بعثت نبوی کے واقعات میں گزر چکا ہے۔

۱۷ھ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت رسالت مآب ﷺ کی تیسری صاحب زادی تھیں۔ پہلے عتبہ بن ابولئب کے نکاح میں تھیں۔ جس نے آپ ﷺ کو طلاق دے دی۔ اور آقائے نامدار ﷺ سے گستاخی کے ساتھ پیش آیا جس کے نتیجے میں اس کا بڑا خوفناک انجام ہوا۔ کہ ایک تجارتی سفر میں شیر کا لقمہ بنا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ یہ نکاح ہجرت کے تیسرے سال ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبرئیل امین نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں اس کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸۵، ۷۸۶

۱۸ھ حضرت سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس تیسری صاحب زادی ہوتی تو تمہارے نکاح میں دے دیتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر دس صاحب زادیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے وصال کے بعد تمہارے نکاح میں دے دیتا جاتا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸۶

(۵۲) حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسی سال شہادت پائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ عرب کے چار دانا افراد میں سے ایک تھے۔ ان کی تفصیل یوں ہے:

(۱) حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما -

(۲) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ -

(۳) حضرت مغيرة بن شعبہ رضی اللہ عنہ -

(۴) حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ -

بعض علماء نے ان میں سے بعض کی جگہ دوسرے افراد کا ذکر کیا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ عرب کے (منتخب) دانا افراد سات تھے۔ جیسا کہ ۸ھ کے واقعات کے ضمن میں

گزر چکا ہے۔

نیز حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دو آدمیوں میں سے ایک ہیں جن کے متعلق مشرکین نے کہا تھا:

لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ - (الزخرف: ۳۱)

ترجمہ: (یہ قرآن (مجید) دو بستیوں میں سے با عظمت آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔)

ان سے مراد طائف کے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اور مکہ سے ولید بن مغيرة مخزومی ہیں۔

(۵۳) غزوہ تبوک لہ میں لشکرِ اسلام کی تعداد

اس سال، حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک کی جانب جانے والے مسلمانوں کی تعداد

تیس ہزار تھی۔

لہ یہ ہم تاریخ میں مختلف ناموں سے مشہور ہے۔ تبوک قلعہ یا قطعہ اراضی یا چشمہ کا نام ہے۔ اس وجہ سے اسے غزوہ تبوک کہا جاتا ہے۔ اسے غزوہ فابجہ بھی کہتے ہیں۔ فابجہ کے معنی ہیں رُسوا کرنے والا۔ چونکہ اس مہم کے نتیجے میں منافقوں کی بہت ذلت اور رسوائی ہوئی۔ اس کو غزوہ عنترت اور بنیش عنترت بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس سفر میں مسلمانوں کو بے حد مشقت، بھوک، پیاس برداشت کرنا پڑی۔ ہدف تک پہنچنے کے لئے طویل مسافت تھی۔ موسم شدید گرم، لشکرِ اسلام کی تعداد کثیر، زادِ راہ قلیل، یہاں تک کہ اٹھارہ افراد کے لئے ایک اونٹ تھا کرم خوردہ کجوروں کا آٹا کھن لگے جزار اور بوزار گھی اور پانی تو انتہائی کم یا ب تھا۔ ان تمام عوامل نے مل کر سفر کی مشقت کو کئی گنا بڑھا دیا تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۷۷۔

بعض علماء نے یہ تعداد ستر ہزار ذکر کی ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اپنی سیرت میں دونوں اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جس نے لشکر کی تعداد تیس ہزار بیان کی اس نے نوکروں اور خدام کو شامل نہیں کیا اور جس نے ستر ہزار لکھی اس نے آقا اور غلام دونوں کو شمار کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار سوار تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد بارہ ہزارہ تھی۔

(۵۴) غزوہ تبوک کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ایشار

نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کی تیاری کے دنوں میں اہل ایمان کو صدقات اور لشکر کی تیاری پر شوق

دلایا۔

سب سے پہلے جو (امدادی سامان لے کر) حاضر ہوئے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال حاضر کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے کر حاضر خدمت ہوئے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو سو اوقیہ چاندی پیش فرمائی۔ ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم پیش کئے۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کا نصف اثاثہ تھا۔

حضرت عامر بن عدی رضی اللہ عنہ نے سترو سق کھجوریں حاضر کیں۔ حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کا ایک صاع یا نصف صاع پیش کیا۔ ان حضرات کے علاوہ دوسروں نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق مال پیش کیا۔

عورتوں نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق کنگن، بازو بند، پہنچیاں، پازیبیں، بالیاں اور انگوٹھیاں اس مقصد کے لئے ارسال کیں۔ منافق دونوں گروہوں یعنی زیادہ چندہ دینے والوں اور کم دینے والوں کو طعنے دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت مبارکہ اتاری:

۱۔ نبی اکرم ﷺ نے ان دو حضرات سے صدقہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے صورت حال عرض کی تو فرمایا مَا بَيْنَكُمَا مَا بَيْنَ كَلِمَتَيْكُمَا (تمہارے درمیان مَرَاتِب کا فرق اتنا ہے، جتنا تمہاری باتوں کے درمیان ہے۔) مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۷۹۔

الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا
يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ - (التوبہ: ۷۹)

ترجمہ: یہ منافقین وہ ہیں جو نفلی صدقہ دینے والے مسلمانوں کو صدقات کے بارے میں طعنہ زنی کرتے
ہیں اور ان کو بھی (طعنہ دیتے ہیں) جن کو (راہ خدا پر خرچ کے لئے) اپنی محنت (کی کمائی) کے سوا کچھ
میسر نہیں۔

(۵۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیش قدر اعانت

اسی سال، غزوہ تبوک کی روانگی کے دنوں میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لشکر کی تیاری کے لئے
سامان مہیا فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پالانوں اور ان کے نیچے ڈالنے والے کپڑوں سمیت نو سو اونٹ پیش کئے جو سامان سے
لدے ہوئے تھے۔ نیز ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے۔ لے
نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ پر کمال رضامندی کا اظہار فرمایا اور فرمایا:
”اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہاری ظاہری اور پوشیدہ نیز قیامت تک ہونے والی خطاؤں کو معاف فرما
دیا ہے۔ آج کے بعد جو عمل بھی تم کرو اس سے آپ کو کوئی ضرر نہ ہو گا۔“

(۵۶) حضرت ابو موسیٰ اشعرى رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا حال

غزوہ تبوک کے لئے تیاری کے ایام میں اسی سال حضرت ابو موسیٰ اشعرى رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی
بارگاہ نبوی میں (غزوہ تبوک میں ساتھ جانے کے لئے) سواری کے لئے عرض پرداز ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے
پاس سواری کے لئے کوئی جانور نہ تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان کے بارے میں قسم کھالی اور فرمایا:
”قسم بخدا میں تم کو کوئی سواری نہ دوں گا اور نہ ہی میرے پاس سواری کے لئے جانور ہے کہ تم کو دوں۔“
جب یہ صحابہ رضی اللہ عنہم بارگاہ نبوی سے واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نعمت میں چند اونٹ اپنے محبوب
پاک ﷺ کی طرف بھیج دیئے۔ آپ ﷺ نے آنسوؤں کی جھڑی میں پانچ اونٹ ان کی جانب ارسال فرمائے اور
قسم کا کفارہ ادا فرمایا۔ ایک قول کے مطابق انہی کے حق میں یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

لے پورے لشکر کا دو تہائی سامان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مہیا فرمایا۔ بدیں سب آپ رضی اللہ عنہ کو مَجْهَزُ جَيْشِ الْعُسْرَةِ (بیش
حضرت کا سامان مہیا کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۸۰-۵۸۱۔

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا
وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ (التوبة: ۹۲)

ترجمہ: ”ان لوگوں پر بھی کوئی الزام نہیں جو آپ کی خدمت میں سواری کے حصول کے لئے حاضر ہوتے ہیں آپ انہیں ارشاد فرمادیتے ہیں۔ میرے پاس تمہاری سواری کے لئے کوئی جانور نہیں۔ تو وہ اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ اس غم کے باعث کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ اثاثہ نہیں۔“

بعض علماء نے فرمایا کہ آیہ مبارکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو تعداد میں سات تھے اور (سواری نہ ملنے پر) رو رہے تھے۔

علامہ شامی، علامہ زرقانیؒ اور دیگر علمائے سیرت نے ان کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

(۵۷) منافقین کے اس مہم سے کئی کترانے کے بہانے

حضور نبی کریم ﷺ جب غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو ۸۲ منافقین پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے بارگاہ نبوی میں جھوٹے بہانے پیش کر کے معذرت کی۔ ان کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (التوبة: ۹۰)

ترجمہ: ”وہماتوں میں سے بہانہ کرنے والے آئے تاکہ ان کو (جنگ میں شرکت نہ کرنے کی) اجازت دے دی جائے اور جنگ سے پیچھے بیٹھے رہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جھوٹ بولا تھا۔ ان میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۶۶، ۶۷۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۷۲۔

۲۔ کچھ منافقین نے حیلے بہانے کئے اور دربار رسالت میں جھوٹ بول کر پیچھے رہنے کے لئے عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں پیچھے رہنے کی اجازت مرحمت فرمادی لیکن ان کے بہانے قبول نہ فرمائے۔ ان کی تعداد ۸۲ تھی اور کچھ منافقین نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی کچھ پرواہ نہ کی اور بغیر کچھ عرض کئے لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۶۹۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِ هِمِّ خِلْفِ رَسُولِ اللَّهِ وَ كَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ - (التوبة: ٨١)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ کے جنگ پر جانے کے بعد پیچھے رہنے والے خوش ہو گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کو ناپسند کیا۔ اوروں سے بھی کہنے لگے گرمی کے موسم میں مت نکلو۔ آپ فرمادیجئے دوزخ کی آگ زیادہ گرم ہے کاش وہ سمجھ رکھتے۔

(۵۸) نبی کریم ﷺ کے بارے میں منافقین کی ہرزہ سرائی

حضور نبی کریم ﷺ نے جب تبوک کی مہم کے لئے روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو منافقین میں سے جلاس بن سوید اور اس کا بھائی حارث بن سوید بھی پیچھے رہ گئے۔
جلاس بن سوید اللہ تعالیٰ اسے مزید رُسوا فرمائے، جب لشکرِ اسلام سے پیچھے رہ گیا تو اس نے یوں بکواس کی:

”اگر یہ شخص سچا ہے تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔“ لہ
حضرت رسالت مآب ﷺ تک اس کی یہ بات کسی طرح پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اس گفتگو کے بارے میں پوچھا تو اس نے سرے سے اس کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ - (التوبة: ۷۴)

ترجمہ: ”وہ لوگ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے (ایسی بات) نہیں کہی حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہہ دی اور اپنے (بظاہر) اسلام کے بعد کفر اختیار کر لیا۔“
زاں بعد نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ اسے توبہ کرنے کو کہیں تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

لہ جلاس بن سوید کی زوجہ امّ عمیر تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پرورش جلاس بن سوید کے ہاں ہوئی جو امّ عمیر کے پہلے خاوند سے تھے۔
جلاس نے جب یہ بات کہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سن رہے تھے۔ انہوں نے اس پر شدید نفرت کا اظہار فرمایا اور بارگاہِ نبوی میں جا کر اس کا گستاخانہ کلام پیش کر دیا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المغازی للواقدي جلد ۲/ صفحہ ۱۰۰۵۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَ شَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَ جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ - (آل عمران: ۸۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کس طرح ہدایت عطا فرمائے گا جو ایمان لا چکنے کے بعد کافر بن گئے انہوں نے یہ گواہی بھی دی تھی کہ یہ رسول سچے ہیں اور ان کے پاس واضح دلائل پہنچ چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(۵۹) حضرت واثلہ بن اُسَیع لیشی رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

غزوہ تبوک کی تیاری کے دوران حضرت واثلہ بن اُسَیع لیشی کنانی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمایا۔ اے آپ ﷺ اصحابِ صفہ میں سے تھے۔

(۶۰) جد بن قیس کے متعلق آیہ مبارکہ کا نزول

جب نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ غزوہ تبوک کی تیاری فرما رہے تھے تو فرمایا: ”رومیوں سے جنگ کرو اَصْفَرؓ کی بیٹیاں مالِ غنیمت میں حاصل کرو۔“

اس پر بٹی سلمہ کا سردار جد بن قیس بن صخر انصاری سلمیٰ جس میں نفاق تھا کہنے لگا ”جب میں عورتوں کو دیکھ لوں تو صبر نہیں ہو سکتا۔ لہذا آپ مجھے ہم میں ساتھ جانے کا مکلف نہ کریں میں آپ کی مالی امداد کروں گا۔“ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ اِئْذَنْ لِّي وَلَا تَفْتِنِّي اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ - (التوبہ: ۴۹)

۱۔ حضرت واثلہ بن اُسَیع رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کرنے کے بعد غزوہ تبوک میں شرکت کی۔ تین سال تک نبی کریم ﷺ کی خدمت کی۔ بصرہ میں جا کر آباد ہوئے پھر وہاں سے شام میں سکونت اختیار کر لی۔ دمشق اور حمص کے معرکوں میں شرکت کی۔ مزید تفصیل کے لئے الاصابہ اور الاستیعاب ملاحظہ ہوں۔

۲۔ بعض روایات میں آیا ہے بٹی اَصْفَر کی بیٹیاں مالِ غنیمت میں حاصل کرو۔ بٹی اَصْفَر رومیوں کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کا جد اعلیٰ رُوم بن مینص بن اسحاق بن ابراہیم ہے۔ جس کا رنگ زرد تھا۔ اور زرد رنگت والے کو عربی میں اَصْفَر کہتے ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ رُوم بن مینص نے حبشہ کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کیا جس سے سفید اور سیاہ رنگ کے درمیان (زرد) رنگ والی اولاد پیدا ہوئی۔ کئی علمائے تاریخ نے کہا کہ کسی زمانہ میں حبشیوں نے رُوم پر غلبہ پایا وہاں کی عورتوں سے مقاربت کے نتیجہ میں زرد رنگ کی اولاد پیدا ہوئی۔ بعض نے کہا کہ اَصْفَر رُوم بن مینص ہی کا نام تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۸۵۔ الغرض بٹی اَصْفَر یا اَصْفَر کی بیٹیوں سے مراد رومی عورتیں ہیں۔

ترجمہ: ”ان (پیچھے رہ جانے والے منافقوں) میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے خرابی میں نہ ڈالئے ارے! یہ لوگ خرابی میں مبتلا ہیں اور بلاشبہ دوزخ کافروں کو گھیر لے گی۔“
یہ وہی شخص ہے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر حاضر تھا سب لوگوں نے حضرت رسالت مآب ﷺ سے (قصائص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر) بیعت کی لیکن جَد بن قیس اس بیعت میں شامل نہ ہوا بلکہ نفاق کے باعث اپنی اونٹنی کے پیٹ کے نیچے چھپ گیا۔

(۶۱) اصحابِ استطاعت سے مہم میں شامل نہ ہونے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت رسول اکرم نور مجسم ﷺ جب غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے استطاعت رکھنے والے صحابہ میں سے تین انصاریوں کے سوا سارے آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ان تینوں کے اُتواء مندرجہ ذیل ہیں: ۱۔
حضرت کعب بن مالک سلمی رضی اللہ عنہ جو مشہور شاعر تھے۔

سلمی، سین اور لام کی زبر کے ساتھ (س + ل + م + ت) ہے۔

(۲) حضرت ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت مرارہ بن ربیع عمری رضی اللہ عنہ۔

عمری، عین کی زبر اور میم کے سکون کے ساتھ (ع + م + ر + ت) ہے۔ ۲۔

ان تینوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں فرمایا ہے:

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ (التوبہ: ۱۱۸)

۱۔ جہاد اگرچہ ان حالات میں فرض کفایہ تھا لیکن ان تین حضرات پر شدت کا باعث یہ تھا کہ جنگ خندق میں انصار نے اسے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کیونکہ کھدائی کے دوران انہوں نے اس طرح مل کر یہ شعر پڑھا تھا: نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا + عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيَْنَا أَبَدًا ترجمہ (ہم نے زندگی بھر کے لئے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ پر جہاد کے لئے بیعت کر لی ہے) دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان تینوں حضرات سے واجب چھوٹ گیا تھا۔ کیوں کہ جب امام جہاد کا اعلان کرے اور عام لوگوں کو کوچ کا حکم دے تو جو پیچھے رہ جائیں ان میں سے ہر ایک پر انفرادی طور پر ملامت ہوگی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۸۶، ۸۷۔

۲۔ ان تین مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ کے اول حروف کو جمع کیا جائے تو لفظ ”مکہ“ بنتا ہے۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۸۶۔

ترجمہ: ”وہ تین آدمی جن کا معاملہ مُلتوی رکھا گیا۔ یہاں تک کہ ندامت اور پریشانی کے باعث ان پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی اور اپنی جان سے وہ تنگ آ گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر اللہ تعالیٰ نے خاص توجہ فرمائی تاکہ وہ اسی کی طرف رجوع کرتے رہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول فرمانے والا رحم کرنے والا ہے۔“

ان کے بے حد افسوس کرنے اور پشیمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ منافقین کی مانند انہوں نے بارگاہِ نبوی میں جھوٹ نہ بولا بلکہ سچ سچ کیفیت بیان کر دی۔ ۱۷

(۶۲) تبوک کی مہم کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں نیابتِ نبوی

حضرت رسالت مآب ﷺ نے غزوہ تبوک کی مہم کے دوران حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے پیچھے رہ جانا ناگوار گزرا۔ تو عرض کیا: ”کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔“

اس پر ارشاد نبوی ہوا:

يَا عَلِيُّ! اَمَا تَرْضٰنِي اَنْ تَكُوْنَ اَنْتَ مِنْ مِّنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔
ترجمہ: ”اے علی! کیا تجھے پسند نہیں کہ تجھ کو میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ۱۸

۱۷ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ان تین افراد نے حرام نہ کھایا، حرام طریقہ سے خون نہ بہایا اور نہ زمین پر فساد پھیلانے کے مرتکب ہوئے۔ ان کو اپنی لغزش کے باعث اس ابتلا سے گزرنا پڑا جو تم نے سن لیا اور زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی تو اس قصص کا حشر کیا ہو گا جو بد کاریوں اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدیہ جلد ۳ صفحہ ۸۶۔

۱۸ اس حدیث نبوی سے شیعہ حضرات کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلا فضل پر استہلال کرنا اور یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت فرمائی تھی، غلط ہے۔ بعض غالی شیعہ حضرات تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نعوذ باللہ منہا کافر گردانتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو پس پشت ڈالا اور نبی کریم ﷺ کے وصال پر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حدیث مبارک کا معنی یہ ہے جیسا کہ علامہ لمبسی نے بیان فرمایا:

اے علی تو مجھ سے متصل ہے جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام مقام و منزلت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متصل تھے۔ اس میں

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

بخاری و مسلم وغیرہا نے اس ارشاد کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت فرمایا ہے۔

علامہ زرقانی قدس سرہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے:

”رانج قول، جو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، نسائی اور ابن ماجہ میں مروی ہے، یہی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ حافظ عراقی نے اسی پر جزم فرمایا۔ حافظ ابن عبدالبرؒ اور حافظ ابن وحیہؒ نے اسی کو رانج قرار دیا ہے۔ مصنف یعنی علامہ قسطلانیؒ نے بخاری کی شرح میں اسی کو قطعی قرار دیا۔ ایک قول کی رو سے نبی کریم ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ نیز ایک قول کے مطابق حضرت ابن امّ نکتومؓ اور ایک قول کی رو سے حضرت سباع بن عرفطہؓ کو نیابت سپرد فرمائی۔ ان تینوں اقوال کو علامہ واقدیؒ نے روایت کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہو چکا کہ رانج تریہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کو نیابت عطا فرمائی کیونکہ یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور نقاد حفاظ نے اس کو ترجیح دی ہے۔“

(۶۳) عبد اللہ بن ابی منافق کا اپنی جماعت سمیت مہم سے پیچھے رہ جانا

حضور نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کو روانہ ہو گئے لیکن عبد اللہ بن ابی بن سلول، رئیس المنافقین، اپنے جتھے سمیت پیچھے رہ گیا۔ لہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

تفہیم ہے اور وجہ تفہیم مہم ہے۔ آگے اس وجہ تفہیم کو بیان فرمایا اَلَا اِنَّہٗ لَا یَبِیُّ بَعْدِی (مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔ اس سے پتہ چلا کہ وجہ تفہیم ”نبوت“ نہیں ہاں ”خلافت“ ہو سکتی ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام جو شبہ بہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ان کی زندگی میں بنے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے: قَالَ مُوسٰی لَا یُخِیْہِ ہٰرُوْنُ اِخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (الاعراف ۱۳۲) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا میرا خلیفہ بن میری قوم میں اور اصلاح کر اور فسادوں کے رستہ کی اتباع نہ کر۔ اس سے پتہ چلا کہ اس حدیث پاک میں صرف اس واقعہ میں حضرت علیؓ کی خلافت کا ذکر نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہ کہ اپنے وصال مبارک کے بعد خلافت کا۔ بعض روایات کی رو سے حضرت ہارون علیہ السلام کا وصال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چالیس برس پہلے ہو گیا تھا۔ ماخوذ از الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۷۰۔

لہ وہ کہنے لگا ”محمد“ بنی الاصفیٰ سے جنگ کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ خدا کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے ساتھی و اصحاب پابند

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۶۳) مُعْجَزَةُ نَبَوِي - مُنَافِقِينَ کی گفتگو پر اِطْلَاع

غَزْوَةُ ثُبُوك کی تیاری کے دنوں میں، نبی اکرم ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا۔
وَدِيعَةُ بن ثَابِت سے کہیں ملا وہ آپس میں باتیں کرنے لگے اور ازراہِ مذاق
کہنے لگے:

” (حضرت) محمد (ﷺ) کو ذرا دیکھو کہ یہ شام اور رُوم کے محلات اور قلعوں کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ یہ
کتنی بعید از عقل بات ہے۔ ۱

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو اس امر پر اطلاع دے دی۔ اس پر آپ ﷺ نے حضرت عَمَّار
بن یَاسِرِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو ان کی طرف روانہ فرمایا کہ ان سے اس گفتگو کے بارے میں پوچھو۔ اگر اس سے انکار کریں
اور جھٹلائیں تو جو کچھ انہوں نے باتیں کی ہیں ان کے سامنے بیان کر دو۔

حضرت عَمَّارِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ان سے جا کر پوچھا انہوں نے پہلے تو انکار کر دیا۔ پھر جب آپ ﷺ نے ان کی
کسی ہوئی باتیں ان کے سامنے بیان کیں تو مُعْذِرَت کرنے لگے اور یوں بہانے کرنے لگے ہم نے صرف ہنسی
اور مذاق میں یوں کہا ہے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَ آيَاتِهِ وَ
رَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ - (التوبہ: ۶۵)

ترجمہ: ”اے محبوب اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے ہم تو دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے،
فرمادیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو؟“

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

طُوق و سَلَابِل ہیں اور اطرافِ عالم میں متفرق ہو گئے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے جب اس کے لوٹنے کی خبر سنی تو فرمایا اگر اس میں کچھ
ہوتا تو ہم سے پیچھے نہ رہتا۔ نیز فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ ہم شریروں کے شر سے نجات پا گئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ
جلد ۴ صفحہ ۵۸۵۔ ابن ابی کی جماعت نبی کریم ﷺ کی جماعت سے کسی طرح کم نہ تھی۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۷۔

۱۔ یہ شخص ان بارہ افراد میں شامل تھا جنہوں نے منہجہ ہزار بنوائی تھی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۱۸۶۔

۲۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۱، ۴۳۲۔

(۶۵) مُخْلِصُ مُؤْمِنُونَ کو مُنَافِقِينَ کا بہکانا

غَزْوَةُ تَبُوك کی تیاری کے دنوں میں مُنَافِقِينَ نے ایک دوسرے کو اور کئی ایک بِاخْلَاصِ مومنوں کو کہا: ”جنگ کے لئے اس گرمی میں مت نکلو، جہاد کے لئے نہ جانا کیونکہ گرمی ان دنوں بہت شدت سے پڑ رہی ہے۔“ اللہ رب العزت نے ان کے رد میں یہ آیت اتاری:

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ۔

(التوبہ: ۸۱)

ترجمہ: ”وہ کہنے لگے گرمی میں مت نکلو، آپ فرمادیں جہنم کی آگ اس سے بڑھ کر گرم ہے کاش وہ سمجھتے۔“

(۶۶) کچھ اعرابی لوگوں کے حیلے بہانے

اعرابیوں کی ایک جماعت سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے اپنے عذر پیش کئے لیکن ۸۲ منافقین جن کا ذکر پہلے ہو چکا بغیر کسی عذر اور اجازت کے مہم سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں جماعتوں کے بارے میں یہ آیت اتاری:

وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (التوبہ: ۹۰)

ترجمہ: ”دیہاتیوں میں سے کچھ بہانہ کرنے والے آئے تاکہ انہیں گھر میں رہنے کی اجازت دے دی جائے اور جن لوگوں نے (دعوائے ایمان میں) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جھوٹ بولا تھا وہ بیٹھ رہے۔ جلد ہی ان میں سے کفار کو دردناک عذاب ہو گا۔“

(۶۷) ثمود کی بستیوں سے لشکرِ اسلام کا گذر

نبی اکرم نور مجسم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گذر (اس مہم کے دوران) حِجْر سے ہوا۔ لے یہ ثمود کی بستیاں تھیں جو حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہاں سے پانی لے کر پینا شروع کر دیا۔ کھانا پکانے لگے اور آٹا گوندھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ظالموں کی آبادیوں میں صرف (خوف خدا سے) روتے ہوئے داخل ہو۔ اگر رو نہ سکو تو وہاں نہ جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان جیسا عذاب تم پر آجائے۔ وہاں سے پانی مت پیو۔ اس پانی سے نماز کے لئے وضو نہ کرو۔ ہانڈیوں کو الٹ دو اور گندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دو۔“ لے

(۶۸) معجزہ نبوی - نزولِ بارانِ رحمت

نبی کریم ﷺ نے جب حجر کی بستی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی پینے اور اس سے آٹا گوندھنے سے منع فرما دیا تو ان کے پاس بالکل ہی پانی نہ رہا۔ انہوں نے بارگاہِ نبوی میں اس کی شکایت پیش کی۔ اس پر یہ معجزہ نبوی صادر ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ جس سے صرف لشکر گاہ میں بارش نازل ہوئی۔ اس سے ارد گرد بارش نہ ہوئی۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی پیا خوب سیراب ہو گئے اور اپنی مرضی کے مطابق برتن وغیرہ پانی سے بھر لئے۔ اس کے بعد سورج چمکنے لگا۔ اس پر ایک منافق ایمان والوں سے کہنے لگا:

یہ بادل کا ٹکڑا جس سے ہم پر بارش نازل ہوئی فلاں فلاں ستارے کے طلوع اور غروب کے باعث تھا۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تُكَذِّبُونَ - (الحید: ۸۲)

ترجمہ: ”تم اپنا حصہ یہ بناتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو۔“

(۶۹) معجزہ نبوی - نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق کھجوروں کا پھل ہونا

تبوک کی مہم کے دوران راستے میں، نبی کریم ﷺ ”وادی القریٰ“ پہنچے یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کا ذکر ”باب سُرّایا“ میں گزر چکا ہے۔ یہاں نبی پاک ﷺ کا ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا۔ جس کی تفصیل یوں ہے:

ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی۔ جس کا باغ اس جگہ تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس باغ کی پیداوار کا اندازہ لگا دیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اندازہ لگانے کا حکم

لے اس ارشاد میں عذاب شدہ قوموں کے علاقوں میں سکونت سے زجر ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۷۴۔

دیا۔ اس پر ہر کسی نے اندازہ لگایا۔ خود نبی کریم ﷺ نے بھی اندازہ لگایا۔ اور اس سے فرمایا:
”ہر کسی کا اندازہ یاد رکھنا۔“

جب آپ ﷺ تبوک سے واپس تشریف فرما ہوئے تو اس سے پوچھا:
”تیرے باغ کی پیداوار کتنی ہوئی؟“
اس نے عرض کیا:

”جتنا اندازہ آپ نے لگایا تھا اس میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوئی۔“

(۷۰) نیکی کے بدلہ کو ادا کرنے کا نبوی انداز

تبوک کی مہم پر جاتے ہوئے بنو عریض نے مہمان نوازی کے انداز میں نبی پاک ﷺ کی خدمت عالیہ میں کچھ ہریسہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے کچھ تناول فرمایا۔ پھر اس خدمت کے معاوضہ میں آپ ﷺ ہر سال ”وادی القریٰ“ کی کھجوروں میں سے چالیس وسق انہیں عطا فرماتے۔

(۷۱) معجزہ نبوی

اس سال، نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ نے ”حجر ثمود“ یا ”تبوک“ کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

”آج رات ہر آدمی اپنے اونٹ کی رسی باندھ کر رکھے نیز آج رات کوئی شخص اپنی جگہ سے اکیلا نہ نکلے۔“

بنی ساعدہ کے دو آدمیوں کے سوا تمام لوگوں نے اس ارشاد پر عمل کیا۔ ان میں سے ایک قضائے حاجت کے لئے اکیلا نکلا تو جہاں وہ قضائے حاجت کے لئے بیٹھا تھا وہیں گلے کے دباؤ کے باعث بے ہوش ہو گیا۔ دو سرا اپنے گم شدہ اونٹ کی تلاش کے لئے نکلا تو آندھی نے اسے ”قبیلہ طے“ کے پہاڑوں میں گرا دیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کی خبر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو فرمایا:

”کیا میں نے تمہیں اس طرح نکلنے سے روکا نہ تھا۔“

بے ہوش صحابی رضی اللہ عنہ کو خدمت میں لائے، آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی نیز اپنا دست اقدس ان پر پھیرا وہ اسی وقت تندرست ہو گئے۔ وہ صحابی جو ”طے“ کے پہاڑوں میں جا گرے تھے، نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد، بنی طے انہیں بطور ہدیہ بارگاہ نبوی میں لے کر حاضر ہوئے۔

(۷۲) مُنَافِقِین کی بدگوئی اور مُعْجِزۂ نبوی

مقام حجر سے جب نبی کریم ﷺ تبوک کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کی ناقہ ”قُصْوَاء“ گم ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ہر چند تلاش کیا نہ ملی۔ اس پر زید بن بنت مُنافق گویا ہوا:

”محمد ﷺ بن عبد اللہ کی طرف آسمانوں کی خبر آتی ہے اور حالت یہ ہے کہ آپ کو پتہ نہیں کہ ان کی اونٹنی کدھر ہے۔“ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اتنا ہی علم ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرما دیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اطلاع فرمادی کہ اونٹنی فلاں جگہ پر ہے۔ اور اس کی نکیل ایک درخت سے اٹکی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے بھیجا تو انہوں نے اس اونٹنی کو اسی طرح پایا وہ اسے لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ اے

(۷۳) اژدھے کا سلام کے لئے حاضر ہونا

نبی اکرم نور مجسم ﷺ تبوک کی راہ میں تھے کہ ایک بہت بڑا سانپ ظاہر ہوا وہ آپ ﷺ کے سامنے راستے کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے راستے کو چھوڑ دیا۔

آپ ﷺ نے ہمراہیوں سے یوں سوال فرمایا: ”تم جانتے ہو یہ سانپ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”یہ ان جنّات میں سے ایک ہے جو مکہ مکرمہ میں میرے پاس ایمان لانے کی غرض سے حاضر ہوئے تھے۔ یہ ان کی رہائش کا مقام ہے۔ یہ اس لئے آیا ہے تاکہ مجھے اور تمہیں سلام کہے۔“

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ”وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

(۷۴) مُعْجِزۂ نبوی - کھجوروں میں برکت

اسی سال، نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ ایام تبوک میں ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ زید نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں بدگوئی کی ہے۔ انہیں غصہ آ گیا۔ بڑھ کر زید کو گردن سے پکڑا اور کہا اے خدا کے بندو! میری قیام گاہ میں یہ منافق موجود ہے اور مجھے اس کا علم نہ تھا۔ زید سے فرمایا اے دشمن خدا میری قیام گاہ سے دور ہو اب میرے ساتھ نہیں رہ سکتے ہو۔ زید کے بارے میں بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بعد میں وہ تائب ہو گیا تھا اور کچھ نے بیان کیا وہ اپنی موت تک مُنافق ہی رہا۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ جلد ۸ صفحہ ۴۴۰۔

آپ ﷺ کی خدمت میں جمع ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے بلال! تھیلے میں جو کھجوریں ہیں لے آؤ۔“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تھیلا نبی اکرم ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ کھجوریں اتنی کھائیں کہ سب سیر ہو گئے لیکن تھیلے میں اتنی کھجوریں ابھی باقی تھیں جتنی لانے سے قبل تھیں۔

(۷۵) مُعْجَزَةُ نَبَوِي - چشمے میں پانی کی کثرت

تَبُوك کی مہم کے دوران، نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ظاہر ہوا کہ تَبُوك کے چشمے میں پانی اتنا کم ہو گیا کہ لوگوں کی پیاس نہ بجھتی تھی، آپ ﷺ کی دعا سے اس کا پانی بہت بڑھ گیا۔ دیر تک اس سے پانی پھوٹ پھوٹ کر رواں رہا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے حضرت مُعَاذِ بْنِ جَبَل رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اگر اس جگہ تمہارا قیام دیر تک رہا تو تم دیکھو گے کہ سارا باغ پانی سے بھر گیا ہے۔“

(۷۶) مُعْجَزَةُ نَبَوِي - کھانے میں برکت

تَبُوك کی مہم کے دوران، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زَادِ سَفَرِ اتنا کم ہو گیا کہ انہوں نے اپنے اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ فرمالیا تو انہوں نے بارگاہِ نبوی میں اس کی شکایت کی اس پر نبی کریم ﷺ کا معجزہ ظاہر ہوا۔

نبی کریم ﷺ نے چمڑے کا دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ بچھا دیا گیا۔ آپ ﷺ کی طرف سے مُنادی نے آواز دی کہ جس شخص کے پاس زَاد سے جتنا زیادہ ہو وہ یہاں دسترخوان پر لا کر ڈال دے۔ اس پر کسی نے ایک لپ مکئی لا کر ڈال دی تو دوسرے نے ایک لپ بھر کھجوریں رکھ دیں۔ اور کوئی روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر آ گیا۔ یہ سب مجموعہ ”تین فَرَق“ بنا۔

واضح رہے کہ ایک ”فَرَق“ تین صَاع کا ہوتا ہے۔ (اور ایک صَاع تقریباً چار کلو کا ہوتا ہے۔ اس طرح کھانے کی کل مقدار تقریباً ۳۶ کلو بنتی ہے۔)

اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے وضو فرمایا۔ دو رکعت نماز ادا فرمائی اور برکت کے لئے دعا فرمائی تو دسترخوان پر پڑا ہوا کھانا وافر مقدار میں ہو گیا۔ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی بچ رہا۔ زاداں بعد لوگوں

لے سننے والوں کا بیان ہے کہ پانی میں بجلی کا شور سنائی دیتا تھا۔ تمام لوگوں نے خوب دل کھول کر اسے پیا اور اسے استعمال کیا۔ تاریخ طبری اردو ترجمہ صفحہ ۴۴۳۔

نے اپنے توشہ دان اور بوریاں بھر لیں۔ پورے لشکر میں ایک برتن بھی نہ بچا جسے انہوں نے بھرنے لیا ہو اس کے باوجود کچھ مقدار کھانے کی بچ رہی۔

(۷۷) تَبُوكَ میں مَسْجِد کی تعمیر

غزوہ تَبُوك سے فراغت کے بعد اس جگہ نبی پاک ﷺ نے ایک مسجد تعمیر فرمائی۔ ۱۷

(۷۸) خُطْبَةُ نَبَوِيَّة

غزوہ تَبُوك سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو اتنا فصیح و بلیغ تھا کہ لوگوں کی زبانیں اس کی تعریف میں گنگ ہو گئیں اور عقلیں اس کی فصاحت و بلاغت میں حیران رہ گئیں۔

(۷۹) مُعْجَزَةُ مَبَارَكِ اَنْكَلِيُوں سے پانی کے چشمے

غزوہ تَبُوك سے واپسی کے دورانِ راہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ظہور

پذیر ہوا۔

ایک روز سخت گرم تھا سفر جاری تھا۔ راستہ میں کوئی چشمہ نہ آیا جہاں اترتے اور نہ ہی لشکر کے ہمراہ پانی تھا۔ پیاس کے باعث لوگ اور چوپائے قریب ہلاکت ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک برتن میں کچھ پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اسے ذرا کھلے برتن میں ڈالا اور اس میں اپنا دستِ اقدس ڈال دیا۔ اب آپ کی انگشتان مبارک سے پانی پھوٹنے لگا اور لوگ پینے لگے سب نے سیراب ہو کر پیا۔

غزوات کے باب کے ضمن میں، غزوہ تَبُوك کی تفصیلات کے دوران گزر چکا کہ اس وقت لشکر کی تعداد تیس ہزار یا ستر ہزار تھی۔

لشکر میں موجود اونٹوں نے بھی جی بھر کر وہ پانی پیا جن کی تعداد پندرہ ہزار تھی اور گھوڑے بھی سیراب ہو گئے جو بارہ ہزار کی تعداد میں لشکر کے ہمراہ تھے۔

۱۷ اس مسجد کو مَسْجِدِ تَبُوك اور مَسْجِدِ تَوْبَةِ کہتے ہیں یہ ان مَسَاجِد سے ہے جن کی تعمیر حضرت عُمر بن عَبْدِ الْعَزِيزؓ نے فرمائی (نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اس جگہ عمارت نہ تھی آپ ﷺ نے اس جگہ صرف نماز ادا فرمائی تھی) وفاء الوفاء للمہودی

جلد ۳/۱۰۲۹ خلاصۃ الوفاء للمہودی ۳۸۷

(۸۰) مُعْجَزہ - پانی کے ایک مشکیزہ سے لشکر کا سیراب ہونا

تَبُّوْک کی مہم سے واپسی پر جب نبی کریم ﷺ لشکر کے ہمراہ تَبُّوْک اور ”وَادِیْ مُسْتَفَق“ کے درمیان پہنچے تو آپ ﷺ کی برکت اور دعا سے پانی کے کثیر ہونے کا معجزہ ظاہر ہوا۔

اس جگہ دوبارہ لشکر کے لوگوں کو پیاس نے آیا۔ انہوں نے اپنے پاس موجود پانی کو ایک مشکیزہ میں جمع کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس پانی سے چُھْرَہ اُفْدَس اور ہاتھ مبارک دھوئے اور دوبارہ اسے مشکیزہ میں ڈال دیا۔ اور دعا فرمائی آپ ﷺ کی برکت اور دعا کے باعث اس سے کثیر مقدار میں پانی بننے لگا لشکریوں نے خود سیراب ہو کر پیا۔ اور اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی پلایا۔

(۸۱) حضرت کَعْب بن زُهَیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا قبولِ اَیْمَان

غزوۂ تَبُّوْک سے ایک ماہ قبل ربیع الآخر کے مہینے میں حضرت کَعْب بن زُهَیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مدینہ منورہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔

سُہَیْم، سَیْن کے پیش کے ساتھ (سُ + ل + م + تِ) ہے۔

ایک قول کے مطابق آپ ﷺ جُمَادِی الْاَوَّلٰی یا جُمَادِی الثَّانیۃ میں حاضر ہوئے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں آپ کی آمد ۸/ھ کو ہوئی۔

اپنی آمد سے قبل وہ نبی کریم ﷺ سے بھاگ گئے تھے اور آپ ﷺ نے ان کا خون مُبَاح کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے توبہ کی مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے سامنے ایمان قبول کیا۔ نیز اپنا مشہور قصیدہ لامیہ بارگاہ نبوی لے میں پیش کرنا شروع کر دیا جس کا مطلع یہ ہے:

بَاثَتْ سَعَادُ فَلَیْسَ الْیَوْمَ مَسْبُوْلٌ مُتَّیْمٌ اَثَرَهَا لَمْ یُفَدْ مَكْبُوْلٌ

ترجمہ: ”سعاد سے فراق طویل ہو گیا۔ تو میرا دل آج اس کی محبت کی مرض میں مبتلا ہے۔ اس کے پیچھے

وہ عاجز و ذلیل ہے اس کا فدیہ ادا نہیں کیا گیا اور وہ قید خانہ میں ہے۔

۱۔ حضرت کَعْب بن زُهَیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے یہ قصیدہ مسجد کے اندر بارگاہ نبوی میں پڑھا۔ سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۱۶۹۔

۲۔ علامہ سیوطی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا زبیدی نے طبقات النحاة میں لکھا ہے کہ ہزار اصغمانی کو سو ایسے قصیدے یاد تھے جن کا آغاز بَاثَتْ

سعاد سے ہوتا تھا۔ جن میں ایک قصیدہ حضرت کَعْب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے والد زُهَیْر کا تھا۔ الرزقانی علی المواہب اللدیہ جلد ۳ صفحہ ۵۹۔

جب آپ ﷺ اس شعر پر پہنچے:

إِنَّ الرُّسُولَ لَنُورٌ يَسْتَضَاءُ بِهِ مَهْنَدٌ مِّنْ سُيُوفِ اللَّهِ مَسْلُوكٌ

ترجمہ: ”یقیناً حضرت رسالت مآب ﷺ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ ﷺ ہندوستانی لوہے سے تیار اللہ تعالیٰ کی سونتی ہوئی تلوار ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر مبارک ان کو عطا فرمادی۔ جو آپ ﷺ کے لئے بہت بڑا تبرک تھا۔ وہ چادر مبارک ان کے پاس رہی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں دس ہزار درہم ان کی طرف روانہ فرمائے لیکن انہوں نے چادر دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

”میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے لباس مبارک پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دے سکتا۔“

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ کے ورثاء کو بیس ہزار درہم دے کر وہ چادر مبارک حاصل کر لی۔ پھر یہ چادر یکے بعد دیگرے خلفاء کے پاس رہی اور آخر کار گم ہو گئی۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”یہ چادر مبارک آج موجود نہیں اور ظاہر ہے کہ تاتاریوں کے فتنہ کے دوران یہ گم ہو گئی۔“

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اس قصیدہ میں جس ”سعاد“ نامی عورت کا ذکر کیا ہے وہ آپ کی زوجہ اور چچا زاد تھیں۔ نبی کریم ﷺ سے فرار کے باعث آپ رضی اللہ عنہ ان سے ایک عرصہ تک جدا رہے اس لئے اس کے ذکر سے اس قصیدہ کا آغاز فرمایا ہے۔

علامہ زر قانی رحمہ اللہ نے المواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے:

”بعض علماء نے تحریر کیا ہے کہ ”سعاد“ ایک علم مرتجل ہے (اس سے مراد اس نام کی کوئی عورت نہیں بلکہ) اس سے مراد وہ عورت ہے جس سے شاعر کو محبت ہے، حقیقت سے عدم واقفیت کی بناء پر تفسیر ہے۔“ لہ

(۸۲) حضرت مجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ کا قبولِ ایمان

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جن کا ذکر ابھی گذرا، کے بھائی حضرت مجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ بھی اسی سال

مَشْرَفِ بایمان ہوئے۔ آپ ﷺ حضرت کعب بن لُحیہ سے ایک عرصہ پہلے ایمان قبول فرما چکے تھے۔

(۸۳) دیت کے ایک مقدمہ کا فیصلہ

اسی سال غزوہ تبوک کے ایام میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ حضرت یعلیٰ بن اُمیہؓ کا مزدور اور ایک دوسرا شخص لڑ پڑے۔ اس مُقابل آدمی نے اس مزدور کے ہاتھ کو چبا ڈالا۔ مزدور نے جب اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے کے دو دانت اکٹڑ گئے۔ وہ شخص بارگاہِ نبوی میں دانتوں کی دیت کے دعوے کے لئے حاضر ہوا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس کی دیت کو ساقط فرما دیا اور فرمایا:

”تیرے لئے کوئی دیت نہیں۔ کیا تو چاہتا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا اور تو نوجوان اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کو چبا ڈالتا۔“

(۸۴) تبوک کی راہ میں مساجد کی تعمیر

نبی کریم ﷺ جب تبوک سے واپس تشریف لائے تو مدینہ منورہ تک واپسی کی راہ میں بیس مقامات پر مساجد تعمیر فرمائیں۔

حضرت ابن اسحاقؒ اور حضرت علامہ قسطلانیؒ نے المواہب اللدنیہ میں اسی طرح لکھا ہے۔ سید السمہودیؒ نے اس کا معنی یہ لکھا ہے کہ ان مقامات پر نبی محترم ﷺ نے نماز ادا فرمائی اور نشانات قائم فرمادیئے۔ ان جگہوں پر مساجد کی تعمیر بعد میں کی گئی۔ لہ

(۸۵) جبل اُحد سے محبت

تبوک سے واپسی پر جب آپ ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو نگاہِ اقدس جبل اُحد پر پڑی اسے دیکھ کر فرمایا:

”یہ ایک پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔“ لہ

لہ ان مساجد کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو وقاء الوفاء جلد ۳ صفحہ ۱۰۲۹ تا ۱۰۳۲۔
 لہ صحیح یہ ہے کہ یہ ارشاد نبوی اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض جمادات میں محبت کا جذبہ تخلیق فرمادے جیسے اللہ تعالیٰ نے کنکریوں میں تسبیح اور کجور کے تنے میں رونے کی خاصیت پیدا فرمادی تھی۔ یہ قول ضعیف ہے کہ اس سے مجازاً اہل اُحد مراد ہیں۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۸۳۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب غزوہ خیبر سے مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف فرما ہوئے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

(۸۶) غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبولِ توبہ

تبوک سے واپسی مدینہ منورہ تشریف لا چکنے کے چند روز بعد اللہ تعالیٰ نے وہ تین صحابہ، جو جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے کی توبہ قبول فرمائی۔ لہٰذا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ - (۲) حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ - (۳) حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ -

ان کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں:

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَ عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ لَتَّوَابٌ رَّحِيمٌ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ (التوبہ: ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے حال پر توجہ فرمائی نیز مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی۔ جنہوں نے تنگی کی گھڑی میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہونے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ وہ ان سب پر نہایت مہربانی اور رحم فرمانے والا ہے ۝ ان تین افراد کی توبہ بھی قبول فرمائی جن کا معاملہ ملتوی رکھا گیا تھا۔ یہاں تک کہ زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو کر رہ گئی۔ اور خود بھی اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی مگر یہ کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے۔ پھر ان کے حال پر خصوصی توجہ فرمائی تاکہ وہ اسی کی طرف رجوع کرتے رہیں۔ بلاشبہ وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

(۸۷) شاہانِ حمیر کا مکتوب اور ان کے ایلچی کی آمد

تبوک سے مدینہ طیبہ واپسی کے دنوں میں شاہانِ حمیر کا مکتوب اور ان کی جانب سے ایلچی بارگاہِ نبوت میں باریاب ہوئے۔ ایلچی نے اُن کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع پہنچائی۔ ان بادشاہوں کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت حارث بن عبد کلال رضی اللہ عنہ - (۲) حضرت نعیم بن عبد کلال رضی اللہ عنہ - (۳) حضرت نعمان رضی اللہ عنہ -

یہ ذی رُعیٰں، ہمدان اور معاف کے حکمران تھے۔

(۸۸) حضرت جریر بن اوس طائی رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اسی سال تبوک کی مہم سے واپسی کے بعد، حضرت جریر بن اوس بن حارثہ طائی رضی اللہ عنہ مشرفِ بایمان ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عروہ بن مُضر رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

(۸۹) ثعلبہ بن حاطب اور مُعتب بن قیس کے بارے میں آیات کا نزول

ثعلبہ بن حاطب اور مُعتب بن قیس نامی دو آدمی منافقین میں سے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اگر وہ انہیں مال و دولت عطا فرمائے (تو کثرت سے) صدقہ و خیرات کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے) انہیں وافر دولت عطا فرمائی تو اپنے کئے پر عمل نہ کیا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ چار آیات نازل کیں:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝
فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۝ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي
قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ أَلَمْ
يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سَرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ (التوبہ ۷۵ تا ۷۸)

ترجمہ: ان منافقوں میں کچھ آدمی ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے فضل سے کثیر مال دیا تو ہم بہت خیرات کریں گے اور ہم ضرور بالضرور صالح بن جائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے کثیر مال عطا فرمایا تو وہ بخل کرنے لگے اور رُگردانی کرنے لگے۔ وہ تو رُگردانی کے عادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بفاق مضبوط کر دیا جو ان کے دلوں میں رب

تعالیٰ سے ملاقات کے دن تک باقی رہے گا کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف کیا اور جھوٹ بولتے رہے۔

(۹۰) حضرت مُعَاوِیَہ بن مُعَاوِیَہ لَیْثیؓ کا وصال

نبی کریم ﷺ ابھی تک تبوک کی مہم پر ہی تھے کہ مدینہ منورہ میں حضرت مُعَاوِیَہ بن مُعَاوِیَہ لَیْثیؓ کا وصال ہو گیا۔ ان کے وصال کے دن جبریل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور ان کی وفات کی اطلاع عرض کی۔ تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان چودہ مراحل کا سفر ہے۔ حضرت جبریل امین نے یہ عرض بھی کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے نازل فرمائے ہیں۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”ایسا کیوں؟“ انہوں نے عرض کیا: ”وہ دن، رات بیٹھے، کھڑے، چلتے، پھرتے سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔“ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: ”کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں زمین کو سکڑ دوں تاکہ آپ ان کی نماز جنازہ ادا فرمائیں؟“ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں۔“

انہوں نے زمین کو اتنا سکڑ دیا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت نماز جنازہ ادا فرمائی۔ فرشتوں نے دو صفیں بنائیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا تو پہاڑ اور ٹیلے حائل نہ رہے۔ حتیٰ کہ نماز کی ادائیگی کے وقت آپ ﷺ جنازہ دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام لوٹ گئے اور آسمان کی طرف روانہ ہو گئے۔

(۹۱) حضرت عَبْدُ الرَّحْمَنِ بن عَوْفؓ کی اقتداء میں نبی کریم ﷺ کا نماز ادا فرمانا

جن دنوں حضور رسالت مآب ﷺ تبوک میں تھے ایک روز طلوع فجر کے بعد آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت مُغِیرَہ بن شُعْبَہؓ پانی کا برتن لئے ساتھ تھے۔ جب واپس تشریف لائے تو سورج طلوع ہونے کو تھا۔ صحابہ کرام نے نماز شروع کر دی اور حضرت عَبْدُ الرَّحْمَنِ بن عَوْفؓ کو اپنا امام بنا لیا۔ نبی کریم ﷺ اس وقت واپس تشریف لائے جب حضرت عبدالرحمنؓ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ نبی

حضرت مُعَاوِیَہ بن مُعَاوِیَہ لَیْثیؓ نہ تھے بلکہ مُزنی تھے۔ آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی اس روایت کے ایک راوی علاء ابو محمد بن زید ثقفیؓ ہیں جنہوں نے غلطی سے آپ کو لیشی کہا صحیح یہ ہے کہ آپ ﷺ مُزنی تھے۔ ملاحظہ ہو الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۔

کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ایک رکعت ادا فرمائی اور بعد میں دوسری رکعت پوری فرمائی جو رہ گئی تھی۔ اس واقعہ سے مسلمان خوفزدہ ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے ٹھیک کیا اور اچھا کیا۔“ یہ واقعہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے عظیم فضائل میں سے ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صاحبِ فضیلت اپنے سے کمتر درجہ والے کی اقتداء کر سکتا ہے۔ نیز یہ کہ غیر معصوم کی اقتداء میں معصوم کی نماز ادا کرنا درست ہے۔

اس واقعہ میں شیعوں کا بہت بڑا رد ہے جن کا مذہب یہ ہے کہ غیر معصوم کی اقتداء میں نماز ادا کرنا درست نہیں خواہ مقتدی معصوم ہو یا غیر معصوم۔

(۹۲) موزوں پر مسح

اسی سال نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے نماز فجر کے لئے وضو میں موزوں پر مسح فرمایا۔ جس کو بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس میں شیعوں کا رد ہے جن کا یہ مذہب ہے کہ موزوں پر مسح سورۃ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو چکا ہے۔ ان کا رد اس طرح ہے کہ سورۃ مائدہ کا نزول ۵/ھ میں ہوا۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے ۹/ھ میں موزوں پر مسح فرمایا۔ متقدم سے متاخر کا نسخ کس طرح ممکن ہے؟

(۹۳) یحٰیہ بن رُوْبَہ حاکمِ ایلہ کو دعوتِ اسلام

اس سال، حضور نبی کریم ﷺ نے یحٰیہ بن رُوْبَہ کو دعوتِ اسلام کا مکتوب مبارک لکھا۔ یحٰیہ: یا کی پیش، حاء کی زبر، نون مشدداور تائے تانیث کے سات (حی + ح + ن + ہ) ہے اور رُوْبَہ: راء کی پیش، ہمزہ کے سکون، باور تائے تانیث کے ساتھ (ر + و + ب + ہ) ہے۔ اسے یحٰیہ بن عطاء بھی کہتے تھے۔ علماء عین کی زبر اور لام کے سکون کے ساتھ (ع + ل + م + ا + ع) ہے یہ اس کی ماں کا نام تھا۔ ایلہ کا بادشاہ یحٰیہ عیسائی مذہب کا پیروکار تھا۔ خط پہنچنے کے بعد وہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ لے اس وقت آپ ﷺ تبوک میں تھے۔ اس نے ایمان قبول نہ کیا لیکن جزیہ دینا قبول کر لیا جس کی مقدار ہر سال تین سو دینار تھی۔ ۷۰

۷۰ نبی کریم ﷺ نے اسے چادر عطا فرمائی۔ جسے بعد میں عبداللہ بن محمد سفاح نے تین سو دینار کے عوض خرید لیا تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللانیہ جلد ۳ صفحہ ۷۶۔ ۷۰ اس قبیلہ کے افراد کی تعداد تین سو تھی۔ الزرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۶۔

نبی پاک ﷺ نے اسے صلح کی تحریر لکھ دی۔

ایلیہ مصر اور مکہ معظمہ کے درمیان ساحل سمندر پر شام کا ایک شہر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ساحل سمندر پر وہی بستی ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔

(۹۴) اہل جَزْبَاء اور اذْرُح کی جَزْیَہ پر صلح

اہل جَزْبَاء اور اہل اذْرُح کی جانب نبی کریم ﷺ نے اسی سال ایک مکتوب ارسال فرمایا۔ جس میں انہیں اسلام لانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس کے نتیجے میں اہل جَزْبَاء اور اذْرُح بارگاہِ نبوی میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ ﷺ تبوک میں تھے۔ انہوں نے جَزْیَہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ جس کی مقدار ہر سال ایک سو دینار تھی۔ حضور ﷺ نے ان کی پیش کش کو قبول فرمایا اور انہیں صلح نامہ تحریر فرمادیا۔

جَزْبَاء اور اذْرُح شام کی دو بستیوں کے نام ہیں۔

جَزْبَاء، جیم کی زبر، راء کے سکون، اس کے بعد با کے ساتھ ہے۔ اسے م کے ساتھ (ج + ز + ب + آ + ع) اور قصر کے ساتھ (ج + ر + ب + ا) پڑھا جاتا ہے۔

اذْرُح الف کی زبر، ذال کے سکون، راء کی پیش اور اس کے بعد حا کے ساتھ (ا + ذ + ر + ح) ہے۔ دونوں شہروں کا درمیانی فاصلہ تین میل ہے۔

(۹۵) حضرت سہیل بن بَیضَاء رضی اللہ عنہ کا وصال

نبی کریم ﷺ جب تبوک سے واپس تشریف فرما ہوئے حضرت سہیل بن بَیضَاء قرشی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

سہیل تصغیر کے صیغہ (س + ہ + ی + ل) کے ساتھ ہے۔ بَیضَاء ان کی ماں کا لقب ہے۔ جس کا نام ”دعد“ ہے۔ ان کے والد کا نام عمرو بن وَهَب بن رَبِیعہ ہے۔ والدہ کے نام کے ساتھ مشہور ہوئے۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ قیام مکہ کے زمانہ کے قدیم الاسلام صحابی تھے۔ حبشہ کی جانب دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں اور دیگر تمام غزوات میں شامل رہے۔

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے عمر رسیدہ حضرات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ آپ ﷺ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور نبی پاک ﷺ نے (کسی عذر کے باعث) نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۔

(۹۶) مُعْجَزَةُ نَبَوِي - مُنَافِق کی موت کی خبر

تَبُوک سے واپسی کے وقت نبی کریم ﷺ کے مُعْجَزَات میں سے ایک مُعْجَزہ ظاہر ہوا۔
بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ مُعْجَزہ غزوہ بنی مُصَلِّق سے واپسی پر پیش آیا۔ اس مُعْجَزہ کی تفصیل یوں ہے کہ
جب آپ ﷺ ابھی راستے میں ہی تھے کہ ایک رات شدید آندھی چلی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیز ہوا ایک
بہت بڑے مُنَافِق کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس
رات ایک بہت بڑا مُنَافِق رِفَاعَہ بن زَید بن تَابُوت اس رات مر گیا تھا۔ یہ بنی قَینُقَاع کے یہودیوں میں سے ایک
تھا۔ ایمان کا اظہار کرتا تھا لیکن منافقین کے سرغنوں میں سے ایک تھا۔

۱۰/ ہجری کے واقعات

(۱) حَجَّةُ الْوَدَاعِ

اس سال نبی پاک صاحبِ نِوَاک ﷺ نے حَجَّةُ الْوَدَاعِ لے ادا فرمایا۔ اسے حَجَّةُ الْإِسْلَام ۳۵، حَجَّةُ الْبَلَاغِ ۳۵، حَجَّةُ التَّمَامِ وَالْکَمَالِ ۳۵ بھی کہتے ہیں۔

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف یہ حج فرمایا۔ ۳۵ معروف چار عُمُرُوں میں سے ایک عُمُرہ آپ ﷺ نے اس حج کے ساتھ ادا فرمایا۔ حج کے لئے حضرت رسالت مآب ﷺ بروز ہفتہ پچیس ذی قعدہ کو ظہر اور عصر کے درمیان روانہ ہوئے۔ ظہر کی نماز چار رکعت مدینہ منورہ میں ادا فرمائی اور عصر کی نماز ذی الحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔

مدینہ طیبہ پر حضرت أَبُو دُجَانَةَ النَّصَارِی سَاعِدِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو عامل مقرر فرمایا آپ کا نام حضرت ضحاک بن خَرْشَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تھا

۱۰ لفظ حَجَّةُ حاء کی زیر اور زیر کے ساتھ درست ہے اسی طرح وَدَاع بھی داؤ کی زیر اور زیر کے ساتھ درست ہے۔ اس حج کو حَجَّةُ الْوَدَاعِ کہنے کا باعث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو الْوَدَاعِ کہا اور وصیت فرمائی کہ میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا۔ نیز صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ سے گواہی لی کہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات ان تک پہنچا دیئے ہیں۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۴

۱۱ حَجَّةُ الْإِسْلَام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں حج کی فرضیت کے بعد آپ ﷺ نے یہی حج کیا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ صفحہ ۱۰۴

۱۲ نبی کریم ﷺ نے احکام شرع لوگوں تک پہنچا دیئے اس لئے اس حج کو حَجَّةُ الْبَلَاغِ کہا جاتا ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۴

۱۳ آیہ کریمہ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ: ۲) ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ تمہارے لئے دین اسلام پر راضی ہو گیا) اس حج میں وقوف عرفہ کے دوران نازل ہوئی اس لئے اس حج کو حج التمام والکمال بھی کہا جاتا ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۴

۱۴ ہجرت کے بعد حج پر جانے تک حضور اکرم ﷺ ۷۳ سے ہر سال (عید قربان پر) دو قربانیاں ذبح فرمایا کرتے تھے ایک قربانی اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور دوسری قربانی اپنی امت کی طرف سے۔ ہجرت سے پہلے مکہ میں نبی کریم ﷺ ہر سال حج فرمایا کرتے تھے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۵

ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کا عامل حضرت سباع بن قرفطہؓ سے غفارِ نبی ﷺ کو مقرر فرمایا۔

(۲) مکہ مکرمہ میں داخلہ اور عرفات میں وقوف

اس سال ذوقعدہ کا چاند انتیس روز کا تھا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے مکہ معظمہ میں ۱۲ ذی الحجہ بروز اتوار بوقت صبح نزولِ اجلال فرمایا۔

آپ ﷺ نے عرفات کے میدان میں جمعہ ۱۲ کے دن وقوف فرمایا۔

(۳) حج نبوی کے ہمراہوں کی تعداد

حضور رسالت مآب ﷺ نے حج کے ارادہ سے مکہ مکرمہ روانگی کی خبر اطراف و جوانب میں بھیج دی۔ اس وجہ سے لوگ ہر طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے لئے اٹھ پڑے ۱۰۰ چنانچہ ایک لاکھ تیس ہزار صحابہ کرامؓ کا جم غفیر آپ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ یہ تعداد ان صحابہ کرام کے علاوہ تھی جو مکہ مکرمہ میں تھے اور یمن سے حضرت علیؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ آئے تھے۔ علامہ زر قانیؒ نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں اس طرح فرمایا ہے۔

۱۔ بذل القوہ میں ان کا نام سباع بن قرفطہ درج ہے اور حاشیہ میں نسخہ ثانیہ کے مطابق سباع بن عرفہ ہے لیکن یہ سو کاتب ہے ان کا نام سباع بن قرفطہ ہے۔ ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۲۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۶۔ الاستیعاب علی حاشیہ الاصابہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۔ الاصابہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳

۲۔ المواہب اللدنیہ میں ہے اور علامہ زر قانیؒ نے اسے ثابت رکھا کہ یہ امر ثابت اور قوتاً سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عرفات کے میدان میں وقوف جمعہ کے دن فرمایا تھا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سال ذی الحجہ کی پہلی تاریخ جمعرات کو تھی۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۶

۳۔ علامہ عبدالرحمن بن جوزیؒ نے سفر السعادت میں فرمایا کہ حجاج کرام کی تعداد حساب اور گنتی سے باہر تھی۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا کہ علماء نے فرمایا آگے پیچھے دائیں بائیں جد ہر نظر اشقی سوار اور پیدل ہی دکھائی دیتے۔ ان کی تعداد معلوم نہیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ اس سفر میں اتنے آدمی جمع تھے کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ایک روایت کی رو سے ان کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ اس سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۲۷

(۴) ہدی کے اونٹ

حضرت سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے ایک سو اونٹوں کو قِلَادَہ پہنا کر ساتھ لے لیا۔ احرام سے فراغت کے وقت اپنی عمر مبارک کے سالوں کی تعداد کے برابر تریسٹھ اونٹ اپنے دَسْتِ اَقْدَس سے ذبح فرمائے۔ باقی ستائیس کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور انہیں اپنی ہدی میں شریک فرمالیا۔ ۱۷

(۵) حج مفرد یا قرآن تھا

ذوالحلیفہ سے نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے حج مفرد کا احرام زیب تن فرمایا۔ جب آپ ﷺ وادی عقیق میں پہنچے جو ذوالحلیفہ کے نزدیک ہی ہے حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور (اللہ تعالیٰ کا حکم) یوں پیش کیا۔

”اس بابرکت وادی میں دو رکعت ادا کیجئے اور یوں کہیے میں عمرہ کو حج میں داخل کرتا ہوں۔“ چنانچہ آپ ﷺ نے عمرہ کو حج میں داخل فرمایا اس طرح یہ حج قرآن ہو گیا۔ ۱۸

(۶) حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی ولادت

نبی پاک ﷺ ذوالحلیفہ میں تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں ان کے ہاں حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے بارگاہ نبوی میں پیغام بھیجا کہ وہ کیا کریں از شاد نبوی ہوا۔ غسل کر لو نفاس کی گندگی کے لئے کپڑا رکھ لو اور احرام باندھ لو۔

- ۱۷ نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے قریب پانچ چھ اونٹ ذبح کے لئے لائے جاتے تو ہر اونٹ قریب ہوتا دوسرے کو دھکیل کر دور کرتا تا کہ نبی پاک ﷺ پہلے اسے ذبح فرمائیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۷۳۔ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۶۰
- ۱۸ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ذبح شدہ اونٹوں کی کھالوں، گوشت اور جھولوں کو غُزْیا اور مُسَکِین پر تقسیم کر دیں، قصابوں کو اس میں سے کچھ نہ دیں، اُذْوَاجِ مُطَهَّرَات کی طرف سے گائیں ذبح کی گئیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ صفحہ ۶۷۳
- ۱۹ نبی کریم ﷺ کا یہ حج مبارک کونسی قسم کا تھا اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ ان روایات میں ایک مصنف رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی۔ تفصیل کے لئے دیگر کتب مَطُولَاتِ ملاحظہ فرمائیں۔ سَفَرُ السَّعَادَات اور اس کی شرح میں ہے کہ ان احادیث کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے پہلے مفرد حج کا احرام باندھا زان بعد عمرہ کو حج میں داخل فرمایا اس طرح آپ ﷺ کا حج قرآن بن گیا اور تمتع کے بارے میں روایات اپنے لغوی معنے پر محمول ہیں یعنی ایک سفر میں دو عبادتوں کے حصول کا نفع اٹھایا شرح سَفَرُ السَّعَادَات صفحہ ۳۳۱

(۷) گور خر کے ہدیے کی واپسی

حجۃ الوداع کے سفر کے دوران جب حضرت محبوب کائنات ﷺ ابو آء اور ودان کے مقام پر پہنچے حضرت صعب بن جشمہ کثیسی رضی اللہ عنہ نے زندہ گور خر بطور ہدیہ پیش کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا۔ ۱۷
میں کہتا ہوں ۸۱ھ کے واقعات میں گذر چکا کہ رائج قول یہ ہے کہ حدیبیہ کی طرف جاتے ہوئے یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ حجۃ الوداع کے سفر کے دوران اس واقعہ کے پیش آنے کی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔ اس کو غور سے سمجھ لیں۔ ۱۸

(۸) حدی خوان

حجۃ الوداع کے لئے جاتے ہوئے دورانِ سفر نبی کریم ﷺ نے مردوں کے اونٹوں کے لئے حدی خوان حضرت برآء ۱۷ بن مالک رضی اللہ عنہ اور عورتوں کے اونٹوں کے لئے سیاہ قام حضرت انجہ حبشی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ ان کی کنیت ابو ماریہ تھی۔

۱۷ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے جب اس ہدیے کو لوٹانے کی وجہ سے حضرت صعب رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر دل شکنی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو فرمایا ہم نے اس ہدیہ کو اس لئے لوٹا دیا ہے کہ ہم حالتِ احرام میں ہیں۔ الزرقانی علی المواہب جلد ۸/ صفحہ ۱۵۸۔
۱۸ ۸۱ھ غزوہ حدیبیہ کے دوران واقعہ پیش آیا اس کا تعلق حضرت ابو قتادہ کے ساتھ ہے جو اس وقت احرام کی حالت میں نہ تھے اور حجۃ الوداع کے سفر کے دوران کے واقعہ کا تعلق حضرت صعب بن جشمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے جو ودان اور ابواء میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۳۶۔ علمائے سیرت نے حضرت صعب رضی اللہ عنہ کے واقعے کو حجۃ الوداع کے دوران بیان فرمایا ہے۔ اس لئے مصنف رحمہ اللہ کا ارشاد کہ حجۃ الوداع کے سفر کے دوران اس واقعے کے پیش آنے کی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں عمل نظر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۱۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے ایک قول کے مطابق حقیقی بھائی تھے۔ دوسرے قول کی رو سے صرف باپ کی جانب سے بھائی تھے۔ بذکر کے سوا تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”بہت سے پر اگندہ بالوں والے، غبار آلودہ چہروں والے، جن کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔ برآء بن مالک بھی ایسے لوگوں میں سے ہیں“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایرانی فتوحات کے دوران جنگِ تستر میں مسلمان ہزیمت اٹھانے لگے۔ اس پر مسلمانوں نے حضرت برآء رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اللہ پر قسم کھائیں (کہ ہم کو فتح نصیب ہو) تو انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! جب تو نے ہم کو کندھے اور شانے عطا فرمائے اور مجھے اپنے نبی تک پہنچایا میں تجھ پر فتح کے لئے قسم کھاتا ہوں۔ یہ کہہ کر حملہ کیا اوروں نے بھی آپ کا حملہ میں ساتھ دیا۔ ایرانی سپاہیوں میں سے ہرمزان کو قتل کیا، اس کا سامان اتارا، ایرانی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حضرت برآء رضی اللہ عنہ نے بھی جامِ شہادت نوش فرمایا۔ یہ ۲۰ھ یا ۲۳ھ کا واقعہ ہے۔ الزرقانی علی المواہب اللہ نیہ جلد ۸/ صفحہ ۳۷۷

حضرت اُنَجَّہ رضی اللہ عنہ خوش آواز تھے۔ مَسْتَوْرَات میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضرت اُنَجَّہ رضی اللہ عنہ نے جب حُدی خوانی شروع کی تو اونٹ بہت تیزی سے چلنے لگے۔ اس پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اُنَجَّہ! ذرا آہستہ! شیشیوں سے نرم برتاؤ کرو۔“ ایک روایت میں ہے: ”شیشیوں کو مت توڑو۔“ شیشیوں سے مراد ضعیف مَسْتَوْرَات ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری، مسلم اور دیگر کتب احادیث میں ہے۔ حضرت علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اُسد الغابہ میں فرمایا: ”یہ حَجَّۃُ الْوَدَاع کے سفر کے دوران کا واقعہ ہے۔“

(۹) حالتِ احرام میں چھپنے

حَجَّۃُ الْوَدَاع میں مکہ مکرمہ کی جانب سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اور روزے کی حالت میں سر مبارک کے درمیان چھپنے لگوائے یہ واقعہ لُحْیِ جَمَل کے مقام پر پیش آیا جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے۔ ۱۔ لُحْیِ جَمَل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے نسبتاً زیادہ قریب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل مبارک سے روزہ دار کے لئے چھپنے لگوانے کی ممانعت منسوخ ہو گئی۔ ۲۔ قبل ازیں ممانعت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما رکھا تھا کہ۔

”چھپنے لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔“

(۱۰) اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی عمرے سے فراغت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حج

اور عمرے کی کیفیت

حَجَّۃُ الْوَدَاع میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور تمام اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن مختلف ہودجوں میں شریک سفر تھیں۔ جب وہ عمرہ کے طواف سے صفا اور مَرَوَہ کی سعی سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے احرام کھول دیا۔ لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مکہ مکرمہ میں داخلہ سے قبل مقام بَرَف میں حیض شروع ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ عمرہ کے احرام کو حج میں تبدیل کر لیں۔ چنانچہ نے انہوں نے ایسا ہی کیا اور حج

۱۔ صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۲۳۸۔ لُحْیِ جَمَل کے تین تلفظ مروی ہیں۔ (۱) ل + ح + ی + ج + م + ل لُحْیِ جَمَل (۲) ل + ح + ی + ج + م + ل لُحْیِ جَمَل (۳) ل + ح + ی + ج + م + ل لُحْیِ جَمَل صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۲۳۸

۲۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ تا ۲۴۱ میں چھپنے لگانے کی مختلف روایات کو جمع کیا گیا ہے۔

سے فراغت تک وہ حالتِ احرام میں رہیں۔ زائے بعد انہوں نے احرام کھولا۔ اس پر آپ ﷺ نے لگیں اور کہنے لگیں اور لوگ تو دو عبادتیں کر کے واپس لوٹ رہے ہیں اور میں صرف ایک عبادت ہی کر سکی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ان کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر ﷺ کے ساتھ تنعیم سے عمرہ کروادیا۔ ۱۰

(۱۱) قِصْوَاءِ اوْٹنی پر وُقُوفِ عَرَفَات

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے عَرَفَات کے میدان میں اپنی اوٹنی قِصْوَاءِ پر وُقُوف فرمایا۔

(۱۲) میدانِ عَرَفَات میں خُطْبہ

عَرَفَات کے میدان میں نبی کریم ﷺ نے اپنی اوٹنی پر ایک عظیم اور بلند خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں مناسک حج اور باقی احکامِ اسلام تعلیم فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جاہلیت کے سارے قتلِ معاف، جاہلیت کے سارے سُودِ معاف، سب سے پہلے میں ابنِ ربیعہ بن حَارِثؓ کا قتلِ مُعاف اور باطل کرتا ہوں۔ سب سے پہلا سُود جسے میں معاف اور باطل کرتا ہوں (حضرت) عَبَّاس بن عَبْدِ الْمُطَّلِبؓ کا سُود ہے۔“

(۱۳) میدانِ عَرَفَات میں ظہر اور عصر کو جمع کرنا

عرفہ کے دن حضورِ اکرم نورِ مجسم ﷺ نے نمازِ ظہر اور عصر کی نماز کو عصر کے وقت سے پہلے، ظہر کے وقت میں جمع فرمایا۔ اس کے لئے ایک اذان اور دو اقامتیں پڑھی گئیں۔ ۱۱

۱۰ منیٰ سے کوچ فرما کر نبی کریم ﷺ نے وادیِ مُصَبِّب میں قیام فرمایا ظہر، عصر، مغرب اور عشا اسی وادی میں ادا فرمائیں۔ آپ ﷺ کا عشا تک توقف حضرت عائشہ صدیقہؓ کے عمرہ کی ادائیگی کی وجہ سے ہوا اگر یہ وجہ نہ ہوتی تو ممکن ہے اس سے بھی کم وقوف فرماتے۔ چونکہ ابھی رات مکمل نہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ عمرہ سے فارغ ہو گئیں اور مُصَبِّب واپس لوٹ آئیں اس لئے نبی کریم ﷺ نے کوچ کا اعلان فرمایا اور سب مدینہ منورہ کوچ کر گئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۷۷-۶۷۸

۱۱ حضرت ربیعہ بن حَارِثؓ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد تھے اور عمر میں آپ ﷺ سے زائد تھے۔ ان کے لڑکے کا نام ایاس تھا۔ بنی سَعْد میں دودھ پیتا تھا۔ یہ قبیلہ دودھ پلانے میں مشہور تھا۔ بنی سَعْد اور ہِزَل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ایک پھر ایاس کو لگا جس سے اس کی وفات ہو گئی بنو عبدالمطلب اس کے خون کے دعویدار تھے نبی کریم ﷺ نے اس خون کو معاف فرما دیا اور اپنے خاندان کو اس دعوے سے باز رکھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۶۳

۱۲ حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان پڑھیں دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل کوئی نماز ادا نہ فرمائی یہ وُقُوف میں عجلت اور دعا میں زیادہ وقت گزارنے کے لئے کیا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۶۶

(۱۴) الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الخ کا نزول

عَرَفَات کے میدان میں خطبہ کے وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (المائدہ: ۲۰)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کمال کر دیا۔ اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پر راضی ہو گیا۔ ۱۴

(۱۵) مُزْدَلِفَہ کی جانب روانگی

مذکورہ بالا خطبہ سے فراغت کے بعد نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے عَرَفَات میں وَقُوف فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا پھر عَرَفَات سے مُزْدَلِفَہ کی جانب کوچ فرمایا۔ ۱۵

(۱۶) مَلْبُوسَات جن کو حالتِ احرام میں پہننا جائز نہیں ہے

آپ ﷺ ابھی عَرَفَات کے میدان میں ہی تھے کہ ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”مَحْرَم کون سے کپڑے پہنے؟“ حضرت سَيِّدُ الْكَوْنِینِ ﷺ نے فرمایا: ”قَمِیص، شَلْوَار، عَمَامَہ، ٹوپی اور موزے نہ پہنے اگر جوتے نہ مل سکیں تو موزے پہن سکتا ہے لیکن ٹخنوں کے نیچے سے ان کو کاٹ ڈالے۔ ورس اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے۔“ ۱۶

۱۴ حدیث شریف میں ہے شیطان کو اس دن سے زیادہ ذلیل و خوار اور غم و غصہ میں مبتلا کسی اور دن نہ دیکھا گیا جیسا کہ وہ عرفہ کے روز نبی آدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے نزول پر ہوا تھا۔ البتہ ایک دن اور ہے اور وہ روزِ بدر ہے۔ جبکہ اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی صفوں کو ترتیب دے رہے ہیں۔ اس دن بھی شیطان بہت ذلیل و خوار ہوا۔ اگرچہ اس آیہ کریمہ کا نزول مسلمانوں کی خوشی اور عید کا باعث تھا لیکن بعض دانا اور رمز آشنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے فرقت کا وقت قریب آن پہنچا ہے جس سے ان کے دل دہل گئے اور وہ شکستہ خاطر ہو گئے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۶۷

۱۵ حضرت اَسَامَہ بن زید رضی اللہ عنہ اس وقت نبی کریم ﷺ کے پیچھے اونٹ پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے منار کھینچ رکھی تھی اور فرمایا اے لوگو! آرام سے چلو۔ اطمینان سے رہو تیز چلنے میں نیکی نہیں ہے اور عجلت میں پرہیزگاری نہیں ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۶۷ آپ ﷺ نے منار مبارک کو اس شدت سے کھینچا کہ قُصُوء کا سر کجاوے سے آگیا۔ راستہ میں جب ریت کا ٹیلہ آتا تو منار کو ڈھیلہ چھوڑ دیتے تھے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۸/ صفحہ ۱۸۳

۱۶ بخاری جلد ۸/ صفحہ ۲۰۹

ایک روایت میں ہے کہ حجۃ الوداع کی جانب روانگی سے پہلے، مدینہ منورہ کی مسجد میں خطبہ کے دوران یہ ارشاد فرمایا، علامہ قسطلانی نے صحیح بخاری کی شرح میں فرمایا: اس ارشاد کو تعدد پر محمول کرنا چاہئے۔
(۱۷) محرم کا کفن

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ عرفات میں وقوف فرما رہے تھے کہ ایک شخص کی اونٹنی نے اسے گرا دیا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ”اس کے چہرے اور سر کو (کفن سے) نہ ڈھانپو اور نہ ہی اسے خوشبو لگاؤ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔“
یہ حدیث پاک صحیح بخاری ۱۷۰۰ وغیرہ کتب میں مروی ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے احناف اور شوافع میں محرم کے بارے میں اختلاف ہے۔ ۱۷

شافعی کہتے ہیں کہ ہر محرم کے ساتھ (جب اس کا انتقال ہو جائے) یہی کرنا چاہئے لیکن احناف کہتے ہیں یہ حکم (نبوی) صرف اسی شخص کے ساتھ خاص ہے (دیگر افراد جو حالت احرام میں فوت ہوں ان کا حکم یہ نہیں ہے) حدیث پاک میں الفاظ از قبیل خاص ہیں نہ کہ از قبیل عام کیوں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ”اس کا چہرہ اور اس کا سر“ (نہ ڈھانپو) اسے (خوشبو نہ لگاؤ۔) ”وہ“ (قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا) یہ نہ فرمایا ”محرم کا چہرہ اور سر“ (نہ ڈھانپو) ”محرم کو خوشبو نہ لگاؤ۔“ کیونکہ ”محرم قیامت کے روز تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔“

(۱۸) حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا اعزاز۔۔۔۔۔ زویف نبی کریم ﷺ

حضرت رسالت مآب ﷺ جب عرفات کے میدان سے واپس چلے تو حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا۔

(۱۹) وقوف مزدلفہ اور خطبہ

مزدلفہ میں نبی اکرم ﷺ نے صبح کے وقت وقوف فرمایا نیز عظیم الشان دو سرا خطبہ ارشاد فرمایا۔

(۲۰) منیٰ میں آمد اور رمی

اس خطبہ سے فراغت کے بعد حضور اکرم ﷺ منیٰ میں تشریف لائے اور جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں

(۲۱) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو روئف بنانا

مُزَوِّفَہ سے واپسی منیٰ کی جانب سفر میں آپ ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔

(۲۲) حج بدل کے بارے میں سوال اور ارشاد نبوی

حضرت نبی کریم ﷺ روزِ عید جب حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کر کے مَحْوَ سفر تھے کہ قَبِيلَہ خَشْعَم کی ایک عورت آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی جس کا نام معلوم نہیں۔

اس نے سوال کیا کہ اس کے عمر رسیدہ ضعیف والد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج فرض ہو چکا ہے لیکن وہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیا میرے لئے جائز ہے کہ اس کی طرف سے حج یا عمرہ کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے والد کی جانب سے حج اور عمرہ ادا کرو۔ ۱۷

(۲۳) منیٰ میں خطبہ نبوی

یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) کو جَمْرَةُ عَقَبَہ کی رمی سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک عظیم الشان بلیغ ارشاد فرمایا۔ لوگوں پر واضح فرمایا: ”تمہارے خون، مال اور عزتیں آپس میں تم پر اس دن، اس شہر اور اس مہینہ کی مانند حرمت والے ہیں۔“

نیز بیان فرمایا کہ حرمت والے مہینے چار ہیں۔ اس خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا زمانہ اس ہیئت پر دوبارہ پلٹ آیا جس پر حق تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا فرمایا۔ ۱۸ اس کے علاوہ باقی احکام بھی بیان فرمائے۔

۱۷ حضرت فضل رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور ان کی وجہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت اَبُو الْفَضْل تھی۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۸ / صفحہ ۱۸۹۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے بال مبارک بہت خوبصورت تھے رنگ سفید تھا اور خوش شکل تھے۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۸ / صفحہ ۱۹۰

۱۸ اس حدیث کو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۸ / صفحہ ۱۹۱

۱۹ یعنی حج دوبارہ ذی الحجہ کے مہینہ میں آگیا اس سے پہلے نِسْی کے باعث مشرکین حج کا وقت دوسرے مہینوں میں مقرر کر لیتے تھے تاکہ ان کو جنگ کی رخصت حاصل رہے۔

(۲۴) ہدی کے جانوروں کو ذبح فرمانا

یوم نحر کے دن ہی، جَمْرَةُ عَقَبَہ کی رمی اور خطبہ سے فراغت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے منیٰ کے میدان میں، اپنی عمر مبارک کے سالوں کی تعداد کے برابر تریسٹھ اونٹ اپنے دُستِ اقدس سے ذبح فرمائے۔ جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

(۲۵) ہدی کا گوشت تناول فرمانا

ہدی کے جانوروں کے ذبح سے فراغت کے بعد، یوم نحر ہی کو آپ ﷺ نے ہر اونٹ سے گوشت کا کچھ حصہ لینے کا حکم دیا پھر اس (سارے گوشت) کو ہانڈی میں ڈال کر پکایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو تناول فرمایا نیز اس کا شوربہ نوش فرمایا۔

(۲۶) سرمبازک مندوانا

ذی الحجہ کی دس تاریخ کو ہدی کے ذبح کے بعد حضرت رسالت مآب ﷺ نے سرمبازک مندوایا لے اور اخرام کھول دیا۔

(۲۷) طواف زیارت

اخرام سے فراغت کے بعد یوم نحر کو آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ ظہر کے وقت طواف زیارت،

۱۔ نبی کریم ﷺ کے سرمبارک کے بال مونڈنے کا شرف حضرت منعم بن عبد اللہ بن نافع بن نضلہ قرشی ندوی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے ہجرت حبشہ فرمائی، ہجرت مدینہ کے بعد میں تاخیر کی بالاخر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۶۰ حضرت منعم رضی اللہ عنہ اُسترہ ہاتھ میں لے کر رسالت مآب ﷺ کے سر پر کھڑے ہوئے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا اے منعم! اللہ کے رسول نے تجھے اپنے کانوں کی لو پر قدرت بخشی ہے اور تیرے ہاتھ میں اُسترہ ہے۔ حضرت منعم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ دائیں جانب سے مونڈنے کا آغاز کریں۔ اس طرف سے فراغت پر وہ بال اس طرف موجود صحابہ میں تقسیم فرمادیے۔ پھر بائیں جانب کی طرف اشارہ فرمایا انہوں نے اس طرف کے بال بھی مونڈے تو ان بالوں کو حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس طرف کے بال حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے وہ بال مردوں اور حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے عورتوں میں تقسیم فرمائے۔ تاکہ وہ ان سے برکت حاصل کریں۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے منتخب فرمانے میں اشارہ تھا۔ کہ آپ ﷺ کی قبرِ انور آپ رضی اللہ عنہ نے کھودی اور لحد تیار فرمائی اور اس کے لئے کچی اینٹیں تیار کیں۔ الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۸/ صفحہ ۱۹۵/ ۱۹۶ شرح سفر السعادت صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱

سات پھیرے ادا فرمایا یہ طواف رکن ہے۔ زَمَزَم شریف پر تشریف لائے پانی پیالہ اور واپس لوٹ گئے۔ منیٰ میں تین دن قیام فرمایا اور جَمْرُوں کو رمی فرماتے رہے۔ یہ دن اتوار پیر اور منگل کے تھے۔ بدھ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے طوافِ وداع فرمایا اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ فرمادیا۔

(۲۸) مُعْجَزَةُ نَبِيِّ---- وَلَادَتْ كَيْسَةَ كَلَام

جن ایام میں نبی پاک صاحبِ لَولَاک ﷺ حَجَّةُ الْوَدَاع میں مصروف تھے آپ ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوا۔ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک بچہ لایا گیا جو اسی دن پیدا ہوا حضرت رسولِ کریم ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ”میں کون ہوں۔“ بچے نے جواب دیا۔ ”آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“ اس پر فرمایا: ”تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے۔“ پھر وہ بچہ جوان ہونے تک کلام کرتا رہا لوگ اسے ”مُبَارَكُ الْيَمَامَةِ“ کہتے تھے۔

(۲۹) سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ كَانَزُول

حَجَّةُ الْوَدَاع کے دنوں میں، جب نبی اکرم ﷺ عَرَفَةَ کی رات منیٰ میں تھے، مسجد خُيَف کے قریب ایک غار میں، سورہ الْمُرْسَلَاتِ نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے اسے بغیر دیر کئے، فی الفور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پڑھنا شروع فرمادیا۔ اس سورت کی قرأت کی سماعت کے لئے ایک سانپ نکل آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے جلدی میں مارنے لگے لیکن وہ کہیں غائب ہو گیا۔ اس پر ارشاد نبوی ہوا۔ وہ تمہاری ایذاء سے بچ گیا اور تم اس کی ایذاء سے بچ گئے۔ صحیح بخاری ۱۷ اور اس کی شروح میں یہ واقعہ موجود ہے۔

(۳۰) غَدِيرُ خُمٍّ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد

حَجَّةُ الْوَدَاع سے واپسی پر، مدینہ منورہ کی جانب سفر کے دوران، جب نبی کریم ﷺ غَدِيرُ خُمٍّ کی منزل پر پہنچے جو حُجَفَّہ کے قریب ہے، آپ ﷺ نے نمازِ ظہر ادا فرمائی اس کے بعد ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا:

۱۔ زَمَزَم پر پانی کھینچنے کا منصب حضرت عَبَّاس اور ان کی اولاد کے سپرد تھا۔ انہوں نے ایک دُؤل کھینچ کر بارگاہِ نبوت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے کھڑے کھڑے اسے نوش فرمایا۔ دورانِ طواف نبی کریم ﷺ سواری پر تشریف فرماتے تھے تاکہ تمام لوگ آپ کا مشاہدہ کرتے رہیں اور طواف کی کیفیت سیکھ لیں۔ آپ ﷺ کی اونٹنی مسجد کو آلودہ کرنے سے محفوظ تھی۔ مدارج النبوت

جلد ۲ صفحہ ۶۷۳، ۶۷۵

۲۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۳۳

إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ مَوْلَايَ وَأَنَا مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ

ترجمہ: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا محبوب ہے اور میں ہر صاحب ایمان کا محبوب ہوں۔“

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ
وَأَنْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَأَدْرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ كَانَ۔

ترجمہ: جس کا میں محبوب ہوں علی اس کا محبوب ہے۔ اے اللہ! اس شخص سے محبت فرما جو اس سے

محبت کرتا ہے اور اس سے عداوت رکھ جو اس سے عداوت رکھتا ہے۔ جو اسے رُسوا کرنے کی کوشش کرے اسے ذلیل فرما جو اس کی مدد کرے اس کی مدد فرما۔ یہ جہاں بھی ہو حق کو اس کے ساتھ پھیر

دے۔“ لہ

لہ یہ ارشاد نبوی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بے حد فضل و تکریم پر دلالت کرتا ہے اہل ایمان کو ان کے ساتھ محبت کی ترغیب و تحریص دلاتا ہے۔ بغض و عداوت سے ڈراتا ہے۔ اس حدیث کے وارد ہونے کا باعث یہ ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن میں عامل تھے تو کچھ لوگوں کو آپ رضی اللہ عنہ سے بعض معاملات میں شکایت اور اعتراض پیدا ہو گئے تھے جو جہنی برحق نہ تھے۔ مثلاً حضرت بُرَیْدَةُ السُّلَمِیُّ رضی اللہ عنہ جس کا ذکر صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ اس ارشاد نبوی کے بعد حضرت بُرَیْدَةُ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے تمام لوگوں سے محبوب ہو گئے۔“

شیعہ و زوائض اس حدیث کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافضل پر نعتِ قطعی شمار کرتے ہیں جو ان کے اپنے اصول کے مطابق بھی غلط ہے۔ کیونکہ نعتِ قطعی کے لئے ان کے نزدیک بھی تواتر شرط ہے حدیث جب تک متواتر نہ ہو اس سے امانت پر استدلال درست نہیں ہے۔ یہ حدیث اگرچہ صحیح ہے لیکن متواتر نہیں۔ بعض علماء نے اس کی صحت میں بھی کلام کیا ہے۔

شیعوں کا کہنا ہے کہ اس حدیث نبوی میں مولیٰ کا معنی اوّلیٰ بالتصرف ہے۔ اوّلیٰ بالتصرف ہونا ہی عین امامت ہے۔ اس کے بارے میں گذارش ہے کہ لفظ ”مولیٰ“ اوّلیٰ کے معنی میں لغت کی کسی کتاب میں مذکور نہیں اگر اس کو ”اوّلیٰ“ کے معنوں میں تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس کے ساتھ ”بالتصرف“ کا لاحقہ بالکل لایعنی اور غلط ہے۔ لفظ ”مولیٰ“ کئی معنوں میں مشترک ہے جو دس سے زائد ہیں اور لغت کی کسی کتاب میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ جس لفظ کے اس قدر مختلف معانی ہوں حتیٰ کہ غلام، لڑکا، تابع حکم پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہو اس سے بغیر کسی قرینہ کی موجودگی کے کسی خاص معنی کا استدلال کرنا سینہ زوری کے سوا کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہاں مولیٰ کا معنی ”محبوب اور ناصر“ ہے کیونکہ شیعہ اور سنی دونوں اس معنی پر اعتقاد رکھتے ہیں نیز ”اللہم وال“ اور ”عاد“ کے الفاظ بھی اس معنی کو متعین کرتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے اختلافی مسائل پر مشتمل کتب جیسے تحفہ اثنا عشریہ فارسی صفحہ ۴۱ تا ۴۲ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۱) اِرْشَادِ نبوی --- رَمَضَانُ الْمُبَارَك کا عمرہ حج کے برابر ہے

حجۃ الوداع سے فراغت کے بعد سرور کائنات فخرِ موجودات ﷺ واپس مدینہ منورہ تشریف لا چکے تو حضرت اَبُو سَنَانِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی زوجہ محترمہ حضرت اُمِّ سَنَانِ اَنْصَارِیَّہ سے پوچھا:

”ہمارے ساتھ حج کرنے سے تجھے کونسا امر مانع تھا۔“

انہوں نے عرض کیا۔ ”میرے پاس سواری نہ تھی کہ حج کو جاتی۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رَمَضَانُ الْمُبَارَك میں عمرہ کر لو کیونکہ رَمَضَانُ الْمُبَارَك کا عمرہ حج کے برابر ہے۔“ لے

ایک روایت میں ہے۔

”میرے ہمراہ حج کے برابر ہے“ ہر دو روایتیں صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

(۳۲) سرکارِ دو عالم ﷺ کی لونڈی

حضرت رَیْحَانَةُ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا وصال

اس سال، مدینہ منورہ میں، حضرت نبی کریم ﷺ کی لونڈی حضرت رَیْحَانَةُ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا وصال حجۃ الوداع سے واپسی کے ایام میں ہوا۔ آپ ﷺ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھیں۔ مدینہ طیبہ آنے کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ لے

(۳۳) لوگوں کی تعلیم کے لئے حضرت جبریل امین علیہ السلام کی بارگاہِ نبوی میں حاضری

اسی سال، لوگوں کی تعلیم دین کے لئے حضرت جبریل امین علیہ السلام بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ایک

لے صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۲۳۹

لے اصحاب میں ہے کہ بعض علماء کے نزدیک آپ کا نام رَیْحَانَةُ ہے اور والد کا نام شَمْعُون تھا آپ کا تعلق بنی قریظہ یا بنی نضیر سے تھا۔ قیدیوں میں شامل تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایمان پیش کیا لیکن وہ یہودیت کے علاوہ کسی اور دین پر راضی نہ تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں علیحدہ فرما دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سرکارِ دو عالم ﷺ تشریف فرما تھے کہ پیچھے سے چلنے کی وجہ سے جوتوں کی آواز سنائی دی فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ہیں رَیْحَانَةُ کے ایمان لانے کی خوش خبری دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان پر آزادی نکاح اور پردہ کی پیش کش فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا مجھے اپنے ملکیت میں رکھ لیں یہ میرے اور آپ کے لئے آسان ہے۔ ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرمایا اور نکاح فرمایا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۳

قول کی رو سے آپ کی یہ حاضری ۱۹ھ کو ہوئی جس کا مفصل بیان ۱۹ھ کے واقعات میں گذر چکا ہے۔ ۱۷
(۳۴) مُسَيِّلَمَہ کَذَّاب کی مدینہ منورہ میں آمد

اس سال مُسَيِّلَمَہ کَذَّاب خَذَلَهُ اللہُ اپنی قوم بنی حَنَیْفَہ کے وفد کے ہمراہ مدینہ منورہ آیا۔ یہ نِیَآمَہ کا رہنے والا تھا۔
وفد کے افراد کی تعداد سترہ تھی۔ مُسَيِّلَمَہ کے سوا باقی سب نے نبی پاک ﷺ کے سامنے اِیْمَان قبول کر لیا۔ ۱۸
مُسَيِّلَمَہ کہنے لگا۔ ”اگر محمد (ﷺ) اپنے بعد خَلَافَت مجھے عطا فرمائیں تو میں ان کی اتباع کروں گا اور ایمان قبول کر لوں گا۔“

نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے سر پر کھڑے ہوئے۔ دَسْتِ اَقْدَس میں کھجور کی
شاخ کا ایک ٹکڑا تھا۔ آپ ﷺ نے مُسَيِّلَمَہ کَذَّاب سے فرمایا:
”اگر تو اس ٹکڑے کی مانند بھی طلب کرے تو میں تجھے نہ دوں گا۔ اور تو اپنے مرتبہ سے ہرگز نہ بڑھے گا۔“
ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نے ایمان قبول کر لیا تھا اس کے بعد پھر مُرْتَد ہو گیا ۱۹ھ اور ۱۸ھ کو حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خَلَافَت کے زمانہ میں اسے جہنم رسید کر دیا گیا جیسا کہ ۱۸ھ کے واقعات میں آئے گا۔
۱۹

۱۷ حضرت جبریل امین علیہ السلام انسانی صورت میں حاضر ہوئے بال خوب سیاہ، لباس بغایت سفید اور شکل نہایت حسین و جمیل تھی۔ اس
طرح کہ تمام اہل مجلس حیران رہ گئے۔ حضور اکرم ﷺ کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے۔ اسلام، ایمان، احسان، قیامت اور اس کی نشانیوں
کے بارے میں سوالات کئے اور نبی کریم ﷺ نے جوابات عنایت فرمائے ازاں بعد مجلس سے چلے گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تلاش کے
باوجود انہیں نہ پایا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل تھے جو تمہیں دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کے
اول میں موجود ہے اسے حدیث جبریل بھی کہتے ہیں مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۸۶

۱۸ نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کو زمین کے خزانے عطا کئے گئے اور سونے کے دو ٹکڑے آپ ﷺ کی ہتھیلیوں میں
رکھے گئے جو بوجھل محسوس ہوئے اس پر آپ کو وحی کی گئی کہ پھونک ماریں جب آپ ﷺ نے پھونک ماری تو وہ اتر گئے۔ نبی
کریم ﷺ نے اس کی تعبیر دو جھوٹے نبیوں سے کی ایک مُنْعَاہ کا اَسْوَد خُشْی اور دوسرا نِیَآمَہ کا مُسَيِّلَمَہ کَذَّاب صحیح بخاری
جلد ۲ صفحہ ۶۲۸

۱۹ اس نے نبی کریم ﷺ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا ”اللہ کے رسول مُسَيِّلَمَہ کیطرف سے اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب۔ سلام
علیک (نبوت اور حکومت کے) معاملہ میں مجھے آپکا شریک بنایا گیا ہے۔ آدمی زمین ہماری ہے اور آدمی قریش کی لیکن قریش حد سے
تجاوُز کرنے والی قوم ہے“ اس کے جواب میں نبی اکرم (ﷺ) نے لکھا۔ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ کے رسول محمد (ﷺ) (مصطفیٰ ﷺ)
کیطرف سے سخت جھوٹے مُسَيِّلَمَہ کی طرف۔ بلاشبہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے اسکی ملکیت عطا فرماتا ہے۔ خُسن انجام
(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

علماء نے فرمایا ہے کہ مُسَيِّلَمَہ کے ہاتھ سے خلافِ عاداتِ اِسْتِزْجَات ظاہر ہوتے تھے جو اس کے مدعا کے الٹ ہوتے حتیٰ کہ اگر وہ کسی کی عمر درازی کی دعا کرتا وہ شخص اسی وقت مرجاتا۔ اگر کسی شخص کی آنکھوں کی روشنی کے لئے دعا کرتا تو وہ بالکل نابینا ہو جاتا۔ اگر کنوئیں میں پانی کی کثرت کے لئے تھوک ڈالتا تو پانی غائب ہو جاتا۔ کسی آنکھوں والے کی آنکھ میں تھوکتا تو وہ اندھا ہو جاتا۔ کسی بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرتا تو اس کا دودھ ختم ہو جاتا اور وہ تھن سوکھ جاتا۔ کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا وہ تو بالکل گنجا ہو جاتا۔ ایک دفعہ ایک شخص کے دو بیٹوں کے لئے برکت کی دعا کی جب وہ اپنے گھر آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ایک کنوئیں میں گر گیا ہے اور دوسرے کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔

(۳۵) اَسْوَدُ غَنَسِيٍّ كَذَّابٌ كَاظْمُور

یمن میں، اسی برس، ذوالحجہ اَسْوَدُ بن کَعْب غَنَسِيٍّ (ع + ن + س + ی) کَذَّاب کا ظہور ہوا۔ نبی پاک صاحبِ لَؤْلَک ﷺ کے زمانہ میں وہ نبوت کا مدعی تھا۔ اس کا خروج حجۃ الوداع کے بعد ہوا۔ اَسْوَدُ غَنَسِيٍّ کا نام عُبَیْدَہ بن کَعْب تھا اور لقب ذوالحجہ۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی وہ اپنے چہرے پر سیاہ اوڑھنی ڈال کر چھپائے رکھتا تھا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس کا لقب ذوالحجہ (حاء بغیر نقطہ کے ساتھ) تھا۔ جسکی وجہ یہ تھی کہ اس کا ایک سیاہ گدھا تھا جسے اس نے سدھایا ہوا تھا کہ وہ گدھا اسکے سامنے سجدہ کیا کرتا تھا۔ لہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے "یہ خط و کتابت ۱۰ھ کے اواخر میں ہوئی۔ سیرت ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۷۲

۳۷ حضور اکرم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مُسَيِّلَمَہ کَذَّاب کا کاروبار چمک اٹھا۔ ایک لاکھ سے زائد جاہل اُفْرَاد اس کے گرد جمع ہو گئے۔ خلافتِ صدیقی کے دوران حضرت خَالِد بن وَلَیْدؓ کے ساتھ جنگ کے دوران واصل بھنم ہو گیا۔ حضرت خَالِد بن وَلَیْدؓ کے لشکر کی تعداد چوبیس ہزار تھی اور مُسَيِّلَمَہ کے پاس چالیس ہزار فوج تھی۔ فریقین بے جگری سے لڑے ابتداء میں مسلمانوں کے قدم ڈمکائے لیکن بالآخر کُفَّار کو شکست ہوئی اور بھاگ گئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے ثَعَابُ کیا حضرت امیر حَزْرَہؓ کے قاتل حضرت وَحْشِیؓ نے قریب سے اسی خُزْبَہ کے ساتھ اسے قتل کیا جس کے ساتھ حضرت امیر حَزْرَہؓ کو شہید کیا اور فرمایا بحالتِ کفر میں نے بہترین انسان کو قتل کیا اور بحالتِ اسلام میں نے بدترین انسان کو قتل کیا ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴/ صفحہ ۶۸۹

۳۸ اس کے عروج اور زوال کی داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ اَسْوَدُ ابتداء میں کاہن تھا۔ عجیب و غریب باتیں اس سے ظاہر ہوتی تھیں۔ چرب زبانی سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتا تھا۔ مُنْعَاء (یمن) کے علاقہ میں کُسرِیٰ کی طرف سے حضرت بَاذَانَؓ کو رز تھے۔ اللہ کی توفیق سے مشرف بایمان ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں منصب پر بحال رکھا۔ جب ان کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے علاقہ (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۳۶) نجران کے عیسائیوں کا وفد اور آیہ مُبَابِلَہ کا نزول

نجران کے عیسائیوں کو نبی اکرم ﷺ نے مکتوب مُبَارَک تحریر فرمایا نجران یمن کا ایک بڑا شہر ہے۔ جس کے ارد گرد دیہات اور کھیت ہیں مکہ مکرمہ سے سات منزل کے فاصلہ پر ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے مکتوب گرامی میں انہیں اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ ان کے رؤساء میں سے چوبیس مرد حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک عاقب تھا جس کا نام عَبْدُ الْمَسِیح تھا اور عاقب لقب تھا۔ ایک سید تھا اس کا نام آنہم (ا + ن + ی + ہ + م) تھا۔ سید اس کا لقب تھا۔ ان کے بارے میں سورہ آل عمران کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے گفتگو کی اور جھگڑنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت مُبَابِلَہ نازل فرمائی، جو یہ ہے:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا
وَأَبْنَاءَكُمْ الْخ (ال عمران: ۶۱)

ترجمہ: (جو شخص آپ سے جھگڑا کرے بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم آچکا تو آپ فرمادیں آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو تم بلا لو اپنے بیٹوں کو۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں مُبَابِلَہ کرنے کا حکم دیا لیکن وہ اس سے باز رہے اور آپ ﷺ سے مندرجہ ذیل اشیاء ہر سال ادا کرنے پر صلح کر لی۔

(۱) ایک ہزار جوڑا کپڑوں کا۔ ہر جوڑے کی قیمت چالیس درہم ہوگی ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ

چاندی۔ (۲) تیس اونٹ (۳) تیس گھوڑے (۴) تیس زبریں (۵) تیس نیزے

آپ ﷺ نے انہیں صلح نامہ تحریر کر دیا۔ انہوں نے ایمان قبول نہ کیا۔ لہ

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی) کو تین حصہ میں تقسیم کیا ایک حصہ حضرت باذان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شہر بن شہر رضی اللہ عنہ کو

دوسرا حصہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور تیسرا حصہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ انسود کا عروج اسی دوران شروع ہوا۔

اپنے لشکر سے صنعا پر قبضہ کر لیا۔ حضرت شہر بن باذان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور ان کی بیوی کی خواستگاری کی۔ نبی اکرم ﷺ تک اس

کی اطلاعات پہنچیں تو ہدایت فرمائی کہ جس طرح ہو سکے اس کے شر کو ختم کرو۔ حضرت شہر بن باذان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ایک طے

شدہ پروگرام کے مطابق انسود کو کثیر مقدار میں خالص شراب پلائی اپنے چچازاد حضرت فیروز رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ذریعے انسود

کی قیام گاہ میں نقب لگوا کر اسے ذبح کروا دیا۔ ذبح کے دوران اس کے حلق سے گائے کی آواز کی طرح سخت خوفناک آواز نکل۔

پھرے دار دوڑے ہوئے آئے تو اس بی بی نے باہر نکل کر انہیں روکا اور کہا خاموش ہو جاؤ تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال سے ایک دو دن پہلے ہی اس کا خاتمہ کی خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دے دی لیکن عمال کے ذریعے سے یہ

خبر وصال نبوی کے بعد مدینہ منورہ پہنچی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۶۸۹ تا ۶۹۱

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۴/۱۵۹ تا ۱۶۲

(۳۷) حضرت باذان بن ساسان رضی اللہ عنہ کا وصال

ہرام، جو ایران کے ساتھ ساسانی شاہان کے سلسلہ کا ایک بادشاہ تھا کی اولاد سے حضرت باذان بن ساسان رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ عہد نبوی میں شاہ ایران پرویز جب ہلاک ہوا تو حضرت باذان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت باذان رضی اللہ عنہ کسریٰ ایران کی طرف سے یمن کے امیر تھے۔ وہیں انہوں نے ایمان قبول کیا اور اپنے اسلام کی خبر نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں بھیجی۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی طرف سے یمن کی امارت پر بحال رکھا۔ یمن میں یہ اسلامی عہد کے پہلے امیر تھے۔ اور عجم کے بادشاہوں میں سب سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال اسی سال یعنی ۱۰ھ کو ہوا۔

(۳۸) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تقریر بحیثیت عامل

اس سال یعنی ۱۰ھ کے اوائل میں نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا۔

”لوگوں کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو۔ مشکل میں نہ ڈالو۔ انہیں خوشخبری دو انہیں متفرق نہ کرو“

ان دو حضرات کو یمن کے دو صوبوں پر متعین فرمایا ایک صوبہ پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ لے کو اور دو سرے صوبہ پر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو۔ یہ دونوں ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہے پھر واپس آ گئے۔

۱۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اہل کتاب کے پاس جاؤ گے وہاں جا کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی دعوت دینا۔ اگر اس بات کا اقرار کر لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات میں ۷۰ ہزار نماز فرض کی ہے اگر اس معاملہ میں آپ کی اطاعت کر لیں تو ان کو کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ فرض کر رکھا ہے امیروں سے وصول کر کے ان کے غریبوں پر لوٹا دینا۔ نفیس اور اچھا مال صدقہ کے طور پر نہ لینا۔ مظلوم کی بددعا سے بچنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۱/۱۰۰

۲۔ نبی کریم ﷺ کے انکو عامل بنانے سے استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ صاحب علم، ذہانت اور فطانت تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ انکو امیر مقرر نہ فرماتے نبی کریم ﷺ کو انکی عقل و دانش پر اتنا اعتماد تھا کہ ان کیلئے ہدایات اور وصایا کی ضرورت محسوس نہ فرمائی اسی بنا پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان پر امارت کے بارے میں اعتماد فرمایا۔ حنین کی جنگ کے موقع پر مسئلہ حکیم کی وجہ سے خارجی اور رافضی لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو غافل اور غیر دانشمند کہتے ہیں۔ ابن عربی اور دیگر علمائے کرام فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ سے ایسا کوئی فعل سرزد نہیں ہوا جسکی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو ان صفات کا حامل قرار دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد اجتہاد کی بنا پر تھا۔ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۲

(۳۹) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اعزاز

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو انہیں (رخصت فرمانے کیلئے) بنفس نفیس نکلے آپ ﷺ نے انہیں دین کے متعلق وصیتیں فرمائیں اور شریعتِ مطہرہ کے احکام تلقین فرمائے۔ اس وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سواری پر تھے اور نبی کریم ﷺ کجاوہ کے نیچے چل رہے تھے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اعزاز کے لئے سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ فعل مبارک کتنا عظیم الشان ہے!

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ پیدل ہیں اور میں سوار ہوں کیا مجھے بھی اترنے کی اجازت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اپنے ان قدموں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شمار کرتا ہوں“

(۴۰) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یمن روانگی اور واپسی

زاں بعد، رمضان المبارک میں، حجۃ الوداع سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے یمن روانہ فرمایا۔ لہٰذا انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں قرآن مجید اور احکام شریعت سکھانے کے لئے وہیں قیام فرما لیا۔ حجۃ الوداع کی روانگی کے دنوں میں انہیں طلب فرمایا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ یمن سے واپس تشریف لے آئے اور مکہ مکرمہ حجۃ الوداع میں نبی پاک ﷺ سے جا ملے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی واپس لوٹ آئے اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شرکت فرمائی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ وہیں مقیم رہے۔

لہٰذا یمن کی طرف روانہ کرنے کے وقت حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک جھنڈا تیار کرایا، اپنے دستِ اقدس سے ان کے سر پر تین بل کا عمامہ پہنایا۔ روانگی کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ مجھے مرد سیدہ لوگوں کی طرف روانہ فرما رہے ہیں اور میں کم عمر ہوں فیصلے کرنا نہیں جانتا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینہ پر رکھا اور دعا مانگی اے اللہ! اس کی زبان کو نطقِ حق پر ثابت رکھ اور اس کے دل کو ہدایت دے۔ اور فرمایا اے علی! جب دو جھگڑا کرنے والے آدمی تیرے پاس آئیں تو دونوں کی باتیں سنے بغیر فیصلہ نہ کرنا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تین سو کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مختلف ٹولیاں مختلف اطراف میں روانہ کر دیں چنانچہ وہ مالِ غنیمت لے کر آئے۔ پھر یمن کے لشکر کا سامنا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی طرف بلایا انہوں نے انکار کر دیا تیرا اندازی اور پتھروں سے حملہ شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جوابی حملہ کیا تو وہ بیس مقتولین کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا تعاقب کرنے سے منع فرمایا کچھ وقت کے بعد ان کو اسلام کی طرف دوبارہ دعوت دی جس کو انہوں نے فوراً قبول کر لیا ان کے چند سرداروں نے باقی لوگوں کی طرف سے اطاعت کی بیعت کر لی۔ الزرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۳ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المغازی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۸

(۴۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارسال فرمودہ سونے کی تقسیم

اس سال حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی تلوار کے میان میں سونے کی کچھ مقدار بارگاہِ نبوی میں ارسال کی۔ نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے اسے مندرجہ ذیل چار افراد میں تقسیم فرمادیا۔

(۱) عیینہ بن حصن فزاری (۲) اقزع بن عابس تمیمی (۳) زید الخیر بن مہمل طائی

(۴) علقمہ بن علاشہ عامری

یہ چاروں مؤلفۃ القلوب سے تھے۔

(۴۲) حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کا وصال

حضرت سعد بن خولہ عامری رضی اللہ عنہ کا وصال اسی سال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ بنی عامر بن لؤی قبیلہ کے فرد تھے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس قبیلہ کے حلیف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سبیعہ بنت حارث اُسَیْمَیہ رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ ان کا وصال حجۃ الوداع کے ایام میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے ان کے مکہ مکرمہ میں وصال ہونے کے باعث اظہارِ افسوس فرمایا۔

(۴۳) حابلہ کی عدت

حضرت (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) کے وصال کے وقت ان کی زوجہ حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا حمل سے تھیں۔ ان کی وفات کے پندرہ یا بیس روز کے بعد ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ ان کی عدت کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پڑ گیا۔ بعض نے کہا وفات کی عدت ان پر لازم ہے۔ بعض کہنے لگے بچہ کی پیدائش سے ان کی عدت پوری ہو چکی ہے۔ کچھ کہنے لگے دونوں عدتوں میں سے جو عدت بعد میں ختم ہوگی وہ ان کی عدت ہے۔

حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ نبوی میں اس کے بارے میں استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وضع حمل کے ساتھ تیری عدت ختم ہو چکی ہے لہذا جس سے چاہے نکاح کر لے۔“

(۴۴) حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونے کا قصد

اس برس، نبی کریم روف و رحیم ﷺ نے حضرت جریر بن عبد اللہ بنجلی رضی اللہ عنہ کو حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ

کی جانب روانہ فرمایا وہ (اس وقت) حد سے تجاوز کر چکے تھے حتیٰ کہ رب ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ طائف اور یمن کے بادشاہوں میں سے تھے۔

جب مکتوبِ نبوی ان تک پہنچا انہوں نے اطاعت کا اظہار کیا اور بارگاہِ نبوی میں حاضری کے قصد سے روانہ ہوئے۔ دورانِ راہ ہی نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر ملی۔ وصالِ نبوی کی خبر سننے کے بعد حضرت جریر رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ آگئے اور حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ اپنے علاقہ کی جانب لوٹ گئے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عہدِ فاروقی میں آپ رضی اللہ عنہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں وفد لے کر حاضر ہوئے۔ اس وقت ان کے ساتھ بارہ ہزار غلام تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے اطاعت کا اظہار کیا اور چار ہزار غلام آزاد کئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے۔

”اے ذوالکلاع باقی غلام میرے ہاتھ فروخت کر دو۔“

”انہوں نے کہا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہیں“ ۱

حضرت امام ابو عمر بن عبد البر رضی اللہ عنہ استیعاب میں لکھتے ہیں۔

”حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے بارے میں مجھے علم نہیں ہاں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی

ظاہری حیات میں اسلام قبول کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (مدینہ منورہ) آئے اور ان سے روایت کی“ ۲

(۴۵) حج کے مہینوں میں عمرہ کا جواز

تحت الوداع کے سفر کے دوران نبی کریم ﷺ جب مقامِ سرف پر پہنچے جو مکہ مکرمہ سے دس میل کے

۱ حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا ”اے امیر المومنین! میرا ایک گناہ بہت بڑا ہے مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشے گا“ پوچھا ”وہ گناہ کیا ہے“ وہ بیان کرنے لگے ”ایک دن ایک جماعت میری عبادت کر رہی تھی میں چھپ گیا اس کے بعد ایک جگہ اپنے آپ کو ظاہر کیا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو سب نے مجھے سجدہ کیا اس وقت ان کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی“ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ”خالص توبہ“ رجوع الی اللہ اور گناہ کو دل سے نکال دینا مغفرتِ الہی کا سبب ہے۔ گناہ کتنا ہی بڑا ہو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے“ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۶۸۳

۲ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۴۸۶

فاصلہ پر ہے تو جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہدی کے جانور نہ تھے، کو حکم دیا کہ اپنا حج کا احرام فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ لیں۔ ۱۰

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کفار کی تردید کے لئے دیا جو یہ کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ جائز نہیں۔ ۱۱

(۳۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ

ہفتہ کے دن ذی الحجہ کی تین تاریخ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرف کے مقام پر پہنچے وہاں حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض شروع ہو گیا عید کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیض سے پاک ہوئیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے برادر حقیقی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدھ کی رات چودہ ذی الحجہ کو تنعیم کے مقام سے عمرہ ادا فرمایا۔ ۱۲ اس کی کچھ تفصیل پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

(۳۷) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیت کا پیچیدہ مسئلہ

حجۃ الوداع سے پہلے، یمن کی جانب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دوسری مہم کے بعد، وہاں قیام کے دوران ایک عجیب واقعہ رونما ہوا جس کی تفصیل یہ ہے۔

یمن کے کچھ لوگوں نے شیروں کو مارنے کے لئے ایک کنواں کھودا۔ اس کی جگہ کو چھپا دیا اور اسے ڈھانپ دیا۔ ایک شیر اس میں گر پڑا۔ لوگ اسے دیکھنے کے لئے آنے لگے ان تماشاویوں میں سے ایک آدمی کنوئیں میں گرا۔ گرتے وقت اس نے دوسرے آدمی کو پکڑ لیا دوسرے نے تیسرے آدمی کو تیسرے نے چوتھے آدمی کو پکڑا یہ چاروں کنوئیں میں گر پڑے شیر نے ان چاروں کو مار ڈالا۔ اس پر ایک آدمی نیزہ لے کر نیچے آیا اور اس نے شیر کو قتل کر ڈالا۔

مقتولین کے وزراء حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ تمہارے لئے ۱/۴ اور ۱/۴ اور ۱/۴ دیت، کنواں کھودنے والے کے ذمہ واجب ہے۔

سب سے نچلے والے کے لئے ۱/۴ دیت کیوں کہ اس کے اوپر تین مزید ہلاک ہوئے دوسرے کے لئے

۱۰ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۱۔

۱۱ آخناف کے نزدیک آیات تشریق یوم نحر اور یوم عرفہ کے سوا سارا سال عمرہ جائز ہے۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک حج کے مہینوں میں مکروہ ہے۔ یعنی شرح بخاری بحوالہ حواشی بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۳۹

۱۲ ملاحظہ ہو بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱

۱۳ ادیت، کیوں کہ اس کے اوپر دو ہلاک ہوئے۔ تیسرے کے لئے نصف دیت، کیوں کہ اس کے اوپر ایک آدمی ہلاک ہوا۔ اور سب سے اوپر والے کے لئے پوری دیت واجب ہے۔

اگر تم راضی ہو جاؤ تو یہ فیصلہ ہے اگر رضامند نہ ہو تو تمہارا کوئی حق نہیں یہاں تک کہ دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو جاؤ۔ وہ تمہارا فیصلہ فرمائیں گے۔

وہ لوگ آپ ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوئے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اپنا واقعہ بیان فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں ان شاء اللہ تمہارا فیصلہ کروں گا“ ان میں سے بعض نے عرض کیا۔ ”حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کر دیا ہے“ پوچھا انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے انہوں نے وہ فیصلہ بیان کر دیا تو فرمایا: ”فیصلہ اسی طرح ہے جس طرح انہوں نے کیا ہے“

(۳۸) حضرت فروہ بن عمر جذامی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

اسی سال، حضرت فروہ بن عمر جذامی رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ ﷺ روم کے بادشاہ کی طرف سے شام کے ملک میں بلقاء کے گورز تھے۔

انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا جس میں اپنے ایمان لانے کی اطلاع دی۔ نیز بارگاہ نبوی میں عریضہ کے ساتھ مندرجہ ذیل اشیاء بھی بھیجیں۔

(۱) سیاہی مائل سفید خمر جس کا نام فضہ تھا۔

(۲) گھوڑا اس کا نام ظرب لہ تھا۔

(۳) معفور نامی گدھا۔ یہ معفور اس معفور کے علاوہ ہے جسے مقوقس نے بھیجا تھا۔ لہ

(۴) نفیس باریک کپڑے کی قبا جس پر سونے کے منکے لگے ہوئے تھے۔

علاوہ ازیں کپڑے اور اشیاء تھیں۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے انہیں قبول فرمایا۔

لہ اس کا تلفظ دو طرح سے ہے (۱) ظ + ر + ب ظرب (۲) ظ + ز + ب ظرب

لہ معفور نبی کریم ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی پر جان بحق ہو گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کے دن معفور نے اپنے آپ کو ابی ہشم بن تہان کے کنوئیں میں گرالیا اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ الرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد

حضرت فرودہ ﷺ کی وفات اسلام پر ہوئی ۱ھ

(۴۹) وفود کی آمد

جو وفود ۹ھ کو نہ آسکے ان میں سے بعض وفود اس سال بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ۱۰ھ

(۵۰) حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کا قبول ایمان

شعبان المعظم کے مہینہ میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور ایمان قبول کیا اس سے پہلے وہ شام کی طرف بھاگ گئے۔ شام سے اپنی ہمشیرہ حضرت سفانہ بنت حاتم رضی اللہ عنہا کے مشورہ سے واپس آئے۔ انہوں نے اپنے بھائی کو ایمان لانے کا اشارہ کیا اور ان سے کہا: ”یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی نجات کا سبب ہے۔“ ۱۰ھ

۹ھ کے سرایا کے باب میں ان کی بہن کے ایمان لانے کا ذکر گزر چکا ہے وہیں ان کے نام کا تلفظ بھی مذکور ہو چکا ہے۔

(۵۱) بنی حارث بن کعب کا وفد

اس برس، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ بنی حارث بن کعب کا وفد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ اس سے پہلے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر ایمان لا چکے تھے۔ ۱۰ھ کے باب سرایا میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی مہم میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۱۰ھ رؤیوں کو جب آپ ﷺ کے ایمان لانے کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو واپس بلا لیا۔ پکڑ کر قید کر دیا۔ فلسطین میں عفری کے چشمر پر آپ ﷺ کی گردن اتاری اور پھر سولی پر لٹکا دیا۔ الاصابہ صفحہ ۲۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۴/ صفحہ ۲۶۱، ۲۶۲ قید کی حالت میں آپ کے کہے گئے اشعار کے لئے مطالعہ فرمائیں سیرت ابن ہشام صفحات مذکورہ

۱۱ھ ان وفود کی تفصیل عنقریب ملاحظہ فرمائیں گے۔

۱۲ھ اسلام قبول کرنے سے قبل عیسائی مذہب پر تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ردت کے زمانہ میں ثابت قدم رہے۔ اپنے قبیلہ کا صدق لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فتح عراق میں شریک تھے۔ پھر کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔ جنگِ جہنم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ ۸۰ھ کے بعد وصال فرمایا عمر ایک سو بیس سال تھی۔ ایک قول کے مطابق ایک سو اسی سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب سے میں اسلام لایا جماعت قائم ہونے سے پہلے میں با وضو ہوتا ہوں۔ ایک قول کی رو سے ۸۸ھ کو وصال فرمایا۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۴/ صفحہ ۲۶۸

جب وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت قیس بن حصین رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا جو اس وفد میں شامل تھے۔ لہ وہ صرف چار ماہ رہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔

(۵۲) وفدِ سَلَامَان کی آمد

اس سال، ماہ شوال میں سَلَامَان کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وفد سات افراد پر مشتمل تھا۔ ان کے سربراہ حضرت حبیب بن عمرو سَلَامَانی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ سارے مشرف باسلام ہو گئے۔ اور اپنے علاقہ میں واپس چلے گئے۔ نبی پاک ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کو پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ لہ

(۵۳) معجزہ نبوی ----- بَارَانِ رحمت

نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ اس سال وقوع پذیر ہوا کہ سَلَامَان کے وفد نے بارگاہِ نبوی میں اپنے علاقہ میں خشک سالی اور قحط کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے یوں دعا فرمائی۔ لہ

”اے اللہ! ان کو ان کے وطن میں سیراب فرما دے“

جب وہ اپنے علاقہ میں واپس آئے تو ان کو معلوم ہوا جس دن اور جس وقت نبی پاک ﷺ نے دُعا فرمائی اسی دن اور اسی وقت اللہ تعالیٰ نے بَارِش نازل فرمادی تھی۔

(۵۴) وفدِ مُحَارِب

نَجَّةُ الْوَدَاع کے ایام میں مُحَارِب کے وفد کی آمد ہوئی۔ یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں حضرت

لہ وفد میں شامل تمام افراد کو نبی اکرم ﷺ نے دس دس اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور حضرت قیس بن حصین رضی اللہ عنہ کو ساڑھے بارہ اوقیہ عطا فرمائی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ربیع الاول ۱۰ھ میں چار سو مسلمانوں کے ساتھ اس قوم کی طرف نَجْرَان روانہ ہوئے۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۳، ۲۶۴

لہ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹

لہ وفد کے ایک رکن حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا ”سب سے افضل کونسا عمل ہے“ آپ ﷺ نے فرمایا ”نماز کو اپنے وقت میں ادا کرنا“ وفد نے ظہر اور عصر کی نمازیں سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ ادا کیں اور پھر بَارِش کے لئے دعا کی درخواست کی جس کی بنا پر یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا جس کا ذکر درج کتاب ہے۔ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۸

حَارِث بن سَوَّاد رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت خُزَیمہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے ایمان قبول کر لیا دوسرے دُفود کی طرح انہیں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِجَازَتِ مَرَحْمَتِ فرمائی اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔

(۵۵) وَفْدِ ہَمدَان کی آمد

اسی برس ہَمدَان کا وفد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔
ہَمدَان، ہ کی زبر، میم کے سکون اور دال کے ساتھ (ہ + م + د + ا + ن) ہے۔
یہ قحطَان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔

اس وفد کی آمد اس وقت ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے۔ حضرت مالک بن نمط رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ایمان قبول کر لیا۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور وہ واپس اپنے علاقہ کو چلے گئے۔

(۵۶) وَفْدِ اَزْد کی آمد

اس سال، اَزْد کا وفد بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ پندرہ افراد پر مشتمل تھا جن کی قیادت حضرت صُرد

۱۔ حضرت خُزَیمہ (بن ثابت) بن سَوَّاد رضی اللہ عنہ اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے۔ مختلف تواروں کے اجتماعات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبلیغِ حق کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گستاخی سے پیش آتے ایک روز وفد کے افراد ظہر سے عصر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں بیٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک شخص کی جانب مسلسل دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا میں نے تمہیں پہلے بھی دیکھا ہے انہوں نے عرض کیا ہاں آپ نے مجھے دیکھا ہے میں نے آپ کے ساتھ عُکَاظ کے میلہ میں نہایت قبیح گفتگو کی۔ آپ کی باتوں کا انتہائی نامناسب جواب دیا جب آپ لوگوں کے درمیان گھوم پھر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! اپنے ساتھیوں میں سے میں نے آپ پر بہت سختی کی میں ان تمام میں سے اسلام سے زیادہ دور تھا۔ اب میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جو مجھے آپ کی خدمت میں لایا اور میں نے آپ کی تصدیق کی اس دن کے میرے تمام ساتھی اپنے دین پر مر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے۔ یہ دل اللہ تعالیٰ کے دستِ قدّرت میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی باتوں کے گستاخانہ جوابات معاف فرمادے اس پر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اسلام بچھلے سارے گناہ محو کر دیتا ہے یہ حضرت خُزَیمہ بن ثابت بن سَوَّاد تھے۔ سیرت حلبیہ جلد ۳ / ۲۷۵

۲۔ حضرت مالک بن نمط رضی اللہ عنہ اچھے شاعر تھے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رَجَز گانے لگے ان کے اشعار کے لئے ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ جلد ۳ / صفحہ ۲۶۴۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ صفحہ جلد ۳ / ۱۳۸ تا ۱۴۰ میں ہمدان کے وفد کے متعلق اس کے علاوہ تفصیلات درج ہیں۔

بن عبد اللہ از دہی رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ وفد کے قائد اور دیگر افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ ۱۷

(۵۷) غسان کا وفد

رمضان المبارک میں اسی سال غسان کا وفد حاضر ہوا یہ از دہی کا ایک گروہ تھا۔ وفد تین افراد پر مشتمل تھا۔ ایمان قبول کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بھی دیگر وفد کی طرح اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ اسلام قبول کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ ۱۸

(۵۸) زبید کا وفد

زبید کا وفد بھی اس سال باریاب ہوا۔ حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ وفد کے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اور دیگر اڑکان وفد مشرف باسلام ہو گئے۔ ۱۹

۱۷ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ یمن کے مشرک قبائل سے جہاد کریں۔ حضرت عمرو بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور جرش شہر کا محاصرہ کر لیا جہاں یمن کے مشرک قبائل آباد تھے۔ مسلمانوں نے ایک ماہ تک محاصرہ جاری رکھا اور پھر محاصرہ اٹھا کر شکر ٹامی پہاڑ میں آ گئے۔ اہل جرش سمجھے کہ مسلمانوں نے ناکام ہو کر محاصرہ اٹھالیا ہے چنانچہ ان کے تعاقب میں نکلے۔ مسلمان ان کی ٹاک میں تھے ان کو آلیا اور خوب خون ریزی کی اہل جرش نے دو آدمی جاسوسی کے لئے مدینہ منورہ بھیج رکھے تھے۔ ایک دن وہ نبی پاک ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شکر کس علاقہ میں ہے۔ وہ آدمی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارے علاقہ میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام کشر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کشر نہیں شکر۔ انہوں نے پوچھا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ فرمایا اللہ کے دے اس وقت وہاں ذبح کئے جا رہے ہیں اور ان کو پورے واقعہ کی اطلاع دے دی وہ دونوں پلٹ کر اپنے علاقہ میں آئے تو معلوم ہوا اسی وقت اور اسی دن ان سے حادثہ پیش آیا تھا۔ ان کی باتیں سن کر اہل جرش نے ایک وفد دربار رسالت مآب ﷺ میں اپنے اسلام قبول کرنے کی اطلاع کے لئے روانہ کیا۔ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۱، ۲۶۲۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶

۱۸ ان تین افراد نے عرض کیا ہم کو پتہ نہیں کہ قوم ہماری اتباع کرے گی یا نہیں لیکن وہ اپنے ملک کی بٹا چاہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان کو انعامات سے نوازا وہ واپس اپنی قوم میں آئے۔ قوم نے ان کی بات نہ مانی چنانچہ انہوں نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۷۔

۱۹ حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ مشہور شہسوار اور شجاع تھے۔ جید شاعر تھے انہوں نے اپنے بھتیجے قیس مرادی سے فرمایا تو اپنی قوم کا سردار ہے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ قریش کا ایک فرد ”محمد“ نامی۔ حجاز میں ظاہر ہوا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبی ہوں ہمارے ساتھ چلو تا کہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کریں اگر اپنے دعوے میں سچا ہوگا تو تجھ پر مخفی نہ رہے گا ہم ملکر اس کی اتباع کر لیں گے ورنہ معلومات حاصل کر کے واپس آ جائیں گے قیس نے انکار کر دیا اور ان کی رائے کو بے وقوفی قرار دیا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنی قوم سمیت ایمان قبول کر لیا جب قیس کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا (بقیہ حواشی اگلے صفحے پر)

(۵۹) وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ

بعض علماء کے قول کے مطابق عَبْدُ الْقَيْسِ کا وفد اس سال حاضر خدمت ہوا ۵/۵ اور ۵/۹ کے واقعات کے ضمن میں اس کا کچھ ذکر گزر چکا ہے۔ لہ

(۶۰) وَفْدِ كِنْدَه

کندہ کا وفد جو ساٹھ یا اسی سواروں پر مشتمل تھا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ اور مشہور شاعر امرؤ القیس بن عابس کندی رضی اللہ عنہ اس وفد میں شریک تھے۔ پورے وفد نے ایمان قبول کر لیا اور واپس چلے گئے۔

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ وصال نبوی کے بعد ارتداد کے زمانہ میں مُرْتَد ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لشکر نے انہیں قید کر لیا جس کے بعد حضرت اشعث رضی اللہ عنہ دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور وفات تک ایمان پر ثابت قدم رہے۔ لہ

(۶۱) وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ

یَمَامہ سے بنی حنیفہ کا وفد بھی اسی سال نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس میں سترہ افراد تھے۔ مُسَلِّمَہ کَذَّاب خَذَلَهُ اللہُ تَعَالٰی بھی اس میں شامل تھا۔ مُسَلِّمَہ کَذَّاب کے سوا سب نے ایمان قبول کر لیا۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حواشی)

اس نے میری مخالفت کی ہے میرے حکم اور رائے کو ترک کر دیا ہے اور انہیں قتل کی دھمکی دی۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرو بن معدیکرب اسود غنسی سے مل گئے اور ارتداد اختیار کر لیا لیکن بعد میں صدق دل سے دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بہت سی فتوحات میں شریک ہوئے۔ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰۔ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴

لہ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶، سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۴۹ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۳۸ تا ۵۵۲، جلد ۲ صفحہ ۶۱۳، ۶۱۴

لہ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۵۱، ۵۲، طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۱۹، ۶۲۰ واضح رہے کہ اس وفد میں شامل امرؤ القیس سے مراد بنو مُطَلَقَات میں سے پہلے مُعَلَّقَہ کا شاعر نہیں۔ وہ الگ شخص ہے اس کا نسب یوں ہے امرؤ القیس بن حجر بن حارث بن عمرو کندی اور وفد میں شامل شخصیت کا نسب یوں ہے امرؤ القیس بن عابس بن مُنْذَرِہ رضی اللہ عنہ یہ بھی کندہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ دونوں ہی شاعر تھے۔ ان کے اشعار کے لئے ملاحظہ ہو الاصابہ اور الاستیعاب وغیرہ۔

ایک قول کی رو سے مُسَلَّمہ نے بھی اس وقت ایمان قبول کر لیا تھا لیکن پھر مُرْتَد ہو گیا۔ اسی حالتِ اِرْتِدَاد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مارا گیا۔ اس کا ذکر ذرا پہلے اس سال کے واقعات میں گذر چکا ہے۔ ۱۰

(۶۲) بَجِلَہ کا وفد

اس برس ماہ رَمَضانُ الْمُبَارک میں ڈیڑھ سو مردوں پر مشتمل بَجِلَہ کا وفد آیا اس میں حضرت جَرِیر بن عَبْدِ اللہ بَجَلِی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمایا نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر اسلام، نماز قائم رکھنے، زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔ سارا وفد حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ ۱۱

(۶۳) ذی الْخَلْفَہ کا اِنہدام

اس سال یا ۱۱ھ کو نبی کریم ﷺ نے حضرت جَرِیر بن عَبْدِ اللہ بَجَلِی رضی اللہ عنہ کو ذی الْخَلْفَہ کے اِنہدام کے لئے بھیجا۔ ۱۲ سرایا کے باب میں ۱۱ھ کے سَرَايَا میں ہم نے اس کا ذکر پہلے کر دیا ہے۔

(۶۴) وفد رھاوین

رھاوین کا وفد بھی اسی سال نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ ۱۳

۱۰ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت حلبیہ ۳/ صفحہ ۲۵۳ تا ۲۵۶ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۹۰۷ تا ۹۰۸ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۳

۱۱ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۳ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۹۱۷ تا ۹۱۸
۱۲ نبی اکرم ﷺ نے جب ان سے ذی الْخَلْفَہ کو مسمار کرنے کی فرمائش کی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں گھوڑے پر ٹھیک طرح سے سواری نہیں کر سکتا اس پر آپ ﷺ نے ان کے سینہ کو ہاتھ سے تھپتھپایا اور دعا مانگی ”اے اللہ اے مضبوط رکھ اے ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا۔“ آپ اپنے قبیلہ کے پچاس سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اسے جلاؤالا۔ الاستیعاب علی حاشیہ الاصابہ جلد ۱/ صفحہ ۲۳۶

۱۳ یہ لوگ قبیلہ مُزَج سے تعلق رکھتے تھے اور تعداد میں پندرہ تھے نبی پاک ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے بارگاہِ نبوی میں چند تحائف پیش کئے۔ جن میں ایک گھوڑا بھی تھا۔ حسب دستور آپ ﷺ نے وفد کے افراد میں انعام تقسیم فرمایا ان میں سے چند افراد نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حج میں شرکت کی۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک جھنڈا باندھا اسی جھنڈے کے ساتھ انہوں نے یَمِیْن میں حضرت امیر مُعَاوِیَہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ کی۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۵ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲/ صفحہ ۶۳۱، ۶۳۲

(۶۵) بنو ثعلب کا وفد

بنو ثعلب کا وفد بھی اس برس حاضر ہوا۔

(۶۶) نجران کے عیسائیوں کا وفد

نجران کے عیسائیوں کا وفد بھی اس سال بارگاہ نبوی میں باریاب ہوا۔ وفد میں عاقب اور سید ثامی دو افراد بھی تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو صلح نامہ تحریر کر کے حوالے کیا اس سال کے واقعات میں گذر چکا ہے۔ ۱۷

(۶۷) وفد بنی عبس

نو افراد پر مشتمل بنی عبس کا ایک وفد بھی اس سال حاضر ہوا۔

عبس عین کی زبر اور با کے سکون کے ساتھ (ع + ب + س) ہے۔

یہ لوگ پہلے ایمان قبول کر چکے تھے لیکن انہوں نے بعض لوگوں سے سن رکھا تھا کہ جو ہجرت نہ کرے اسکا اسلام معتبر نہیں۔ انہوں نے ترک ہجرت کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انکو اجازت عطا فرمادی اور انہیں فرمایا: ”جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو وہ ہرگز تمہارے اعمال کے ثواب سے کچھ بھی کمی نہ فرمائے گا۔“

(۶۸) وفد غامد

یمین کے علاقے سے قبیلہ ازد کی ایک شاخ غامد کا وفد اس سال حاضر بارگاہ نبوی ہوا یہ دس افراد پر مشتمل تھا۔ انہوں نے اسلام کا اقرار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو احکام اسلام لکھ کر عطا فرمائے کچھ دن انہوں نے مدینہ منورہ میں قیام کیا پھر اپنے علاقہ میں چلے گئے۔ ۱۸

(۶۹) خولان کا وفد

اس سال ماہ شعبان المعظم میں، یمین کے ایک قبیلہ خولان کا وفد جو دس افراد پر مشتمل تھا نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں دین کے فرائض اور احکام سکھائے۔ نیز اس بت کو توڑنے کا حکم دیا جو ان کے علاقہ میں تھا۔ واپس جا کر انہوں نے وہ بت توڑ دیا اس سے

۱۷ اسی فصل کا عنوان نمبر ۳۵ ملاحظہ ہو۔

۱۸ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیرت طیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۸۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۶۱۳۵ مدارج النبوت

جلد ۲ صفحہ ۶۳۲، ۶۳۳

پہلے وہ اپنے اموال میں سے کچھ حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے نکالتے اور کچھ حصہ اس بت کے لئے الگ کرتے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی تھی۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا (الانعام: ۱۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور چوپائے پیدا فرمائے اس میں کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص کرتے ہیں اور اپنے گمان کے مطابق یوں کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ حصہ ان کے شریکوں کا ہے۔ ۱۷

(۷۰) وفد بنی عامر

بنی عامر بن مَعَصَہ کا وفد اس سال حاضر ہوا۔ اس وفد میں دوسرے لوگوں کے ساتھ دو کافر بھی تھے جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ عامر بن طفیل ۲۔ اربد بن ربیعہ

یہ دونوں خفیہ طور پر دھوکے سے نبی پاک ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب وہ بارگاہ نبوی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان دونوں کے شر سے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔ ان دونوں میں سے اربد آسمانی بجلی سے ہلاک ہو گیا اور عامر پر اللہ تعالیٰ نے ایک پھوڑا سا مسلط فرما دیا جو اس کے بدن پر اونٹ کی رسولی کی طرح تھا۔ وہاں سے اپنے علاقہ کی طرف بھاگنے کے لئے وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا دوران سفر اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی پیٹھ پر اس کی روح قبض فرمائی۔ ۱۸

(۷۱) حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کا دوران سفر انتقال

اسی سال عاص بن وائل کے غلام حضرت بدیل بن ابی ماریہ رضی اللہ عنہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے

۱۷ وفد خولان کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے رجوع فرمائیں مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۳۱ سیرت ملیہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۵ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ تا ۱۱۹

۱۸ مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ سیرت ملیہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۶ تا ۲۳۸۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۱۱ تا ۶۱۳ سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۹۔ نوٹ: اربد کے نسب میں اختلاف ہے بذل القوہ اور طبقات ابن سعد میں اربد بن ربیعہ مذکور ہے۔ سیرت ابن ہشام اور سیرت ملیہ میں اربد بن قیس ہے۔ مدارج النبوت میں دونوں روایتیں مذکور ہیں۔

ان کے ساتھ تمیم داری اور عدی بن بداء تھے جو عیسائی مذہب کے پیروکار تھے۔ حضرت ابن ابی مارہ رحمہ اللہ کا (دوران سفر) انتقال ہو گیا انہوں نے ایک وصیت لکھی اور پوشیدہ طور پر اپنے مال میں رکھ دی۔ دو ساتھی مال اور وصیت لے کر واپس آئے۔ اس میں ایک جام کم تھا جسے تمیم اور عدی نے لے لیا تھا۔ ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِّنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمُنِ بِاللَّهِ إِنْ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذَا لَمِنَ الْأَثِمِينَ ۖ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا ثَمَنًا فَأَخْرَجْنَا يَقُومُنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأُولَانِ فَيُقْسِمُنِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۖ ذَٰلِكَ أَذْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهٍ أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ (المائدہ ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! گواہی (کا نصب) تمہارے درمیان، جب تم میں کسی کو موت آنے لگے، وصیت کے وقت، تم میں سے دو صاحب اعتبار شخص ہیں۔ یا دوسرے دو غیر قوم (مسلم) کے، اگر تم کہیں سفر پر ہو اور تم کو موت آپڑے اگر تمہیں شبہ ہو تو ان دونوں کو نماز (عصر) کے بعد روک لو پھر وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں کہ ہم اس قسم کے بدلے کوئی مول نہ لیں گے اگرچہ ہمارا رشتہ ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہی ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے ورنہ ہم گنہگار ہوں گے ۝ پھر اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں گواہ کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب کیا ہے دو اور آدمی جو مرنے والے کے قریب تر ہوں ان دونوں کی جگہ کھڑے ہوں پھر دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری قسم ان دونوں کی قسم سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے تجاوز نہیں کیا ورنہ ہم ظالم ہوں گے ۝ ایسا کرنا بہت قریب ذریعہ ہے اس بات کے لئے کہ وہ شہادت کو ٹھیک طور پر ادا کر دیں گے یا ڈر جائیں گے کہ قسم کھانے کے بعد قسم پھیر دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

نماز عصر کے بعد نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ان سے قسم لی۔ پھر ان کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو حضرت

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اور حضرت مُطَلِّبُ بْنُ أَبِي وَدَاعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے قسم اٹھائی چنانچہ وہ جام کے حق دار ٹھہرے۔

(۷۲) حضرت جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بَجَلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا مشرف بایمان ہونا

اس سال، رَمَضانُ الْمُبَارَك میں حضرت جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بَجَلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ڈیڑھ سو ساتھیوں سمیت حلقہ بگوش ایمان ہوئے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۸۱ھ میں نبی کریم ﷺ کے وصال مُبَارَك سے چالیس روز قبل ایمان لائے تھے لیکن صحیح اور رائج پہلا قول ہے۔ لہ

(۷۳) غلاموں اور نابالغ بچوں سے پردے کے بارے میں خصوصی احکام

یہ آیہ کریمہ اسی سال نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنُكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ طَوَافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (النور: ۵۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور جو بچے ابھی جوانی کو نہیں پہنچے کو بھی ان تین اوقات

لہ شیخ الاسلام عسقلانی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے مختلف روایات پر نقد و نظر کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ۸۱ھ سے پہلے مشرف بایمان ہوئے تھے۔ آپ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نہایت حسین و جمیل تھے حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ آپ کو اس امت کا یوسف قرار دیتے تھے۔ عراق کی فتوحات میں حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے آپ کو بَجَلِیہ کا سردار مقرر فرمایا۔ فتح قادسیہ میں آپ کا بڑا حصہ تھا۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی پھر قریسا آباد ہو گئے۔ ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں وصال فرمایا۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۲

لہ ان تین اوقات میں پردے کا اہتمام بالعموم نہیں ہوتا کیونکہ صبح کا وقت سونے کا لباس اتارنے اور دن کا لباس پہننے کا وقت ہوتا ہے۔ دوپہر کو قیلوے کا وقت ہوتا ہے اور آدھی کچھ کپڑے اتار دیتا ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد کا وقت دن کا لباس اتارنے اور لحاف اوڑھنے کا ہوتا ہے۔ آیہ کریمہ میں روئے خن اگرچہ غلاموں اور بچوں کی جانب ہے لیکن دراصل خطاب آقاؤں اور والدین کی طرف ہے کہ وہ ان کو ان آداب کی تعلیم دیں۔ یاد رہے کہ اس آیہ کریمہ میں غلاموں اور نابالغ بچوں سے پردے کے متعلق خصوصی احکام ہیں۔ بالغ مردوں کو کسی وقت بھی بغیر اجازت گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

میں (تمہاری خلوتوں میں آنے سے پہلے) تم سے اجازت لینی چاہئے۔ نماز فجر سے پہلے، دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے بدن کھلنے کے ہیں۔ ان تین اوقات کے بعد تم پر یا ان پر ان کے تمہارے پاس آنے جانے میں کچھ گناہ نہیں۔ تم ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ یونہی اپنی آیتیں تمہارے لئے بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔

(۷۴) نبی کریم ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال:

حضرت محبوب رب العالمین ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اس سال ۸۰ ربیع الاول منگل کے دن وصال فرما گئے۔ اسے ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال اسی سال ذی الحجہ کے آخر میں ہوا جب کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آچکے تھے۔ پہلے قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک سولہ ماہ بنتی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کی عمر مبارک چوبیس ماہ (دو سال) تھی۔

(۷۵) سورج گرہن:

جس روز سرکارِ دو عالم ﷺ کے شہزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا سورج کو گرہن لگ گیا بعض لوگ کہنے لگے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے باعث سورج کو گرہن لگا ہے اس پر آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کہا

”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں کسی کے مرنے یا جینے سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔“
مدینہ منورہ کی جانب ہجرت نبوی کے بعد یہ دو سرا سورج گرہن تھا جو پہلے سورج گرہن کے بعد تھا پہلا سورج گرہن کا ذکر ۸ھ کے واقعات میں ہو چکا ہے۔

۱۔ نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نزع کے عالم میں ہیں اس وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سرہانے پہنچے ملاحظہ فرمایا کہ وہ جان کنی کے عالم میں ہیں۔ انہیں اپنی آغوش میں لیا اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا اے ابراہیم ہم تیری جدائی کے باعث غمگین ہیں آنکھیں روتی ہیں دل جلتا ہے اس پر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ بھی روتے ہیں جب کہ میت پر رونے سے منع فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا اے ابن عوف! یہ میت پر رحمت و شفقت ہے میں منہ نوچنے چہرہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے منع کرتا ہوں آنکھوں سے آنسو جاری ہونا رحمت و شفقت کے باعث ہے جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو ان کی دایہ نے غسل دیا۔ ایک قول کے مطابق حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے نہلایا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالا۔ نبی کریم ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا۔ قبر انور پر پانی چھڑکا گیا اور نشان لگایا گیا۔ نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس پھراٹھا کر لائے اور قبر پر لگایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۴، ۷۷۵

۱۱/ ہجری کے واقعات

(۱) وفدِ نَخَع کی آمد

اس سال، محرم الحرام کے مہینہ میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے دربار میں وفدِ نَخَع باریاب ہوا۔
 نَخَع نون کی زبر اور خاء کے ساتھ (ن + خ + ع) ہے۔
 یہ قبیلہ یمن کا رہنے والا تھا اور مدح کی ایک شاخ تھا۔ نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے والا آخری وفد ہے جو دو سو افراد پر مشتمل تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔
 حضرت عمرو بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ،
 حضرت زرارہ بن قیس بن حارث نخعی رضی اللہ عنہ
 سارے وفد نے ایمان کا اقرار کیا۔ یہ لوگ قبل ازیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں قیام پذیر تھے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے ان پر خوشنودی کا اظہار فرمایا ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کی تعریف فرمائی۔ لہ
 ایک قول یہ ہے کہ یہ وفد نصف رجب کو باریاب ہوا۔

لہ وفد کے ایک شخص زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے اس سفر میں عجیب و غریب خواب دیکھا ہے فرمایا کیا دیکھا ہے عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک سرخ و سیاہ گدھی نے بچہ جنا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنی خالہ بیوی کو چھوڑ آیا ہے اس نے عرض کیا ہاں فرمایا اس کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی ہے جس کا یہ رنگ ہے۔ اس نے عرض کیا یہ سرخ اور سیاہ رنگ کیا ہے فرمایا میرے قریب ہو پھر فرمایا کیا تیرے جسم میں برص کا نشان ہے جسے تو لوگوں سے چھپاتا ہے اس نے کہا قسم خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس بات سے کوئی باخبر نہیں لیکن حقیقت یہی ہے۔ پھر حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے اور بھی خواتین بیان کیں جن کی تعبیر آپ ﷺ نے بیان فرمائی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۲۸، ۶۲۹ سیرت طیبہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۹

(۲) حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا ---- نبی کریم ﷺ کی لونڈی

اسی سال، ماہ ربیع الاول جس میں سرور کائنات ﷺ کا وصال مبارک ہوا، آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی جہہ کردہ لونڈی پر قبضہ حاصل فرمایا۔ اس لونڈی کا نام حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا ہے۔

(۳) شہدائے اُحد کی نماز جنازہ

نبی کریم ﷺ نے شہدائے اُحد پر نماز جنازہ ادا فرمائی ان کے لئے دعا، استغفار فرمایا۔ یہ ان کی شہادت کے آٹھ برس بعد وقوع پذیر ہوا۔

(۴) اہل بقیع کے لئے استغفار

اس سال آدمی رات ۱۰ کے وقت نبی اکرم نور مجسم ﷺ اپنے غلام حضرت ابو مؤینہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنت البقیع کی طرف تشریف لائے۔ اور ان سے فرمایا میرے ساتھ چلو مجھے اہل بقیع کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ بقیع تشریف لائے اور دیر تک اہل بقیع کی لئے مغفرت طلب فرمائی۔ ۱۰ پھر فرمایا:

”اے ابو مؤینہ تاریک رات کے حصہ کی طرح فتنے آرہے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملا ہوا ہے اور آنے والا پہلے سے زیادہ برا ہے۔“

پھر ارشاد فرمایا:

”مجھے دنیا کے خزانے اور جو کچھ ان میں ہے عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنے زائل بعد دخول جنت اور اپنے رب کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔“ ۱۰

۱۰ نبی اکرم ﷺ جنت البقیع ماہ صفر کے آخر میں تشریف لے گئے۔ اس کے بارے میں تین روایات ہیں جن میں سے ایک روایت مصنف رحمہ اللہ نے درج فرمائی ہے باقی دو روایات کے لئے مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۶۹۹، ۷۰۳ ملاحظہ ہو۔ پندرہ شعبان کو بھی آپ ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ اس رات زیارت قبور مسنون ہے۔

۱۱ اہل بقیع کے لئے آپ ﷺ نے ایسی دعا فرمائی کہ حضرت ابو مؤینہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میں ان اہل قبور سے ہوتا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۶۹۹

۱۲ ماہ صفر کی دو راتیں باقی تھیں کہ آپ ﷺ کی علالت شروع ہوئی ایک روایت میں، ماہ ربیع الاول کا شروع بھی آیا ہے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷۰۷

(۵) سرکارِ دو عالم ﷺ کا بیمار ہونا

ماہِ صفر کے آخری بدھ کے دن، جو اس مہینے کا تیسواں دن تھا سرکارِ دو عالم ﷺ کی طبیعت غلیل ہوئی۔ بیماری کا آغاز معتمد قول کے مطابق حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا۔ مشہور قول، جس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے، یہ ہے کہ آپ کی بیماری کا دورانیہ تیرہ دن تھا۔

(۶) یہودیوں پر لعنت

نبی پاک صاحبِ نولاک ﷺ نے اسی بیماری کے ایام میں فرمایا:

”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔“

(۷) نماز اور غلاموں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تلقین

آپ ﷺ نے اسی بیماری کے دوران فرمایا: ”نماز اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا“ لے

(۸) حدیثِ قرطاس

اسی بیماری کے ایام میں نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں ایک تحریر لکھ دیں تاکہ اس بارے میں آپ ﷺ کے بعد اختلاف نہ ہو۔

یہ واقعہ سرورِ کائنات ﷺ کے وصال سے پانچ روز پہلے کا ہے اس وقت آپ ﷺ پر مرض کا شدید حملہ تھا۔ لے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ”آپ ﷺ کو تحریر لکھنے کی تکلیف نہ دو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے تحریر کا خیال ترک فرمادیا اور ارشاد فرمایا:

”(میری خلافت کے لئے) ابوبکر کے سوا کسی اور کے لئے اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے اور صاحبِ ایمان رو کر دیں گے۔“ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اسی طرح مروی ہے:

لے مرض کے ایام میں خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے چالیس غلاموں کو آزاد فرمایا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲۲ صفحہ ۷۱۰

لے روزِ وصال سے پہلے آنے والی جمعرات کے دن نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کاغذ اور قلم لاؤ کہ میں ابوبکر کے لئے لکھوا دوں تاکہ اس میں اختلاف نہ ہو۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے جانے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ اہلِ ایمان ابوبکر سے اختلاف کریں۔ اہلِ بیعت کہتے ہیں کہ اگر غدیر خم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا ہوتا تو آخر وقت میں ایسا نہ فرماتے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲۲ صفحہ ۷۱۲

اس تحریر کے بارے میں جس کے لکھوانے کا آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا، شیعوں کے قبیح فرقے کا افتراء، کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں تھی، باطل خیال ہے۔ حدیث و سنت کی کتابوں میں اس کے صحیح ہونے کی سند صحیح یا حسن یا ضعیف کے ساتھ درست وجہ بالکل موجود نہیں ہے۔ یہ انہوں نے صرف اپنے دل سے گھڑ رکھا ہے لہذا اس پر اعتماد نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کو دیکھا جائے بالخصوص جب تصریح وارد ہو چکی کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق تھی۔ یہ تصریح صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد، مسند بزار، اور مشکوٰۃ وغیرہ کثیر کتب حدیث میں موجود ہے۔ لے

(۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں قیام

اسی مرض کے دنوں میں، نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت طلب فرمائی کہ بیماری کے بقیہ ایام میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ ﷺ کا علاج و معالجہ کیا جائے۔ تمام اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ۱۵ ربیع الاول کو سرکارِ کائنات ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف لے آئے جو ان کی باری کا دن تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے حجرہ مطہرہ میں آٹھ دن قیام فرمایا وصال مبارک تک وہیں قیام رہا۔

(۱۰) خطبہ نبویہ

اسی مرضِ الوصال میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ منبر کی جانب نکلے اور مرض کے عذر کے باعث بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ ﷺ نے بہت سے ان امور کے بارے میں بتایا جن کی امت کو ضرورت پڑنا تھی۔ یہ خطبہ ۸ ربیع الاول جمعرات کے دن ارشاد فرمایا۔

(۱۱) لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَا تَخَذْتُ أَبَاكَ خَلِيلًا

اسی خطبہ مبارک کے دوران نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لے نبی اکرم ﷺ اس واقعہ کے بعد چار روز تک بحیات ظاہری دنیا میں رہے اگر حکم شرعی ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس کو لکھوا دیتے دنیا کی کسی طاقت سے خوف زدہ نہ ہو سکتے تھے۔ نیز بقیہ چار دنوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس تحریر کو حاصل کر سکتے تھے۔ جبکہ ان دنوں میں آپ ﷺ کو بعض اوقات مرض سے افادہ بھی ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دنیا میں وزیر ہیں۔ آپ ﷺ نے جو کچھ عرض کیا حالات کو مد نظر رکھ کر صائب مشورہ دیا۔ اگر حسنا کتاب اللہ کہنا جرم تھا تو اس کے مرتکب تمام دنیا کے مسلمان ہیں جو کتاب اللہ قرآن مجید کو کامل و مکمل کتاب ہدایت اور دنیا و دین کی ضروریات کے لئے کافی و دانی سمجھتے ہیں حج کسی نے کہا ہے ہنر پنجم عداوت بزرگ تر عجیبے است

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَا تَتَّخِذُ أَبَاكَرَ خَلِيلًا وَلَكِنْ أَخُوهُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو میں اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن ان کے ساتھ مجھے اسلامی اخوت اور محبت ہے۔

بخاری کی روایت کے الفاظ یوں ہیں:

وَلَكِنْ خُلَّةٌ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ

ترجمہ: لیکن ان سے مجھ کو اسلامی محبت اور مودت ہے۔

(۱۲) وَصَالٍ مُبَارَكٍ كَے بارے میں اشارہ

اسی خطبہ کے دوران نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اس میں دیر تک رہنا اور پھر جنت اور اپنی ملاقات کے درمیان اختیار دے دیا ہے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کے پاس نعمتوں کو پسند کر لیا ہے۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا

”سرکارِ دو عالم ﷺ کے ارشاد کو ہم میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور نہ سمجھ سکا۔

آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے (بعد میں ہمیں پتہ چلا جسے انہوں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو اختیار عطا فرمایا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔“

(۱۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا تمام صحابہ کی کھڑکیوں کو بند کرنے کا حکم

اسی خطبہ میں سرکارِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ نے فرمایا:

”ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا سب لوگوں کی مسجد میں کھلنے والی کھڑکیوں کو بند کر دیا جائے۔“

(چنانچہ اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (کے مکان) کی کھڑکی کے سوا تمام لوگوں کی کھڑکیاں بند کر دی گئیں۔

یہ کھڑکی مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی کی مغربی جانب اب بھی موجود ہے۔ اس پر سنہری حروف سے یہ

عبارت لکھی ہوئی ہے:

هَذِهِ خَوْخَةٌ سَيِّدِنَا أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

ترجمہ: ”یہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی ہے۔“

(۱۴) آلِ اَمْنٍ النَّاسِ بَرْمُولَائے مَا

اسی خطبہ مبارکہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لوگوں میں سے صحبت اور مال کے بارے میں مجھ پر سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(۱۵) اَنْصَارِ كے متعلق وَصِيَّت

اسی خطبہ مبارکہ میں اَنْصَارِ كے بارے میں یوں وَصِيَّت فرمائی:

”اَنْصَارِ كے بارے میں تمہیں نیکی کی وَصِيَّت کرتا ہوں ان میں سے نیکو کار کو قبول کرو اور زیادتی

کرنے والے سے درگزر کرو۔“

(۱۶) حضرت خاتونِ جَنَّتِ رضی اللہ عنہا سے سَرگوشی

بیماری کے آیام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لَحْتِ جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس

میں حاضر ہوئیں۔ سَرگوشی کے انداز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرا وصال اسی مَرَض میں ہو جائے

گا۔ اس پر وہ رونے لگیں۔ دوبارہ سَرگوشی میں ارشاد فرمایا کہ اہلِ بَیت میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی

اس پر وہ مسکرانے لگیں۔

ایک روایت میں ہے کہ دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سَرگوشی میں ارشاد فرمایا:

”کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ جنتی عورتوں کی سردار بنیں۔“

دونوں روایتوں میں تطبیق اسی طرح دی گئی ہے کہ دوسری سَرگوشی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

دونوں باتیں کہی تھیں کیونکہ اس میں کوئی منافات نہیں۔

(۱۷) چالیس غلاموں کی آزادی

اسی مَرَضِ الْوَصَال میں نبی پاک صاحبِ نَولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس افراد آزاد فرمائے۔

(۱۸) نماز جنازہ کے بارے میں وصیت

بیماری کے ایام میں، نبی کریم ﷺ نے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مطہرہ میں مقیم تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا:

”جب میرا انتقال ہو جائے، مجھے غسل دو، کفن پہناؤ، اسی گھر میں میری قبر کے کنارہ پر اسی چارپائی پر مجھے لٹا دو اور کچھ وقت کے لئے اس حجرہ سے باہر نکل جاؤ کیونکہ سب سے پہلے میری نماز حضرت جبریل امین علیہ السلام ادا کریں گے پھر حضرت میکائیل علیہ السلام پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام اور زاں بعد حضرت ملک الموت علیہ السلام اپنے لشکروں سمیت جنازہ پڑھیں گے۔ اس کے بعد میرے اہل بیت سے مرد پھر عورتیں پھر گروہ در گروہ داخل ہو کر نماز جنازہ ادا کرو۔“

نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہوا۔ پہلے فرشتوں نے پھر اہل بیت کے مردوں، پھر عورتوں، پھر مہاجرین سے مردوں اور پھر انصار کے مردوں پھر مستورات اور زاں بعد بچوں نے نماز جنازہ ادا کی ہر کسی نے الگ الگ نماز ادا کی کسی نے امامت نہ کرائی۔

(۱۹) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تقرر بحیثیت امام

۹/ ربیع الاول جمعہ کی رات کو بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ آپ ﷺ پر اس کے باعث تین بار غشی طاری ہو گئی اس وجہ سے نماز عشاء کے لئے تشریف نہ لاسکے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

ابو بکر کو حکم دو لوگوں کو نماز پڑھائے۔“

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ابو بکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابو بکر نرم دل اور بہت روتے والے آدمی ہیں اس لئے آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ فرمایا ابو بکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عرض کو دوبارہ دہرایا حضرت رسالت مآب ﷺ نے پھر فرمایا ابو بکر ضرور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر فرمایا تم یوسف والی ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس معاملہ میں میں نے بار بار آپ ﷺ کی خدمت میں گزارش اس لئے کی کہ میرے دل میں آیا کہ لوگ اس شخص کو ناپسند کریں گے اور منحوس خیال کریں گے جو آپ ﷺ کی جگہ کھڑا ہو گا۔ طبقات ابن سعد اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۰۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے خاص فرمانے اور اس میں مبالغہ اور اصرار فرمانے میں آپ رضی اللہ عنہ کی تقدیم خلافت پر واضح دلیل ہے قبیلہ قریش سے دیگر صحابہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں انہیں کو آگے بڑھانے میں خصوصی اشارہ ہے۔ اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ کے رسول نے آپ رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہے اب کون ہے جو آپ کو موخر کرے۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷۱۸۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور باقی تین دنوں کی نماز پنجگانہ کی امامت آپ ﷺ نے ہی کرائی۔ اس طرح نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ ﷺ نے سترہ نمازوں کی امامت فرمائی جس کا آغاز جمعہ کی رات کی عشاء کی نماز سے تھا اور آخری نماز ۱۲ ربیع الاول کی فجر کی نماز تھی۔

(۲۰) نبی کریم ﷺ کی نماز کے لئے تشریف آوری

ان تین دنوں میں بعض اوقات سرکارِ دو عالم ﷺ نے بیماری میں خفت محسوس فرمائی۔ ہفتہ کے روز مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ دو آدمیوں کا سہارا لئے ہوئے تھے اور قدم مبارک سے زمین پر لکیریں پڑ رہی تھیں۔ دورانِ نماز آپ ﷺ صف تک پہنچے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ اس طرح وہ نماز نبی کائنات ﷺ نے لوگوں کے ساتھ ادا فرمائی۔

علماء کا اختلاف ہے کہ اس نماز میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ سب کی امامت کر رہے تھے یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں تھے۔ دونوں روایتیں مشہور ہیں اور کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ لہٰذا

(۲۱) امامت صدیقی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کو ملاحظہ فرما کر تبسم فرمانا

ان تین دنوں میں سے آخری روز یعنی پیر، جو نبی پاک ﷺ کی ظاہری عمر مبارک کا آخری دن تھا نماز فجر کے وقت آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے یہاں تک کہ حجرہ مقدسہ کا درمیان سے چرا ہوا پردہ ہٹایا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز فجر پڑھاتے ہوئے اور لوگوں کو پیچھے صف بستہ ملاحظہ فرمایا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ مسکراہٹ سے کھل گیا اور خوش ہوئے۔ واپس گھر میں تشریف لے آئے۔ اسی دن آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

(۲۲) دوا

ایام مرض میں، جب بیماری نے شدت اختیار کر لی نبی کریم ﷺ نے گفتگو ترک فرمادی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو لدود پلائی، یہ ایسی دوا ہے جو منہ میں ڈالی جاتی ہے کیوں کہ انہیں گمان تھا کہ آپ ﷺ کو ”ذات الجنب“ ہے۔ آپ ﷺ نے اشارہ سے یہ دوا پلانے سے منع فرمایا۔ اس وقت موجود لوگ

لہٰذا ارشاد نبوی ہے کہ کوئی نبی دنیا سے اس سے پہلے نہیں گیا جب تک اپنی امت کے کسی صالح بندے کے پیچھے اس نے نماز نہ پڑھی۔

کہنے لگے کہ بیمار کے دوا کو ناپسند کرنے کی وجہ سے یہ ارشاد مبارک ہے چنانچہ انہوں نے وہ دوا پلا دی۔
جب افاقہ ہوا فرمایا: ”ذاتُ الجَنبِ شیطان سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بچایا ہوا ہے۔“
آپ ﷺ نے تمام سے قصاص لینے کا حکم دیا اور فرمایا:

”عبّاس کے سوا جو کوئی گھر میں ہے اسے لدود پلایا جائے کیونکہ یہ دوا پلانے میں شریک نہ تھے۔“
چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا، گھر میں موجود تمام افراد کو قصاص کے طور پر لدود پلائی گئی۔ لہ
علامہ گازرونی رحمہ اللہ نے سیرت میں تحریر فرمایا:

جس روز آپ ﷺ کو لدود پلایا گیا وہ اتوار کا دن تھا اور ربیع الاول کی گیارہ تاریخ تھی۔

(۲۳) سات کنوؤں کے پانی سے غسل

علالت کے دنوں میں نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا:
سات کنوؤں سے پانی کی سات مشکیں لاؤ ان مشکوں کے منہ کے تھے (یہاں آنے تک) نہ کھولے
جائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ پانی پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پانی کے ساتھ غسل فرمایا۔
(۲۴) مسواک کا استعمال

علالت کے آخری روز نبی کریم ﷺ نے ترمسواک استعمال فرمائی جسے آپ ﷺ نے حضرت
عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ لہ

۱۔ نبی اکرم ﷺ نے چاہا کہ امت کو آخر وقت میں بھی دائرہ سیاست سے باہر نہ کریں اور احکام شریعت ان پر جاری کریں۔ نیز
آپ ﷺ نے پسند نہ فرمایا کہ کل قیامت کے دن وہ بیبیاں آپ ﷺ کی ایذا دہی کے جرم میں ماخوذ ہو کر آئیں۔ اس بناء پر قصاص
لے کر ان کو پاک و صاف فرمادیا۔ قصاص سے مقصود ادب سکھانا تھا نہ کہ انتقام لینا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۷۱۔
۲۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے وہ مسواک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اشارہ نبوی کے مطابق لی، اسے اپنے دانتوں سے نرم کیا اور
سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی آپ نے خوب مسواک فرمائی اور اس سے زائد فرمائی جتنی عادت شریفہ تھی۔ اس کے
بعد وہ دوبارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دنیا کے اس آخری دن میں اللہ تعالیٰ نے میرے
لُعَابِ دَہْن کو حضور اکرم ﷺ کے لُعَابِ دَہْن میں ملا دیا جو آپ ﷺ کی آخرت کا پہلا دن تھا۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ
جلد ۴ صفحہ ۷۲۳، ۷۲۵۔

(۲۵) آخری دعا

بیماری کے ایام میں سرور کائنات ﷺ کا آخری کلام یہ دعا تھی:
 اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْحَمْنِيْ بِالرَّفِيقِ الْاَعْلٰی۔ ۱
 ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور رفیقِ اعلیٰ سے مجھے ملا دے۔
 رفیقِ اعلیٰ سے مراد ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حَسَنَ اَوْلٰئِكَ رَفِيقًا۔ (النساء: ۶۹) ترجمہ: ”ان کا ساتھ اچھا ہے۔“

(۲۶) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اعزاز

اسی سال یہ واقعہ رونما ہوا جس کے متعلق حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا:
 ”میں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنے سینہ پر سہارا دیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کا وصال (میری گود میں) گلے
 کی طرف سے سینے کے آغاز اور پیچھے پٹھروں کے درمیان ہوا۔ اس روز میری باری تھی اور میرے حجرہ
 میں آپ ﷺ کی روح جسدِ اطہر سے پرواز کر گئی۔“

(۲۷) حضرت ملک الموت علیہ السلام کا حاضر خدمت ہونا

وصالِ مقدس سے تین روز قبل حضرت ملک الموت علیہ السلام نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر
 ہوئے۔ اور قبضِ روح کی اجازت طلب کی۔ عرض کیا: ”اگر آپ ﷺ حکم دیں تو آپ کی روح قبض کروں۔“
 آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ تین دن کے بعد حضرت ملک الموت علیہ السلام دوبارہ حاضر
 ہوئے اور روح مبارک قبض کر لی۔

سرکارِ دو عالم ﷺ سے قبل حضرت ملک الموت علیہ السلام نے کسی سے روح قبض کرنے کی اجازت
 طلب نہیں کی یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

۱۔ سب سے پہلا کلمہ جو نبی اکرم ﷺ نے زمانہ رضاعت میں حضرت خاتمہ سجدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں فرمایا وہ ”اللہ اکبر“ ہے اور سب سے
 آخری کلمہ جو زبان اقدس پر جاری ہوا وہ ”الرفیق الاعلیٰ“ ہے۔ مدارج النبوت جلد ۳/ صفحہ ۷۲۸۔

(۲۸) تاریخ و روزِ وصال اور عمر مبارک

مشہور قول کی رو سے نبی کریم ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہوا۔ اس پر اتفاق ہے کہ دن پیر کا تھا۔ وقت کے بارے میں دو روایتیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ سورج سخت گرم ہو چکا تھا۔ (۲) دوسری یہ کہ سورج ڈھل چکا تھا۔

دونوں روایتوں میں تطبیق یوں کی جاسکتی ہے۔ سورج کے گرم ہونے سے مراد سر پر آنے کے بعد کا وقت ہے نہ کہ پہلے کا۔

وِصالِ مُقَدَّس کے روز عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق پینسٹھ برس تھی۔ ان دونوں کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دوسری روایت میں وِلَادَتِ مُبَارَک اور وِصالِ مُبَارَک کے سال شامل کئے ہیں اور پہلی میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس کی رو سے آپ ﷺ کی عمر مبارک پورے چونسٹھ برس بنتی ہے کیونکہ مروی ہے کہ آپ ﷺ کی وِلَادَتِ بھی ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

(۲۹) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد

جب حضرت نبی اکرم نورِ مجسم ﷺ کا وِصال مبارک ہوا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی۔ آپ ﷺ اس وقت سُخ لہ کے مقام پر تھے۔ آپ حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل ہوئے جھک کر نبی پاک ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر یوں گویا ہوئے:

اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا جو موت مُقَدَّر تھی وہ طاری ہو چکی۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ (آل عمران: ۱۴۴)

ترجمہ: ”(حضرت) محمد (ﷺ) رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔“

کسی آدمی نے آپ ﷺ سے اس آیہ کریمہ کی تلاوت اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔

(۳۰) تجنیزو تکفین اور تدفین

وصال نبوی کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو غسل دیا۔ ۱۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے دو صاحبزادے حضرت فضل رضی اللہ عنہ، حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے دو غلام حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت شقران رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ ۲۔

شقران: شین کی پیش اور قاف کی جزم کے ساتھ (ش + ق + ر + ا + ن) ہے۔

نبی کریم ﷺ کو تین سہلی ۳۵ کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ قمیص، عمامہ اور شلوار کفن میں شامل نہ تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں سرورِ کائنات ﷺ کے بستر مبارکہ کے مقام پر قبرِ انور تیار کی گئی۔ ۳۵

غسل میں شامل افراد نے ہی آپ ﷺ کو قبرِ انور میں اتارا لیکن حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اس وقت شامل نہ تھے۔ قبرِ اطہر پر کچی اینٹیں جوڑ دی گئیں۔ اور سات کچی اینٹوں سے قبرِ انور کا دہانہ بند کر دیا گیا۔ ۳۵

۱۔ زمانہِ علالت میں نبی کریم ﷺ نے فرما رکھا تھا کہ میری اہل بیت کرام کے مرد حضرات مجھے غسل دیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اہل بیت نبوی سے فرمایا کہ تم اہل بیت رسول ہو تجنیزو تکفین کا تعلق تم سے وابستہ ہے تم اس کا انتظام کرو۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷۴۳۔ جلد ۲ صفحہ ۷۳۸۔

۲۔ غسل سے پہلے چاروں اطراف میں چادریں تانی گئیں۔ وصیت کے مطابق آپ ﷺ کو بغیر غُرس کے پانی سے غسل دیا گیا۔ اس کا پانی وہ درود تھا۔ کنوئیں میں داخل ہونے کے لئے بیڑھیاں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے خود اس سے پانی نوش فرمایا۔ اس کے پانی سے وضو فرمایا اور بقیہ پانی اس میں گرایا۔ آپ ﷺ کی ہلکوں کے نیچے اور ناف کے گوشہ میں پانی جمع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو زبان سے چوس لیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے علم کی کثرت اور حافظہ کی قوت مجھے حاصل ہے۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴۵، ۷۴۶۔

۳۔ متن بذل القوة میں اسی طرح لکھا ہے لیکن درست ”حولی“ ہے۔ (حل) سفید دھلے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔ ابن سیرین کہتے ہیں یہ حول کی طرف منسوب اسم ہے جو یمن کے ایک قریہ کا نام ہے۔ مدارج النبوت صفحہ ۷۴۶۔ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۷۷۷ میں ہے حولیہ کے معنی ہے سفید سوتی کپڑا۔

۴۔ قبرِ انور لحد بنائی گئی نہ کہ شق۔ اور اسے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے تیار کیا۔ شق بڑے گڑھے کے درمیان چھوٹا گڑھا ہوتا ہے اور لحد بڑے گڑھے میں قبلہ کی دیوار کے نیچے چھوٹا گڑھا ہوتا ہے۔

۵۔ حضرت قثم رضی اللہ عنہ آخری شخص تھے جو قبرِ انور سے باہر آئے۔ انہوں نے فرمایا آخری شخص جس نے حضور اکرم ﷺ کا روئے اطہر قبر میں دیکھا وہ میں تھا میں نے قبر میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ لب مبارک کو حرکت دے رہے تھے میں نے اپنے کانوں کو دہن اقدس کے قریب کیا میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں رب امتی رب امتی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۵۱۔

(۳۱) حضرت ابو عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرف بایمان ہونا

حضرت ابو عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال ایمان قبول کیا۔

صُنَاجِی: صاء کی پیش، نون، الف، باکی زیر اور حاء کے ساتھ (صُن + ن + ا + پ + ح + ی) ہے۔
آپ ﷺ بہت بڑے محترم تابعی تھے۔ اسم گرامی عبد الرحمن بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ تھا۔ یمن کے ایک قبیلہ صُنَاجِی کی جانب منسوب ہیں۔

عمد نبوی میں مشرف باسلام ہوئے۔ زیارت نبوی کے لئے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت اختیار کی۔ جب حُجَفَہ پہنچے تو خبر ملی کہ پانچ روز قبل نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک ہو چکا ہے۔ چنانچہ وصال نبوی کے پانچ دن بعد مدینہ منورہ پہنچے۔

(۳۲) حضرت سُوَیْد بن غَفَلہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ آمد

حضرت سُوَیْد بن غَفَلہ بن عَوْثَہ عَوْثِی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جب آپ ﷺ کو دفن کیا جا رہا تھا۔ جاہلیت کا بہت سا زمانہ آپ رضی اللہ عنہ نے پایا۔ نبی پاک ﷺ کی حیات مبارکہ میں ایمان قبول کیا لیکن زیارت نبوی نہ کر سکے۔ عام الفیل میں آپ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔

(۳۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت کا واقعہ اسی سال وقوع پذیر ہوا۔
امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت، نبی پاک ﷺ کے وصال مبارک کے دن یعنی ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو ہوئی۔ لہ

(۳۴) خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وصال

محبوب خدا ﷺ کی شاہزادی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا انتقال اسی سال ہوا۔ وصال نبوی کے چھ ماہ

کے بعد منگل کے دن ۳ رَمَضانُ الْبَارِک ۸ھ کو آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ ۱۔
 وصال کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۲۹ برس تھی۔ ایک روایت کی رو سے آپ ﷺ کی عمر ۲۴ برس تھی۔ عمر کا یہ اختلاف آپ ﷺ کے سن ولادت میں اختلاف کا باعث ہے۔
 آپ ﷺ کی ولادت ایک قول کی رو سے اعلان نبوت سے پہلے ان دنوں میں ہوئی جب قریش مکہ مکرمہ کی تعمیر نو کر رہے تھے۔ اور کعبہ کی تعمیر ولادت نبوی کے ۳۵ ویں برس ہوئی۔ دوسرے قول کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت ولادت نبوی کے ۴۱ برس ہوئی یعنی نزول وحی کے پہلے سال۔
 علامہ ابن علان رحمہ اللہ نے ”ازکار نووی“ کی شرح میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کے متعلق پہلا قول صحیح ہے۔
 حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ ﷺ کے نکاح کے وقت عمر میں بھی اسی وجہ سے اختلاف ہے۔ بعض علماء نے فرمایا اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۱۹ برس اور ڈیڑھ ماہ تھی اور بعض نے لکھا کہ عمر مبارک اس وقت ۱۵ برس ساڑھے پانچ ماہ تھی۔

(۳۵) حضرت اُمّ اَیْمَن رضی اللہ عنہا کا وصال

جناب رسالت مآب ﷺ کی پرورش فرمانے والی خاتون حضرت اُمّ اَیْمَن ۲؎ بَرکتِ حبشیہ رضی اللہ عنہا وصال نبوی کے پانچ ماہ بعد انتقال فرما گئیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا وصال نبی کریم ﷺ کے چھ ماہ کے بعد ہوا۔ یہ آپ ﷺ کی لونڈی تھیں۔ ۳۔

۱۔ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا وہ گھر کی مسجد کے منہ پر رات بھر نماز میں مشغول رہتیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی میں نے انہیں مسلمان مردوں اور عورتوں کے حق میں بہت زیادہ دعا کرتے سنا انہوں نے اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ مانگی میں نے عرض کیا اے مادرِ مہربان! کیا سبب ہے کہ آپ اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگتیں۔ فرمایا اے فرزند! پہلے ہمسایہ ہیں پھر گھر ہے۔ آپ کی نماز جنازہ ایک روایت کے مطابق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۷۹۔

۲۔ نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت انکو آزاد کر دیا تھا۔ انکا نکاح پہلے حضرت عبید بن زید رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جن سے حضرت اُمّ اَیْمَن رضی اللہ عنہا متولد ہوئے۔ اور انہی کی نسبت سے کنیت اُمّ اَیْمَن قرار پائی۔ ورنہ اصل نام بَرکت تھا۔ انکے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جن سے حضرت اُسماء بن زید رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ انکے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ اُمّ اَیْمَن اُمّی بَعْدَ اُمّی اُمّ اَیْمَن میری ماں کے بعد میری ماں ہیں۔ مدارج النبوت اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۴۹، ۸۵۰۔

۳۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۸۵۰ میں ہے کہ آپ ﷺ کا وصال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بیس روز بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہوا۔

اسلام کے ابتدائی آیام میں آپ ﷺ دائرۃ اسلام میں داخل ہوئیں۔ حبشہ اور مدینہ منورہ دونوں ہجرتوں میں شرکت فرمائی۔ نزول وحی کے پہلے سال کے واقعات میں آپ ﷺ کے ایمان لانے کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۳۶) حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسی برس حضرت عکاشہ بن محضن اسدی رضی اللہ عنہ صحابی رسول کو قتل کر دیا گیا۔ ۱۷

(۳۷) جنگ یمامہ

اسی سال جنگ یمامہ لڑی گئی۔ مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ مہم اپنی خلافت کے زمانہ میں ارسال فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے آپ ﷺ کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

(۳۸) اسود غنسی کا قتل

اسی سال ماہ صفر میں کذاب اسود غنسی (جس کا ذکر ۸۰ھ کے واقعات میں گذر چکا ہے) کو صحابی رسول حضرت فیروز دینلی رضی اللہ عنہ نے واصل جنم فرمایا۔ آپ ﷺ کو نبی اکرم ﷺ نے اسود کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت فیروز رضی اللہ عنہ اسود کے شہر صنعاء یمن پہنچ کر چھپ گئے۔ ایک رات اسود کی رہائش گاہ کی دیوار کو نقب لگائی اور اسے قتل کر دیا حالانکہ اس وقت ایک ہزار آدمی اس کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔

حضرت فیروز رضی اللہ عنہ نے اسود کے واصل جنم ہونے کی خبر بارگاہ نبوی میں بھیج دی لیکن اپنی وصال نبوی کے بعد مدینہ منورہ پہنچ سکا۔ نبی کریم ﷺ کو اپنے وصال سے ایک دن اور ایک رات پہلے وحی کے ذریعہ سے اس کے قتل کا علم ہو گیا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

”آج رات اسود مارا گیا۔ اسے بازرکت گھرانے کے بازرکت مرد نے قتل کیا ہے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: ”وہ کون ہے“ فرمایا: ”وہ فیروز دینلی ہے۔“ پھر فرمایا: ”فیروز کامیاب ہو گئے۔“ ۱۸

۱۷ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دنوں میں فتنہ ارتداد کے آیام میں حضرت طلحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا جن کی سرکوبی کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ثابت بن اقوم رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہراول دست میں تھے۔ جنہیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے شہید کر دیا۔ الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۱۹۰ جلد ۸ صفحہ ۲۳۲

جلد ۸ صفحہ ۲۹۵۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ایمان قبول کر لیا تھا۔

۱۸ اس کے قتل کی کچھ تفصیلات اسی کی فصل کے عنوان نمبر ۳۴ کے حواشی میں ملاحظہ ہوں۔

علامہ گازیرونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب میں تحریر کیا کہ:
”اسود غنسی کے ظہور اور اس کے قتل کا درمیانی عرصہ چار ماہ ہے۔“

(۳۹) مُسْلِمَہ کَذَّاب کا واصلِ جہنم ہونا

جنگِ یمامہ میں، مشرکین سے مُسْلِمَہ کَذَّاب و جال اسی برس قتل کر دیا گیا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاہری حیات میں دعوائے نبوت کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے حضرت وحشی بن خزب رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم واصل کیا۔ اس وقت مُسْلِمَہ کی عمر ایک سو پچاس برس تھی۔

(۴۰) حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت

اس جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے اور اسلام لانے میں مقدم تھے۔

(۴۱) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگِ یمامہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے خطیب الانصار حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔

(۴۲) طرفین کا جانی نقصان

مُسْلِمَہ کَذَّاب کے لشکر سے بیس ہزار مشرکین اس جنگ میں مارے گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک ہزار دو سو مسلمانوں کو شہادت نصیب ہوئی۔ جن میں ماقبل مذکور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل تھی۔ جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ - (۲) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ - (۴) حضرت عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ - (۵) حضرت

مالک بن عمرو رضی اللہ عنہ - (۶) حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ - (۷) حضرت یزید بن قیس رضی اللہ عنہ -

(۸) حضرت عامر بن کبیر رضی اللہ عنہ - (۹) حضرت عبد اللہ بن محرزہ رضی اللہ عنہ - (۱۰) حضرت سائب

بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ - (۱۱) حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ - (۱۲) حضرت ابو وجانہ سماک بن

خرشہ رضی اللہ عنہ - وغیرہ وغیرہ

(۴۳) حضرت عبد اللہ بن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال

اسی سال شوال کے مہینہ میں حضرت عبد اللہ بن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ ۱۰

(۴۴) حضرت رسالت مآب ﷺ کے داماد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا وصال

حضرت رسول کریم ﷺ کے داماد، حضرت زینب رضی اللہ عنہا شہزادی نبی اکرم ﷺ کے خاوند، حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی اسی سال ماہ ذی الحجہ میں انتقال فرما گئے۔ ۱۰

۱۴ صفر المظفر بروز بدھ ۱۱۶۸ھ ۱۰ کو کتاب کی تالیف و تصوید سے فراغت نصیب ہوئی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی عَلٰی التَّمَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ
سَيِّدِنَا الْإِمَامِ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ الْبَرَّةِ الْكَرَامِ ﷺ وَرَضُوا عَنْهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

تکمیل ترجمہ

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ

۸ جنوری ۱۹۹۶ء

بروز پیر ڈیڑھ بجے بعد نماز ظہر۔

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

۱۰ حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت أسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ایک ماں سے تھے۔ غزوہ طائف میں ایک تیر سے زخمی ہوئے جسے ابو مجن ثقیف نے چلایا تھا۔ وہ زخم ٹھیک ہو گیا لیکن بعد میں پھر ہرا ہو گیا جس کی وجہ سے وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے شوال ۱۱ھ میں وصال فرمایا فتح مکہ، حنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوئے۔ الاستیعاب علی حاشی الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ ہجرت نبوی میں آپ رضی اللہ عنہ قریش کی دن بھر کی خبریں رات کو غار ثور میں پہنچاتے رات غار میں گزار کر صبح سویرے قریش کی طرف آجاتے سفر ہجرت کا رہبر عبد اللہ بن اریقہ جب نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پہنچا کر واپس لوٹا اور آپ کو ان دونوں کے منزل مقصود پر پہنچنے کی اطلاع دی تو آپ رضی اللہ عنہ عیال صدیق کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۳ ۱۰ الاصابہ اور الاستیعاب میں آپ رضی اللہ عنہ کا بن وصال ۱۲ھ مذکور ہے۔ الاصابہ میں ۱۳ھ کے قول کو غریب قرار دیا ہے اور جنگ یمامہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے قول کو جو ابن مندہ سے منقول ہے غریب قرار دیا ہے۔ جنگ یمامہ ۱۱ھ کو ہوئی جس طرح اسی فصل کے عنوان نمبر ۳ میں مذکور ہے۔

۱۰ ۵/ ذی الحجہ ۱۱۶۶ھ کو اس کی تالیف کا آغاز ہوا اس طرح کل مدت تالیف ایک سال ایک ماہ اور انیس دن بنتی ہے۔

